بفیضانِ کرم تاجدارِ اہلسنت حضور مفتی اعظم حضرت علامہ مفتی محمد مصطفےٰ رضا خاں رضی اللہ تعالیٰ عنہ

ماہنامہ

پیغامِ رضا اجین

کا

تاج الشریعہ نمبر

مدیر اعلیٰ

قاری محمد لیاقت رضا نوری

مدیر

محمد امین رضوی

مدیر مسئول

محمد احمد رضا نوری

ناشر

انجمن پیغامِ رضا ٹرسٹ بھدراوتی کرناٹک

فیضان کرم: امام اہلسنت حضور مفتی اعظم حضرت علامہ الشاہ محمد مصطفیٰ رضا خاں رضی اللہ تعالیٰ عنہ

زیر سرپرستی: محبوب ملت حضرت علامہ مفتی محمد محبوب عالم صاحب رضوی

خدا توفیق دے تو مجھ کو بس یہ کام کرنا ہے
زمانے بھر میں پیغام رضا کو عام کرنا ہے

ماہنامہ

پیغامِ رضا اُجین

کا

تاج الشریعہ نمبر

۳۰/ اگست ۲۰۱۸ء | ۱۸/ ذی الحجہ ۱۴۳۹ھ

مدیر اعلیٰ
قاری محمد لیاقت رضا نوری

مدیر
محمد امین رضوی

مدیر مسئول
قاری محمد آصف رضا نوری

معاون مدیر
محمد احمد رضا نوری

مدیر اعزازی
محمد صدیق رضوی

ناشر
انجمن پیغام رضا ٹرسٹ بھدراوتی کرناٹک

رابطے کا پتہ
دفتر ماہنامہ پیغام رضا ۱۴۶ رضا نگر ...

مجلس مشاورت

مجلس ادارت

بانی وسرپرست: پیر طریقت، ترجمانِ مسلک اعلیٰ حضرت، حافظ وقاری حضرت
علامہ الحاج الشاہ محمد لیاقت رضا نوری خلیفہ حضور مفتی اعظم ہند، اجین، ایم پی

ناشر

انجمن پیغام رضا ٹرسٹ بھدراوتی کرناٹک

ANJUMAN PAIGHAM-E-RAZA TRUST

Bhadravati, Shimoga Dist. Karnataka
www.paighameraza.com

"سرکار تاج الشریعہ نمبر" کی اشاعت پر پیر طریقت خلیفہ سرکار حضور مفتی اعظم ہند علامہ الحاج الشاہ محمد لیاقت رضا نوری صاحب قبلہ اور مرکزی انجمن پیغام رضا ٹرسٹ کو دل کی گہرائیوں سے مبارک باد پیش کرتا ہوں۔

رب العلمین حضور رحمت عالم ﷺ کے صدقے میں سیدی و مرشدی حضور تاج الشریعہ کے مزار پر انوار پر رحمتیں نازل اور میری والدہ محترمہ مرحومہ کی بے حساب مغفرت فرما کر جنت الفردوس میں اعلی مقام عطا فرما اور میرے والد بزرگوار حضرت علامہ مولانا عبد المجید صاحب قبلہ رضوی و میرے برادران کو صحت و عافیت کے ساتھ عمر دراز عطا فرما آمین ثم آمین

خادم مسلک اعلی حضرت (مولانا) محمد جعفر برکاتی رضوی
خطیب و امام نوری مسجد دوبئی

بلاری میں تاج الشریعہ نمبر حاصل کریں
مولانا علی رضا صاحب رضوی
رضا بک ڈپو
بازار محلہ رضا مسجد کے سامنے بلاری ضلع مرادآباد یوپی

تاج الشریعہ نمبر ملنے کا پتہ
انجمن برکات رضا
ہولے نرسی پور ضلع ہاسن کرناٹک

تاج الشریعہ نمبر ملنے کا پتہ
حاجی غلام مصطفی رضوی
ازہری بک ڈپو اینڈ قادریہ اکیڈمی رجسٹرڈ
رانی بنور ضلع ہاویری کرناٹک

تاج الشریعہ نمبر ملنے کا پتہ
مدینہ بک سینٹر
سنی مسجد چوک کمپلیکس T.K. روڈ مسجد راولی

تاج الشریعہ نمبر ملنے کا پتہ
محمد حامد رضا نوری
قصر رضا عیدگاہ روڈ ٹھاکردوارہ ضلع مرادآباد یوپی

کاروان پیغام رضا انجمن پیغام رضا ٹرسٹ بھدراوتی، کرناٹک

مجلس مشاورت

حضرت مولانا مبارک حسین محسن رضوی، شیموگہ
حضرت مولانا محمد سہیل احمد غزالی، شیموگہ
حضرت مولانا علی رضا صاحب رضوی بلاری
حضرت مولانا محمد الیاس القادری رضوی شیموگہ
حضرت مولانا غلام ربانی صاحب رضوی داونگرے
مولانا الحاج محمد اکبر علی رضوی، بنگلور
مفتی محمد افتخار احمد رضوی چترردرگہ
مفتی محمد فاضل رضوی چترردرگہ
مولانا محمد صفی اللہ نظامی گلشن پیٹ
مولانا الحاج محمد ناصر حسین رضوی ہاسن
محمد موسیٰ رضوی صاحب، بنگلور
حافظ قاری دادا پیر نظامی رضوی گدگ
مولانا عبد السلام رضوی میسور
مولانا مشتاق احمد نظامی ہریہر ملی
جناب ریاست حسین صاحب بھوبچور
مولانا محمد زاہد رضا نوری، سورت
حافظ محمد شبیر رضوی لیاقتی، باناوار
مولانا محمد آصف رضا لیاقتی ہوسے نرسی پور
مولانا محمد سلیم رضوی، آئیتور
عبد القادر رضوی، ہریہر
سید محمد کلیم رضوی، دوبئی

الحاج عبد الخالق منصوری اڈوکیٹ آجمن
عبد العزیز بیگ رضوی، صدر صاحب
محمد انور بیگ صاحب رضوی محمد کوثر پاشا رضوی
محمد عمران خان رضوی
رحمت اللہ منا بھائی رضوی بنگلور
محمد جیلان رضوی محمد شعیب رضوی بنگلور
محمد اصیر الدین رضوی ہاسن
S.Y. مختار احمد رضوی کانٹی پلانٹر چکمگلور
حاجی محمد حبیب اللہ رضوی لیاقتی بنگلور
الحاج سید عبد الحمید رضوی بنگلور
الحاج فیروز خان رضوی سوداگر بدائی بنور
محمد سمیع اللہ رضوی دوبئی
الحاج محمد سلیم رضوی پی سی پی پالے ہنور
محمد ذاکر رضوی صاحب سکریٹری سنی مومن مسجد کوتانور
الحاج محمد فاروق سلیم رضوی آلدور
شیخ نور اللہ رضوی لیاقتی، کوڈلگی
محمد ذکریا رضوی پی سی پی پالے ہنور
محمد عرفان رضوی، بیرور، مولانا وسیم رضا رضوی بیرور
محمد خلیل رضوی، بیرور
محمد عمران رضوی، بنگلور
محمد مزمل پاشا رضوی، بنگلور

رضا اسلامک لائبریری

بانی و سرپرست

رضا اسلامک لائبریری

رضا اسلامک لائبریری

بانی و سرپرست:

اس شمارے میں

حضور تاج الشریعہ حق صداقت کی ایک معتبر آواز تھے	قاری لیاقت رضا نوری	۱۱
پیغامات ـ تعزیتی خطوط		۲۳
چرخ رضا کا اختر پرضیاء	سید اولاد رسول قدسی	۶۸
حضور تاج الشریعہ ماہ وسال کے آئینے میں	ڈاکٹر غلام جابر شمس پورنوی	۷۴
خانوادۂ امام احمد رضا	مولانا شاہ محمد سبحان رضا خاں سبحانی میاں	۱۱۴
حضور تاج الشریعہ کی جدید تحقیقات کے اصولی مباحث	مولانا مفتی محمد ذوالفقار خان نعیمی	۱۳۲
حضور تاج الشریعہ کی حاشیہ وتعلیق نگاری	مولانا مفتی محمد ذوالفقار خان نعیمی	۱۵۷
حضور تاج الشریعہ اور شرح قصیدہ بردہ	مولانا طارق انور مصباحی	۱۶۶
حضور تاج الشریعہ اور ان کی شان فقاہت	مولانا مفتی محمد شمشاد حسین رضوی	۱۸۴
حضور تاج الشریعہ اور مسلک اعلیٰ حضرت	ڈاکٹر مولانا غلام مصطفی نجم القادری	۲۰۸
حضور تاج الشریعہ کی مقبولیت	مولانا انیس عالم سیوانی	۲۳۲
حضور تاج الشریعہ ----- ایک مرشد کامل	مولانا مفتی ڈاکٹر ساحل شہسرامی علیگ	۲۴۱
آثار قیامت: ایک تحقیقی مطالعہ	مولانا غلام مصطفی نعیمی	۲۵۹
حضور تاج الشریعہ اور استحضار علم	مولانا سید اولاد رسول قدسی	۲۷۳
حضور تاج الشریعہ اور "کار افتاء" کی ذمہ داریاں	مولانا مفتی محمد شمشاد حسین رضوی	۲۸۵
حضور تاج الشریعہ اور ان کے معاصرین	مولانا محمد رحمت اللہ صدیقی	۳۰۸
چند حروف کتاب حیات سے	قاری عبدالرحمن خان قادری	۳۲۴
حضور تاج الشریعہ اور استقامت علی الحق	مولانا عبدالمصطفی صدیقی	۳۳۳

جن سے روشن تھے نگاہوں کے تصور	مولانا مفتی محمد مسیح الدین حشمتی	۳۴۰
بشر اختر ہو جائے تو مر کر مرتا نہیں	مولانا محمد ارسلان رضا خان قادری	۳۴۸
حضور تاج الشریعہ کی رحلت اور پرنٹ میڈیا کا کردار	محمد صدر عالم قادری مصباحی	۳۵۸
حضور تاج الشریعہ۔۔۔۔۔ داعی عرب و عجم	مولانا غلام جیلانی ازہری نیپالی	۳۷۳
حضور تاج الشریعہ: نادر روزگار ہستی	مولانا غلام مصطفیٰ رضوی	۳۸۶
حضور تاج الشریعہ...... مفتی اختر رضا خان الازہری	پروفیسر سید خرم ریاض رضوی اختر القادری	۳۹۰
حضور تاج الشریعہ کی کتب اسلاف پر عمیق نگاہ	مولانا کلیم رضا نوری چشتی	۳۹۴
حضور تاج الشریعہ صلح کلیت کے خلاف حق کی آہنی دیوار	ڈاکٹر مفتی محمد امجد رضا امجدؔ	۴۰۱
حضور تاج الشریعہ کے حوالے سے لفظ ”خطا“ پر شورش کا منصفانہ جائزہ	ڈاکٹر مفتی محمد امجد رضا امجدؔ	۴۱۳
ایک ایسی ہستی جسے آنکھوں سے دیکھا نہیں	مولانا غلام معین الدین برکاتی	۴۲۲
حضور تاج الشریعہ کا فیضان	مولانا محمد عظیم الزماں قادری	۴۲۶
مومن کی یہ پہچان کہ گم اس میں ہے آفاق	مولانا محمد الطاف احمد خاں رضوی	۴۳۳
حضور تاج الشریعہ علیہ الرحمہ زہد وتقویٰ کے آئینہ میں	مولانا غلام سبحانی قادری رضوی	۴۳۷
حضور تاج الشریعہ کا آنکھوں دیکھا حال	مولانا مفتی محمد مقصود عالم فرحت ضیائی	۴۴۱
حضور تاج الشریعہ کی شان میں مناقب	شعرائے اسلام	۴۵۹

مدیر اعلیٰ کے قلم سے

حضور تاج الشریعہ کا وصال ملت اسلامیہ کے لئے عظیم خسارہ

دنیا میں بنام اسلام بہت ساری جماعتیں ہیں اور سب حق پر ہونے کا دعویٰ کرتی ہیں، لیکن حق یہ ہے کہ ان میں اہلسنت و جماعت ہی ایک ایسی جماعت ہے جس میں حق دائر ہے۔ اہلسنت و جماعت کا کوئی ورق، کوئی باب اور کوئی متن ایسا نہیں ہے جو قرآن و احادیث، افکار صحابہ اور اقوام ائمہ سے متصادم ہو۔ صحابہ نے جس انداز میں زندگی اور بندگی کو برتا ہے وہی انداز، وہی طریقہ اور وہی ضابطہ اہلسنت و جماعت کا منشور اور معمول ہے۔

بنام اسلام دنیا میں جو جماعتیں نظر آتی ہیں ان میں اہلسنت کے سوا کوئی ایسی جماعت نہیں ہے جس کا منشور قرآن و احادیث سے متصادم نہ ہو اور جس کے معمولات سے اصحاب مصطفیٰ صلی اللہ علیہ وسلم کے معمولات کی مخالفت نہ ہوتی ہو۔ دعویٰ آسان ہوتا ہے ہر جماعت حق پر ہونے کا دعویٰ کرتی ہے، لیکن حق پر ہونے کے لئے ان کے پاس کوئی موثر دلیل نہیں ہے۔ ان جماعتوں کے جو لٹریچر ہیں ان میں اکثریت ایسی کتابوں کی ہے جو خرافات کا معجون مرکب ہیں، کوئی بھی سنجیدہ شخص غیر جانب دار ہو کر ان کتابوں کا مطالعہ کرتا ہے تو اسے شدید دقتوں سے دوچار ہونا پڑتا ہے اور وہ یہ کہنے پر مجبور ہو جاتا ہے کہ اگر دین اسی کا نام ہے تو ایسے دین پر اللہ اور اس کے رسول صلی اللہ علیہ وسلم کی لعنت ہو۔ خدا جھوٹ بول سکتا ہے اور نبی مر کر مٹی میں مل گئے (معاذ اللہ) اسلام نے اللہ اور اس کے رسول صلی اللہ علیہ وسلم کے تقدس کا جو تصور دیا ہے وہ ہر چیز سے بالاتر ہے۔ اہلسنت و جماعت میں اسلام کا ہر تصور پورے تقدس اور پاکیزگی کے ساتھ عملی طور پر موجود و محفوظ ہے اور اس کے ماننے والے ہر صورت اس کی رعایت کرتے ہیں ہم اپنے اعمال کو اسلام کی میزان پر تولیں گے نہ کہ اسلام کو اپنے اعمال کی میزان پر تولیں گے۔ جو عمل اسلام کے معیار و منہاج کی نفی کرے وہ مشتبہ ہے۔

اہلسنت و جماعت حق ہے اور حق صرف اسی میں دائر ہے۔ شور و غوغا سے سچائی نہیں بدلی جاتی،

اسلام پر جب بھی نازک وقت آیا ہے تو اساطین اہلسنت ہی میدان میں اترے ہیں اور باطل افکار و نظریات کے حاملین کو خاک چاٹنے پر مجبور کر دیا ہے۔ جب اکبر نے دینِ الٰہی کی بنیاد رکھی تو حضرت مجدد الف ثانی نے اس خود ساختہ دین کی بنیادیں اکھیڑ کر رکھ دیں، انھیں اس راہ میں شدید تو ہین سے گزرنا پڑا، لیکن ان کے عزم و استقلال کے سامنے اونچیں پانی پانی ہو گئیں۔

اہلسنت و جماعت کا سب سے بڑا المیہ یہ ہے کہ یہ ہمیشہ خانوں میں بٹی رہی ہے کوئی مردِ قلندر اٹھتا ہے اور دلوں کو جوڑ دیتا ہے، کچھ دنوں تک لوگ آپس میں شیر و شکر رہتے ہیں، پھر حالات حسب سابق ہو جاتے ہیں۔ ایک بزرگ شخصیت سے ان کے عقیدت مندوں نے سوال کیا کہ حضور جماعت اہل سنت حق ہے، پھر اس میں اتنے اختلافات کیوں ہیں؟ انہوں نے اپنے اہل عقیدت کو جواب دیا کہ یہ اختلافات ہی اس کے حق ہونے کی دلیل ہے کہ اگر جماعت حق چند ہوتی تو کب کی مٹ چکی ہوتی۔ باطل ہمیشہ متحد رہا ہے۔ آج جماعت اہلسنت کی کسی بھی باطل جماعت سے محاذ آرائی ہوتی ہے تو تمام باطل جماعتیں متحد ہو جاتی ہیں۔ جماعت و اہلسنت کے حق ہونے کی یہ بھی بہت بڑی علامت ہے۔ آقائے کریم ﷺ کا فرمان ہے کہ ہماری امت تہتر فرقوں میں بٹ جائے گی، ان میں ایک ہی فرقہ حق پر ہوگا، باطل کے اتحاد سے جماعت اہلسنت کی حقانیت واضح ہوتی ہے۔ باطل جماعتیں آپس میں سب کو حق پر سمجھتی ہیں جب کہ یہ منشائے حدیث کے منافی ہے اور فرمانِ مصطفیٰ ﷺ کی شدید مخالفت ہے، جہاں دین ہوتا ہے وہاں خوف و خشیت ہوتی ہے اور جہاں دین نہ ہو وہاں خوف و خشیت کا سوال ہی پیدا نہیں ہوتا۔ باطل جماعتوں کے روزمرہ معمولات سے بھی اس کا ثبوت ملتا ہے کہ ان کے پاس دین کے سوا سب کچھ ہے۔ ان کی سب سے بڑی طاقت ان کا آپسی اتحاد ہے۔

اہلسنت و جماعت حق ہے، حق بکھر کر بھی حق ہی رہتا ہے، حق کے دعوے داروں کے درمیان اختلاف ہوتا ہے، لیکن اختلاف کا تعلق فروعیات سے ہوتا ہے اعتقادیات سے نہیں۔ فروعیات میں اختلاف کبھی رحمت ہوتا ہے اور اگر اس کا رشتہ ذاتیات سے جڑ جائے، ذاتی اور شخصی مفادات سے جڑ جائے تو باعث زحمت ہوتا ہے۔ اہلسنت کی مثال ایک دریا کی ہے اس میں جب کوئی اختلاف کا پتھر

چھلکتا ہے تو پانی کی سطح پہ لہریں اٹھتی ہیں اور دیکھتے ہی دیکھتے غائب ہو جاتی ہیں۔ اس پتھر سے دریا کی وسعت، گہرائی اور شفافیت میں بال برابر فرق نہیں آتا ہے۔ اہلسنت و جماعت ایک ایسا دریا ہے جس کا رشتہ مدینے سے بہت گہرا ہے۔ اہلسنت و جماعت کا ہر ورق عشق رسالت مآب صلی اللہ علیہ وسلم محبت اصحاب مصطفی صلی اللہ علیہ وسلم اور عقیدت عشاق مصطفی صلی اللہ علیہ وسلم سے روشن ہے۔ اہلسنت و جماعت ایک خدائی نور ہے، ایک خدائی فانوس ہے اور ایک خدائی چراغ ہے، اس چراغ کو دنیا کی کوئی طاقت بجھا نہیں سکتی بلکہ جس طاقت نے اسے بجھانے کی کوشش کی ہے خود اس کا وجود ختم ہو گیا ہے۔

اہلسنت و جماعت کی اصطلاح کی وضع عہد صحابہ میں نہیں ہوئی بلکہ اس کی وضع حضرت امام ابو الحسن اشعری اور حضرت امام ابو منصور ماتریدی کے عہد میں ہوئی۔ مذکورہ ائمہ کے عہد میں کئی ایک باطل جماعتیں اور فرقے وجود میں آئے اور سب کے سب حق پر ہونے کا دعویٰ کرنے لگے۔ اس طرح حق کا چہرہ مشتبہ ہونے لگا، اہل حق میں اضطراب پھیلنے لگا، حضرت امام ابو الحسن اشعری اور حضرت امام ابو منصور ماتریدی نے باطل سے جہاد کیا اور اہل حق کے لئے اہلسنت و جماعت کی اصطلاح وضع کی۔ اس طرح جو شخص اہلسنت و جماعت کے معمولات و مراسم، اصول و ضوابط اور افکار و خیالات کا حامل اور پابند ہوتا اسے اہل حق میں سمجھا جاتا۔ یعنی حضرت امام ابو الحسن اشعری اور حضرت امام ابو منصور ماتریدی کے متبعین ہی کو اہل حق میں شمار کیا جاتا بلکہ ان دونوں شخصیات نے حق کو اتنا واضح کیا کہ دونوں شخصیات معیار حق و صداقت بن گئیں اور آج بھی مذکورہ دونوں شخصیات کو یہ حیثیت حاصل ہے۔

اہلسنت و جماعت ہر زمانہ میں باطل قوتوں کے نشانے پر رہی اور یہ بھی حقیقت ہے کہ باطل اہلسنت ہی سے افرادی قوت حاصل کرتا رہا ہے۔ باطل ہمیشہ اپنے چہرے پہ خوبصورت نقاب ڈال کر آتا ہے تاکہ سادہ طبیعتوں کے شکار میں آسانی ہو۔ دھوکہ، فریب اور ریاکاری کے خمیر ہی سے باطل کا پیکر تیار ہوتا ہے، لیکن حدیث پاک **اتقوا بفراسۃ المؤمن الخ** کے تحت باطل جس لباس میں آئے، جس لبادے میں آئے اور اپنے مکروہ چہرے پہ جتنا خوبصورت نقاب ڈال کر آئے علماء ربانیین کی نگاہوں سے بچ کے نہیں نکل سکتا۔ یہی وجہ ہے کہ جس فتنے کی اصلیت عوام پہ بہت بعد میں

آشکار ہوتی ہے۔ علماء ربانیین ابتداء ہی میں اس سے خوب اچھی طرح واقف ہو جاتے ہیں اور اس کی شاطرتوں، جہالتوں اور خطرات سے قوم و ملت کو بچانے کے لئے عملی اقدامات کا پاکیزہ سلسلہ شروع کر دیتے ہیں۔ تاریخ میں اس کے بے شمار نظائر موجود ہیں، اگر اجمالی طور پر بھی نظائر پیش کئے جائیں تو ایک طویل فہرست تیار ہو سکتی ہے۔ یہاں ماضی قریب کی تاریخ سے دو چند اوراق پیش ہیں۔

دنیا اس بات سے خوب اچھی طرح واقف ہے کہ اکبری فتنہ دین الٰہی کا نقاب اپنے چہرے پر ڈال کے نمودار ہوا۔ عوام بظاہر دین الٰہی کا خول دیکھ رہی تھی، لیکن حضرت مجدد الف ثانی اس خول کے اندر دیکھ رہے تھے۔ آپ نتائج سے بے پرواہ ہو کر اس فتنے کے خلاف آہنی دیوار بن کر کھڑے ہو گئے۔ فتنہ حکومت وقت کے زیر سایہ پروان پا رہا تھا اور حکومت جمہوری نہیں تھی، شخصی تھی۔ عوامی جذبات و احساسات سے بے نیاز تھی، اکبر تنہا ہر سیاہ و سفید کا مالک تھا۔ اکبر کے رعب و جلال کا یہ عالم تھا کہ بڑے سے بڑا طوفان اس کا نام سن کر اپنا راستہ بدلنے پر مجبور ہو جاتا تھا۔ اکبر کی حکومت کا دائرہ بھی بہت وسیع تھا۔ پاس پڑوس کی چھوٹی چھوٹی حکومتیں اس سے ہر وقت خوف زدہ رہا کرتی تھیں، لیکن تنہا مجدد الف ثانی کے فولادی عزم کے سامنے حکومت گھٹنے ٹیکنے پر مجبور ہو گئی۔ ابوالفضل اور فیضی اکبر کے دو بڑے اہم مشیر تھے۔ حضرت مجدد الف ثانی نے حکومت ہی کی کمر نہیں توڑی بلکہ اس فتنے اور اس فتنے کو توانائی فراہم کرنے والے ابوالفضل اور فیضی دونوں کو حکومت کے ایوان میں دفن کر دیا۔ حضرت مجدد الف ثانی کی بے پناہ جد و جہد سے اسلام خطرے کی زد سے باہر نکل آیا، چونکہ بادشاہت میں عوام بے بس ہوتی ہے۔ علماء ربانیین ہی امید کی ایک آخری کرن ہوتے ہیں۔ حضرت مجدد الف ثانی اپنی بے لوث قربانیوں کے باعث عوام و خواص کے قبلہ عقیدت بن گئے اور ایسے قبلہ عقیدت بنے کہ ان کا نام ہی اہل حق کی علامت و شناخت بن گیا۔

حضرت مجدد الف ثانی نے جس فتنے کو اس کے بانیوں اور حواریوں کے ساتھ دفن کر دیا تھا، ابھی سو سال کا عرصہ بھی نہیں گزر رہا تھا کہ وہی فتنہ مولوی اسماعیل دہلوی کی شکل میں نمودار ہوا۔ اس فتنے سے پورے برصغیر میں پھر بھونچال آ گیا۔ اسلام کے جس گلشن کو حضرت مجدد الف ثانی نے اپنے خون

جگر سے سینچا تھا، جسے باد مخالف سے بچانے کے لئے اپنا ہر سکون تج دیا تھا، اسی گلشن پر خزاں پھر منڈلانے لگی تھی۔ دین الٰہی بھی حکومت کے زیر اثر پروان چڑھا تھا اور مولوی اسماعیل دہلوی کا فتنہ بھی حکومت کی پناہ میں سفر کر رہا تھا۔ فتنہ وہی تھا صرف چہرے بدل گئے تھے، سپاہی بدل گئے تھے اور سپہ سالار بدل گئے تھے۔ مولوی اسماعیل دہلوی کا فتنہ اکبر کے دین الٰہی سے بھی خطرناک تھا، چونکہ یہاں جو بھی ہو رہا تھا اسلامی لبادے میں ہو رہا تھا، چہرے پہ اسلامی نقاب ڈال کر ہو رہا تھا اور اسلام کے نام پہ ہو رہا تھا۔ سوال یہ پیدا ہوتا ہے کہ اگر یہ اسلامی جہاد تھا تو انگریز جو اسلام کا ازلی دشمن ہے اسے اس جہاد سے کیوں محبت تھی اور ہر طرح سے اس کی وہ پشت پناہی کیوں کر رہا تھا۔ مولوی اسماعیل دہلوی کی تحریک تحریر اور جہاد کو اسلامی جہاد سے تعبیر کرنا سخت جہالت و نادانی ہے۔

اکبر کے خود ساختہ دین الٰہی کو عوام مسلمین کی تائید حاصل نہ تھی، عوام کی خاموشی حکومت کا خوف تھا۔ اکبر کے خود ساختہ دین الٰہی کا کوئی اصول دین خدا سے نہیں ملتا تھا، جب کہ مولوی اسماعیل دہلوی کی تحریک بنام اسلام تھی۔ وہ بظاہر اسلام کا منکر نہ تھا، اس کا شب خون اعتقادیات پر تھا۔ وہ اسلامی اعتقادیات کو علما کی ذہنی و فکری اضافات سے تعبیر کرتا تھا۔ بہر حال اس کی تحریک کا بنیادی مقصد اسلامی سطوت و شوکت کو ضائع کرنا اور مسلمانوں کو مختلف خانوں میں بانٹ دینا تھا اور اس باب میں اسے بہت حد تک کامیابی ملی۔ یہ حکومت وقت کا عین منشا بھی تھا، اس کی تحریک سے مسلمانوں کو جو زخم ملے ہیں، ان سے آج بھی خون کے فوارے پھوٹ رہے ہیں اور مسلمان زوال کی دلدل میں دھنستا چلا جا رہا ہے۔

اکبر کے دین الٰہی کے خلاف علما متحد نہ تھے، یہاں بھی حکومت کا خوف تھا، لیکن مولوی اسماعیل دہلوی کی تحریک کے خلاف علما اور عوام دونوں متحد تھے۔ دہلی کی جامع مسجد میں باضابطہ اس سے مناظرہ بھی ہوا اور وہ مناظرے کے دوران ہی مسجد سے نکل کر چلا گیا۔ اس کی تحریک کی علما بیزاری کا اندازہ اس بات سے لگایا جا سکتا ہے کہ اس کے رد میں تین سو سے زائد کتابیں لکھی گئیں۔ ملک میں ہر سمت حنفیت کا غلغلہ تھا اور پورا ملک دینی، علمی اور مسلکی اعتبار سے متحد تھا۔ مولوی اسماعیل دہلوی کی تحریک اسلام کا ایک ایسا نیا چہرہ تھا، جس میں تقدیس الوہیت اور عظمت رسالت مآب صلی اللہ علیہ وسلم ہی ہدف تنقید تھی۔ اس تحریک کی روشنی میں مولوی اسماعیل دہلوی کے افکار و نظریات کا

مخالف اسلام سے خارج تھا، چاہے اس کا تعلق دنیا کے کسی علاقے یا خطے سے ہو۔

اس تحریک کے شعلوں سے پورا برصغیر جھلسنے لگا، گھر گھر میں جنگ وجدال جیسا ماحول ہو گیا۔ جب پانی سر سے اونچا ہو گیا تو سعادت مند قلوب دست بدعا ہوئے ان کی دعائیں باب اجابت سے ٹکرائیں، رحمت الٰہی متوجہ ہوئی اور اعلیٰ حضرت امام احمد رضا قادری برکاتی قدس سرہ مقتدائے قوم و ملت اور رہنمائے دین و شریعت کی شکل میں بریلی شریف سے نمودار ہوئے۔ آپ کی ولادت ۱۲۷۲ھ/۱۸۵۶ء میں ہوئی۔ یہ زمانہ ملت اسلامیہ کے لئے بڑا نازک زمانہ تھا۔ قوم مسلم داخلی اور خارجی دونوں اعتبار سے افلاس کا شکار تھی، خاص کر ہندوستانی مسلمان سخت آزمائش کا شکار تھا، ان سے ان کا مذہبی تشخص بھی چھینا جا رہا تھا اور انھیں شہری و ملکی حقوق سے بھی محروم کرنے کی کوشش کی جا رہی تھیں، حکمراں طبقہ کو یہ خوف لاحق تھا کہ مسلمان کبھی بھی بیدار ہو سکتے ہیں اور یہ اور ان وطن کو یہ خوف حراساں کئے ہوا تھا کہ اگر یہ قوم خود کفیل ہو جاتی ہے تو اس سے کسی بھی میدان میں مقابلہ مشکل ہوگا۔ حکومت کی مشنری اپنے مسلم نما ایجنٹوں کو منظم کر چکی تھی جو اسلامی اقدار و روایات کے چہرے کو گرد آلود کرنے میں شب و روز مصروف تھے۔ ایک طرف افلاس کے سائے مسلمانوں کے تعاقب میں تھے تو دوسری طرف رہبر کے روپ میں رہزنوں کا ٹولہ منافرانہ و مباحثاتی ماحول پیدا کر کے حال اور مستقبل پر غور کرنے سے انھیں روک رہے تھے۔ یعنی زندگی کے ہر شعبے میں مسلمانوں کو پسپائی پر مجبور کیا جا رہا تھا۔

اعلیٰ حضرت امام احمد رضا قادری برکاتی قدس سرہ نے جب شعور کی دہلیز پر قدم رکھا تو انہوں نے مسلمانوں کو مایوسی کے صحرا میں بھٹکتے ہوئے پایا۔ مذہب سیاست اور تجارت کے شعبوں میں مسلمانوں کی کوئی نمائندگی نہیں ہے اور جو لوگ مذہبی، سیاسی اور تجارتی نمائندوں کی شکل میں مصروف کار ہیں حقیقت میں وہ دین فروش، مذہب فروش اور قوم فروش ہیں، ان کی اولین خواہش حکومت کی خوشنودی ہے جو دینے ہیں دے مسلمانوں کو لاتے ہیں یہ اس دین کے سوداگر ہیں۔ حب رسالت مآب ﷺ جو ایمان کی اساس ہے یہ رہبر نما رہزن اس عشق رسالت مآب ﷺ کے چراغ کو مسلمانوں کے سینوں سے بجھا دینا چاہتے ہیں۔

اعلیٰ حضرت امام احمد رضا قادری برکاتی قدس سرہ کی ذات کمالات ظاہری و کمالات باطنی کی جامع تھی، اللہ تعالیٰ نے انہیں اتنی توانائی عطا کی تھی کہ وقت کی بڑی سے بڑی طاقت بھی ان سے مقابلے کی خود میں تاب نہیں پاتی تھی، چونکہ فتنے بیزار رہتے تھے اور ہر فتنے کا انہیں سرکچلنا تھا، اکبر کا خودساختہ دین الٰہی ایک طویل مدت کے بعد مولوی اسماعیل دہلوی کی شکل میں نمودار ہوا۔ اکبر کے خودساختہ دین الٰہی کا ایک ہی روپ تھا لیکن مولوی اسماعیل دہلوی کے فتنے کے مختلف روپ تھے اور ہر روپ ایک مکمل فتنہ کی شکل اختیار کر چکا تھا۔ مولوی اسماعیل دہلوی سے نکلے ہوئے ہر فتنہ کی رسائی ایوان حکومت تک تھی بلکہ حکومت ہی ان فتنوں کو ہر طرح کی غذا فراہم کر رہی تھی۔ اعلیٰ حضرت کے عہد میں ہر فتنہ جوان ہو چکا تھا نظام قدرت ہے کہ فتنہ جس قدر جتنا مضبوط ہوتا ہے اس کو کچلنے کے لئے رب اس سے بڑی طاقت کو بھیجتا ہے۔ اعلیٰ حضرت کی کتاب حیات کے مطالعہ سے اس کی بھرپور توثیق ہوتی ہے۔ رب نے آپ کی ذات کو بے پناہ طاقت و توانائی سے مزین فرمایا تھا یہی وجہ ہے کہ کوئی باطل آپ کے سامنے سرخرو نہ ہو سکا۔

اعلیٰ حضرت امام احمد رضا قادری برکاتی قدس سرہ نے مسلمانوں کو قدم قدم پر حوصلہ دیا۔ ان کی زندگی کی جو راہیں تاریک تھیں انہیں روشن کیا، جو قوتیں مسلمانوں کی بنیادوں کو کھوکھلا کرنے میں مصروف تھیں ان کی نشاندہی کی اور ہر فتنے کے چہرے سے نقاب الٹ دیا۔ اعلیٰ حضرت کے عہد میں کوئی ایسا فتنہ نہیں ملتا جس کی آپ نے نشاندہی نہ کی ہو اور کوئی ایسا فتنہ نہیں جس کے خلاف آپ کی کوئی کتاب یا کوئی رسالہ نہ ہو، آپ کے علم، عمل اور عشق کی روشنی اتنی تیز تھی کہ پوری اسلامی دنیا آپ کی سمت متوجہ ہو گئی۔ آپ نے صرف اسلام دشمن عناصر ہی کا تعاقب نہیں کیا بلکہ آپ کے عہد میں بعض مسائل ایسے تھے جن کا اطمینان بخش حل علماء و فقہا اور مفتیان کرام پر پورے طور سے واضح نہیں ہو رہا تھا۔ آپ نے ان مسائل کا بھی اطمینانی تجزیہ اور دلائل و براہین سے مزین حل پیش فرمایا۔ آپ کی حیات دینی، ملی اور علمی خدمات ایسی نہیں ہیں کہ انہیں لفظوں میں سمیٹ لیا جائے بلکہ اس کے لئے دفاتر کی ضرورت ہے اور یہ کام فرد واحد کے بس کا بھی نہیں ہے، اس کے لئے ایک مضبوط تنظیم اور ہر طرح سے مستحکم ادارے کی ضرورت ہے۔ اس اداریاتی تحریر میں ہم نظیریں بھی پیش کرنے سے

قاصر ہیں۔ ایسے آپ کی حیات کے اکثر ابواب چاند کی چاندنی کی طرح صاف وشفاف اور سورج سے زیادہ روشن ومنور ہیں۔ آپ نے اپنی حیات کی ہر سانس کو دین وشریعت، عشق ومحبت اور قوم وملت کے لئے وقف کر دیا تھا۔ آپ نے فتنوں کی سرکوبی بھی کی اور مسلمانوں کو ان کی سرکوبی کے لئے ہتھیار بھی فراہم کئے۔ آپ نے مسائل کے بھنور سے مسلمانوں کو نکالا بھی اور مستقبل میں ایسے حالات سے نمٹنے کے لئے خطوط بھی متعین کئے۔ چراغ عشق رسالت مآب صلی اللہ علیہ وسلم سے قلوب مسلمین کو روشن بھی کیا اور عشق کے لئے تحفظات بھی فراہم کئے۔ یعنی جن مقاصد کی تکمیل کے لئے آپ کی ولادت ہوئی تھی، آپ نے ان مقاصد کو بھرپور انداز میں تکمیل کے زیور سے مزین کیا ہے۔ یہ عقیدت کی لہریں نہیں ہیں بلکہ صداقت کی پرنور شعاعیں ہیں۔

جب کوئی انسان نعمت الٰہی کی قدر کرتا ہے اور اپنے منصب سے وفاداری کرتا ہے تو وہ نعمت اور منصب اس سے چھینا نہیں جاتا بلکہ اس کے بعد وہ نعمت اور منصب اس کی آنے والی نسلوں میں منتقل ہوتا رہتا ہے۔ اعلیٰ حضرت جب تک حیات سے رہے پوری اسلامی دنیا کی قیادت وامامت کی دستار آپ کے سر پہ روشن رہی۔ آپ کے بعد یہ منصب آپ کے خلف اکبر حجۃ الاسلام شاہ حامد رضا قادری برکاتی قدس سرہ کو ملا۔ حضرت حجۃ الاسلام نے اعلیٰ حضرت کی دینی، ملی اور قومی خدمات کے کسی بھی ورق کو داغدار ہونے نہیں دیا۔ چونکہ معاملہ خصوصاً پورے برصغیر کا تھا، اگر اعلیٰ حضرت کی تحریک، تحریک عشق رسالت کسی بھی زاویے سے کمزور ہوتی تو پورے برصغیر کی مذہبی شفافیت کے داغدار ہونے کا شدید خطرہ تھا۔ رحمت الٰہی اعلیٰ حضرت کی مسند عشق وعرفان کی زیب وزینت کے لئے افراد فراہم کرتی رہی۔ حضرت حجۃ اسلام کے بعد اس مسند علم وعرفان پر حضور مفتی اعظم ہند شاہ محمد مصطفی رضا قادری برکاتی قدس سرہ جلوہ فرما ہوئے۔ آپ نے پورے برصغیر کو منظم بھی کیا، مضبوط بھی کیا اور متحد بھی کیا۔ حضور مفتی اعظم ہند کی کتاب حیات کے انوار وتجلیات سے پیشانیاں آج بھی روشن ومنور ہو رہی ہیں۔ آپ کے عہد نے آپ سے بڑا کوئی دوسرا تقویٰ شعار نہیں دیکھا ہے۔ دنیا کے جن شہروں کو آپ کے قدموں کی برکتیں ملی ہیں ان شہروں کے بام ودر سے آج بھی خوشبو پھوٹتی ہے۔ جن گلیوں سے آپ گزرے ہیں وہ گلیاں آج بھی مہکتی ہیں۔ آپ نے تقریباً ۵۷ سال تک اپنے

والد ماجد اعلیٰ حضرت امام احمد رضا قادری برکاتی قدس سرہ کی تحریک کی قیادت و نیابت کی اور اس شان سے کی کہ پورا برصغیر عشق و عرفان کی خوشبو میں نہانے لگا۔

حضور مفتی اعظم ہند کے بعد حضور تاج الشریعہ وارث علوم اعلیٰ حضرت، پرتو حجۃ الاسلام اور جانشین مفتی اعظم کی شکل میں نمودار ہوئے اور اپنے خاندانی بزرگوں کی امانتوں کی ترویج و تشہیر اس انداز میں کی کہ عوامی جذبات و احساسات کے قبلۂ عقیدت بن گئے۔ آپ پچاس سال سے زائد عرصہ تک ملت اسلامیہ کو حرارت عشق رسالت مآب ﷺ کا عرفان عطا کرتے رہے۔ آپ نے اپنے خاندانی بزرگوں کے چراغ عشق و عرفان کی لو کو کبھی مدھم ہونے نہیں دیا اور قومی و ملی وقار و اعتبار کو کسی بھی زاویے سے داغدار ہونے نہیں دیا۔

حضور تاج الشریعہ کے عہد کو فتنوں کے عہد کا نام دیا جاسکتا ہے، لیکن ہر فتنہ آپ کے وجود سے خوف زدہ و حراساں رہا۔ عہد حاضر کی مرکزی شخصیات میں ہر زاویے سے آپ کو اولیت حاصل تھی۔ اس عہد کا سب سے خطرناک فتنہ صلح کلیت ہے۔ حضور تاج الشریعہ کی ذات صلح کلیت کے لئے آہنی دیوار کی حیثیت رکھتی تھی۔ آپ کی عوامی مقبولیت کا یہ عالم تھا کہ جہاں بیٹھ جاتے بغیر تعارف کے پروانوں کا ہجوم اکٹھا ہو جاتا۔ آپ کی ذات عوام و خواص دونوں کے لئے قبلۂ عقیدت بھی تھی اور قبلۂ حاجات بھی۔ فتنے آپ کے بام و در سے ٹکرا ٹکرا کر دم توڑ دیتے تھے۔ آج آپ کا نام اور کام دونوں قوم و ملت کے لئے وظیفۂ حیات بنے ہوئے ہیں۔ آپ کے وصال سے پوری سنی دنیا سکتے میں ہے۔ ہر سمت غم و اندوہ کے سائے رینگ رہے ہیں اور ہر دل اشکبار ہے۔ آپ کے وصال سے جو خلا پیدا ہوا ہے مستقبل قریب میں اس کا پر ہونا بہت مشکل لگ رہا ہے، لیکن اللہ تعالیٰ اپنے دین کا محافظ ہے، اس کی رحمت برصغیر کے مسلمانوں کو بے آبرو ہونے نہیں دے گی۔

حضور تاج الشریعہ کے وصال سے متاثر ہوکر اہل عقیدت اپنے اپنے طور پر ان کی بارگاہ عظمت نشان میں خراج عقیدت پیش کرنے کی کوشش میں لگے ہوئے ہیں، ماہنامہ پیغام رضا، اجین، ایم پی کے اراکین اور اس سے وابستہ افراد بھی حضور تاج الشریعہ کے غلاموں اور عقیدت مندوں میں خود کو شمار کرتے ہیں۔ آپ کے وصال کے بعد اراکین کی ایک ہنگامی نشست بلائی گئی اور اس میں یہ فیصلہ

کیا گیا کہ حضرت کی حیات وخدمات پر ایک وقیع اور جامع پیغام رضا کا تاج الشریعہ نمبر نکالا جائے، چونکہ وقت بہت کم تھا، فوراً ہم نے اہل زبان وقلم سے رابطے بحال کئے اور ان سے قلمی ولسانی تعاون کی اپیل کی۔ الحمد للہ اہل زبان وقلم نے ہماری اپیل پر لبیک کہا اور اپنی قلمی نگارشات سے ہماری بھرپور انداز میں حوصلہ افزائی کی اور کم وقت میں قابل توجہ، معلوماتی اور علمی مواد اکٹھا ہو گئے، اس حوالے سے ہم اہل زبان وقلم کے بے حد ممنون ومشکور ہیں اور ان کے لئے دعا گو بھی۔

ماہنامہ پیغام رضا کے تاج الشریعہ نمبر کی تیاری کے لئے ہمیں بہت کم وقت ملا ہے، اس لئے نمبر کی جس انداز میں ترتیب وتہذیب ہونی چاہئے ہم اس کا خاطر خواہ لحاظ نہیں کر سکے ہیں، ممکن ہے دوسرے ایڈیشن میں اس پہلو پر خصوصی توجہ دی جائے۔ اس نمبر کی ترتیب میں یوں تو بہت سارے احباب ومتعلقین کا پرخلوص تعاون شامل ہے، ہم نام بنام سب کا ذکر کرنے سے قاصر ہیں لیکن چند احباب اور معاونین ایسے ہیں جن کا ذکر نہ کرنا دیانت کا خون ہوگا۔ بالخصوص حضرت مولانا محمد رحمت اللہ صدیقی مدیر اعلی پیغام رضا ممبئی، اگر اس سنگلاخ سفر میں آپ کی رفاقت نہ ملتی تو یہ نمبر اس شکل میں آپ کے ہاتھوں کی زینت نہ ہوتا۔ انجمن پیغام رضا ٹرسٹ، بھدراوتی کرناٹک کے اراکین کی محبتیں بھی قدم قدم پر ہمارے حوصلوں کو توانائی فراہم کرتی رہیں، خاص کر پیر طریقت جناب محمد امین رضوی، جناب صدیق رضوی اور کوثر رضوی یہ حضرات ہمیشہ دست وبازو بنے رہے۔ محبوب ملت حضرت علامہ مفتی محبوب عالم صاحب رضوی مہتمم دار العلوم غریب نواز اجین کی ذات بھی ہمارے لئے چراغ راہ کی حیثیت رکھتی ہے۔ خادم رضویت لیاقت رضا نوری ان کی صحت وعافیت کے لئے ہر وقت دست بدعا رہتا ہے۔ ہمارے صاحبزادگان مولانا آصف رضا نوری واحمد رضا نوری (عرف بھائی جان) کو بھی ہم کبھی بھی فراموش نہیں کر سکتے۔ ہماری دینی خدمات میں ان دونوں کا بہت اہم رول ہے۔ رب کائنات تمام کرم فرماؤں کو دارین کی نعمتوں سے شاد کام فرمائے۔

تاج الشریعہ نمبر کا کام جلد بازی میں ہوا ہے اس لئے مقالات کی ترتیب اور ان کی پروف ریڈنگ میں جس طرح کے توجہ کی ضرورت تھی ہم وہ توجہ نہیں دے سکے ہیں، اس لئے لفظی خامیوں کا امکان زیادہ ہے، ہم اس کے لئے اپنے معزز قارئین ومعاونین سے معذرت خواہ ہیں، ہاں کوئی بڑی

خامی قارئین کی نگاہ میں آجائے تو رضا نوازی کے ساتھ اطلاع دیں ہم دوسرے ایڈیشن میں اس کی تلافی کی بھرپور کوشش کریں گے۔

انجمن پیغام رضا ٹرسٹ بھدراوتی ایک بہت بڑا ادارہ ہے، اس کی دینی، ملی اور رفاہی خدمات سے اہل علم بہت حد تک واقف ہیں، ادارے کے مقاصد بہت ہی اعلیٰ اور عظیم ہیں، اس ٹرسٹ کے زیر اثر درجنوں ادارے کرناٹک میں مصروف کار ہیں۔ اعلیٰ حضرت امام احمد رضا قادری برکاتی قدس سرہٗ کے وصال کو سو سال ہو چکے ہیں، جشن صد سالہ کے لئے ہمارے منصوبے ہیں ان میں کنز الایمان شریف کی کنڑ زبان میں اشاعت سرفہرست ہے، کام مکمل ہو چکا ہے، جشن صد سالہ میں اس کی اشاعت اور نمائش ہوگی۔ کنز الایمان کے ساتھ اعلیٰ حضرت امام احمد رضا قادری برکاتی قدس سرہٗ کی بہت ساری دوسری تصنیفات بھی اشاعت کی منزل میں ہیں اور بھی دوسرے علمی ولسانی کام زیر غور ہیں۔ مذکورہ منصوبوں میں انجمن پیغام رضا ایجوکیشن کے احباب بھی ہمارے شانہ بشانہ ہیں، سب کے لئے ہماری پر خلوص دعائیں ہیں۔ دعا ہے کہ رب کعبہ ہمارے حوصلوں کو تب و تاب عطا کرے اور ہم سے دین و شریعت کا t حیات کام لیتا رہے۔

حضور t ج الشریعہ کا وصال ملت اسلامیہ کے لئے عظیم خسارہ ہے۔ یہ ہمارے لئے غم کی گھڑی ہے، اس غم میں ہم اہلسنت و جماعت کے ساتھ برابر کے شریک ہیں۔ خصوصی طور پر جانشین حضور t ج الشریعہ حضرت علامہ مفتی عسجد رضا خاں صاحب مدظلہ العالی والنورانی کے غم کو ہم اپنا ذاتی غم سمجھتے ہیں۔ اللہ تعالیٰ انھیں صبر جمیل کی دولت سے مالا مال فرمائے اور اہلسنت و جماعت کو متحدہ منظم اور مضبوط کرنے کا انھیں جذبہ عطا کرے۔ آمین بجاہ سید المرسلین صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم۔

سراپا غم کی تصویر

محمد لیاقت رضا نوری

تعزیتی

پیغامات

بسم اللہ الرحمن الرحیم

جمهورية العراق
إدارة جامع الشيخ عبد القادر
الكيلاني
والأوقاف القادرية

Administration of
Shaikh Abdul Qadir Al-Gailani
Mosque and Al-Awqaff Al-Qadirya

www.facebook.com/shaikh.algailani
www.shaikh-algailani.com
shaikh.algailani@yahoo.com
shaikh.algailani@gmail.com
mob.: 00964 - [illegible]

We were saddened to receive the news of the passing away of **Al-Allamah Mufti Akhtar Riza Khan Al-Qadiri**.
Our deep condolences to his family, students and his lovers everywhere.

May Allah ﷻ grant his soul the highest position in Jannah together with HIS beloved Prophets, Messengers and Awliaallah. Ameen

Al-Shaikh As-Sayyed Khalid Al-Jailani Al-Qadiri Al-Baghdadi
Darul Jailani International, SEYIDAA NASHEEN
Baghdad Sharif Iraq.

علامہ کوکب نورانی اوکاڑوی غفرلہ

بسمہٖ تعالیٰ

”رفتید و لے نہ از دلِ ما“

رضا ہی میں رضا ہے، رضا سے نسبت، اعتبار ہے، افتخار ہے۔ بات رضا کی ہے تو وہ بھی میرے پیارے نبی کریم کی نسبت سے ہے اور نبی پاک صلی اللہ علیہ وسلم کی نسبت ہی میں سرفرازی ہے، رضا کی طلب کیوں نہ ہو، میرے رضا کے تو نام لیوا بھی کامیاب ہیں۔ کتاب و ماہتاب دنیا دیکھ رہی تھی، اب (تاج الشریعہ) ”اختر“ کی آب و تاب بھی دیکھ لی۔ بلاشبہ وہ یکفرد ہی تھے مگر اپنی ذات میں ایک جمعیت۔ انہوں نے اپنی نسبتیں خوب نبھائیں اور خلقت نے ان کی متابعت کی، وہ اپنے خاندان ہی کی نہیں، مسلکِ حق کی بھی آبرو تھے، ہر چند کچھ مسائل میں بعض نے اختلاف کیا۔ لیکن ان کی مرتبت پہ اعتراض کرنے کی کوئی جرأت نہ کر سکا۔ علمی، فقہی اور روحانی سطح پہ حلقوں میں ان کی فضیلت و مرتبت مسلم رہی۔ ان کا ظاہر و باطن ایک تھا۔ ان سے محبت و رفاقت کی قریباً چار دہائیاں یادوں اور یادگاروں کا ہجوم ہے، جانے کیوں اب سناٹا سا لگ رہا ہے۔ اللہ کریم جل شانہ اپنے حبیب صلی اللہ علیہ وسلم کے صدقے ان کے درجات بلند فرمائے اور تاج دارِ بریلی کے فیضان کی گونج بڑھتی رہے۔

حضرت مولانا سید مظفر شاہ قادری رضوی مدظلہ العالی

مفتی اعظم کا ذرّہ کیا بنا اختر رضا!

حضور مفتی اعظم کا تقویٰ بھی مثال تھا، فتویٰ بھی بے مثال تھا، امام احمد رضا کے بعد شہر علم بریلی شریف کی شناخت تھے مفتی اعظم ہند علیہ الرحمہ سارے عالم میں ان کی عظمتوں اور شرعی فیصلوں کا طوطی بولتا تھا، آج بھی شرعی معاملات میں دنیا کی نگاہیں بریلی شریف کی طرف ہوتی ہیں، جہاں حضور مفتی اعظم کی نیابت کا فریضہ انجام دے رہے ہیں حضرت تاج الشریعہ دامت برکاتہم العالیہ...... انہیں کی شان علمی وتفقہ فی الدین اور عظمت پر ذیل کی تحریر شاہد ہے۔ یہ تاثرات حضرت علامہ سید مظفر شاہ قادری مدظلہ العالی کے ہیں جو آپ نے اپنے ایک خطاب میں ارشاد فرمائے۔ راقم محمد سعید رضا (نوری مشن مالیگاؤں) اسے تحریری شکل میں پیش کرنے کی سعادت حاصل کر رہا ہے۔

''میں کیا کہوں؟ اور میرے جیسے بے کار آدمی کی کیا حیثیت ہے کہ مفتی اعظم ہند رضی اللہ عنہ کے بارے میں کہے میرے شیخ (حضرت تاج الشریعہ) نے جس کا نظیر یقیناً کوئی نہیں ملا، انہوں نے یہ جملہ کہا ہے کہ

''مفتی اعظم کا ذرّہ کیا بنا اختر رضا''

بلندی آپ دیکھئے مفتی اعظم رحمۃ اللہ علیہ کی۔ کہ آج حضور تاج الشریعہ کی سلامت، اور میں ایک بات یہاں پر عرض کر دینا چاہتا ہوں کہ حضور نائب سجادہ حضور تاج الشریعہ دامت برکاتہم العالیہ، فتاویٰ رضویہ شریف کی تعریف فرما رہے ہیں یعنی عربی میں کر رہے ہیں آپ کے ساتھ ایک مولانا ہوتے ہیں وہ اردو کے اندر پڑھتے ہیں۔ میں زمبابوے میں حضرت کے ساتھ رہا ہمارے میں حضرت کے ساتھ رہا۔ میں نے دیکھا کہ اللہ نے علم، اعلیٰ حضرت کے خاندان کو ایسا عطا فرمایا ہے

کہ حضور تاج الشریعہ اس وقت شوگر کا مرض بڑھنے کی وجہ سے بظاہر جو بصارت ہے وہ اتنی کمزور ہے کہ آپ کو کاغذ کے اوپر لکھی ہوئی عبارت نظر نہیں آتی۔ اعلیٰ حضرت فاضل بریلوی کا پورا ایک پیراگراف اردو میں مولانا پڑھتے ہیں۔ میں کہتا ہوں کہ کسی مفتی کو آپ بٹھائیں، اس کے سامنے اردو میں ایک دفعہ فتاویٰ رضویہ کا پیراگراف پڑھیں، اس کو کہیں کہ یہی اردو دوبارہ سنا دو، وہ نہیں سنا سکتا۔ کیوں کے تحریر اعلیٰ حضرت کی تحریر اعلیٰ حضرت کی اردو میں ہی ہے۔ ایک پیراگراف۔ یعنی دو چار لائنیں۔ اگر کسی بہت بڑے عالم کے سامنے بھی پڑھ دی جائے فتاویٰ رضویہ کی؛ ایک مسئلے کے جواب میں اور پھر کتاب سامنے رکھیں کہ آپ پڑھیے ذرا ہو بہو ویسی۔ تو میں کہتا ہوں کہ بہت ممکن ہو تو وہ ایک لائن پڑھیں کہ دوسری میں ڈگمگا جائیں گے یا الفاظ آگے پیچھے ہو جائیں گے۔ مفہوم ومضمون صحیح بیان کر جائیں گے لیکن لفظ ان کے آپس میں مل جائیں گے۔ لیکن حیرانگی ہوتی ہے اس خاندان پر۔ حضور تاج الشریعہ کے سامنے مولانا پورا ایک پیراگراف پڑھ کے چپ کرتے ہیں؛ آپ اس کی پوری تعریف بیان کرتے ہیں۔ یعنی وہ اردو میں پیراگراف پورا کرتے ہیں اور آپ اپنی زبان میں اس کو عربی میں کر کے بیان کرتے ہیں۔ اور وہ جملہ ریکارڈ ہو رہا ہوتا ہے۔ اس کے بعد دوسرا جو ٹائپسٹ ہے وہ عربی سے اس کو تحریر کرتا ہے اور تحریر کرنے کے بعد وہ علما جو جامعہ اشرفیہ کے ادھر کے جو ادب میں عبور رکھتے ہیں وہ کہتے ہیں کہ الفاظ بھی ایسے نکلتے ہیں جو فصاحت میں اعلیٰ مقام رکھتے ہیں۔

اور الحمد للہ میرے شیخ نے اس وقت تین جلدیں فتاویٰ رضویہ کی مکمل عربی میں کر دی ہیں؛ اور عربی بھی وہ جس کو مصری بھی دیکھے تو کتاب پر نثار ہو جائے۔ عربی بھی وہ جس کو شامی دیکھے تو کتاب پر نثار ہو جائے۔ کیوں کہ عربی کرنا تو کوئی بھی رسالہ آپ لایئے وہ تو کوئی بھی کر دیتا ہے، لیکن ان کے مزاج کے اعتبار سے، وہ جو تعبیرات وہ رکھتے ہیں اس تعبیرات کا لحاظ رکھنا، ان کی زبان کا لحاظ رکھنا، اس کے تسلسل کا لحاظ رکھنا تو میں کہتا ہوں یہ منفرد تاج الشریعہ قبلہ دامت برکاتہم العالیہ کو علمی تبحر کا یہاں پہ آج ہے۔ میرا یہ معاملہ خود ہوا۔ میں نے کہا جناب وہی جو ہے حضور! وہ وہی تیمیہ کا شاگرد ہے آپ اس بارے میں کیا کہتے ہیں؟ آپ تو مفتی ہیں فتویٰ بیان فرماتے ہیں۔ میں آپ سے آج

سو سال پرانی بات بیان کر رہا ہوں اور چلتے چلتے میں نے حضور تاج الشریعہ سے کہا میری بحث ہو رہی تھی۔ میں نے کہا حضرت اس نے لکھا ہے کہ وہ بھی جو ہے وہ ابن تیمیہ کے شاگرد ہیں، میں جواب کیا لکھوں۔ میرے ساتھ میرے ایک دوست بھی تھے۔ آپ نے فوراً انھیں کی کتاب "سیر" کا حوالہ دے کر اور ایک اور کتاب کا حوالہ دے کر فرمایا: ادھر دیکھئے انہوں نے رد لکھا ہے۔ اور جو جملے آپ نے عربی کے پڑھے تھے ہو بہو اسی قسم وہی کتاب میں لکھے ہوئے تھے۔ اور یہ اہتمام کے ساتھ نہیں ہے؛ چلتے چلتے۔ تو اب آپ اندازہ لگائیے کے اس خاندان پر اللہ رب العالمین جل وعلیٰ نے کیسا فضل رکھا ہے؛ اور جس شخصیت کا آج کوئی نظیر نہیں، میں کہتا ہوں تاج الشریعہ کی نظیر نہیں۔ نہ تقوے میں کوئی نظیر ہے نہ علم میں کوئی نظیر ہے۔ جب ان سے پوچھا گیا کہ حضور آپ جانشین ہیں مفتی اعظم ہند کے۔ آپ کو کرسی ملی ہے، آپ کو ان کی جانب سے قضاء کی اجازت ملی ہے، آپ ان کے نائب ہیں فتوے میں۔ آپ نے حضور مفتی اعظم ہند کو کیسا پایا؟ تو اس وقت کا استاذ الامام وہ یہ کہہ کر خاموش ہوتے ہیں کہ جناب!

مفتی اعظم کا قطرہ کیا بنا اختر رضا

تو میں کہتا ہوں کہ جناب اس سے آپ اندازہ لگائیے کہ سرکار مفتی اعظم ہند کا علم کا جو آفتاب نیم روز ہے وہ کتنی بلندی پر اپنی روشنی کو پھیلا رہا ہے۔"

مولانا محمد رحمت اللہ صدیقی
مدیر اعلیٰ پیغام رضا، ممبئی

حضور تاج الشریعہ خانوادۂ رضا کے چشم و چراغ تھے۔ اعلیٰ حضرت امام احمد قادری برکاتی قدس سرہ کے علوم کے وارث، حضور حجۃ الاسلام کے پرتو، حضور مفتی اعظم ہند کے جانشین اور حضور مفسر اعظم ہند کے نور نظر لخت جگر تھے آپ کی ذات میں بیک وقت کئی عالمی اور مرکزی شخصیات کے دینی، علمی اور فکری جلوے پورے آب و تاب کے ساتھ مسکرا رہے تھے آپ کی ذات اہل ہند کے لئے خصوصا اور عالم اسلام کے لئے عموما منبع رشد و ہدایت کی حیثیت رکھتی ہے۔ آپ جامع علوم بھی تھے مرجع علما بھی تھے اور عوام کے مرکز عقیدت بھی تھے دنیا کے مختلف ممالک سے آپ کی بارگاہ میں مشکل ترین سوالات آتے تھے اور آپ ان سوالات کے اطمینان بخش جوابات فراہم کرتے تھے آپ کو دیکھ کر اسلاف کی پاکیزہ تصویریں نگاہوں میں گھومنے لگتی تھیں۔ شرعی احکام و مسائل کے نفاذ میں آپ نے کبھی کسی کی رعایت نہیں کی۔ آپ کی زبان میں کن کی تاثیر تھی جن لوگوں نے آپ کے شرعی فیصلوں کے سامنے گردن جھکانے سے انکار کیا اور آپ کی کردار کشی پر آمادہ ہوئے وہ مذہبی معاشرے میں ہر طرح سے بے آبرو ہو گئے۔ آپ نے کبھی بھی کوئی شرعی فیصلہ ذاتی مفاد کے زیر اثر نہیں دیا اور آپ نے کبھی اپنے مخالف کے ساتھ انتقامی جذبے کا اظہار نہیں کیا۔ احقاق حق و ابطال باطل میں بھی آپ کی ذات بے مثل و بے نظیر تھی۔ دنیا کی کوئی طاقت کبھی آپ کو خوف زدہ نہیں کر سکی۔ ان دنوں برصغیر صلح کلیت کی آگ میں جھلس رہا ہے۔ بڑے بڑے خاندان کے نامی گرامی افراد اس آگ کی زد میں آگئے اور اپنے خاندانی روایات کا چہرہ گرد آلود کر لیا۔ بلکہ اپنے خاندان کی مٹی پلید کر لی۔

حضور تاج الشریعہ نے نہ صرف اپنے خاندانی وقار کو استحکام بخشا ہے بلکہ صلح کلیت کے خلاف آہنی دیوار بن کر کھڑے ہو گئے۔ آپ نے اسلامی روایات کے خلاف کسی بھی فتنے کو سر اٹھا کر چلنے نہیں دیا۔ جو

لوگ تحقیق کے نام پر اسلاف بیزاری کی تحریک چلا رہے ہیں۔آپ نے ان کا بھی شدت کے ساتھ محاسبہ کیا اور ان کی تحقیق کا جنازہ نکال کر رکھ دیا۔دنیا دار اور مذہبی صداقت سے الجھنے والے یہ نعرہ لگا رہے تھے کہ تاج الشریعہ عوامی اعتماد کھو رہے ہیں لیکن ان کے جنازے میں خلق خدا کی ناقابل تسخیر بھیڑ نے ان کے نعرے کی ہوا نکال کر رکھ دی۔آپ کی ذات آیات الٰہی میں بھی تھی اور معجزہ رسالت پناہی بھی۔بعض عاقبت نا اندیش افراد یہ نعرہ بھی لگا رہے ہیں کہ وہ علوم اعلیٰ حضرت کی آخری یادگار تھے اس نعرے میں کتنی صداقت ہے آنے والا وقت بتا دے گا۔برصغیر ہندو پاک میں فکر رضا ہی میں اسلام کا تحفظ ہے اور اللہ اپنے دین کو کبھی بے آبرو ہونے نہیں دے گا۔ان شاء اللہ بہت جلد حضور تاج الشریعہ کا علمی و فکری جانشین جلوہ گر ہوگا اور ملت کی ہچکولے کھاتی ہوئی کشتی کو ساحل مراد سے ہمکنار کر دے گا۔

حضور تاج الشریعہ یقیناً جماعت اہلسنت و جماعت کے سپہ سالار تھے آپ کا وصال ملت اسلامیہ کے لئے سانحہ عظیم ہے عوام اہلسنت آپ کے وصال کے غم سے برسوں ملت اسلامیہ کے لئے سانحہ عظیم ہے عوام اہلسنت آپ کے وصال کے غم سے برسوں باہر نہیں ہو سکے گی۔دعا ہے کہ رب کعبہ انھیں اپنی رحمت کا قرب ،پسماندگان کو صبر جمیل اور اہلسنت کو آپ کے روحانی فیضان سے مالا مال کرے۔آمین۔

ڈاکٹر سید طلحہ رضوی برقؔ، پٹنہ

بریلی شریف ہندوستان میں شریعت وطریقت کا ایسا حسین سنگم ہے جو مرضی مولا سے ترویج واشاعت اسلامیہ وعقیدہ صحیحہ اور تردید وانہدام عقائد باطلہ کا ابدی نشان بن گیا۔ امام اہل سنت، ماحی شرک وبدعت، ستون شریعت محمدی کے پاسبان اور بطون طریقت احمدی کے رازداں اعلیٰ حضرت امام احمد رضا قادری فاضل بریلوی قدس سرہ العزیز کا وجود مسعود رب تعالیٰ کا بڑا انعام ہوا، جس نے چاردانگ عالم میں "مصطفیٰ جان رحمت پہ لاکھوں سلام" کے نغمۂ سرمدی سے ہمیشہ کے لئے فضائے بسیط کو مترنم کر دیا ہے۔

خوشا مسجد ومدرسہ وخانقاہے　　　　کہ در وے بود قیل وقال محمد

اعلیٰ حضرت امام احمد رضا قادری قدس سرہ کے جانشین ان کے صاحبزادہ والا تبار حضرت علامہ مفتی محمد مصطفیٰ رضا خاں رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ نے اپنی تقریروں اور تحریروں سے تاریخ میں وہ روشن باب قائم کر دیا، جس کے فیضان نور سے دنیائے سنیت منور ہو گئی۔

حضور مفتی اعظم ہند نے اپنی جگہ خالی نہیں چھوڑی اور نہ مسند اعلیٰ حضرت کبھی خالی رہے گی فاضل علوم شرعیہ، در شہوار سلسلۂ نورانی، واقف رموز قرآنی، آشنائے حل مسائل فنائی تاج الشریعہ علامہ مفتی محمد اختر رضا خان قادری ازہری اسی مسند اعلیٰ حضرت کی زینت ووقار کو دوبالا کر رہے تھے۔ آپ کی ذات گرامی بحر العلوم کی حیثیت رکھتی تھی، عربی، اردو اور انگریزی میں آپ کی تصنیف کردہ تقریباً ستاون کتابیں ان کے تبحر علمی ودانشوری کی گواہ ہیں۔ حضرت تاج الشریعہ کی نورانی صورت دیکھ کر خدا یاد آتا تھا، ان کے اخلاق اور اوصاف ظاہری وباطنی کی ایک دنیا مداح وقصیدہ خواں ہے، بفضلہ وکرمہ تعالیٰ۔ مجھ فقیر حقیر کی یہ بساط کہاں کہ حضرت تاج الشریعہ کے فضل وکمال پر روشنی ڈالے

اور ان کی شان میں سوا اظہار عقیدت ومحبت کے اور کچھ کر سکے۔

ادب و شرم تو را خسرو مہرویاں کرد
آفریں بر تو کہ شائستہ تحسینی

حضرت تاج الشریعہ کا وصال ملت اسلامیہ کے لئے بہت بڑا خسارہ ہے ان کے وجود مسعود سے فتنوں کو سر اٹھانے کی ہمت نہیں ہو رہی تھی۔ اعلیٰ حضرت کے نائب تھے اور اعلیٰ حضرت کے علوم وفنون کے وارث تھے اللہ تعالیٰ کی رحمت سے امید واثق ہے کہ جلد ہی حضرت تاج الشریعہ کا کوئی نائب مسند شہود پر جلوہ گر ہوگا۔ دست بدعا ہوں کہ مولیٰ تعالیٰ ان کے روحانی فیضان سے جماعت اہلسنت کو مالا مال فرمائے اور ہم میں جلد کوئی ان کا بدل پیدا ہو سکے تا کہ وقت کے بھیڑیوں ملت کی حفاظت ہوتی رہے۔ آمین

شگفتۂ چمن کی صبا

[illegible]
نیویارک، امریکہ

①

اعلیٰ حضرت امام احمد رضا قادری بریلوی قدس سرہ العزیز کا خانوادہ علم، عمل اور تقویٰ کے آسمان پر چمک رہا تھا، چمک رہا ہے اور ان شاء اللہ چمکتا رہے گا۔ خانوادۂ رضا میں بڑی بڑی شخصیات پیدا ہوتی رہی ہیں۔ حجۃ الاسلام حضرت علامہ مفتی شاہ حامد رضا خاں، مفتی اعظم ہند حضرت علامہ مفتی شاہ محمد مصطفیٰ رضا خاں قادری، مفسر اعظم ہند حضرت علامہ مفتی شاہ ابراہیم رضا خاں اور وارث علوم رضا حضرت علامہ مفتی شاہ اختر رضا خاں قادری ازہری قدست اسرارہم۔ یہ وہ شخصیات ہیں جنھوں نے اپنے اپنے زمانے میں دنیا و دانش، فقہ و فتاویٰ، شعر و سخن، زبان و ادب اور زہد و تقویٰ کو [illegible] رکھا اور خلق خدا کی بے لوث خدمات انجام دیں۔ علمی، لسانی اور قلمی خدمات سے تاریخ کی پیشانی منور ہو چکی ہے۔ اس خانوادۂ عالی شان کے اجمالی تعارف کے لیے دفاتر درکار ہیں چہ جائیکہ تفصیلی [illegible] لکھا جائے۔

وارث علوم رضا حضرت شاہ اختر رضا قادری ازہری قدس سرہ

خانوادی بزرگوں کا نقش ثانی اور اسلاف کرام کی جیتی جاگتی تصویر تھی۔ آپ کی شخصیت اپنے علوم و فنون کا بحر بیکراں اور فقہ و فتاویٰ کا امام تھی۔ ان کی ذات نے پوری دنیا کو متاثر کیا۔ دنیا کی مشاہیر شخصیات میں انھیں خصوصی امتیاز حاصل تھا۔ انھوں نے اپنی تصنیفات و تحقیقات سے احقاق حق اور ابطال باطل میں [illegible] مثال آپ تھے۔ ان کے نیاز مندوں، عقیدت کیشوں اور مستفیضوں میں ملک کی بڑی بڑی شخصیات نظر آتی ہیں۔ خلق خدا میں ان کی مقبولیت کا یہ عالم تھا کہ جہاں بھی تاج الشریعہ تشریف لے جاتے، عقیدت مندوں اور مشتاقان دید کی بھیڑ لگ جاتی۔ آپ سب کی خورد نوازی کا خیال رکھتے اور انھیں اپنی دعاؤں سے نوازتے۔

حضور تاج الشریعہ کی شخصیت کمالات کی جامع تھی۔ ذہانت و فطانت اور حافظہ اپنے خاندانی بزرگوں سے وراثت میں ملا تھا۔ انھیں مطالعہ کرتے ہوئے بہت کم لوگوں نے دیکھا ہے اور حقیقت یہ ہے کہ ان کے پاس کتب بینی کے لیے وقت ہی نہیں تھا۔ اپنی کثیر مصروفیات کا بھی ان کا حافظہ ہمیشہ ساتھ دیتا تھا۔ یہ مشغلہ خدا داد حافظے کا تھا۔ اپنی جگہ سے بیٹھے بیٹھے مشکل سے مشکل مسائل کے حل بتا دیتے۔ علمائے کرام و مفتیان عظام اکثر مشکل مسائل پر ان سے رجوع کرتے تھے اور جب کبھی علمی گفتگو چھڑ جاتی تو اپنی بات کو باحوالہ اور مدلل انداز میں پیش کرتے۔ اس وقت ایسا محسوس ہوتا کہ ہر فن پر ان کی دسترس ہے۔ ان کے حافظے کا یہ عالم تھا کہ جب کسی کتاب کا حوالہ دیتے تو صفحہ نمبر اور سطر تک بتا دیتے اور جب کتابیں کھول کر دیکھی جاتیں تو ذرہ برابر فرق نہ ہوتا۔ مختلف زبانوں پر بھی ان کو عبور حاصل تھا۔

حضور تاج الشریعہ کی بے شمار خوبیاں اور ان کے کمالات

بندۂ ناچیز کے حافظے میں محفوظ ہیں ابھی حال میں ہم نے تعارف تاج الشریعہ کے لیے
ایک مقالہ سپردِ قلم کیا ہے جس کا عنوان ہے "حضور تاج الشریعہ اور استحضارِ علم" - اس
میں کئی اہم سوالات زیرِ بحث آ چکے ہیں۔ آپ سے جو بھی سوال میں نے کیا آپ نے
دلائل کی زبان میں اس کا تشفی بخش جواب فراہم کیا۔ آپ سے گفتگو کرنے پر یہ اندازہ
ہو گیا کہ آپ علم و فن میں یقیناً آپ کی شخصیت باکمال ہے۔

اس وقت جماعت اہلسنت خود بھی بحران کا شکار ہے طرح طرح کے
فتنے رونما ہو رہے ہیں۔ سیدھا سادہ مسلمان حقائق سے گمراہ ہو رہے ہیں۔ عوام کا بڑا
طبقہ تذبذب کا شکار ہو رہا ہے۔ جمہور شرع حلال و حرام اور جائز و ناجائز
کی تمیز ختم ہوتی جا رہی ہے۔ ایسے حالات میں آپ کا دنیا سے رخصت ہو جانا
ملت کے لیے بہت بڑے نقصان کا پیش خیمہ ہے۔ آپ کے خوف سے بہت سارے
فتنے دبے ہوئے تھے۔ اب ان فتنوں کے سر اٹھانے کا خطرہ بڑھ گیا۔
بہرحال اس وقت ہم امید واثق رکھتے ہیں کہ جلد ہی ان کا کوئی بدل سامنے آئے گا
اور ملت کی ناخدائی کا فریضہ انجام دے گا۔

حضور تاج الشریعہ کے وصال کے غم میں پوری دنیائے سنیت شریک ہے۔
جب ان کی یاد آتی ہے تو عقیدت کی آنکھیں بھی برسنے لگتی ہیں۔ چونکہ ہمارے
خاندان کا حضور مفتیِ اعظم ہند سے بڑا گہرا رشتہ تھا خود والد صاحب آپ سے بے حد
عشق فرماتے تھے۔ راقم الحروف اساتذہ کی اور صحبت کی نگرانی میں حضرت علامہ
مفتی محمد رضا خان قادری کے غم میں برابر کا شریک ہے۔
دعا ہے مولیٰ تبارک و تعالیٰ انبیاء کے صدقے
اور رحمت و قناعت کو حضور تاج الشریعہ کا صدقہ عطا فرمائے
بجاہ سید المرسلین صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم۔ آمین

مولانا مفتی محمد راحت خاں قادری
دارالعلوم فیضان تاج الشریعہ بریلی شریف

غموں کی شام آئی

۶ ذی قعدہ ۱۴۳۹ھ ۲۰ جولائی ۲۰۱۸ء بروز جمعہ کو حضرت علامہ محمد رحمت اللہ صدیقی، مدیر اعلیٰ پیغام رضا ممبئی ہمارے یہاں مہمان تھے گزرے ہوئے کل (جمعرات کے دن) ظہر کے بعد سے لے کر ہم لوگ (حضرت علامہ محمد رحمت اللہ صدیقی، مدیر اعلیٰ پیغام رضا ممبئی، حضرت علامہ ڈاکٹر غلام مصطفیٰ نجم القادری، جامعہ رضویہ پٹنہ اور راقم محمد راحت خاں قادری) رات کو ساڑھے گیارہ بجے تک رضا نگر سوداگران مرشد کی گلیوں میں ایک ساتھ رہے اس دن حضور تاج الشریعہ علیہ الرحمہ کی طبیعت میں افاقہ تھا اور عین مغرب کی اذان کے وقت حضرت اسپتال سے گھر تشریف لا چکے تھے۔ جانشین حضور تاج الشریعہ حضرت مفتی محمد عسجد رضا خاں قادری دامت برکاتہم العالیہ سے ہم لوگوں کی تین ملاقاتیں مرکزی دارالافتاء میں ہوئیں اور مختلف مسائل پر گفتگو بھی ہوئی تھی ہم لوگ وہاں سے کل کو دوبارہ حاضر ہونے کے قصد سے رخصت ہو گئے۔

سید الایام جمعہ کا مبارک دن تھا جو معمول کے مطابق گزر چکا تھا مغرب کی نماز ادا کرنے کے بعد فوراً دیار مرشد میں حاضر ہونے کا پہلے سے ہی قصد تھا بعد عصر تقریباً مغرب سے آدھا گھنٹہ قبل مولانا محمد رحمت اللہ صدیقی صاحب نے حضرت مولانا مفتی عبدالرحیم نشتر فاروقی ایڈیٹر ماہ نامہ سنی دنیا" بریلی شریف کو فون کر کے خیریت معلوم کی اور بعد مغرب اپنے حاضر ہونے کی خبر دی انھوں نے سب کی خیریت بتائی اور کہا تشریف لائیں ہم منتظر ہیں۔ لیکن ہمیں کیا معلوم تھا کہ آج کی شام ہمارے لیے دوسری شاموں کی طرح نہیں ہے بلکہ آج کی شام تو رنج و غم کی شام تھی، جی ہاں کسی کو خبر نہیں تھی کہ آج کی شام عالم اسلام پر غموں کا ایسا سیلاب آ جائے گا۔

ہم لوگوں نے نماز مغرب با جماعت ادا کی جیسے ہی نماز پڑھ کر اپنے کمرے میں داخل ہوئے تو

سب سے پہلا فون "محترم محمد امین رضا خاں حسینی" کا آیا جو مجھ سے یہ کہہ رہے تھے کہ: "لوگ حضور تاج الشریعہ دام ظلہ کے متعلق جھوٹی خبریں بہت اڑا رہے ہیں جس سے مریدین و معتقدین ڈر جاتے ہیں حضور عسجد میاں صاحب سے عرض کر کے اس متعلق سوشل میڈیا پر اعلان جاری کروا دیجئے تا کہ لوگ افواہوں سے پریشان نہ ہوں"۔ میں نے کہا ہم لوگ تو دیار مرشد میں جا ہی رہے ہیں حضرت سے عرض کر دیں گے ابھی ان کا فون کٹ بھی نہ پایا تھا کہ فونوں کا نہ رکنے والا سلسلہ شروع ہو گیا ابتداء میں تو دو چار لوگوں کو سختی سے منع کیا جب فون آنے کی کثرت ہوئی تو راقم (محمد راحت خاں قادری) مولانا محمد رحمت اللہ صدیقی کے ساتھ فوراً حضرت کے دولت کدہ کا قصد کر کے نکلا اب دل کی دھڑکنیں تیز ہو چکی تھیں طرح طرح کے خیالات آ رہے تھے لیکن ان تمام باتوں کو جھوٹی افواہیں سمجھ کر نظر انداز کر رہا تھا کچھ آگے بڑھے تو روڈوں پر ٹوپی والے لوگوں کی کثرت نظر آنے لگی جس سے تشویش میں اور اضافہ ہوا یہاں تک کے جب ہم بڑے بازار قطب خانہ روڈ پر پہنچے تو روڈ جام کی کیفیت اختیار کر چکا تھا حضرت کے گھر سے کافی دور بائک کھڑی کر کے حضرت کے دروازے پر پہنچے تو اب پوچھنے کی ضرورت ہی نہیں تھی ہر ایک کے غم گین اور مرجھائے ہوئے چہرے کسی عظیم حادثہ کی خبر دے رہے تھے وہاں سے ایک دو فرد سے تصدیق کے بعد فوراً واپسی کا قصد کیا، اب تو روڈ سے پیدل چلنا بھی دشوار تھا بہر حال دیکھتے ہی دیکھتے حضرت کے مریدین و معتقدین، اعزا و اقربا اور خلفا و تلامذہ سے بریلی کی گلیاں اور سڑکیں بھر گئیں حضرت تو اس شعر کا مصداق بن کر ؎

اختر قادری خلد میں چل دیا خلد وا ہے ہر اک قادری کے لیے

اپنی خالق حقیقی سے جا ملے انا للہ وانا الیہ راجعون اور ہم غلاموں کو روتا بلکتا غمگین چھوڑ گئے۔

"مغرب سے قبل حضرت نے دلائل الخیرات شریف سنی اور پڑھی، چائے نوش فرمائی حاجت سے فارغ ہوئے، خادمان کو وضو کروانے کا حکم دیا ان تمام چیزوں سے فارغ ہونے کے بعد بستر پر لیٹ گئے اپنے ہاتھ پیروں کو سیدھا کیا مؤذن نے مغرب کی اذان پڑھنا شروع کی حضرت نے بھی اللہ اکبر اور اللہ، اللہ کی صدائیں بلند فرمائیں اور روح مبارک قفس عنصری سے پرواز کر گئی"۔

(بروایت شہزادۂ تاج الشریعہ حضرت مفتی عسجد رضا خاں قادری بحضرت مفتی عبدالرحیم نشتر فاروقی)

جمعہ کے دن ۶/ ذوی قعدہ ۱۴۳۹ھ/ ۲۰/ جولائی ۲۰۱۸ء تاریخ تھی حضرت کا انتقال چونکہ جمعہ کا دن گزار کر غروب آفتاب کے بعد ہوا ہے اور چاند کی تاریخ غروب آفتاب کے بعد بدل جاتی ہے اس لحاظ سے حضرت کے وصال پر ملال کی تاریخ ۷/ ذوی قعدہ ۱۴۳۹ھ تھی۔ اس حادثہ مریدین و معتقدین غم سے نڈھال رہے تو شہزادہ تاج الشریعہ دام ظلہ کا کیا حال ہوگا۔ اللہ تعالیٰ حضرت جملہ پس ماندگان مریدین ومعتقدین ومحبین خلفا وتلامذہ احبا واقربا کو صبر جمیل کی توفیق عطا فرمائے حضرت کے درجات کو بلند فرمائے۔

Hazrat Shaikh-ul-Hind Abu-ul-Bengal ...
Gaus-ul-Azam Peer-e-Tariqat Al-Haq
Sayyed Shah Kumail Ashraf
Al Ashrafi Al Jilani
Jaanasheen-e-Hazrat Makhdoom-e-Simnan
Kichhauchha Sharif (U.P.)

سید شاہ کمیل اشرف اشرفی الجیلانی

Address: Al Abdul ... Ambedkar, Mumbai ... Mob: ...

Ref: ____ Date: ...-...-2018

کلماتِ تعزیت

[illegible]

[illegible]

[illegible]

[illegible]

[illegible]

[illegible]

سید محمد کمیل اشرفی جیلانی

حضرت مولانا مفتی مطیع الرحمٰن رضوی، مظفر پور

یہ تیری مرکزیت سلامت رہے

دنیا گزرگاہ عشق ہے یہاں اپنی مرضی سے کوئی آیا ہے نہ اپنی مرضی سے جاتا ہے مگر جانا سب کو ہے البتہ جانے والوں میں کچھ افراد ایسے بھی ہوتے ہیں کہ رہتی دنیا تک ان کا کام انھیں زندہ رکھتا ہے۔

ہرگز نمیرد آنکہ دلش زندہ شد بہ عشق ثبت است بر جریدۂ عالم دوام ما

ان ہی زندہ دل عشاق میں نبیرۂ اعلیٰ حضرت، جانشین حضور مفتی اعظم، حضرت علامہ مفتی محمد اختر رضا خاں قادری ازہری قدس سرہ العزیز ہیں، جو ہمہ جہت شخصیت کے مالک تھے، ذہانت، فطانت، جودت طبع قوت حافظہ تو خاندانی وراثت میں ملی ہی تھی شعر وسخن میں بھی آپ نے بزرگوں کا رنگ پایا تھا۔ ایک خصوصیت یہ بھی تھی کہ انھیں عربی زبان وادب سے ذاتی دلچسپی تھی یہی وجہ تھی جس نے عربی ادب کی مشہور یونیورسٹی "جامعہ ازہر مصر" جانے پر انھیں مجبور کر دیا تھا۔ اس فن سے ایسا شغف تھا کہ عجم وعرب کے سارے طلبہ پر برتری حاصل کر لی اور خاندان کے ساتھ ساتھ جامعہ ازہر کا نام ومقام بھی اونچا کیا جس کے صلہ میں غیر عرب کو گونگا کہنے والے شیوخ جامعہ نے "فخر ازہر" کے ایوارڈ سے سرفراز فرمایا اور اپنی یونیورسٹی کے اس طالب علم پر ناز کیا۔

مجھے اچھی طرح یاد ہے حضرت العلام فضیلۃ الشیخ ابوبکر محمد خلیل بانی ومربی اعلیٰ "مرکز الثقافۃ السنیہ کیرلا" جن کی مادری زبان ہی عربی ہے اور عرب کے بیشتر ممالک میں ان کے دورے ہوتے رہتے ہیں، وہاں کے اجلاس میں ان کے خطابات عربی ہی میں ہوتے ہیں اور عربی پر انھیں مہارت تامہ حاصل ہے، ان کی بریلی شریف پہلی بار آمد کے موقع پر حضرت کے عقبی مہمان خانہ میں ایک جلسہ کا انعقاد ہوا جس میں جانشین حضور مفتی اعظم سے میں نے گزارش کی تھی کہ آپ بھی عربی ہی میں خطاب فرمائیں تاکہ مرکز کی لاج رہے، اس پر مسکراتے ہوئے فرمایا "اچھا" چنانچہ اس وقت مولانا یونس اختر مصباحی جو

عربی میں نظامت کے فرائض انجام دے رہے تھے یکے بعد دیگرے کئی حضرات کے خطابات عربی میں ہوئے۔ حضرت شیخ ابوبکر کا خطاب بھی فصیح عربی میں ہوا، بعدہ حضرت ممدوح نے اپنے مصری لب ولہجہ میں نہایت سنجیدگی ومتانت کے ساتھ حسب معمول مختصر مگر جامع خطاب عربی میں فرمایا پھر شیخ ابوبکر دوبارہ کھڑے ہوئے اور تائید **الشیخ العلامۃ اختر رضا الازہری** فرماتے ہوئے آپ کے بیان کی تائید فرمائی۔ میں نے حضرت شیخ ابوبکر سے ان کا تاثر معلوم کیا تو فرمایا کہ حضرت نہایت فصیح عربی بولتے ہیں اور سچ یہ ہے کہ بعض لغات تو میں خود نہیں سمجھ پایا۔

میرا موضوع چونکہ حضرت کی عربی دانی ہے اور مختصر بات کہنی ہے اس تناظر میں حضرت کی قادر الکلامی اور عربی سے تعلق لگاؤ تھا اس لئے ایک بڑا فائدہ یہ ہوا کہ اعلیٰ حضرت قدس سرہ کی بعض تصانیف کی تعریب اسی عربی دانی کا ثمرہ ہے جس سے عرب دنیا میں اعلیٰ حضرت ومسلک اعلیٰ حضرت کی صحیح ترجمانی ہورہی تھی مگر اس طرف توجہ تاخیر سے ہوئی کاش کہ کام بہت پہلے شروع ہوا ہوتا تو عرب دنیا میں اہلسنت وجماعت کی صحیح شناخت ہو چکی ہوتی۔ اس نقصان سے ہماری جماعت کے ذی استعداد بچے کچھ علماء کرام سبق لیں اور آپسی وذاتی اختلافات میں اپنی قیمتی عمر کو برباد نہ کریں نیز پیری مریدی کی کے میدان میں سبقت حاصل کرنے کی سعی کی بجائے اپنی عمر عزیز کا قیمتی حصہ علوم نبویہ کی اشاعت کے لئے وقف فرمائیں کہ حضور اکرم ﷺ سے اسی خدمت کی نیابت ملی ہے۔ آپ دنیا میں بھی حضور کے جانشین ہیں اور آخرت میں بھی فرق یہ ہے کہ یہاں صراط مستقیم پہ چلانے کے لئے اور آخرت میں پل صراط سے پار لگانے کے لئے۔ چنانچہ عابد سے صراط پہ کہا جائیگا "**اُدْخُلِ الْجَنَّۃَ وَتَنَعَّم**" جنت میں جاؤ اور نازونعمت کے ساتھ رہو۔ مگر آپ سے کہا جائے گا کہ ٹھہرو! **فاشفع لمن احببت فانک لا تشفع الا شفعت** تم جس سے محبت کرتے ہو ان سب کی شفاعت کرو تمہاری شفاعت رد نہ ہوگی۔ اسی کی منظر کشی حضرت شیخ سعدی علیہ الرحمہ اس طرح فرماتے ہیں۔

صاحب دلے بمدرسہ آمد زخانقاہ بشکست عہد صحبت اہل فریق را

گفتم میان عالم وعابد چہ فرق بود تا کردی اختیار ازاں ایں فریق را

گفت او گلیم خویش بدر میبرد ز موج ویں جہد میکند کہ بگیرد غریق را

علما و مبلغین کی سب سے بڑی ذمہ داری یہی ہے۔ اسی پر اعلیٰ حضرت و دیگر اکابر ملت رضوان اللہ تعالیٰ علیہم اجمعین کار بند رہے۔ ان حضرات کے مریدوں میں سے شاید چند ایک رہ گئے ہوں مگر ان کا علمی کارنامہ مرور زمانہ کے باوجود فراموش نہ ہو سکا۔ بلکہ یہ ما لیہ ما ان کے دینی و علمی کارناموں کی افادیت و مقبولیت میں اضافہ ہی ہو رہا ہے۔

تمہارے نیر کعب پا جو مٹ گیا تھا نقش
ابھر رہا ہے وہ نقش دوام کی صورت

صاحبزادۂ بلند اقبال عزیز گرامی مرتبت مولانا عسجد رضا سلمہ المنان کے لئے یہ نصیحت ہے کہ فی الحال وہ مرکز کی باگ ڈور سنبھالتے ہوئے اس کی ذمہ داریوں کو محسوس کریں، وہ جس صدف کے دُر نایاب ہیں ان کی عظمتوں کا لحاظ کریں۔ سر دست "جامعۃ الرضا" میں خود کچھ ابتدائی کتابیں لیں، مخلص و باصلاحیت اساتذہ کی ٹیم جمع کریں، دار الافتاء میں محقق، کہنہ مشق اور ذمہ دار مفتیان کرام کی خدمات حاصل کریں، انھیں عزت دیں اور مطلب پرست، خود غرض، شکم پرور حاشیہ نشینوں کو سلام رخصت کہیں، غیر ضروری اسفار سے پرہیز کریں اور خواہش مند حضرات کو داخل سلسلہ ضرور کریں لیکن اسی کو اپنا سب کچھ نہ سمجھیں کیا انھیں خبر نہیں کہ حضرت کی حیات ظاہری میں حاسدین نے بریلی شریف پر کس طرح یلغار کر دی اب ان کی رحلت کے بعد آپ کی ذمہ داریاں اور بھی بڑھ جاتی ہیں، وہ ایک صحت مند باہوش اور ذہین ہونے کے ساتھ زبردست قوت حافظہ کے مالک ہیں بس ذرا سی توجہ کی ضرورت ہے ان شاء اللہ المولی القدیر دنیا عظمت رضا کی چوکھٹ پر خم تھی خم ہے اور خم رہے گی، مولائے کریم حضرت جانشین حضور مفتی اعظم کو غریق رحمت فرمائے، پسماندگان کو صبر جمیل اور فخر فضل و کمال کے چمکتے موتی کو مزید چمک دے اور عزم و استقلال اور ہمت کے ساتھ خانوادہ اعلیٰ حضرت کی چار سو سالہ خدمات کو تا قیامت تک جاری و ساری رکھنے کی توفیق دے۔

نہ ہو اقبال نا امید اپنی کشت ویراں سے
ذرا نم ہو تو یہ مٹی بہت زرخیز ہے ساقی

الجامعۃ الرضویہ سرزمین عظیم آباد کا ایک متحرک اور فعال ادارہ ہے۔ مذہب و مسلک کے حوالے سے اس کی زریں خدمات ہیں۔ اسلاف دوستی بھی ادارے کی ترجیحات میں شامل ہے۔

حضور تاج الشریعہ کے سانحہ ارتحال سے متاثر ہوکر انجمن پیغام رضا ٹرسٹ نے ماہنامہ پیغام رضا کے تاج الشریعہ نمبر نکالنے کا جو بیڑا اٹھایا ہے یہ عمل قابل ستائش ہے۔ ہم ادارے کو مبارکباد پیش کرتے ہیں۔

حضرت مولانا مفتی اختر حسین قادری، جمدا شاہی

بجھا چراغ وہی جس کی لو قیامت تھی

اس عالم رنگ وبو اور جلوہ گاہ ہست و نیست میں جس نے بھی قدم رکھا اسے ایک نہ ایک دن اپنا قدم پیچھے کرنا ہے اور معرکۂ موت وحیات میں بالآخر موت کے آہنی پنجوں میں گرفتار ہو کر اپنی متاع حیات کو اس کے قدموں میں ڈالنا ہی ہے۔

جو بھی یہاں آیا ہے اسے ایک نہ ایک دن یہاں سے جانا ہے کوئی اس دار امتحان میں نہ ہمیشہ رہا ہے نہ رہے گا۔ آمد ورفت اور بود و ہست کا یہ ہنگامہ کسی نہ کسی وقت ختم ہو جائے گا اور یہ بزم کائنات برخاست ہو جائے گی۔ یہ اسی ذات واجب الوجود کا اعلان ہے جس نے خود اس بزم کو سجایا اور سنوارا ہے ارشاد فرماتا ہے:

﴿كُلُّ نَفْسٍ ذَآئِقَةُ الْمَوْتِ﴾ ہر جان کو موت چکھنی ہے (سورۂ آل عمران/۱۸۵)

اور فرماتا ہے:

﴿كُلُّ مَنْ عَلَيْهَا فَانٍ ۝ وَّيَبْقٰى وَجْهُ رَبِّكَ ذُو الْجَلٰلِ وَالْاِكْرَامِ ۝﴾ (الرحمٰن:۲۶-۲۷)

زمین پر جتنے ہیں سب کو فنا ہے اور باقی ہے تمہارے رب کی ذات عظمت اور بزرگی والا۔

مگر یہ حقیقت بھی مسلم اور اٹل ہے کہ جانے والے کئی طرح کے ہوتے ہیں کسی کے جانے پر آنسوؤں کا بہنا تو دور کی بات ہے آنکھیں نم بھی نہیں ہوتیں ہیں، صف ماتم بچھانا تو خواب ہے کوئی ایک فرد بھی ماتم کرنے والا نہیں رہتا، فضاؤں کا سوگوار ہونا تو اک خیال ہے اس کا گرد وپیش بھی سوگوار نہیں ہوتا، زمین وآسمان کا رونا تو الگ رہا ایک آہ بھی نہیں سنائی دیتی گویا وہ ایک معمولی انسان تھا جو ختم ہو گیا، پانی کی ایک ہلکی لہری تھی جو ٹوٹ گئی۔

﴿فَمَا بَكَتْ عَلَيْهِمُ السَّمَآءُ وَالْاَرْضُ وَمَا كَانُوْا مُنْظَرِيْنَ ۝﴾

تو ان پر آسمان اور زمین نہ روئے اور انہیں مہلت نہ دی گئی۔ (سورہ دخان/۲۹ پ ۲۵)

مگر کوئی ایسا بھی ہوتا ہے کہ اس کا جانا جان جہان کا نکل جانا ہوتا ہے، اس کے فراق کا غم صرف اس کے خاندان کا غم نہیں ہوتا ہے بلکہ ایک عالم نہیں کئی عالم کا غم ہوتا ہے، وہ بظاہر تنہا جاتا ہے مگر انجمن کی انجمن سونی کر جاتا ہے، وہ اکیلا جاتا ہے مگر نہ معلوم کتنی بستیوں اور آبادیوں کو روتا بلکتا چھوڑ جاتا ہے، وہ تو مسکراتا چلا جاتا ہے مگر لوگ اس کی یاد میں خون کے آنسو رو رہے ہوتے ہیں، وہ تو نظروں سے اوجھل ہو جاتا ہے مگر اس کی یادوں کے انمٹ نقوش نظروں کا نور بنے رہتے ہیں، وہ تو اس محسوساتی دنیا سے روپوش ہو جاتا ہے مگر اپنے فضائل وکمالات کی بدولت لوگوں کے قلوب میں زندہ رہتا ہے اور اپنے کردار وگفتار کی خوشبو سے ماحول کو مشکبار بنائے رکھتا ہے۔

وارث علوم اعلیٰ حضرت، جانشین مفتی اعظم ہند، شیخ الاسلام والمسلمین، حضور تاج الشریعہ علامہ الشاہ مفتی محمد اختر رضا خاں قادری ازہری بریلوی قدس سرہ انہیں نفوس قدسیہ اور پاکیزہ شخصیات میں تھے جن کی رحلت سے پورا عالم اسلام دہل اٹھا، اہل طریقت چیخ پڑے، اہل حکمت رو پڑے، ارباب علم ودانش کی آنکھوں سے آنسو ابل پڑے، مسلمان تو مسلمان دوسری قومیں بھی بلک اٹھیں، در ودیوار پر اداسی چھا گئی، زمین وآسمان میں بھی آہ وفغاں کا شور برپا ہو گیا، ہر سو صف ماتم بچھ گئی اور چاروں طرف سے یہی صدا آنے لگی کہ ہائے افسوس!

؎ بجھا چراغ وہی جس کی لو قیامت تھی

اب وہ اپنے رب غفور ورحیم کی بارگاہ میں حاضر ہیں، حبیب دوجہاں، شفیع عاصیاں، رحمت عالم صلی اللہ علیہ وسلم کے طفیل وہ رب کریم کی ضیافت ونوازش سے شاد کام اور مسرور ہو رہے ہیں، جنت کے بالا خانے اور حوران بہشتی ان کے استقبال اور خیر مقدم میں ہوں گی اور ہر چہار جانب سے یہ نوید جانفزا آ رہی ہوگی۔

﴿یٰۤاَیَّتُهَا النَّفْسُ الْمُطْمَىٕنَّةُ ارْجِعِیْۤ اِلٰى رَبِّكِ رَاضِیَةً مَّرْضِیَّةً فَادْخُلِیْ فِیْ عِبٰدِیْ وَادْخُلِیْ جَنَّتِیْ﴾

اے اطمینان والی جان اپنے رب کی طرف واپس ہو یوں کہ تو اس سے راضی وہ تجھ سے راضی

پھر میرے خاص بندوں میں داخل ہو اور میری جنت میں آ۔ (سورہ الفجر، ۲۷ تا ۳۰، پ ۳۰)

رب کائنات اپنے خزانۂ عامرہ سے حضور تاج الشریعہ علیہ الرحمہ کو بے شمار کمالات اور خصوصیات سے نوازا تھا آپ کی شخصیت بڑی پہلو دار اور دلآویز و مقناطیسی تھی، علم وفضل، زہد وتقویٰ، فقہ وفتاویٰ، تدبر وتفکر، دانائی وبینائی، گہرائی وگیرائی، ذہانت وفطانت، عزم وہمت جرأت وبیباکی، صبر استقلال، جود ونوال، شعور وآگہی، دینی غیرت وحمیت، احقاق حق وابطال باطل اور دینی مذہبیت وللہیت کے اعتبار سے یگانۂ عصر اور فرید دہر تھے آپ کیا گئے کہ

جان گلستاں چلی گئی

اللہ رب العزت آپ کی تربت مبارک پر رحمت وغفران کی بھرن برسائے اور آپ کے فیضان سے عالم اسلام کو بہرہ ور کرے۔ آمین

الجامعۃ الرضویہ پٹنہ سیٹی شالی بہار کا ادارہ ہے۔ رضا شناسی، مسلک نوازی اور اسلاف دوستی ادارہ کا شناختی نشان ہے۔ اس بات میں ادارے کی خدمات روشن ہیں مسلک اعلیٰ حضرت کے حوالے سے ادارے کی پالیسی انتہائی صاف وشفاف ہے۔ بلکہ جب بھی کسی گوشے سے مسلک اعلیٰ حضرت کے خلاف کوئی آواز اٹھتی ہے تو ادارہ دفاعی سامان سے لیس ہو کر میدان میں اتر آتا ہے اور جب تک مخالف آواز کی کرنیں ٹوٹ جاتی اس وقت تک ادارہ اپنی کوشش جاری رکھتا ہے۔ اس خبر سے مجھے بے پناہ مسرت ہوتی ہے کہ حضور تاج الشریعہ کے عرس چہلم کے موقع پر ادارہ کی جانب سے ایک دستاویزی کتاب "معارف تاج الشریعہ" منظر عام پر آرہی ہے میری دعا ہے کہ خدائے بزرگ وبالا "معارف تاج الشریعہ" کو شرف قبولیت سے نوازے اور رفقائے ادارہ کو دارین کی سعادتوں سے بہرہ ور فرمائے۔ آمین

مولانا قمر غنی عثمانی قادری
تحریک فروغ اسلام، دہلی

رحلت حضور تاج الشریعہ اور ہماری ذمہ داریاں

مرشد کریم وارث علوم اعلیٰ حضرت جانشین حضور مفتی اعظم حضور تاج الشریعہ حضرت علامہ الشاہ مفتی محمد اختر رضا خان قادری ازہری رضی اللہ عنہ کا وصال پوری دنیائے سنیت کے لئے ایسا خلا ہے جس کا پر ہونا مشکل ہی نہیں بلکہ ناممکن نظر آتا ہے۔ صرف مرید ہی نہیں بلکہ ہر حق پسند صدمے سے نڈھال ہے۔ وصال ظاہری کے بعد سے کئی بار ارادہ کیا کہ حضرت کی بارگاہ میں کچھ تحریری خراج عقیدت پیش کروں۔ مگر جب بھی کچھ شروع کرتا تو طبیعت اچاٹ ہو جاتی، وہ یکسوئی نہ رہتی۔ جب شہزادہ تاج الشریعہ کے چہرے پر نظر پڑتی تو خوب رونے کو دل چاہتا۔ مگر شہزادہ گرامی ہم جیسے کروڑوں غم زدوں کو سہارا دینے کے لئے اپنے آنسوؤں کے سیلاب کو اپنی آنکھوں ہی میں روک رکھا ورنہ ان کی کیفیت کیا ہوگی یہ سوچ کر ہی دل روتا ہے۔ آج ٹرین میں جموں کشمیر کے سفر پر ہوں، حضرت کی حیات و خدمات پر الحمد للہ اہل علم خوب لکھ رہے ہیں، یہ انہیں کا حصہ ہے۔ مجھ جیسا کم علم اس لائق نہیں ہاں حضرت کی بارگاہ میں کافی وقت گذارنے کا موقع ملا، کئی سفر میں خدمت کا موقع میسر آیا اس لئے کچھ مشاہدات کو قلم بند کرنے کی کوشش ضرور کروں گا مگر ابھی جس موضوع پر لکھنا ضروری سمجھتا ہوں وہ ہے ”رحلت حضور تاج الشریعہ اور ہماری ذمہ داریاں“۔

حضور تاج الشریعہ رضی اللہ عنہ کے غم میں یقیناً ہم سب نڈھال ہیں۔ الحمد للہ ہم میں کے اکثر مرید اس لئے نہیں پریشان ہیں کہ اب ہماری ذاتی ضرورتوں کے لئے دعا کون کرے گا بلکہ ہماری پریشانی اور فکر یہ ہے کہ اب اٹھنے والے فتنوں کی سرکوبی کون کرے گا؟ غلاموں کو بدمذہبیت سے کون بچائے گا؟ حرام کاموں سے بچانے کے لئے اپنے عمل سے ہمیں ترغیب کون دے گا؟ یہ وہ فکر ہے جو ہمیں دوسرے مریدوں سے ممتاز کرتی ہے۔ اللہ تعالیٰ ہمارے اس امتیاز کو سلامت رکھے۔ اس وقت

ہمیں صبر و تحمل سے کام لینا ہوگا۔ حضرت کے مقصد حیات کو سمجھنا ہوگا۔ جن کاموں کو حضور نے پسند فرمایا، حکم دیا وہ کام کرنا ہوگا۔ جن کاموں سے منع فرمایا ان سے رکنا ہوگا۔ علالت کے سبب جو کام ادھورے چھوڑے ہیں انہیں پورا کرنے کے لئے ہمیں شہزادہ تاج الشریعہ حضرت علامہ عسجد رضا خاں قادری صاحب کا دست بازو بننا ہوگا۔ مخالفین وحاسدین کو جواب دینے میں اپنی توانائی صرف کرنے کے بجائے ہم مخالفت کا جواب کام پر عمل کر کے ہمیں تعمیری کاموں سے انہیں جواب دینا ہوگا۔ جو لوگ مسلک اعلیٰ حضرت و حضور تاج الشریعہ علیہ الرحمہ کا نام لے کر ہمارا جذباتی استحصال "**Emotional Blackmail**" کرتے رہے ہیں انہیں پہچان کر ان سے بچنا ہوگا۔ اپنی توانائی کو صرف نعرے لگانے کے بجائے حضور تاج الشریعہ کے مشن کو فروغ دینے میں صرف کرنا ہوگا۔

جہاں میں عام پیغام شہ احمد رضا کر دیں　　پلٹ کر پیچھے دیکھیں پھر سے تجدید وفا کر دیں

ہاں ہاں یہی تھا حضرت تاج الشریعہ کا مقصد حیات..... ہمیں پیغام اعلیٰ حضرت کو عام کرنا ہوگا۔ عام کرنے کا یہ مطلب نہیں کہ پیشہ ور پیروں، شاعروں، ناظموں و مقرروں کو بلا کر خوب جلسے کر لیے جائیں۔ نہیں نہیں حضور تاج الشریعہ نے کبھی یہ طریقہ پسند نہیں فرمایا۔ جو مقرر، شاعر ہو یا ناظم خود کو عاشق تاج الشریعہ کہتا ہو اور ۱۰، ۲۰، ۳۰، ۵۰ ہزار طے کر کے آتا ہو سمجھ لینا کہ وہ عاشق تاج الشریعہ نہیں ہو سکتا خواہ اسٹیج پر وہ کتنے ہی نعرہ لگاتا ہو۔ آج ہمارے یہاں جس طرح اسٹیج پر مقرر، شاعر، ناظم ایک دوسرے کی جھوٹی تعریف میں وقت لگا رہے ہیں یہ اسلامی مزاج نہیں، یہ حضور تاج الشریعہ کا پسندیدہ طریقہ نہیں۔ اب تک جو ہوا ہو گیا مگر اب ہمیں اپنا انداز بدلنا ہوگا۔ آج سے طے کرنا ہوگا کہ جلسہ ہو یا دوسرے اور پروگرام ہم صرف مخلصین کو بلائیں گے پیشہ وروں کا بائیکاٹ کریں گے۔ یہ باتیں اس لئے لکھ رہا ہوں کہ اب وہ دور شروع ہو چکا ہے کہ غلامان تاج الشریعہ کو مزید **Emotional Blackmail** کرنے کے لئے وہ لوگ بھی تعزیتی جلسے کریں گے، خصوصی شمارے شائع کریں گے، منقبتیں لکھیں گے نعرے لگائیں گے جو حضور تاج الشریعہ کے مشن کے در پردہ مخالف ہیں مگر ذاتی مفادات پیش نظر ہوگا۔ ہمیں نعروں میں الجھنا نہیں ہے۔ بلکہ سنجیدگی سے حضرت کے مشن کو عام کرنے کے لئے جد وجہد کرنا ہے۔

عبد المصطفیٰ صدیقی حشمتی
دار العلوم مخدومیہ ردولی شریف

باسمہ تعالیٰ و تقدس

تعزیت نامہ

عرش پر دھومیں مچیں وہ مومن صالح ملا — فرش سے ماتم اٹھا وہ طیب و طاہر گیا
خاک ہو کر عشق میں آرام سے سونا ملا — جان کی اکسیر ہے الفت رسول اللہ کی

کیف و مستی میں بیہوش زمانے والے
خاک جانیں غم و آلام کا عالم کیا ہے

فراق کسی کا ہو شاق ہی ہوتا ہے جدائی کسی کی ہو کرب آمیز ہی ہوتی ہے مگر جس کا وجود سراپا رحمت و برکت ہو، جو عالم اسلام کی ضرورت ہو، جو کروروں عاشقان مصطفیٰ صلی اللہ علیہ وسلم کے دلوں کا قرار ہو، جو محفل انجم کا قمر بے نظیر ہو، جو علمی مجلسوں کا میر اور فقیہ بے بدیل ہو، جو استقامت علی الحق کا کوہ ہمالہ ہو، جو علوم اعلیٰ حضرت، نہ صرف مفتی اعظم اور جمال حضور حجۃ الاسلام رضی اللہ عنہم کا سچا وارث و امین ہو، جس کی طرف وقت کے اکابر مفتیان ذوی الاحترام اہم مسائل میں رجوع کرتے ہوں، جس نے قاضی القضاۃ کے منصب عظیم کو رونق بخشی ہو، جس کے قلم سیال سے ہزاروں تحقیقی فتاویٰ اور مختلف علوم و فنون پر مشتمل درجنوں کتابیں معرض وجود میں آئی ہوں، جس نے پوری دنیا میں مسلک اعلیٰ حضرت کی صحیح اور سچی ترجمانی کی ہو اس ذات ستودہ صفات کا ہماری ظاہری نگاہوں سے جدا ہونا کسی قیامت سے کم نہیں۔

حضور تاج الشریعہ بدر الطریقہ، علامہ مفتی اختر رضا خان ازہری رحمہ اللہ کے وصال پر ملال کی خبر نے پوری دنیائے سنیت کو جھنجھوڑ کر رکھ دیا ہے ہر طرف رنج و غم کی لہر دوڑ گئی ہے سارا عالم اسلام سوگوار ہے، کیوں کہ موجودہ دور قحط الرجال میں اس عبقری شخصیت کے اٹھ جانے سے ملت اسلامیہ میں ایک ایسا خلا پیدا ہوا ہے جس کا پر ہونا بظاہر مشکل نظر آ رہا ہے ہر چہار جانب آپ کی عبقریت

کا قلعہ تھا، ایک دھمک تھی، بدمذہب آپ کے نام سے کانپتے تھے باطل قوتیں خوف زدہ رہتی تھیں اب کون ہے جو اس خلا کو پر کرسکےگا؟

بلا شبہ سچ کہا گیا ہے۔

کیوں رضا آج گلی سونی ہے　　اٹھ مرے دھوم مچانے والے

حضور تاج الشریعہ رحمہ اللہ میں اللہ جل مجدہ الکریم نے بے شمار فضائل وکمالات ودیعت فرمائے تھے،آپ جہاں سواد اعظم کے افکار و خیالات کے سچے امین تھے وہیں اسلاف کرام کے سچے جانشین تھے، ایمانی فراست، سیاسی بصیرت اور زبردست قومی ملی اور علمی شعور ان کا طرہ امتیاز تھا، بیدار مغزی، اولوالعزمی، حق گوئی، بیباکی، ارادہ کی مضبوطی، حالات سے باخبری اور قوم وملت کی صحیح نباضی ان میں کوٹ کوٹ کر بھری ہوئی تھی، مروجہ علوم وفنون اور دنیا کی مشہور زبانیں آپ کے در دولت کی حاضر باش تھیں، علوم متداولہ کا زبردست استحضار پھر ان سے مضبوط ومسکت استدلال آپ کی علامت اور پہچان تھی یہی وجہ تھی جس علاقہ میں گئے سارا علاقہ آپ کا شیدائی ہوگیا، آپ ان کے ہوگئے وہ سب آپ کے ہوگئے بلکہ اس سلسلے میں سچی اور صحیح بات یہ ہے کہ اللہ جل مجدہ الکریم نے آپ کو ایسا مقبول فی الارض بنایا تھا جو اسلامی تاریخ میں نایاب نہیں تو کمیاب ضرور ہے۔

ایں سعادت بزور بازو نیست
تا نہ بخشد خدائے بخشندہ

فقیر کے ادارہ دارالعلوم قدوسیہ بدولی شریف میں جب یہ جانکاہ خبر پہنچی تو اساتذہ اور طلبہ میں کہرام مچ گیا، روتے بلکتے اپنے محسن کی آخری زیارت کے لئے شہر محبت بریلی شریف کے لئے نکل پڑے۔ فقیر پر حضور تاج الشریعہ خصوصی کرم فرماتے تھے، حضور بار قدوم میمنت سے ادارہ کو شرف بخشا اور ضروری تنبیہات بھی فرمائی۔ جدید دارالعلوم قدوسیہ کا سنگ بنیاد رکھا اور جب ادارہ میں واقع شمشی مسجد کا کام پایۂ تکمیل کو پہونچا تو اس میں نماز جمعہ کی امامت فرماکر باضابطہ نماز کا افتتاح فرمایا۔

فقیر راقم الحروف اور ادارہ کے جملہ افراد وگرامی حضور علامہ محمد رضا صاحب قبلہ دام ظلہ اور

تمام اہل خانہ کو تعزیت و تسلیت پیش کرتے ہیں اور اس بڑے رنج و غم میں برابر کے شریک ہیں۔ اللہ جل مجدہ الکریم حضور تاج الشریعہ کے فیوض و برکات کو جوں کا توں ہم سب اہل سنن پر جاری رکھے۔

آمین بجاہ سید المرسلین علیہ وآلہ افضل الصلوٰۃ و اکرم التسلیم۔

مولانا محمد عالم رضا نوری مصباحی ازہری
مدرسہ اشرفیہ قادریہ معین العلوم فخرپور ضلع بہرائچ

باسمہ تعالیٰ

تعزیت نامہ

بر وصال پر ملال پیر مرشد رحمہ اللہ

آہ صد آہ حیف صد حیف

اب

محفل انجم میں اختر دوسرا ملتا نہیں

قضا و قدر کے فیصلے بھی بڑے اٹل ہوتے ہیں، جب چاہا اور جس پر چاہا اپنا غیر متبدل حکم نافذ کر دیا غنی ہو یا فقیر، امیر ہو یا کبیر حاکم ہو یا محکوم بادشاہوں سے ہو یا رعایا سب اسکی نظر میں برابر ہیں، جسکی باری آگئی تو آگئی، اب دنیا لاکھ جتن کر لے چیخ اور آہ و فغاں کر ڈالے، اشکوں کا سمندر بہادے مگر کسی بھی چیز سے تلافی مافات ہونے والا نہیں، جو ہونا تھا وہ ہو چکا، اب وہی کرنا پڑے گا جسے دنیا ایک لمحہ کیلئے گوارہ نہیں کرتی کوئی نہیں چاہتا کہ یہ نوبت آئے کہ اپنے کسی عزیز محبوب پر ایک مٹھی خاک ڈالیں مگر نا چاہ کر بھی سیکڑوں من خاک ڈال کر سپرد خاک کر دیتے ہیں جبکہ کہنے والا کی زبان پر ہوتا ہے۔

گل ہو جائیں گے لحد پر جن سے یہ امید تھی   وہ بھی پتھر رکھ گئے سینے پہ دفنانے کے بعد

پھر اس خاک کی نجابت و شرافت اور سطوت و جبروت کا عالم نہ پوچھئے، یہ خاک بھی عجب شان والی ہے کہ بڑے بڑے آسمانوں کو ایسے نگل گئی کہ گویا کبھی تھے ہی نہیں اور کسی کو اپنی آغوش میں لیا تو خود بھی مہکی اور سارے عالم کے مشام جاں کو اس طرح معطر کیا کہ رہتی دنیا تک یاد کیا جاتا رہے گا مگر اب تک کچھ لوگ اس خاک کو خاک نہ سمجھ سکے۔

ہم خاک ہیں اور خاک ہی ماویٰ ہے ہمارا   خاکی تو وہ آدم جد اعلیٰ ہے ہمارا

اے مدعیو! خاک کو تم خاک نہ سمجھے
اس خاک میں مدفون شہ بطحا ہے ہمارا

خاک ہو کر عشق میں آرام سے سونا ملا
جان کی اکسیر ہے الفت رسول اللہ کی

بروز جمعہ وقت مغرب اسی قضائی اور قدری فیصلے نے ہم سے ہمارے مربی و محسن، قائد و رہنما مرشد و پیشوا، فقیہ بے نظیر، محقق بے بدیل، ادیب شہیر، بزم افتاء کے میر، محفل انجم کے بدر کامل، دین متین کے سچے حامل، ماہر لسانیات، جامع فضائل و کمالات، حاوی شریعت و طریقت، تاج الشریعہ بدر الطریقہ، قاضی القضاۃ، حضور علامہ مفتی محمد اختر رضا قادری ازہری رحمہ اللہ کو چھین لیا۔ **انا للہ وانا الیہ راجعون۔**

عرش پہ دھومیں مچیں وہ مومن صالح ملا
فرش سے ماتم اٹھا وہ طیب و طاہر گیا

ہم رو رہے ہیں، آہ و فغاں کر رہے ہیں، حضور والا کی نجابت و شرافت کی دہائیاں دے رہے ہیں، اسلام و سنیت کے واسطے کئے گئے جہد مسلسل کا واسطہ دے رہے ہیں، تقویٰ و طہارت اور بے مثال پرہیزگاریوں کی قسمیں کھا رہے ہیں مگر یہ سب بے سود ہے، تطویل لاطائل اور سعی لاحاصل ہے، کیا کوئی جانے کے بعد واپس آیا ہے کہ وہ آجائیں؟ اب وہ ہماری ظاہری دنیا میں ہرگز واپس آنے والے نہیں، ہم کل سے محفل انجم میں اپنے دل کی دھڑکن، بلکہ اہل سنن کے مضطرب دلوں کے سکون و قرار اختر ملت بیضا کو تلاش کر رہے ہیں مگر چونتیس گھنٹے گزر گئے ہیں لاکھوں چہرے عالم تصور میں چھان ڈالے مگر وہ کیا ان کے پائے کا کوئی نہ ملا، وہ خوبصورت چہرا جس پر خوبصورتی ناز کرتی تھی اور علم و ہنر کا وہ بحر بیکراں جس کی وجہ سے ایمان و عقیدہ سے کا جالا ملتی تھی اس کا ہم پلہ تو کجا ہمیں تو اس دنیا میں کوئی جھلک دکھائی دے رہا ہے۔

سچ کہا تھا میرے پیر و مرشد نے ؎

مفتی اعظم کا ذرہ کیا بنا اختر رضا
محفل انجم میں اختر دوسرا ملتا نہیں

اس دور قحط الرجال میں حضور تاج الشریعہ بدر الطریقہ رحمہ اللہ کی رحلت سے ہر طرف سناٹا چھایا ہوا ہے، آنکھیں پرنم ہیں، قلوب مضطرب ہیں، اذہان و افکار کا جسم انسانی سے رشتہ منقطع ہے بلا کو حسن کے ساتھ جب زبانیں قوت گویائی کیجا کرتی ہیں تو لب یوں وا ہوتے ہیں، اب مرکز

عقیدت کی کما حقہ حفاظت کون کریگا؟ پوری دنیا کے سامنے بالعموم اور ہندوستانی مسلمانوں کے سامنے بالخصوص علوم اعلیٰ حضرت کی تصحیح اور تحقیق ترجمانی عربی، انگریزی، فارسی اور اردو زبانوں میں کون کرے گا؟ اکابر فقہا کی فقاہت کو مزید روشنی اور جلا کون بخشے گا؟ مفتیان ذوی الاحترام مشکل ترین مباحث میں کس طرف رجوع کریں گے؟ علوم اعلیٰ حضرت، نیز سرکار مفتی اعظم اور جمال حضور حجۃ الاسلام کا حسین پیکر اگر تلاش کیا جائے تو کہاں ملے گا؟ عربی بولے تو اہل عرب رشک کریں۔ انگریزی بولے تو اہل یورپ ناز کریں، فارسی بولے تو فارس والے فخر کریں اور جب اردو وھندی میں گویا ہو تو اہل عجم صد آفریں کہیں، جو حق گوئی، بیباکی، اولعزمی اور مضبوط قوت ارادی کا مالک ہو، جو بیک وقت عظیم محدث، مفسر، منطقی، فلسفی، نحوی، صرفی، بلاغی، اصولی، فقیہ اور نہ جانے کیا کیا ہو اگر اسے تلاش کرنا ہو تو کس دنیا میں تلاش کیا جائے؟ جو مسند درس و تدریس، تصنیف و تالیف اور کرسی خطابت پر رونق فروز ہو تو اپنی قوت استدلال سے مد مقابل چاروں خانے چت کردے۔ مختلف زبانوں میں جس کی شاعری کی دھوم مچی ہو، جس کا قول قول فیصل کا درجہ رکھتا ہو، اپنوں اور بیگانوں میں جس کی عبقریت کی دھمک طویل عرصہ سے محسوس کی جارہی ہو، جو صحرا میں قدم رکھے تو اسے گلزار بنادے، جس کے نورانی چہرے میں ایسی مقناطیسی صلاحیت ہو کی ایک دید پانے والا اپنے آپ کو ہمیشہ ہمیش کے لئے اس کے ہاتھ پر فروخت کردے ہمارا کا سارا علاقہ، پورا کا پورا خطہ جس کا شیدائی بن جائے، سب اس کے ہو جائیں وہ سب کا ہو جائے آخر ایسی ہمہ جہت اور عبقری شخصیت کس خانقاہ اور کس دارالعلوم بلکہ کس جامعہ میں ملے گی؟ کہاں ڈھونڈوں کس شہر یا ملک میں تلاش کروں

کس سے پوچھوں ہر طرف تو سناٹا ہے ہمارا ماحول سونا سونا لگ

رہا ہے، سب کی آنکھیں پرنم ہیں کیا اسی موقع کیلئے کہا گیا ہے؟

آنکھیں رو رو کے سجانے والے — جانے والے نہیں آنے والے

کیوں رضا آج گلی سونی ہے — اٹھ مرے دھوم مچانے والے

مخدوم گرامی حضور علامہ عسجد رضا صاحب قبلہ!

اللہ جل مجدہ الکریم آپ کا سایہ عاطفت ہم اہل سنن پر دراز سے دراز تر فرمائے آپ کو حضور تاج الشریعہ

رحمہ اللہ کا نعم البدل اور حقیقی جانشین بنائے۔ بلاشبہ آپ پر تو اس وقت دوہری مصیبت ٹوٹی ہے، ایک طرف والد بزرگوار کے بچھڑنے کا غم ہے تو وہیں دوسری طرف عالم اسلام کے عظیم مقتدی اور پیشوا کے کھونے کا رنج والم ہے مگر آپ خوب جانتے ہیں کہ صبر کرنے والوں کے لئے عظیم بشارتیں بھی وارد ہیں۔

مخدوم گرامی!

آپ کے والد محترم ان آیات بینات کے سچے مصداق ہیں۔

یاایتھا النفس المطمئنۃ ارجعی الی ربک راضیۃ مرضیۃ فادخلی فی عبادی وادخلی جنتی۔ ان المتقین فی جنات ونہر فی مقعد صدق عند ملیک مقتدر۔

مخدوم گرامی!

اگر شریعت اسلامیہ اجازت دیتی تو ہم خون جگر سے تعزیت وتسلیت کا ایک طویل خط لکھ کر آپ کی بارگاہ میں پیش کرتے اور جس درد وکرب سے حضور تاج الشریعہ رحمہ اللہ کے سچے اور مخلص غلام ومحبین گذر رہے ہیں اس کی ایک جھلک آپ تک ضرور پہونچاتے مگر یہاں

تو عالم یہ ہے کہ ؎

کس سے اس درد مصیبت کا بیاں ہوتا ہے　　　آنکھیں روتی ہیں، قلم روتا ہے، دل روتا ہے

مخدوم گرامی عسجد بھیا!

آپ اس رنج والم میں ہرگز اپنے آپ کو تنہا محسوس نہ کریں، آپ کے ہر چھوٹے بڑے رنج والم میں جملہ محبان تاج الشریعہ برابر شریک ہیں، آپ ہم سب کے لئے دعا کریں کہ حضور تاج الشریعہ رحمہ اللہ کی تعلیمات پر اللہ جل مجدہ الکریم اپنے محبوب پاک صاحب لولاک ﷺ کے طفیل استقامت عطا فرمائے **آمین بجاہ سید المرسلین علیہ افضل الصلوٰۃ واکرم التسلیم۔**

مولانا محمد فیاض علی قادری رضوی
خطیب و امام مسجد واحد گلشن بغداد، بنگلور

"تاج الشریعہ نمبر" کی اشاعت وقت کی اہم ضرورت

علامہ لیاقت ملت کو ہدیہ تبریک

نبیرۂ اعلیٰ حضرت، جانشین حضور مفتی اعظم، وارث علوم رضا، عارف باللہ، ولی کامل، مرشد برحق حضور تاج الشریعہ علامہ شاہ حافظ وقاری مفتی محمد اختر رضا خان صاحب قادری ازہری رضی اللہ تعالیٰ عنہ ان باکمال ہستیوں میں ایک تھے جن کے دم قدم سے چمن اسلام میں ہمیشہ بہار رہتی ہے آپ آسمان ولایت کے وہ درخشندہ ستارے تھے جو ہر دم چمکتا رہے گا آپ کی ذات بابرکات منبع کمالات و حسنات تھی آپ فکر رضا کی منہ بولتی تصویر تھے حضور مفتی اعظم (علیہ الرحمۃ) کے جانشین تھے۔ اعلیٰ حضرت، عظیم البرکت کی سچی امانت کا نام تاج الشریعہ ہے پاسبان مسلک رضا، محافظ مذہب اہلسنت اور ناموس رسالت کے سچے نگہبان کا نام تاج الشریعہ ہے وہ تاج الشریعہ جنہوں نے زندگی بھر عظمت رسالت و ناموس رسالت کی مسلک امام احمد رضا کی سچی ترجمانی فرماتے رہے، ہمیشہ باطل کی آنکھوں میں آنکھیں ڈال کر حق کا پیغام سناتے رہے باد سموم کے تیز جھونکوں سے بھی چمنستان رضا کا یہ پھول مرجھا نہ سکا باطل افکار ونظریات کے حامل فرقے خود اپنی موت آپ مر گئے مگر اس رضا کے شیر کی عظمت و رفعت علو مرتبت میں کوئی فرق نہ آنا تھا نہ آیا، جب مذہب اسلام اور امام احمد رضا فاضل بریلوی (علیہ الرحمہ) کے سچے مسلک پر ہر چہار جانب سے حملے ہو رہے تھے تو باطل کی گھنگھور گھٹاؤں میں تاج الشریعہ، آفتاب رشد و ہدایت بن کر طلوع ہوئے اور خرمن کفر و بدعت پر صاعقہ بن کر چمکے اور اپنی ایمانی قوت سے اسے جلا کر راکھ کر دیا۔ کتنے فتنے ایسے تھے کہ پہاڑ بن کر سامنے آئے لیکن نگاہ اختر کے جلال نے انھیں ریت کے ذروں میں بدل دیا، افکار رضا کے ترجمان کا نام ہے تاج الشریعہ، غوث اعظم کی عظیم امانت کا نام ہے تاج الشریعہ، غریب نواز کی سچی کرامت کا نام ہے تاج الشریعہ، مذہب اسلام کی شان اور آن بان کا نام ہے تاج الشریعہ، مصطفیٰ

جانِ رحمت (صلی اللہ علیہ وسلم) کی محبتوں کے جام کے ساقی کا نام ہے تاج الشریعہ۔ خوش نصیب ہیں وہ جنہوں نے ان کے دامن ارادت میں پناہ لی اور فلاح و بہبود کو پہونچ گئے وہ لوگ جنہوں نے ان کی تعلیمات کو اپنے لئے مشعل راہ بنایا، کامیاب اور بامراد ہو گئے وہ افراد جنہوں نے خلوص کے ساتھ اس مرد خدا کے جنازے میں شرکت کی اور تحفۂ عظمت و رفعت اور دونوں جہاں کی سعادت منتظر ہے ان کی جو تاج الشریعہ کے مشن کو آگے لے کر چلیں گے۔ تاج الشریعہ حضرت الشاہ مفتی محمد اختر رضا خان ازہری قادری (رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ) کا وصال پرملال اہلسنت و جماعت کے لئے ایک بہت بڑا اور ناقابل تلافی نقصان ہے، آپ کے وصال سے اہلسنت و جماعت ایک عظیم اور بیباک قائد و رہنما سے محروم ہو گئے، آپ کے وصال مبارک کے ساتھ ہی اہلسنت کے ایک زریں عہد کا خاتمہ ہو گیا۔ اللہ رب العزت حضور تاج الشریعہ کو غریق رحمت فرمائے اور ان کے درجات کو بلند سے بلند تر فرمائے، اور آپ کے پسماندگان بالخصوص حضور عسجد میاں و خلفاء اور تمام مریدین و متوسلین کو صبر جمیل و اجر جزیل عطا فرمائے۔ آمین

میں دل کی عمیق گہرائیوں سے پیر طریقت، رہبر راہ شریعت، پاسبان مسلک اعلیٰ حضرت محافظ دین وسنیت، آفت جان وہابیت وصلح کلیت، فدائے تاج الشریعہ حضرت علامہ و مولانا حافظ وقاری الشاہ محمد لیاقت رضا نوری خلیفہ حضور مفتی اعظم عالم بانی دارالعلوم رضویہ غریب نواز و چیف ایڈیٹر "ماہنامہ پیغام رضا" اجین، ایم پی کو مبارکباد پیش کرتا ہوں جو حضور تاج الشریعہ (رضی اللہ تعالیٰ عنہ) کے "عرس چہلم شریف" کے موقع پر، اپنی ادارت میں "تاج الشریعہ نمبر" شائع فرما رہے ہیں۔ یہ وقت کی اہم ضرورت تھی جس کو آپ نے پورا کیا ہے۔ آپ نے الحمد للہ ہر محاذ پر خلوص کے ساتھ "مسلک اعلیٰ حضرت" کی عظیم الشان خدمات انجام دی ہیں، جب اور جہاں جیسی ضرورت محسوس ہوئی آپ نے فی الفور اقدام کیا ہے، آپ کی سرپرستی میں بہت سارے ادارے ترقی کی راہ پر گامزن ہیں، انہیں خدمات کی ایک کڑی "تاج الشریعہ نمبر" کی اشاعت ہے۔ مولیٰ تبارک وتعالیٰ حضرت لیاقت ملت کی اس سعی جمیل کو قبول فرمائے اور اس کو ان کے نقش قدم پر چلنے والوں کے لئے زاد آخرت بنائے۔ آمین بجاہ سید المرسلین، صلی اللہ تعالیٰ علیہ والہ وصحبہ وسلم۔

مولانا محمد مجیب اللہ رضوی عفی عنہ
پرنسپل مدرسہ غوثیہ رضویہ ڈالٹن گنج

باسمہ تعالیٰ

آہ! ہمارے تاج الشریعہ چلے گئے

سوشل میڈیا اور دوست واحباب کے فون کے ذریعے جب مجھے خبر ملی کہ ہمارے پیر ومرشد وارث علوم اعلیٰ حضرت شہزادہ حضور مفسر اعظم ہند جانشین حضور مفتی اعظم ہند، قاضی القضاۃ فی الہند سرکار حضور تاج الشریعہ حضرت علامہ ومفتی محمد اختر رضا خان ازہری علیہ الرحمہ کا انتقال پر ملال ہو گیا تو پہلے تو مجھے یقین واعتقاد ہی نہیں ہو رہا تھا لیکن جب پورے وثوق وثبوت کے ساتھ یقین ہو گیا تو کلمہ استرجاع پڑھا اور اپنے گھر والوں کو باخبر کیا پھر اپنے محب گرامی حضرت حافظ وقاری محمد عطاء الرحمن نوری اور حافظ وقاری محمد عرفان رضا ضیائی مہتمم مدرسہ قادری جمال رضا انصار نگر (کرکٹ) ضلع لاتیہار سے رابطہ کر کے حضور تاج الشریعہ کی آخری زیارت اور نماز جنازہ میں شرکت وشمولیت کے لئے بات چیت کی۔

الحمد للہ بہت ہی جلد سواری کا انتظام ہو گیا اور پورے قافلہ کے ساتھ اہل صوبہ شہر لاتیہار سے بریلی شریف کے لئے روانہ ہو گیا، وہاں پہنچ کر اپنے پیر ومرشد کے جنازہ کی نماز ادا کی، ان کی نماز جنازہ میں سوشل میڈیا کی رپورٹ کے مطابق تقریباً ڈھائی سے تین کروڑ عشاق تاج الشریعہ موجود تھے، اور ہندوستان کے علاوہ ملک بھر کے مختلف ملکوں سے سادات کرام، مشائخ کرام، پیران عظام، علمائے کرام صوفیائے کرام، مفتیان کرام، فقہائے کرام، ائمہ کرام اور دانشوران حضرات کی تشریف آوری ہوئی تھی۔

میرے قیاس کے مطابق ہمارے پلاموں کمشنری ضلع، پلاموں، گڑھوا اور لاتیہار سے سینکڑوں گاڑیاں گئی تھیں اور زائرین سے ہزاروں کی تعداد میں پہونچے تھے، ان کی نماز جنازہ میں کروڑوں انسانوں کا ٹھاٹھیں مارتا ہوا سمندر اللہ تعالیٰ ورسول اعلیٰ صلی اللہ علیہ وسلم کی بارگاہ اقدس میں ان کی محبوبیت ومقبولیت کی روشن ودلیل وثبوت ہے۔

اور بریلی شریف سے واپسی کے بعد مدرسہ غوثیہ فیض ذوالنّورین گنج پاسوں کے طلبا اور اساتذہ کرام نے جمعرات تک روزانہ صبح وشام حضور تاج الشریعہ کی بارگاہ میں ایصال ثواب کی نیت سے مسلسل تلاوت قرآن پاک اور مختلف اوراد ووظائف کا ورد کرتے رہے اور جمعرات کو ایک شاندار تعزیتی جلسہ کا انعقاد ہوا جس میں شہر ذوالنّورین گنج کے تمام علمائے کرام وشعراء عظام وائمہ مساجد اور مدارس اسلامیہ کے اساتذہ وطلبۂ کرام شریک ہوکر حضور تاج الشریعہ کی ذات وشخصیت اور ان کے فضل وکمال، کشف وکرامت، علم وفن، کردار وعمل اور تقوی وطہارت پر روشنی ڈال کر اور حمد ونعت، نظم ومنقبت پیش کر کے خراج عقیدت پیش کئے، بعدہ درود وسلام وفاتحہ خوانی وشجرہ خوانی اور لنگر خوانی کر کے مجلس کا اختتام ہوا۔

علمائے کرام کے اظہار خیال کا ماحصل یہ تھا کہ بیشک آپ نے دور کے بہت بڑے عالم وفاضل، فقیہ ومفتی، محدث ومفسر، مصنف ومؤلف، مترجم، حافظ وقاری، مناظر ومتکلم، امام ومجتہد، ادیب وشاعر، مدبر ومفکر، پیر ومرشد اور بقیۃ السلاف، حجۃ الخلاف، صاحب زہد وتقوی، جامع شریعت وطریقت، صاحب کشف وکرامت، مخزن علم وحکمت، منبع رشد وہدایت، جان مرکز اہل سنت، نازش اہل سنت، چشم وچراغ خانوادہ رضویت، وارث علوم اعلیٰ حضرت، نائب رسول اعظم اور علمی وروحانی دنیا کے مفتی، مستند ومرجع علماء وفقہا اور مشائخ وصوفیا وعوام الناس اور عالم ربانی، قطب الارشاد وولی کامل، مصلح فی الدین، قاضی القضاۃ فی الہند اور سچے جانشین حضور مفتی اعظم ہند تھے موجودہ دور میں ان کا نعم البدل ملنا ناممکن ہے۔ اللہ تعالیٰ شہزادہ وجانشین حضور تاج الشریعہ حضرت علامہ ومولانا مفتی محمد عسجد رضا خان صاحب قبلہ مدظلہ النورانی کو ان کے قائم مقام کا درجہ عطا فرما کر ان کے نقش قدم پر چلتے ہوئے مسلک اعلیٰ حضرت کی خوب ترویج واشاعت کرنے کی توفیق عطا فرمائے۔ اور ہم علمائے اہل سنت وعوام اہل سنت کو ان کا نعم البدل عطا فرمائے اور پوری زندگی ان کے نقش قدم پر چلنے اور ان کے ارشادات وفرمودات پر عمل کرنے اور ان کے فیوض وبرکات سے مالا مال ہونے کی توفیق عطا فرمائے۔ آمین۔

(حافظ) غلام جیلانی قادری

خطیب و امام سنی غریب نواز مسجد بھساول

بسم اللہ الرحمن الرحیم
نحمدہ و نصلی علی رسولہ الکریم

آہ افسوس صد افسوس: ہم غربائے اہلسنت کا پیشوا و رہنما الشیخ نبیرہ حضور حجۃ الاسلام و جانشین حضور مفتی اعظم ہند و نبیرہ و حضور مفسر اعظم ہند رضوان اللہ علیہم اجمعین عارف باللہ قاضی القضاۃ فی الہند حضرت علامہ مولانا حافظ الحاج الشاہ مفتی محمد اختر رضا خان بالمعروف حضور تاج الشریعہ علیہ الرحمہ والرضوان کے تعلق سے ۲۰ جولائی بروز جمعہ بعد نماز مغرب ۲۰۱۸ عیسوی وزاٹس ایپ سے خبر موصول ہوئی کہ حضور پیر و مرشد اس دار فانی سے دار بقا کی طرف رخصت ہوئے:

یہ خبر سنتے ہی آنکھیں اشکبار ہو گئیں، شہر بھساول میں سنی مساجد و مدارس میں اعلان ہوتے ہی تمام عاشقان اعلیٰ حضرت و عاشقان حضور تاج الشریعہ میں کہرام مچ گیا، بارگاہ حضور تاج الشریعہ میں تمام معتقدین و مریدین نے اپنے اپنے مخصوص انداز میں نذرانہ عقیدت پیش کیا، الحمد للہ:

حضور پیر و مرشد علیہ الرحمہ کے مبارک اور منور چہرے کی زیارت مجھے کئی مرتبہ میسر ہوئی، دست بوسی اور قدم بوسی کا موقع بھی ملا:

اللہ رب العزت کے فضل و کرم و آقائے کریم صلی اللہ علیہ وسلم کی عطا و اولیائے کرام کی نظر و عنایت و حضور پیر و مرشد کے روحانی فیضان کی بدولت فقیر کو ہر موڑ پر کامیابی ملتی گئی اور مل رہی ہے، الحمد للہ:

حضور پیر و مرشد کی چہرہ و انور کی زیارت کی برکت:

۲۰۱۶ء میں گیارھویں شریف کے بعد امامت کی جگہ چھوٹ گئی، فقیر قادری کافی دن تک پریشان رہا ہمارے رفیق محترم حضرت حافظ رضوان صاحب سلمہ کا فون آیا کہ آپ ممبئی آجاؤ جگہ مل جائیگی: ناچیز وہاں گیا لیکن کم و بیش ایک ہفتہ تک جگہ نہ مل پائی کیونکہ ممبئی ہمارے لیے نیا شہر تھا حافظ

رضوان سلمہ و مولانا رجب علی صاحب کے علاوہ کسی سے رابطہ نہیں تھا؛ اس لیے ایک ہفتہ بعد میں نے مصمم ارادہ کرلیا کہ اب تدریس و امامت کی بجائے کسی کاروبار میں قسمت آزمائی کی جائے؛ اسی شب تقدیر کا ستارہ چمک اٹھا بذریعہ فون حضرت مولانا رجب علی صاحب قبلہ خطیب و امام مدینہ مسجد کیلا بھار ممبئی سے خبر موصول ہوئی کہ حضور پیر و مرشد صاحب قبلہ شیخ ایم ایم بھائی جان صاحب (جماعت رضائے مصطفیٰ) کے یہاں تشریف فرما ہیں۔ فقیر قادری زیارت کیلئے تڑپا ، حضور پیر و مرشد نے نظر شفقت فرماتے ہوئے مخصوص دعاؤں سے نوازا، دعا مقبول ہوئی، اسی دن کرلا ممبئی دارالعلوم میں صدر المدرسین کی حیثیت سے خدمت دین کا موقع مل گیا۔

فی الحال جلگاؤں ضلع کے شہر بھساول کی سنی غریب نواز مسجد میں امامت کا فریضہ انجام دے رہا ہوں؛ جہاں حضور پیر و مرشد علیہ الرحمہ کے وصال کے بعد سے ہر ہفتہ بروز جمعہ بعد نماز عشا شجرہ خوانی پابندی سے جاری ہے اور جب تک یہ زندگی سلامت ہے ان شاء اللہ فاتحہ خوانی اور ایصال ثواب کا یہ سلسلہ جاری رہے گا؛ تمام ہی عاشقان حضور تاج الشریعہ بھی اس طرح خراج عقیدت کو اپنا معمول بنائیں اور حضور تاج الشریعہ کے روحانی فیضان سے مالا مال ہوں۔

دعا ہے کہ اللہ عزوجل اپنے حبیب کریم صلی اللہ علیہ وسلم کے صدقے و طفیل حضور پیر و مرشد کی قبر پر رحمت و انوار کی بارش فرماتا رہے اور آپ کے درجات کو بلند تر فرماتا رہے؛

مولیٰ تعالیٰ حضور تاج الشریعہ علیہ الرحمہ کے صدقے ہم عاشقان حضور تاج الشریعہ علیہ الرحمہ کے ایمان و عقیدے کی حفاظت فرمائے۔۔۔۔آمین

یا خدا تاج الشریعہ کی عطا جاری رہے
راہ حق پر ہم چلیں ؛ اس رہنما کے واسطے
اے خدا اختر رضا کی قبر پر رحمت رہے
میرے آقا حضرت غوث الوریٰ کے واسطے

آمین یارب العالمین۔

مولانا مفتی رفیق احمد قادری نعیمی
جامعہ نعیمیہ مرادآباد

تاثرات قلبیہ

گرامی وقار حضرت علامہ حافظ وقاری محمد لیاقت رضا صاحب نوری مدظلہ العالی خلیفہ حضور مفتی اعظم ہند رضی اللہ عنہ کی زبان فیض ترجمان سے اطلاع ملی کہ بذرانہ عقیدت کے طور پر اپنے مخدوم و مرشد برحق کے جانشین حضور تاج الشریعہ علیہ الرحمہ کے عرس چہلم شریف میں ایک نمبر شائع کرنے کا ارادہ رکھتے ہیں۔ یہ سن کر بڑی مسرت وشادمانی ہوئی۔ اور دل کی اتھاہ گہرائیوں سے موصوف کے لیے دعائیں نکلیں۔ صوفی باصفا حضرت علامہ محمد لیاقت رضا صاحب نوری دام ظلہ النورانی کی ذات بابرکات تو متحرک وفعال ہے۔ دین اشاعت وترویج موصوف کا محبوب مشغلہ ہے۔ بالخصوص باب رضویات پر کام کرنا اور کرانا ان کے روح کی غذا ہے۔ اور یہ سب مفتی اعظم ہند علیہ الرحمۃ والرضوان کی صحبتوں کا نتیجہ اور روحانی فیوض وبرکات کا ثمرہ ہے۔ حضور تاج الشریعہ رضی اللہ عنہ سے متعلق نمبر نکالنا بھی رضویت سے کامل محبت کا ایک حصہ ہے۔ اور اس عبقری شخصیت کی خدمات دینیہ کا اعتراف بھی ہے۔ اور کیوں نہ ہو ارشاد ربانی ہے:

﴿یَرْفَعِ اللّٰهُ الَّذِیْنَ اٰمَنُوْا مِنْكُمْ وَ الَّذِیْنَ اُوْتُوا الْعِلْمَ دَرَجٰتٍ﴾ (المجادلہ:۱۱)

اللہ تمہارے ایمان والوں کے اور ان کے جن کو علم دیا گیا درجے بلند فرمائے گا۔

حضور تاج الشریعہ علیہ الرحمۃ والرضوان کے درجات کی بلندی کا مشاہدہ کریں۔ آپ کی بارگاہ میں بڑے بڑے مفتیان کرام ومفسران عظام اور اولوالمرتبت محدث لاینحل کے حل کے لیے رجوع لاتے۔ اور آپ اس کی گتھیاں سلجھاتے۔ اہل علم کے مابین آپ کی حیثیت قول فیصل کی تھی۔ ایک زمانے تک شرعی بورڈ مبارک پور کے مسند صدارت پر فائز رہے۔ جدید مسائل کے حل کے لیے علماء و فقہاء کا جہاں اجتماع ہوتا وہاں اس کی حلت وحرمت پر اپنی تحقیق دلائل وبراہین کی روشنی میں پیش

فرماتے۔ اس مجلس کا صدر منتخب کیا جانا یقیناً آپ کی عظمت و رفعت کی بلندی پر دال ہے۔ پوری زندگی شرعی کونسل بریلی شریف کے منصب صدارت پر فائز رہے۔ اور امت مسلمہ کو پیش آمدہ مسائل کی حلت و حرمت کا حل فرما کر دینی رہنمائی فرماتے رہے۔ دار الافتاء میں بیٹھ کر پوری دنیا سے آئے ہوئے سوالات کے جوابات رقم فرماتے رہے۔ قاضی القضاۃ کی کرسئ اعلیٰ پر فروکش ہو کر قوت حافظہ کے ذریعے اسلامی قانون کا اجرا فرماتے رہے۔ وعظ و نصیحت اور بیعت و ارادت کے ذریعے کروڑوں مسلمانوں کے عقائد ایمان کو تحفظ بخشا، رشد و ہدایت اور دعوت و تبلیغ کے لیے پوری دنیا کا سفر کیا۔ جدھر جاتے ادھر ہی ضو سحر کا باعث بن جاتے۔ پروانے چہار جانب سے اس شمع محبوبی پر قربان ہونے کے لیے منڈلانے لگتے۔ زندگی کے ایام اسی طرح کٹتے رہے۔ آخری لمحات بھی قابل دید رہے ہیں۔ جب آپ دنیا سے تشریف لے گئے تو دنیا نے اپنی کھلی آنکھوں سے دیکھا کہ جنازہ میں شرکت کے لیے ایک جہان بریلی شریف کی زمین پر سمٹ آیا۔ میڈیا کے مختلف بیان کے مطابق شرکائے جنازہ کی تعداد تین کروڑ، دو کروڑ اور ایک بیان کے مطابق ایک کروڑ 25 لاکھ ہے۔ ایک کروڑ بھی مان لیں تو کوئی کم تعداد نہیں ہے آج تک آسمان و زمین نے جنازے میں شرکت کرنے والوں کی اتنی بڑی تعداد کا دلکش نظارہ نہیں کیا ہوگا۔ اور آگے خدا جانے۔ یہ سب علوم و فنون شریعہ کا ہی تو کمال ہے۔ کہ آپ کی ذات رفعت و عروج کے ثریا پر نظر آتی ہے۔ اور یہ عروج و ارتقا رب کی عطائے خاص ہے۔

بڑے بڑے سے پڑھیں خطبہ مرے تاج الشریعہ کا
بڑا بلند ہے رتبہ مرے تاج الشریعہ کا

حضور صلی اللہ علیہ وسلم کا فرمان عالی شان ہے: **أقرب الناس من درجة النبوة أهل العلم والجهاد،أما أهل العلم فدلوا الناس على ما جاء ت به الرسل . وأما أهل الجهاد فجاهدوا بأسيافهم على ما جاءت به الرسل۔**

یعنی علما و مجاہدین کے درجات نبوت کے قریب درجات ہوتے ہیں۔ کیوں کہ علمائے کرام فرامین رسالت کی تبلیغ و اشاعت وعظ و نصیحت اور تصنیف و تحریر کے ذریعے کرتے ہیں۔ اور مجاہدین

قانون اسلامیہ کی تبلیغ وتحفظ کے لیے تلواروں سے جہاد کرتے ہیں۔ حدیث مذکورسے جہاں علما کی فضیلت وبرتری کا اثبات ہوتا ہے وہاں سے ان کی ذمہ داری فرض منصبی کا بھی ادراک ہوجاتا ہے۔
علمائے کرام کو یہ فضیلت اور نیابت رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی سعادت حاصل ہوتی ہے تو کیوں؟

فدلوا الناس علی ما جاءت به الرسل اس کی وضاحت وصراحت اور بیان پر دال ہے۔ یعنی اس پر جو درجات عطا کئے جاتے ہیں وہ اس لیے ہیں کہ انہوں نے انبیاء کے لائے ہوئے پیغامات کو لوگوں تک پہنچایا۔ اس سے روشن ہے کہ علمائے کرام کا اہم فرض کتاب وسنت کا تعلم وتعلیم پیغامات واحکام الٰہی کی اشاعت اور مخلوق خدا کی اصلاح وتربیت ہے۔

﴿كُنْتُمْ خَيْرَ أُمَّةٍ أُخْرِجَتْ لِلنَّاسِ تَأْمُرُونَ بِالْمَعْرُوفِ وَتَنْهَوْنَ عَنِ الْمُنْكَرِ وَتُؤْمِنُونَ بِاللّٰهِ﴾ (القرآن)

اے مسلمانو! تم بہترین امت ہو دنیا میں اس لئے بھیجے گئے کہ تم لوگوں کو بھلائی کی دعوت دو اور برائی سے روکو۔

اس آیت سے بظاہر معلوم ہوتا ہے امت مسلمہ کا وجود ہی امر بالمعروف اور نہی عن المنکر کے لیے ہوا ہے۔

﴿وَمَا خَلَقْتُ الْجِنَّ وَالْإِنْسَ إِلَّا لِيَعْبُدُونِ﴾ پر گہری نظر ڈالیں گے تو اس بات کا انکشاف ہوجائے گا کہ اہل ایمان کی تخلیق کا مقصد نیکی کا حکم دینا اور برائی سے روکنا ہوگا۔

روکنے اور حکم دینے میں ادنیٰ واعلیٰ سب شامل ہوں گے۔

ارشاد ربانی ہے:

﴿وَلْتَكُنْ مِنْكُمْ أُمَّةٌ يَدْعُونَ إِلَى الْخَيْرِ وَيَأْمُرُونَ بِالْمَعْرُوفِ وَيَنْهَوْنَ عَنِ الْمُنْكَرِ وَأُولٰئِكَ هُمُ الْمُفْلِحُونَ﴾ (القرآن)

اہل ایمان میں ایک ایسی جماعت کی ضرورت ہے جو اپنے قول وعمل سے کتاب وسنت کی دعوت دے اور لوگوں کو برائیوں سے روکے۔

اس سلسلہ دعوت کو جاری رکھنے اور تعلیمات وارشادات رسول صلی اللہ علیہ وسلم میں تازگی پیدا

کرتی رہے۔

اس مخصوص جماعت کا مقصد ہی یہ ہو کہ جہاں کہیں عوام کی کج روی دیکھے فوراً اس کا تدارک کرے۔ جہاں کہیں کوئی برائی یا غلط کاری رواج پاتی نظر آئے فوراً اس کا انسداد کرے۔ اور یہ کام وہی جماعت کر سکتی ہے جو کتاب و سنت سے واقفیت کے ساتھ تفقہ فی الدین کی بھی حامل ہو۔

یہاں دیکھنا یہ ہے کہ مخصوص جماعت کون سی ہے وہ کون سا صاحب قسمت طبقہ ہے جس کے حصے میں انبیا علیہم السلام کی وراثت و نیابت با سعادت آتی ہے۔

آیات قرآنیہ و احادیث نبویہ میں تھوڑے سے تفکر و تدبر سے یہ بات آشکار ہو جاتی ہے وہ طبقہ مخصوص علماے امت محمدی کا ہے۔

جیسا کہ حدیث نبوی شاہد ہے: **ان العلماء ورثة الانبیاء وان الانبیاء لا یورثو دینارا ولا درھما وانما ورثوا العلم فمن اخذہ اخذ بحظ وافر۔**

علماے کرام انبیاء کے وارث ہیں اور انبیا علیہم السلام کے مال دینار اور درہم ورثہ میں نہیں چھوڑتے بلکہ ان کی وراثت علم ہے کیوں کہ علم وہ غیر معمولی نعمت ہے جس کی وجہ سے انسان کو تمام مخلوقات پر فوقیت و عظمت حاصل ہوئی۔ امام غزالی فرماتے ہیں:

ان الخاصة التی تمیز بھا الناس عن سائر البھائم ھو العلم

یعنی انسان کو دیگر تمام حیوانات سے ممتاز کرنے والی چیز علم ہے۔

واضح ہو گیا کہ انبیا علیہم السلام کے بعد یہی وہ علما ہیں جو مخلوق خدا کو کتاب اللہ اور سنت رسول صلی اللہ علیہ وسلم کی تعلیم دے کر راہ مستقیم پر گامزن فرمائیں گے۔

مخالفین کے مدمقابل امور دینیہ میں دلیل و حجت کے ساتھ اپنے موقف پر ستونوں کی طرح مستحکم رہیں گے۔ گم کردہ منزل کے لیے مشعل ہدایت بنے رہیں گے۔

رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم فرماتے ہیں:

فضل العالم علی العابد کفضلی علی ادناکم

ادنیٰ پر جو فضیلت مجھ کو حاصل ہے وہی فوقیت عابد پر عالم کو ہے۔

اس کے علاوہ بھی آیات واحادیث علمائے کرام کی عظمت و برتری پر ناطق ہیں۔

حضور تاج الشریعہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ کامل آیات واحادیث کے مصداق تھے تحریری طور پر اس قدر جہاد فرمایا کہ تقریبا 82 کتابیں نادر و انمول تصنیف ہمیں عطا فرمائیں۔ جامعۃ الرضا جیسا ادارہ علما و پیدا کرنے والی فیکٹری دی۔ کنز دنیا جیسا رسالہ دیا جماعت رضائے مصطفیٰ جیسی تنظیم کو نئی زندگی دی۔ دار الافتاء، دار القضاء شرعی کو مسلک و ملت لازوال سے مالا مال کیا۔ پورے عالم اسلام میں جاکر رضویت کا ڈنکا بجایا۔ کروروں لوگوں کو قادریت کی زلف گرہ گیر کا اسیر بنادیا۔

آپ کی ذات لاجواب ہے۔ آپ کی بات لاجواب ہے۔ آپ کا علم لاجواب ہے۔ آپ کا فن لاجواب ہے۔ آپ کا تقویٰ لاجواب ہے۔ آپ کا فتویٰ لاجواب ہے۔ آپ کی عبادت و ریاضت لاجواب ہے۔ آپ کی رشد وہدایت لاجواب ہے۔

آپ کی تبلیغ واشاعت لاجواب ہے۔ آپ کا اخلاق لاجواب ہے۔ آپ کا کردار لاجواب ہے۔ آپ کا صبر وشکر لاجواب ہے۔ آپ کا وعظ وتقریر لاجواب ہے۔ آپ کی صورت لاجواب ہے۔ آپ کی سیرت لاجواب ہے۔

آپ کی استقامت لاجواب ہے۔ آپ کا عزم وحوصلہ لاجواب ہے۔ سر سے پا تک معاملات سے عبادات تک علوم وفنون سے تہذیب وتمدن تک شان وشوکت سے جاہ وحشمت تک حیات کا جملہ شعبہ لاجواب و بے مثال ہے۔

ہمارے درمیان سے ایسی شخصیت کا چلا جانا یقیناً قیامت سے کم نہیں۔ ایسی قد آور شخصیت سے متعلق نمبر نکالنا بلاشک وشبہ ایک عمدہ اقدام ہے تاکہ وہ نمبر آنے والی نسلوں کے لیے مینارہ ہدایت ثابت ہو۔ اللہ عزوجل موصوف کو رحمت کاملہ سے نہال فرمائے۔ آمین۔

حافظ مولانا محمد اسلم رضوی پاکستان

دعوت و تبلیغ کے مختلف اسکول ہیں ان میں تالیف و تصنیف اور رسائل و جرائد کو شاہ کلید کی حیثیت حاصل ہے ۔آپ کی ذات لائق صد تکریم ہے کہ آپ ایک طویل عرصہ سے اس میدان میں آبلہ پائی کر رہے ہیں اور "ماہنامہ پیغام رضا" کے ذریعہ اعلیٰ حضرت، مسلک اعلیٰ حضرت اور جماعت اہلسنت کی دوسری بزرگ شخصیات کے افکار و نظریات کو بڑے پیمانے پر اجاگر کر رہے ہیں، مجھے امید واثق ہے کہ خدائے مصطفی جان رحمت صلی اللہ علیہ وسلم آپ کو اس عظیم خدمت کا اجر عظیم عطا فرمائے گا ۔آپ کی ذات اور آپ کی خدمت دینی تاریخ کا حصہ بن چکی ہے، نسلیں آپ کو فراموش کرنا بھی چاہے تو فراموش نہ کر سکیں گی۔

حضور تاج الشریعہ عظیم شخصیت کے مالک تھے، ان کی ذات اعلیٰ حضرت، حجۃ الاسلام اور حضور مفتی اعظم ہند کا آئینہ تھی۔ آپ کی زندگی مسائل اور مشکلات سے بھری ہوئی تھی۔ فتنے بے شمار تھے اور ان فتنوں کا آپ انتہائی عزم و استقلال کے ساتھ دفاع فرما رہے تھے۔ آپ کے عہد میں کئی فتنے نمودار ہوئے چلتی ٹرین پر نماز کی ادائیگی کا فتنہ، لاؤڈ اسپیکر پر نماز کی اقتدا کا فتنہ، جدید ذرائع ابلاغ رویت ہلال کے ثبوت کا فتنہ، عرفان مذہب و مسلک کا فتنہ اور صلح کلیت کا فتنہ، ان فتنوں میں آخر الذکر فتنہ مسلمانوں کے لئے زہر قاتل کی حیثیت رکھتا ہے۔ آپ کی ذات فتنوں کے آگے فولادی دیوار بنی رہی۔ آپ نے اصول شریعت کے چہرے پر کوئی داغ دھبہ دیکھنا قبول نہیں کیا۔ تن کے کالے، من کے کالے اور آنکھ کے اندھوں نے آپ کی کردار کشی کی بھی مہم چلائی۔ پھر بھی آپ نے انھیں پلٹ کر جواب نہیں دیا بلکہ آپ کی خاموشی کے سمندر میں سب کے سب ڈوب گئے۔ آج وہی لوگ آپ کے وصال پر سب سے زیادہ ماتم کر کے اپنے مجروح وقار کو بحال کرنے کی بیجا کوشش کر رہے ہیں، لیکن انھیں اسلامی معاشرے میں عزت و وقار حاصل نہیں ہو سکی۔

حضور تاج الشریعہ کی عظیم بارگاہ میں خراج عقیدت کا آپ نے جو راستہ چنا ہے وہ راستہ ہر اعتبار سے قابل تکریم و قابل مبارکباد ہے۔ اللہ تعالیٰ آپ کو عمر خضر سے نوازے اور دارین کی سعادتوں سے آپ کو بہرہ ور فرمائے۔ آمین یا رب العالمین۔

مقالات

سید اولادِ رسول قدسی، امریکہ

چرخِ رضا کا اختر پرضیاء

کس قدر سال تھا وہ مقدس
کریں ناز جتنا بھی کم ہے
وہ تیرہ سو ترسٹھ تھا ہجری کا سال حسیں
اور مہینہ تھا ذیقعدہ کا تاریخ پچیس تھی
اور مطابق
نومبر کی تیئیس تاریخ تھی
سن تھا انیس سو اور چالیس پہ تین زائد
کھلا گلشن اعلیٰ حضرت میں اک پھول ایسا
ہوئی دیکھ کر اسکو ہر ایک کی آنکھ خیرہ
معطر ہوا گھر کا ہر گوشہ گوشہ
تھیں ہر سمت خوشیوں کی لہریں رواں
نور و نکہت کی ہوتی رہی موسلا دھار بارش
وہی پھول آہستہ آہستہ
پروان چڑھنے لگا
عمر اس کی ہوئی چار سالوں کی جب
والدِ ذی حشم نے

رکھی تسمیہ خوانی کی ایک نورانی تقریب گھر میں

عموماً

بلاتے ہیں لوگ ایسے موقع پہ اصحاب ثروت کو لیکن

یہ تقریب معمولی بچے کی تھی ہی نہیں

بلکہ منسوب تھی ایسے بچے سے یہ محفل ضوفشاں

یعنی کل جس کو ہونا تھا تاج الشریعہ

علوم معارف کا نوری خزینہ

معاصر میں اپنے یگانہ

کرے رشک جس پہ زمانہ

علوم رضا کا

اسے ایسا وارث تھا بننا

کہ سیراب ہو جس سے دنیا

بلائے گئے سرور دیں کے مہمان طالب دیں

وہ جس میں بچہ خوش بخت تھا اس قدر

مفتی اعظم ہند نے

بسملہ خوانی اس کی کرائی

ہوا اس کا ایسا مرتب اثر

علم دیں کے وہ میدان کا شہسوار ایسا بنتا گیا

اہل دانش نے بے ساختہ یہ کہا

یہ مہارت کا ہے اک ہمالہ

کہ مشکل سے مشکل مسائل ہوئے اس سے حل

علم و حکمت رہے جس کا اس پہ نازاں

بھلا کیوں نہ ہو
مفتی اعظم ہند نے
صاف لفظوں میں فرمایا لوگو سنو
میرے اختر میاں سے
سدا استفادہ ہے کرنا
علاوہ ازیں
یہ بھی فرمایا اختر میاں ہیں میرے جانشیں
ان سے ہوتی رہیگی زمیں سنیت کی
بہار آفریں
مفتی اعظم ہند کا یہ کہا
کیوں نہ ہوتا صداقت کا پیکر
ولی اور ابن ولی ذات اقدس تھی ان کی
یہ دنیا نے دیکھا
فقط نام کے وہ نہ اختر بنے
بلکہ وہ سنیت کے فلک پر
چمکتے رہے بن کے ضوبار اختر کچھ ایسے
کہ اپنے تو اپنے ہیں اغیار بھی یہ ملا
رضا کے چمن کا
یہ ایسا ہے بے مثل گل
جس کی خوشبو سے اک ہند ہی کیا
مہکتا ہے عالم
اسے دعویٰ خام تم مت سمجھنا

تصانیف ان کی ہیں روشن دلیلیں

اگر چشم بینا ہو تو ذیل میں

دیکھ لو ان کی علمی کتابوں کی فہرست اک مختصر

مرآت النجدیہ، العطایا والقدیر، اور برکات امداد، شرح حدیث نیت، حاشیہ در صحیح البخاری

تصویر کا شرعی حکم، طلاق ثلاثہ کے احکام شرع تک

ہجرت مصطفیٰ اور تیسیر الماعون، آثار قیامت

شمول اور حضرت ابو الانبیا کے تھے رہ نجی والد

ٹائی اور سہ ماہی ہنر زمانہ

سفینۂ نجات اور بخشش کا مجموعہ تجلیہ فکر شعر و سخن

المختصر

ان کی پچاس سے بھی ہے زائد

تصانیف کا باغ جلوہ فشاں

نعتیہ شاعری میں رہا ان کا اعلیٰ مقام اس طرح

سر بہ خم اہل فن و ادب ہو گئے

صرف اردو نہیں

بلکہ عربی میں اشعار ایسے کہے

پڑ گئے حیرتوں میں عرب

دل کی گہرائی سے معترف سے ہوئے

لاجواب ان کا عربی کا لہجہ ہے ایسا

کہ لگتا ہے کوئی ہندی نہیں

بلکہ خالص ہی عربی عبور ان کو حاصل ہے عربی زباں پہ

یہی وجہ ہے

فخر ازہر کا ایوارڈ ان کو ملا جامعہ سے

خدا نے انھیں ایسی مقبولیت کی عطا

جس جگہ وہ قدم رنجہ ہوتے

وہاں بھیڑ لگ جاتی مخلوق خالق کی ایسی

کہ پروانے جس طرح اطراف میں شمع کے

جمع ہوتے ہیں اور منڈلاتے ہیں بے لوث عشق ومحبت میں بے خوف ہو کر

نہیں اس میں تخصیص میں ہند کی

بلکہ دنیا جس جا بھی جلوہ فگن ہوتے ہو

وہیں ہوتا عشاق کا اجتماع عقیدت

بڑی عشق خیزی سے ہوتے تھے لوگ ان سے بیعت

مسلم حقیقت ہے یہ

ان کے جتنے مرید آج ہیں دنیا بھر میں

نہیں مل سکے گی مثال اس کی تم کو کہیں

یہ خصوصی کرم ان پہ تھا رب کونین کا

یہ عنایت تھی ان پر رسول دو عالم کی ﷺ

ابھی ان کی رحلت ہوئی جب

جہاں بھر میں منظر تھا درد والم کا

ہے عالم کی موت ایک عالم کی موت اس کو محسوس کرنے لگی

پوری دنیا

ملی یہ خبر معتبر

تھے کروڑوں کی تعداد میں لوگ حاضر جنازے میں ان کے

حضور رضا میں یہ کرتا ہے ''قدسی'' دعا

ان کی تربت پہ ہو موسلا دھار رحمت کی بارش

رہے سنیوں کے سروں پہ

قیامت تک ''اختر'' کا فیضان جاری

ڈاکٹر غلام جابر شمس پورنوی، ممبئی

Ph:09869328511|09197535376

E-Mail:ghulamjabir@yahoo.com

تاج الشریعہ ماہ و سال کے آئینے میں

نوٹ: یہ تحریر ابھی خام و نا تمام ہے۔ اسے کسی ضخیم کتاب کا آغاز باب یا دیباچہ ہونا چاہیے۔ لہٰذا اہل علم سے گزارش ہے کہ آپ حضرات کے پاس یا علم میں حضرت کی کوئی یادگار تحریر یا سفر و حضر کا کوئی اہم واقعہ ہو تو مع تاریخ و ماہ و سن لکھ کر ہمیں ضرور بھیجیں۔ آپ کے ذکر و شکر کے ساتھ درج کیا جائے گا۔

☆ ۱۹۴۳ء:

☆ ..... ۲۳ر فروری محلہ سوداگران بریلی شریف میں ولادت ہوئی۔ والد ماجد مولانا شاہ ابراہیم رضا کے قافیہ پر نام اسماعیل رضا تجویز ہوا۔ محمد نام پر عقیقہ ہوا۔ عرف اختر رضا قرار پایا۔ اسی عرفی نام سے وہ مشہور آفاق عالم ہوئے۔

☆ ۱۹۴۶ء:

☆ ..... بزرگان دین اور اشرافیہ خاندان کی روش پر چار برس، چار مہینے، چار دن کی عمر میں والد ماجد نے رسم بسم اللہ خوانی کی تقریب منعقد کی۔ جس میں جامعہ منظر اسلام کے تمام طلبہ مدعو تھے اور تاجدار اہل سنت حضور مفتی اعظم ہند قدس سرہ نے بسم اللہ خوانی کی رسم ادا فرمائی۔ قرآن کریم والدہ ماجدہ نے پڑھایا۔ اردو وغیرہ والد کریم سے سیکھی۔

☆ ۱۹۵۶ء:

☆ ..... منظر اسلام میں میزان، منشعب نحو میر سے درس نظامیہ کی شروعات ہوئی۔ شیخ محمد عبد التواب صاحب مصری، جو منظر اسلام میں استاذ تھے سے عربی ادب سیکھا۔ ویسے گھر ان کی گھریلو بولی اردو تھی مگر گھر میں عربی بول چال اور عربی اخبارات کا بھی چلن تھا۔

☆..................۱۹۵۲ء:

☆......اسلامیہ انٹر کالج میں داخلہ لیا اور مروجہ دنیاوی تعلیم حاصل کی۔

☆..................۱۹۶۰ء:

☆......شعر و شاعری کا آغاز کیا۔ بیش بہا نعتوں کے دو مجموعے بنام ”سفینۂ بخشش“ اور ”نغمات اختر“ ہند و پاک سے شائع ہو چکے ہیں اور نعت خواں حضرات برسر محفل و اجلاس اور محراب و منبر پڑھ پڑھ کر سامعین کو مسرور و محظوظ کرتے ہیں۔

☆..................۱۹۶۲ء:

☆...... ۱۳/ ۱۴/ ۱۵/ جنوری ۱۹۶۲ء میں جامعہ منظر اسلام کا شاندار اجلاس منعقد ہوا تھا۔ اقطار ہند سے آئے ہوئے خدا ترس علما و مشائخ کا جم غفیر تھا۔ ۱۵/ جنوری کی صبح تاجدار اہل سنت نے اپنے دو لت کدہ پہ میلاد پاک کی ایک بابرکت مجلس منعقد فرمائی۔ علما و مشائخ کی نورانی جماعت تو تھی ہی منظر اسلام کے طلبہ و نو فارغ علما بھی موجود و حاضر تھے۔ تاجدار اہل سنت نے اپنے نواسے [تاج الشریعہ] کے دونوں ہاتھوں کو اپنے دست کرم میں لے کر تمام سلاسل کی اجازت و خلافت عطا فرمائی۔ حاضرین نے نذرانہ اور مبارک باد پیش کی۔ واضح ہو کہ بیعت کی سعادت پہلے سے ہی حاصل تھی۔ اسی سن باسٹھ میں والد ماجد، جو علیل چل رہے تھے، نے عمامہ باندھ کر اور عبا پہنا کر آپ کو علوم اعلیٰ حضرت کا وارث و جانشین بنایا۔ تفصیل کے لیے ماہنامہ اعلیٰ حضرت شمارہ دسمبر دیکھیں۔

☆..................۱۹۶۳ء:

☆......اسلامی دنیا کی سب سے بڑی درسگاہ ”جامع ازہر“ مصر کے ”کلیۃ اصول الدین“ میں داخل ہوئے۔ افہام و تفہیم اور اظہار مافی الضمیر میں آپ کو کوئی دقت پیش نہیں آئی، بلکہ فصیح و بلیغ عربی اسلوب بیان میں گفتگو کر کے سب کو محو حیرت کر دیا۔ اساتذہ کا تاثر تھا کہ یہ تو ہندی عجمی لگتا ہی نہیں جو باعث تعجب ہے۔ امام احمد رضا کے بارے میں عرب علما نے کہا تھا کہ یہ خلقتاً یعنی پیدائشی طور پر ہندی ہیں مگر فطرتاً عربی ہیں۔ تاج الشریعہ اسی ہندی خلقت اور عربی فطرت کے پرتو تھے۔ تاج الشریعہ کے دادا حجۃ الاسلام حضرت مولانا شاہ حامد رضا خان قادری قدس سرہ کی بھی عربی دانی میں کچھ

اپنے والد ماجد امام احمد رضا جیسی شان اور بانکپن تھا۔

☆ ۱۹۶۴ء:

☆ ...... پورے مصر میں اول پوزیشن حاصل کرنے پر اس وقت کے نوجوان عالم مولانا اختر رضا کو صدر مملکت مصر جمال عبدالناصر کے ہاتھوں ایوارڈ ملا۔

☆ ۱۹۶۵ء:

☆ ...... ساتھ برس کی عمر میں ۱۲ رجون کو والد ماجد کا وصال ہوا۔ جب کہ آپ جامع ازہر میں زیر تعلیم تھے۔ شدت غم اور شدید ماحول میں آپ نے ایک تعزیتی نظم لکھ کر اپنے بڑے بھائی ریحان ملت کو روانہ کی، جو درد و غم کی منہ بولتی داستان تھی۔ اس کے باوجود ۱۹۶۵ء میں ہی جامع ازہر کے سالانہ امتحان میں اعلیٰ و امتیازی نمبرات حاصل کر کے پورے مصر میں اول نمبر آئے۔ ممتحن کے علم کلام پر سوال کرنے پر ایسی شرح و بسط سے جواب دیا کہ اساتذہ و ممتحن حضرات ششدر رہ گئے۔ اس حصول نعمت پر یہاں برادر اکبر ریحان ملت مولانا شاہ ریحان رضا نے ماہنامہ 'اعلیٰ حضرت' ماہ ستمبر کے شمارے میں شاندار رپورٹ لکھ کر خدا کا شکر اور دلی مسرت کا اظہار کیا۔

☆ ...... امتیازی و اول نمبر آنے پر وطن مالوف بریلی میں خوشی کی لہر اور ماہنامہ 'اعلیٰ حضرت' بریلی کا اوراق سنوارے مسرت کے کورنج اٹھا۔

☆ ۱۹۶۶ء:

☆ ...... تکمیل تعلیم کی سارے امتحانات میں اول درجے سے کامیابی ملی اور جامعہ کے ارباب حل و عقد نے سند اور جامع ازہر ایوارڈ پیش کیا۔

☆ ...... بریلی شریف واپسی ہوئی تو مفتی اعظم ہند قدس سرہ کے نور افشاں و مسرت فزا جلوے میں اہل خاندان، علمائے کرام، طلبائے منظر اسلام، احباب و متعلقین، معتقدین و مریدین نے بریلی اسٹیشن پر پرجوش استقبال کیا اور برادر اکبر ریحان ملت مولانا شاہ ریحان رضا نے ماہنامہ 'اعلیٰ حضرت' ماہ دسمبر کے شمارے میں خوب صورت کوائف نامہ لکھ کر شائع کیا۔

☆ ...... اسی برس آپ نے پہلا فتویٰ لکھ کر مفتی سید افضل حسین مونگیری اور حضور مفتی اعظم ہند کو

دکھایا۔ دونوں بزرگوں نے تحسین وحوصلہ افزائی کے کلمات کہے۔ یہ سوال مدینۂ منورہ سے آیا تھا، جس میں نکاح طلاق اور میراث سے متعلق سوالات تھے۔

☆ ۱۹۶۷ء:

☆ ...... جامعہ منظر اسلام میں استاذ مقرر ہوئے۔ یہ سلسلۂ فیض وبرکت کئی برس چلا۔ فتویٰ نویسی حضور مفتی اعظم ہند اور مفتی سید افضل حسین مونگیری کے زیر سایہ ہوتی رہی۔

☆ ۱۹۶۸ء:

☆ ...... ۳ر نومبر استاذ زمن حضرت حسن کی پوتی یعنی حکیم ملت حضرت مولانا شاہ حسنین رضا خان کی صاحبزادی سے شادی کی رسم ادا ہوئی۔ پہلے سے ہی یہ رشتہ والد ماجد کا طے کردہ تھا۔

☆ ...... تاج الشریعہ نے رضا باغ، گنگٹی، ضلع سیتامڑھی کا دورہ کیا۔ مشہور محقق وقلم کار ڈاکٹر امجد رضا امجد کے والد مرحوم کماشتہ محمد عبد الغفور حامدی کے مکان پر قیام پذیر ہوئے۔ یہ کماشتہ محمد عبد الغفور مرحوم تاج الشریعہ کے جد امجد حجۃ الاسلام حضرت مولانا شاہ حامد رضا خان قادری علیہ الرحمہ کے مرید تھے۔ یہ وہ خوش نصیب بستی ہے، جہاں حجۃ الاسلام اور تاج الشریعہ کے والد گرامی مفسر اعظم ہند حضرت مولانا شاہ محمد ابراہیم رضا خان قادری عرف جیلانی میاں علیہ الرحمہ کے بکثرت مریدین تھے اور اب تو تاج الشریعہ کے مریدین کی بھاری تعداد نے اس میں اور اضافہ کر دیا ہے۔

☆ ۱۹۷۰ء:

☆ ...... صاحب زادہ مولانا مفتی محمد عسجد رضا خان کی پیدائش محلہ خواجہ قطب میں ہوئی۔ پیدائشی نام 'محمد منور رضا حامد' اور عرفیت 'عسجد رضا' ہے۔ اسی عرفی نام سے وہ متعارف ہیں۔ آپ وہ خوش نصیب ہیں کہ تاجدار اہل سنت مفتی اعظم ہند نے آپ کے منہ میں اپنا لعاب دہن ڈال کر آپ کو داخل سلسلہ فرمایا۔

☆ ۱۹۷۲ء:

☆ ...... تاجدار اہل سنت حضور مفتی اعظم ہند نے اپنے وجود ناز کی برکتوں کی برکھا سے ہمارے سیمانچل کی سرزمین کے چپے چپے کو سیراب فرمایا۔ اس سفر سوچ ظفر میں اس وقت کے مفتی اختر رضا

ازہری میاں ہمراہ رکاب تھے۔ یہ ازہری میاں کا پہلا [بعد میں تو یہ علاقہ ان کی جاگیر قرار پایا] اور تاجدار اہل سنت کا دوسرا دورہ تھا۔ اسی دور مسعود میں تاجدار اہل سنت نے فرمایا تھا کہ: اب میں ضعیف ہو چکا ہوں۔ آپ لوگ اختر میاں سے رجوع کریں۔ اس بابرکت جملے کا نتیجہ یہ ظاہر ہوا کہ آج تقریباً آدھا سیمانچل حضرت تاج الشریعہ کے دامن سے وابستہ ہے۔

☆..............۱۹۷۵ء:

☆......اندرا گاندھی کی کانگریس والی حکومت کے جبری فیصلے نسبندی کے خلاف فتویٰ دیا۔ یہ ایک سخت کڑا وقت تھا۔ حکومت کی آنکھ سے آنکھ ملانا جگر گردے کا کام تھا۔ دار الافتاء بریلی نے یہ کام کر دکھایا۔ ساری عزتوں کا سرچشمہ اسلام ہے اور اسلام ہی کی چوکھٹ سے لپٹے رہنے میں دونوں جہان کی بھلائی ہے۔ حکومت واقتدار کی شان وشوکت اور قوت وطاقت آنی جانی ہے۔ جب کہ اسلام کی حکمت و شوکت قائمی و دائمی ہے۔ تاج الشریعہ ہمیشہ اسی روش پر عمل پیرا رہے۔

☆..............۱۹۷۶ء:

☆......دفاع کنز الایمان نام کی مفسرانہ ومحققانہ کتاب لکھی۔ یہی اہم مقالہ ماہنامہ المیزان بمبئی کے امام احمد رضا نمبر میں شامل اشاعت ہوا۔ تفاسیر واحادیث اور محققین علمائے اہل سنت کی قریب ۳۸ر اور مخالفین اہل سنت کی ۱۲ر کتابوں کی صد ہا دلیلوں سے یہ کتاب مملو ومبرہن ہے۔ واضح ہو کہ یہ کتاب دیوبندی عالم امام علی قاسمی رائے پوری کے کتابچہ قرآن پر ظلم کا جواب ہے۔

☆..............۱۹۷۷ء:

☆......اس برس تاج الشریعہ نے کوٹہ گڑھ ضلع اجمیر شریف کا دورہ کیا۔

☆..............۱۹۷۸ء:

☆......جامعہ منظر اسلام کے صدر المدرسین کے منصب جلیل پر فائز ہوئے۔ نیز دار الافتاء بریلی کے نائب مفتی کی حیثیت سے کار افتا بھی سرانجام دیتے رہے۔

☆......مدرسہ قادریہ امینیہ راج محل، بہار کے صدر المدرسین حضرت مولانا عابد حسین صاحب کی دعوت پر پہلی بار راج محل، بہار تشریف لے گئے۔ عیدگاہ میدان پھلوہریا میں عظیم الشان اجلاس سے

خطاب کیا۔ بہت سے لوگ داخلِ سلسلہ ہوئے۔

☆......شہر کوٹہ، راجستھان تشریف لے گئے۔ تقریر کی اور لوگوں کو داخلِ سلسلہ کیا۔

☆......۱۹۷۹ء:

☆......حضرت تاج الشریعہ بنارس کے دورے پر تشریف لے گئے اور جامعہ حمیدیہ رضویہ کے منتہی طلبہ کا سالانہ امتحان لیا۔

☆......۱۹۸۰ء:

☆......جنوری آل انڈیا سنی جمعیۃ العلما ممبئی کے زیرِ اہتمام تجلی محلہ میں ایک تاریخی عظیم الشان کانفرنس منعقد ہوئی۔ اس موقع سے مجلس عاملہ کی میٹنگ ہوئی۔ جس میں آپ صدرِ اعلیٰ نامزد ہوئے ۔ اس منصب جلیل پر آپ تاحیات جلوہ بار رہے۔ ہر برس ماہ ربیع الثانی میں نکلنے والے جلوس غوثیہ کی صدارت ہر برس بھی فرمائی۔

☆......۱۹۸۱ء:

☆......اس برس ان کے نانا جان اور سب سے بڑے مربی و مرشد گرامی تاجدار اہل سنت حضور مفتی اعظم ہند حضرت شاہ محمد مصطفی رضا خان قادری قدس سرہ کا وصال ہوا۔

☆......خلیفہ اعلیٰ حضرت برہان ملت حضرت مولانا شاہ محمد برہان الحق قادری رضوی جبل پوری نے علوم معارف شریعت وطریقت کی اجازت مرحمت فرمائی۔

☆......۱۹۸۲ء:

☆......۲۹ مئی کو دار العلوم نوری اندور کی دعوت پر مدھیہ پردیش روانہ ہوئے۔

☆......باضابطہ مرکزی دار الافتا کی بنیاد ڈالی اور کئی مفتیان کرام خصوصاً حضرت مفتی قاضی عبد الرحیم بستوی کی بحالی عمل میں آئی۔ اس دار الافتا نے اعلیٰ حضرت اور مفتی اعظم ہند کی دار الافتائی خدمات اور شان و شوکت کی یاد کر دی۔ ۱۹۸۲ء سے ۲۰۰۵ء تک نقل فتاوی کے رجسٹر کی تعداد ۸۰/ بتائی گئی ہے۔ جس سے اس دار الافتا کی مرکزیت اور کارکردگی کی رفتار کا اندازہ ہوتا ہے۔

☆......پڑوسی شہر رام پور تشریف لے گئے۔ الجامعۃ الاسلامیہ کے جلسۂ سنگ بنیاد میں شرکت فرمائی۔

☆ ...... جامعہ نوریہ پہلے پہل محلہ گھیر جعفر خان، بریلی میں قائم ہوا۔ جس کے قیام و بنا میں آپ نے موثر رول ادا کیا۔

☆ ...... عراق میں بغداد، نجف اشرف اور کربلائے معلیٰ کی زیارت کی۔

☆ ...... شمال ہند علاقہ ترہت کے ضلع سیتا مڑھی کے مشہور مقام کمہوا بازار میں منعقد تاریخی پروگرام تعمیرات کانفرنس میں شرکت و خطابت فرمائی۔ اس خطے کا غالباً یہ پہلا سفر تھا۔

☆ ...... راجستھان کے شہر کوٹہ تشریف لے گئے اور ایک تاریخی پروگرام بنام مفتی اعظم کانفرنس کی سرپرستی فرمائی۔ وعظ فرمایا اور سلسلے میں داخلے کے متمنی حضرات کو داخلِ سلسلہ فرمایا۔

☆ ...... پاکستان کا دوسرا سفر کیا اور پیر طاہر علاء الدین گیلانی علیہ الرحمہ کے دردولت پہ نیازمندانہ حاضری دی۔ پیر موصوف، جو حضور غوث پاک کی اولاد پاک میں سے تھے، نے تاج الشریعہ سے بے حد تپاک اور گرم جوشی سے ملے اور روانگی کے وقت دروازے کے باہر تک تشریف لائے۔ دربانوں کو بڑی حیرت ہوئی کہ پیر صاحب نے یہ اہتمام و احترام ذوالفقار علی بھٹو کے لیے بھی نہیں کیا تھا۔ واضح رہے کہ یہی پیر گیلانی علیہ الرحمہ نے ۱۹۵۶ء میں بریلی شریف تشریف لاکر اعلیٰ حضرت کے مزار مبارک پہ فاتحہ خوانی کی تھی۔ تاج الشریعہ، جو اس وقت نو عمر تھے، نے عرض کیا کہ حضرت ایک نظر ادھر بھی تو حضرت پیر گیلانی علیہ الرحمہ نے یہ تاریخی جملے فرمائے تھے کہ: "اختر میاں میرے دادا حضور غوث اعظم نے تمہارے دادا اعلیٰ حضرت کو اتنا نواز کر پورا سیراب کر دیا اور حضور مفتی اعظم بھی مالا مال کر دیا۔ اس لیے بیٹے! تمہیں لینے کی نہیں، بلکہ بانٹنے کی ضرورت ہے۔"

☆ ...... راجستھان کے معروف شہر اودے پور تشریف لے گئے۔

☆ ۱۹۸۳ء:

☆ ...... ۱۷؍ اکتوبر کو بکھری بازار پٹی، ضلع سیتا مڑھی تشریف لے گئے۔ وہاں کی نوری جامع مسجد میں نماز عصر و مغرب کی امامت بھی فرمائی۔ مجلس کے ختم ہونے پر سیکڑوں افراد بیعت ہوئے۔ حتیٰ کہ ایک بوڑھے دیوبندی جناب عبد الرحیم مرحوم مرول والے دیوبندیت سے توبہ کی اور مرید ہو کر بہت خوش تھے۔ ڈاکٹر عبد النعیم عزیزی مرحوم اس سفر میں بحیثیت خادم ساتھ تھے۔

☆...... ۱۸؍اکتوبر کو حضرت مولانا محمد یٰسین اختر نوری استاذ مدرسہ جیلانیہ سلکھوا، نیپال کی دعوت پر وہاں تشریف فرما ہوئے۔ رات بڑا پروگرام ہوا۔ مسلمانوں نے حضرت کا دیدار کیا۔ تقریبا سنی اور مرید ہوئے۔ ڈاکٹر عبدالنعیم عزیزی مرحوم اس سفر میں بحیثیت خادم ساتھ تھے۔

☆...... ماہ دسمبر میں آپ نے پہلا سفر حج و زیارت کیا۔

☆...... ماہنامہ سنی دنیا بریلی کا اجرا فرمایا۔ جس کے باب الاستفتاء حضرت تاج الشریعہ کے فتاوے مستقلاً شائع ہوتے رہے۔ اس سے پہلے یہ سلسلہ ماہنامہ اعلیٰ حضرت میں جاری تھا۔

☆...... رام پور کے تعلیمی ادارہ الجامعۃ الاسلامیہ کے جلسے میں شرکت فرمائی۔

☆...... مہاراشٹر کے اضلاع دھلیہ، جلگاؤں اور بھساول کے درمیان چوپڑا اور شہر بلڈانہ کے شہریوں کو بھی حضرت نے اپنے چمکدار چہرۂ ولایت کی دید و زیارت کا موقع عنایت فرمایا۔

☆...... سیمانچل کے اضلاع کٹیہار، پورنیہ اور کشن گنج کے مختلف علاقوں کا دورہ کیا۔

☆...... پاکستان کا تبلیغی و دعوتی دورہ فرمایا۔ کراچی میں ماہر رضویات پروفیسر محمد مسعود احمد کے دولت خانے پر بھی تشریف لے گئے۔ بقول پروفیسر موصوف: متقی اور عالم باعمل علامہ اختر رضا خان ازہری ۱۹۸۳ء میں پاکستان تشریف لائے۔ از راہ کرم غریب خانے پر بھی تشریف لائے۔ ایک عربی نعت کی فرمائش کی۔ قلم برداشتہ اسی وقت لکھ دی۔

☆...... اس سال حضرت تاج الشریعہ نے بیکانیر، راجستھان کا دورہ کیا۔

☆................ ۱۹۸۴ء:

☆...... مستقل زمین فراہم ہونے پر جامعہ نوریہ محلہ بخیر جعفر خان سے محلہ باقر گنج منتقل ہو گیا۔ جس میں تاج الشریعہ کا کلیدی کردار رہا۔

☆...... ماہ اگست کاٹھیاواڑ، گجرات کا دورہ فرمایا۔ بڑے بڑے اجتماعات سے خطاب کیا۔ برسرمنبر موجود علما و مشائخ نے معزز القابات خصوصاً تاج الاسلام اور فقیہ اسلام سے یاد کیا۔

☆...... ۱۴؍۱۵؍نومبر ۱۹۸۴ء کو مارہرہ مطہرہ میں عرس قاسمی منایا گیا۔ ازہری میاں نے بھی شرکت کی۔ زیب سجادۂ قادریہ برکاتیہ مارہرہ مطہرہ نے پرجوش استقبال کیا۔ قائم مقام مفتی اعظم علامہ

ازہری زندہ باد" کا نعرہ بلند فرمایا اور خلافت و اجازت کے تحفے سے سرفراز فرما کر دستار بندی کر کے نذر پیش کی۔

☆...... بہار کی راجدھانی پٹنہ تشریف آوری ہوئی۔ مغل پورہ پٹنہ سیٹی میں الجامعۃ الرضویہ کی بنیاد رکھی۔ رات کے جلسۂ سنگ بنیاد میں بہار کے اطراف و اکناف سے کھنچے ہوئے آئے لوگوں کو اپنی نصیحت آمیز باتوں سے مستفید کیا۔ علامہ ارشد القادری علیہ الرحمہ بھی شریک جلسہ تھے۔ حضرت کے ایک جانثار مرید جناب محمد سرفراز رضوی کا بچہ ایسا بیمار تھا کہ والدین زندگی سے نا امید ہو رہے تھے۔ حضرت نے دعا و دم کیا۔ خدا نے شفا عطا فرمائی۔ کل کا وہ بچہ آج ہٹا کٹا جوان رعنا اور لکھ پڑھ کر خوش خرم با قاعدہ انجینئر ہے۔

☆...... دھان مٹھی کلکتہ میں سنیوں اور دیوبندیوں میں مناظرہ طے ہو چکا تھا۔ محدث کبیر علامہ محمد ضیاء المصطفیٰ قادری گھوسی مناظر تھے۔ تاج الشریعہ ان دنوں بھاگل پور کے دورے پر تھے۔ پھر کلکتے تاج گئے۔ آپ کے پہنچتے ہی دیوبندیوں کا دم گھٹنے لگا اور پولیس افسروں سے جوڑ توڑ کر کے مناظرہ کینسل کروا دیا۔

☆...... جامعہ رضویہ کے بانی و مہتمم اور اپنے مرید خاص ہمدرد ملت سید ولی الدین رضوی کو اس بات پر تاکید فرمائی کہ ماہنامہ نور مصطفیٰ پٹنہ میں کوئی
غیر مصدقہ و مستند تحریر و مضمون نہ چھپ سکے۔

☆...... تین روزہ سنی کانفرنس مکہ مسجد حیدرآباد دکن میں شرکت و تقریر فرمائی۔ حضرت تاج الشریعہ کا یہ غالباً پہلا دورۂ حیدرآباد تھا۔ اسی موقعے سے آپ نے شہباز دکن حضرت مولانا محمد مجیب علی رضوی صاحب، حضرت مولانا محمد عبد القدیر رضوی وجے واڑہ اور حضرت مولانا محمد نسیم اشرفی صاحب کو آپ نے اپنی خلافت سے سعادت مند کیا۔ جب کہ کثیر بندگان خدا کلمات بیعت پڑھا کر مرید بھی کیا۔

☆...... باسنی، ضلع ناگور، راجستھان کا مشہور مقام ہے۔ تاج الشریعہ وہاں متعدد بار تشریف لے گئے ہیں۔ سب سے پہلا دورہ اسی ۱۹۸۴ء کا تھا۔

☆...... تاج الشریعہ میرتا سیٹی، راجستھان تشریف لے گئے۔ شاید یہ وہاں کا پہلا دورہ تھا۔

☆..............۱۹۸۵ء:

☆......اس برس تاج الشریعہ نے دوسرا حج ادا کیا۔

☆...... ماہ اپریل ، ورلڈ اسلامک مشن لندن کے زیر اہتمام حجاز کانفرنس منعقد ہوئی ، جس میں عالمی مسائل پر غور وفکر اور نصب العین کے تعین کے لیے عالمی مقتدر شخصیات نے شرکت کی ۔ ہندوستان سے حضرت تاج شریعت اور علامہ ارشد القادری ۲۱/ اپریل کو لندن تشریف لے گئے ۔ ۵/ مئی کو کانفرنس ہوئی ۔ اس عالمی حجاز کانفرنس کی صدارت آپ نے فرمائی اور خطاب نایاب بھی کیا ۔ یہ خطاب بی بی سی لندن سے نشر بھی ہوا۔

☆......لندن سے حرمین شریف حاضر ہو کر عمرہ کے مناسک ادا کر کے ۱/ جون کو بریلی شریف مراجعت فرمائی۔

☆...... پاکستان کے شہر لاہور کا دورہ کیا۔ حضرت داتا گنج بخش ہجویری علیہ الرحمہ کے جوار میں قائم دار العلوم حزب الاحناف میں قیام تھا۔ علمائے لاہور آپ کے علم وفضل ، عجز وخاکساری اور فروتنی انکساری سے بے حد متاثر تھے۔

☆...... ماہ جولائی قائد اہل سنت علامہ ارشد القادری کی تحریک وتجویز پر جامعہ اشرفیہ مبارک پور میں نو پید مسائل کے حل وتصفیے کے لیے شرعی بورڈ جو بعد میں مجلس شرعی کے نام سے معروف ہوئی ، کے فیصل بورڈ کا آپ کو صدر اعلیٰ منتخب کیا گیا۔

☆...... ماہ جولائی ، عرس امجدی گھوسی میں شرکت کی۔

☆......بریلی شریف سے حضرت تاج الشریعہ آگرہ اسٹیشن پہنچے ۔ سر شام دوسری ٹرین آنے میں تاخیر تھی ۔ کچھ گھنٹہ بھر وقت تھا۔ اسٹیشن سے لگ کے قلعہ کے پاس جو شاہی جامع مسجد ہے وہاں کے خطیب وامام حضرت مفتی محمد قمر الزماں رضوی ورنگلوی کو پتا چلا تو دوڑ کر حاضر ہوئے اور اپنی مسجد لے آئے ۔ حضرت نے نماز مغرب پڑھائی ۔ اتنے میں کافی تعداد میں لوگ جمع ہو گئے اور حضرت کے دیدار سے مشرف ہو کر مرید بھی ہو گئے۔

☆......شہر ناگ پور ، مہاراشٹر کا دورہ کیا ۔ ناگ پور سے شہر آکولہ تشریف لے گئے ۔ وہاں سے

کھساول شریف لے آئے۔ کھساول میں مختار عالم کانفرنس میں خطاب کیا۔ دو دن قیام رہا۔ اسی دوران قیام میں حضرت نے قدیم جامع مسجد جمالی محلہ کے ہر دل عزیز خطیب و امام حضرت مولانا حافظ محمد تجمل حسین رضوی اور حضرت مفتی محمد زبیر عالم صدیقی رضوی پورنوی کو اپنی اجازت و خلافت سے نوازا۔ یہاں سے اسلیمر جلوہ فرما ہوئے۔ مفتی محمد زبیر عالم صاحب اس سترہ روزہ سفر میں ساتھ رہے۔ اسی سفر میں جناب محمد اشرف رضوی سیٹھ کی دعوت پر شہر بلند کو بھی اپنے وجود ناز کی برکتوں سے سرفراز کیا۔

☆..............۱۹۸۶ء

☆......اگست، ستمبر، یہ تیسرا حج تھا، جو مع اہل و عیال ادا کیا۔ اس برس وہاں ایک ناگہانی بات پیش آئی کہ آپ کو بلا وجہ شرعی و قانونی بس دیوار زنداں رکھا گیا اور پھر بغیر مدینہ پاک کی حاضری کے ہندوستان بھیج دیا گیا۔

☆......ممبئی واپسی پر محمد علی روڈ، مینارہ مسجد کے پاس شاندار استقبال اور احتجاجی مظاہرہ ہوا۔ یہ احتجاجی سلسلہ ہندوپاک سے پھیل کر مغربی ممالک تک پہنچ گیا۔

☆......لندن میں ورلڈ اسلامک مشن کا وفد، جس میں چند مقتدر علمائے اہل سنت شامل تھے، نے شاہ عبد اللہ و سعودی سفیر اداروں اور سعودی حکومت کے اہل کاروں سے مل کر اصولی و قانونی احتجاج درج کرایا اور گفتگو کی۔ نتیجے میں سعودی سفیر اکان و اہل کاران نے وفد کے مطالبات مان لیے۔ یہ واقعہ ایک خاص پس منظر [مجددی شرارت] رکھتا ہے۔ لیکن مشیت ایزدی کچھ اور تھی۔ حکومت سعودیہ کو گھٹنے ٹیکنے پڑے اور خصوصی ویزا دے کر دوبارہ بلانا پڑا۔ یہ تفصیلات آپ کی کتاب سعودی مظالم کی کہانی، اختر کی زبانی میں موجود و مطبوع ہیں۔

☆......ماہ دسمبر، اسے بریلی اتر پردیش میں مسلم پرسنل لا کونسل کی تشکیل عمل میں آئی۔ علماء و مفتیان کرام کی متفقہ رائے سے آپ صدر منتخب ہوئے۔

☆......حضرت مفتی محمد قمر الزماں رضوی دربھنگوی خطیب و امام شاہی جامع مسجد آگرہ، ان کے احباب اور خوش عقیدہ مسلمانان آگرہ کی شدید خواہش اور دعوت پر حضرت تاج الشریعہ آگرہ تشریف

لائے۔ بڑا پروگرام ہوا۔ بڑی تعداد میں مجمع اکٹھا ہوا۔ کثیر افراد حضرت کے دامن سے وابستہ ہوئے۔ قیام آگرہ کینٹ میں رہا۔ دوسرے دن واپسی ہوئی۔

☆......بابری مسجد کے تحفظ میں آپ نے فعال کردار ادا کیا۔ علمائے رام پور، جس کے قائد علامہ سید شاہد علی رضوی تھے، اس سلسلے میں جیل بھرو تحریک بماہ

مارچ چھیڑی تو تاج الشریعہ نے اس کی تائید کی اور بھرپور حمایت کا اعلان کیا۔

☆......بھاگل پور بہار ایم پی کے ایک غیر مسلم مع اہل وعیال نے بریلی شریف آکر اور آپ کا چہرۂ زیبا دیکھ کر آپ کے دست حق پرست پر اسلام قبول کیا اور بیعت ہوا۔ آپ نے ان کا نام محمد احسن رضوی پسند فرمایا۔ کچھ دنوں تک محمد احسن رضوی نے بریلی شریف رہ کر دینی تعلیم حاصل کی۔

☆............۱۹۸۷ء:

☆......۷؍فروری کو آپ نے جھریا دھنباد، بہار کا دورہ کیا۔ سعودی ظلم وبربریت کی وجہ سے آپ دیار مدینہ منورہ حاضر نہ ہوسکے، اس لیے آپ کے دل بیتاب میں رہ رہ کر ٹیس اٹھتی تھی۔ جھریا کے جلسے میں کسی نعت خواں نے جب جمال یار کا نغمہ چھیڑا تو آپ آب دیدہ ہو گئے۔ اسی منبر رسول پر آپ کی نوک زبان وقلم سے وہ مشہور درد بھری نعت وجود پذیر ہوئی، جس کا مطلع و مقطع یہ ہے:

داغ فرقتِ طیبہ قلب مضمحل جاتا کاش! گنبد خضرا دیکھنے کو مل جاتا
ان کے در پہ اختر کی حسرتیں ہوئیں پوری سائلِ در اقدس کیسے منفعل جاتا

☆......اسی برس کے ماہ مئی میں دنیا بھر کے متعدد ممالک میں ان سلسلے وار احتجاجوں اور مظاہروں کا اثر یہ سامنے آیا کہ سعودی سفیر برائے ہند دہلی خواجہ صادق سنگھی نے معافی چاہی اور سعودی حکومت نے خاص ویزا دے کر آپ کو عمرہ ادا کرنے کی دعوت دی۔ دہلی میں قائم سعودی سفارت خانہ اور وہاں جدہ و مدینہ منورہ میں حکومتی کارندوں نے خاص اہتمام اور خیر مقدم بھی کیا۔ گیارہ روزہ اس سفر خاص میں عمرہ ادا کیا اور مقامات مقدسہ کی زیارت کی۔

☆......پڑوسی ملک نیپال کا دورہ فرمایا۔ رسول اعظم کانفرنس میں شرکت کی اور ایمان افروز وعظ فرمایا۔ یہ کانفرنس مدرسہ مظہر العلوم کپلا ضلع کے اہتمام میں منعقد ہوئی تھی۔ اس سفر میں آپ

کے سگے بھائی حضرت مولانا ڈاکٹر محمد قمر رضا خان بھی شریک سفر تھے۔ نیپال کے بزرگ و معتمد عالم دین جن کی وہاں بے حد دینی خدمات ہیں، حضرت علامہ محمد حنیف قادری علیہ الرحمہ کو تاج الشریعہ نے اپنی اجازت و خلافت سے سرفراز کیا۔

☆ ۱۹۸۸ء:

☆ ...... ۱۷ر جنوری کو تاج الشریعہ کا سفر دکن کے شہر نظام آباد کا ہوا۔ وہاں کے مسلمان و نوجوان اہل سنت، خصوصاً ’سنی مجلس عمل‘ کے بانی و سربراہ جناب محمد عبد الرؤف رضوی و دیگر اراکین نے ’عظمت مصطفیٰ کانفرنس‘ کا انعقاد کیا تھا۔ تاج الشریعہ نے پروگرام کی سرپرستی فرمائی۔ بزرگ عالم دین حضرت مفتی مجیب اشرف رضوی ناگپوری اور شہباز دکن حضرت مولانا مجیب علی رضوی حیدر آبادی نے خطاب کیا۔ اس دورے اور پروگرام کے اصل محرک مجاہد دوراں عالم دین حضرت مولانا ابو الحسن علی رضوی پورنوی تھے، جو ’بھیمگل‘ پیٹھ، ضلع نظام آباد میں جامعہ غوثیہ رضویہ کے بانی و سربراہ ہیں۔

☆ ...... ۱۸ر جنوری کو جامعہ غوثیہ رضویہ بھیمگل پیٹھ کی جدید عالی شان عمارت کا افتتاح فرمایا اور پروگرام کی سرپرستی فرمائی۔ مذکورہ جامعہ کے بانی و ناظم اعلیٰ حضرت مولانا ابو الحسن علی رضوی صاحب کو خصوصی دعاؤں سے نوازا۔ ۱۹ر جنوری کو وہاں سے روانگی ہوئی۔

☆ ...... حضرت مفتی ڈاکٹر امجد رضا امجد صاحب کے بقول اس برس بھی رضا نگر، ضلع سیتا مڑھی میں تاج الشریعہ جلوہ فرما ہوئے اور انہیں کے گھر قیام بھی رہا۔

☆ ...... اودے پور، راجستھان تشریف فرما ہوئے۔

☆ ...... تاج الشریعہ نے لکھاسر، ضلع بیکانیر، راجستھان کا سفر کیا۔

☆ ۱۹۸۹ء:

☆ ...... ۱۹ر فروری کو تاج الشریعہ بانسی، پورنیہ تشریف لائے۔ تعمیری کانفرنس کی سرپرستی فرمائی اور تنظیم المسلمین بانسی کے کیمپس میں مسجد مصطفیٰ کی بنیاد رکھی۔ ظاہر ہے یہ ان کا اپنا حلقہ تھا۔ گاؤں گاؤں کا دورہ کیا اور لوگ جوق در جوق داخل سلسلہ ہوئے۔

☆ ...... مشہور ملک گیر تنظیم جماعت رضائے مصطفیٰ بریلی کی ساز قائم ہوئی تو حضرت تاج الشریعہ

اس کے سرپرست اعلیٰ منتخب ہوئے۔

☆......ماہ جولائی میں فرید پور ضلع بریلی کا ایک سکھ از خود آیا۔ کلمۂ اسلام پڑھ کر مشرف با سلام ہو کر تاج الشریعہ کا مرید بھی بن گیا۔ حضرت بابرکت نے اس کا نام محمد مسلم رضوی رکھا۔

☆......سابق وزیر اعظم راجیو گاندھی اور ریاست اتر پردیش کے سابق وزیر اعلیٰ نرائن دت تیواری کے سیاسی مشیر و صلاح کار ایل ایل بھٹ ۱۷ نومبر کو بریلی پہنچے اور تاج الشریعہ سے بابری مسجد کے مسئلے پر مشورت و مفاہمت کی کوشش کی۔ مگر آپ نے ملنے سے انکار کر دیا اور اسے بری طرح ناکام و نامراد ہو کر بریلی سے واپس ہونا پڑا۔

☆......ریاست اتر پردیش کے سابق گورنر جناب عثمان عارف نقشبندی تاج الشریعہ کے دولت کدے پر حاضر ہو کر ایم، ایل، سی کے عہدے کی پیش کش کی، بلکہ اصرار بھی کیا۔ عارف صاحب کی منت سماجت کے بعد بھی آپ نے اسے قبول کرنے سے صاف صاف انکار کر دیا۔ جو سیاسی دنیا کی چمک دمک سے دوری و بیزاری صاف نمایاں ہے۔

☆......رائے بریلی سے از خود آکر ایک جوان ہندو لڑکی آپ سے کلمہ پڑھ کر مسلمان ہوئی۔ آپ نے اس کا نام کنیز فاطمہ تجویز کیا۔

☆......اسی طرح ایک ہندو لڑکے نے خواب دیکھا کہ وہ مسجد میں بیٹھ کر کسی بزرگ شخصیت سے کلمہ پڑھ رہا ہے۔ جب وہ بریلی شریف آکر تاج الشریعہ کو دیکھا، تو فوراً پہچان گیا اور کلمہ پڑھ کر بیعت سے سرفراز ہو گیا۔ تاج الشریعہ نے اس کا نام عبد اللہ رکھا۔

☆......شہر رام پور اور اس کے مضافات میں عثمان نگر اور ٹھیا عاقل کا دورہ فرمایا۔ دوران سفر ٹھیا عاقل ایک حادثہ پیش آیا۔ مگر ہوا کچھ نہیں۔ سب اپنی اپنی منزل بخیریت تمام پہنچ گئے۔

☆......۱۹۹۰ء:

☆......۲۱/۲۲/ جنوری دکن کے مشہور شہر کریم نگر میں کل ہند فیضان اولیا کانفرنس منعقد ہوئی۔ کانفرنس کے مین آرگنائزر و کنوینر فدائے ملت حضرت علامہ محمد ابو الحسن علی قادری رضوی بانی جامعہ غوثیہ رضویہ علیہم چیف کے حسن انتظام اور مدبرانہ حکمت عملی نے قریب پورے دکن کے علما، ائمہ

اور خصوصاً خانقاہوں کے مشائخ عظام کو ایک پلیٹ فارم یعنی پروگرام سے جوڑ دیا تھا اور یہ سرا جلاس جمع کر دیا تھا۔ tج الشریعہ کی آمد اور شرکت نے اور چار چاند لگا دیا تھا۔ نظامت انہی حضرت مفتی مجیب اشرف صاحب باگ پوری کی تھی۔ مقامی علماء و مشائخ کے جم غفیر نے کانفرنس کو بے حد کامیاب بنا دیا تھا۔ ہزاروں خوش عقیدہ مسلمان tج الشریعہ کے دامن کرم گستر سے وابستہ ہوئے۔

☆...... ریاست بہار کی راجدھانی پٹنہ تشریف فرما ہوئے۔ جمال مصطفیٰ کانفرنس زیر اہتمام الجامعۃ الرضویہ، مغل پورہ پٹنہ سیٹی کی سرپرستی فرمائی۔ فارغ التحصیل طلبہ کی دستار بندی کی۔ روحانیت کے پیاسوں کو شراب فیضان غوثیت مآب سے سیراب کیا۔ ملک کے مشہور نقیب علامہ احمد سعیدانی نے نقابت کے فرائض انجام دیئے۔ مشہور عالم خطیب حضرت علامہ محمد حسین ابو الحقانی صدیقی رضوی نے خطاب خاص کیا۔ جامعہ رضویہ کے بانی و مہتمم اور اپنے مرید خاص مجاہد ملت سید ولی الدین رضوی کو اس بات پر tکید فہمائش فرمائی کہ ماہنامہ نور مصطفیٰ پٹنہ میں کوئی غیر مصدقہ و مستند تحریر و مضمون نہ چھپ سکے۔

☆...... رضا باغ گنگٹی، ضلع سیتامڑھی میں اس سال عرس جیلانی میاں یعنی مفسر اعظم حضرت مولانا محمد ابراہیم رضا خان عرف جیلانی میاں قادری قدس سرہ کا پچیسواں عرس خوب دھوم دھام سے منایا گیا۔ جس میں حضرت tج الشریعہ اپنے برادر اکبر ریحان ملت حضرت مولانا شاہ ریحان رضا خان قادری قدس سرہ کے ہمراہ تشریف فرما ہوئے۔

☆...... حضور خواجہ غریب نواز علیہ الرحمہ کے خلیفہ خاص tجدار ناگور شریف صوفی حمید الدین علیہ الرحمہ کے جوار میں آباد قصبہ باسنی tج الشریعہ دوسری بار تشریف لے گئے۔

☆...... tج الشریعہ میرt سیٹی، راجستھان تشریف فرما ہوئے۔

☆...... ٹیرانی آباد تشریف لے گئے۔

☆.............. ۱۹۹۱ء:

☆...... اس برس کے ۱۷ فروری کو اکلوتے صاحب زادہ مفتی محمد عسجد رضا صاحب کی شادی خانہ آبادی کی رسم ادا کرائی۔ یہ شادی امین شریعت حضرت شاہ محمد سبطین رضا خان علیہ الرحمہ کی صاحب زادی سے ہوئی۔

☆...... ۲؍ مارچ کو رام پور تشریف لے گئے اور الجامعۃ الاسلامیہ کے جشن دستار فضیلت کی سرپرستی فرمائی۔

☆...... اودے پور، راجستھان جلوہ فرما ہوئے۔

☆...... پٹنہ تشریف فرما ہوئے۔ جامعہ رضویہ مغل پورہ پٹنہ سیٹی کے سالانہ جلسۂ دستار بندی بعنوان "جمال مصطفیٰ کانفرنس" کی سرپرست اور حفظ و قرأت کے فارغ بچوں کی دستار بندی کی۔ پھر بیعت ہونے والے عاشقوں کو عشق و معرفت کا جام پلایا۔ مولانا علی احمد سیوانی نے نظامت کی اور مقامی و بیرونی علما و خطبا نے تقریریں کیں۔

☆...... اردو، فارسی، عربی کے علاوہ انگریزی زبان و ادب پر حضور تاج الشریعہ زبردست عبور و مہارت رکھتے ہیں۔ لیڈی اسمتھ ساؤتھ افریقہ سے ایک سوال انگریزی میں آیا، مستفتی جناب ہارون نارضوی تھے۔ سوال دارالاسلام، دارالحرب کے ضمن میں مسلم، ذمی، کافر کے متعلق سوالات تھے۔ جس کا جواب تاج الشریعہ نے انگریزی میں ۳۰؍ جولائی کو لکھا۔ انگریزی میں حضرت کا یہ پہلا فتویٰ ہے۔ انگریزی فتاویٰ کے دو مجموعے ڈربن ساؤتھ سے شائع بھی ہو چکے ہیں۔

☆..............۱۹۹۳ء

☆...... اپنے نانا مرشد و مربی سرکار مفتی اعظم ہند کے جشن صد سالہ منعقدہ وائی ایم سی اے گراؤنڈ ممبئی میں شرکت کی اور صدارت فرمائی۔

☆...... ۸؍ مئی کو اودے پور، راجستھان تشریف فرما ہوئے۔

☆...... کلکتہ تشریف لے گئے۔ ۵ دن قیام رہا۔ کئی کئی پروگراموں میں شرکت فرمائی۔ ہزاروں افراد دامن سے وابستہ ہوئے۔ واپسی کے وقت دوران سفر خادم کے ٹکٹ کے بھول جانے پر کچھ تردد ہوا، مگر دم ائیر پورٹ پر معلوم ہوا کہ ہوائی پرواز دو گھنٹے لیٹ تھی۔

☆...... صوبہ راجستھان کے شہر فتح پور تشریف لے گئے اور دارالعلوم سلطان الہند کا سنگ بنیاد رکھا۔

☆...... بہار کے تاریخی و علمی شہر عظیم آباد پٹنہ تشریف فرما ہوئے۔ جامعہ رضویہ مغل پورہ پٹنہ سیٹی کے سالانہ جلسۂ دستار بندی بعنوان جمال مصطفیٰ کانفرنس کی سرپرستی اور حفظ و قرأت کے فارغ بچوں کی

دستار بندی کی۔ حاضرین وسامعین کی کثیر تعداد نے دست گرفتہ ہوئے۔ مولانا علی احمد سیوانی نے نظامت کی اور مقامی و بیرونی مدعو علما و خطبا نے تقریریں کیں۔

☆......ضلع بوندی راجستھان تشریف لے گئے اور وہاں ایک دینی مسئلے کے حوالے سے جو متنازعہ چل رہا تھا، بحیثیت قاضی اس مسئلے کا تصفیہ فرمایا۔ جو سب کے لیے قابل قبول تھا۔

☆......باسنی، ضلع ناگور، ریاست راجستھان تشریف لے گئے۔ تعمیری کانفرنس میں شرکت فرمائی۔ عالی شان 'مکہ مسجد' کا افتتاح فرمایا اور وہیں 'صوفیہ ہاسپٹل' کا سنگ بنیاد رکھا۔

☆......تاج الشریعہ اس سال بھی بیرا جیتی راجستھان تشریف لے گئے۔

☆................۱۹۹۳ء:

☆......۷ر فروری کو الجامعۃ الاسلامیہ رام پور کے جشن دستار فضیلت میں شرکت کی اور سرپرستی فرمائی۔

☆......سیمانچل کا دورہ فرمایا۔ کہیں بذریعہ بیل گاڑی اور کہیں بذریعہ کشتی، گاؤں گاؤں بستی بستی کو اپنے قدوم میمنت لزوم سے فیض یاب کیا۔

☆......اپنے مرید خاص جناب سید محمد ولی الدین رضوی کی دعوت پر تاج الشریعہ مغل پورہ، پٹنہ سیٹی تشریف فرما ہوئے۔

☆......حضرت مولانا محمد یاسین نعیمی کے بقول حضرت تاج الشریعہ نے 'کنز الایمان' کی تصحیح فرمائی۔ بریلی میں 'قرآن کمیٹی' کا ادارہ قائم کیا گیا۔ مولانا نعیمی نے 'کنز الایمان' کی اشاعت کرائی۔ حضور تاج الشریعہ نے جیب خاص سے چالیس ہزار کا تعاون پیش کیا۔

☆......جماعت اہل حدیث، سلفیوں اور غیر مقلدوں کی طرف سے تین طلاق کا مسئلہ اچھالا گیا۔ میڈیا کے کندھوں پر سوار ہو کر بڑی تیزی سے یہ مسئلہ سیاسی گلیاروں تک جا پہنچا۔ مرکزی دار الافتا کی جانب سے تاج الشریعہ نے فوراً مسئلے کی صحیح صورت حال واضح کی۔ سلفیوں اور سیاسی چال بازوں کی چال خاک میں ملا دی۔ اس تعلق سے آپ نے ایک مستقل کتاب بنام 'تین طلاقوں کا شرعی حکم' لکھ ڈالی۔

☆................۱۹۹۴ء:

☆......۱۶ر اگست کو کوٹہ، راجستھان تشریف لے گئے۔

☆......۱۶؍ اکتوبر کو اودے پور، راجستھان تشریف لے گئے۔

☆......رمضان مبارک کے مہینے میں عمرہ ادا کیا۔ ساتھ میں جناب عبدالغفار رضوی عرف بابو بھائی اور جناب محمد سعید نوری صاحب بھی تھے۔ اسی موقع پر تاج الشریعہ نے سعید نوری صاحب کو خلافت عطا فرمائی۔ خلیفۂ اعلیٰ حضرت حضرت علامہ شاہ محمد ضیاء الدین قادری رضوی مہاجر مدنی علیہ الرحمہ کے صاحب زادے حضرت مولانا محمد فضل الرحمہ کے مکان میں برپا محفل میلاد پاک میں شرکت کی ،جہاں آپ کی ملاقات پاکستان سے آئے ماہر رضویات اور سعادت لوح وقلم پروفیسر محمد مسعود احمد علیہ الرحمہ سے ہوئی۔

☆......خانقاہ حبیبیہ دھام نگر شریف ،اڑیسہ کی زیارت کی۔ عرس مجاہد ملت میں شرکت فرمائی۔ عرس پاک سے ایک دن پہلے ہی آپ وہاں پہنچ چکے تھے۔

☆......مہاراشٹر کے شہر و ضلع جالناؤں تشریف فرما ہوئے۔ پھر وہاں سے اس کے مضافات میں قصبہ بیاول کا دورہ فرمایا۔

☆..................۱۹۹۵ء:

☆......۳، ۴، ۵؍ جنوری کو راج محل، بہار کا پروگرام طے تھا، یہ پروگرام اچھے طور پر ہوگیا۔ لیکن تاج الشریعہ کی ناگزیر اسباب کی بنیاد پر شرکت نہ ہو سکی۔ ۵؍ کو کلیا چک ، ٹلی پور، مالدہ، مغربی بنگال پہنچے۔ راج محل والے اور کلیا چک والوں نے مل کر وہیں پروگرام مرتب کیا۔ تاج الشریعہ نے تقریر فرمائی اور لوگ داخل سلسلہ ہوئے۔

☆......۶؍ جنوری کو رضائے مصطفیٰ کانفرنس، جس میں شریک نہ ہو سکے تھے، از سر نو ترتیب دیا گیا۔ خبر پھیلتے ہی بنا بنایا، سجا سجایا پنڈال نہ صرف بھر سے بھر گیا، اس سے کہیں زیادہ ہجوم اکٹھا ہوگیا۔ حضرت تاج الشریعہ کی آمد، شرکت، زیارت نے عوام وعلما کے دلوں کو خوشیوں اور مسرتوں سے بھر دیا۔ امام علم وفن حضرت خواجہ مظفر حسین رضوی کی صدارت، مناظر اہل سنت حضرت مفتی محمد مطیع الرحمن صاحب رضوی زید مجدہ کی قیادت، بزرگ عالم دین حضرت علامہ احسان دانش صاحب قبلہ کی حمایت نے اس پروگرام کو ایک تاریخی حیثیت سے ہمکنار کر دیا۔ خصوصی خطبا و مقررین میں مجاہد

دوران حضرت علامہ سید مظفر حسین اشرفی کچھوچھوی علیہ الرحمہ، خطیب ہند حضرت علامہ صغیر احمد صاحب جوکھن پوری حضرت مفتی محمد نعیم الدین صاحب مرشدآبادی اور بنگلہ زبان کے بڑے نامور مصنف ومترجم حضرت مفتی غلام صمدانی صاحب مرشدآبادی اور دیگر مقامی و بیرونی علما تھے۔ نظامت مشہور شاعر اسلام جناب ظفر بنارسی نے کی تھی اور ملک گیر شہرت کے مالک جناب شاہد یکتی پورنوی نے اپنی کوئل سی دلکش آواز سے مجمع لوٹ لیا تھا۔

اس پروگرام کی ایک خاص بات یہ رہی کہ حلقۂ دیوبند سے تعلق رکھنے والے ایک بڑے بوڑھے عالم حضرت مفتی محمد عبد الحکیم صاحب راج محلی نے تاج الشریعہ کو دیکھ اور سن کر از خود بدعقیدگی والی دیوبندیت سے تائب ہوکر سچے اہل سنت میں شامل اور حضرت کے مرید ہو گئے۔ اس عظیم الشان پروگرام کی یہ عظیم کامیابی وکامرانی کے پیچھے خاموش مزاج، سنجیدہ فکر اور علم و حکمت کے پیکر حضرت مفتی منظور احمد صاحب رضوی قبلہ کی محبتوں کی محنت وجانفشانی کی مرہون منت تھی۔

☆......بماہ جنوری، سابق وزیر اعظم ہند پی وی نرسمہا راؤ کا خط لے کر اس کا خاص ایلچی اس امید سے پہنچا کہ تاج الشریعہ وقت عنایت فرمائیں تو وزیر اعظم ہند بذات خود حاضر ہوکر دعائیں لے اور بابری مسجد کے تعلق سے تبادلہ خیال کرے، ایلچی خط پڑھ کر سنایا تو تاج الشریعہ نے بڑی بے باکی اور وضاحت سے فرمایا: میں مذہبی آدمی ہوں۔ سیاسی نہیں۔ اگر وہ ایک عقیدت مند کی طرح بغیر کسی سیاسی پروگرام کے آستانہ پر آنا چاہے تو آئے اور حاضری دے کر چلا جائے۔ نرسمہا راؤ بریلی آیا اور سرکٹ ہاؤس میں سات تک انتظار کیا کہ باریابی کی اجازت ملے، لیکن تاج الشریعہ نے دوٹوک لفظوں میں ملنے سے انکار کردیا۔

☆......۲۲ر جولائی، بموقع زریں عرس رضوی، آپ نے ایک اجلاس بلایا۔ جس میں علما و دانشوران نے شرکت کی۔ ملکی و بین الاقوامی مسائل ومعاملات پر تبادلہ خیال کے بعد اعلامیہ جاری فرمایا۔

☆......۲۶ر جولائی کو آپ نے ایک تبلیغی تحریر کے ذریعے عورتوں کو مزار اعلیٰ حضرت پر آنے سے منع فرمایا اور شریعت کی پابندی اختیار کرنے کی تاکید فرمائی۔

☆......۲۰ر نومبر کو مرادآباد کورٹ میں کچھ حاسدین ومخالفین نے آپ پر جھوٹا مقدمہ دائر کیا۔

☆......اراکین انجمن اہل سنت ڈانڈیلی، ضلع کاروار، کرناٹک کی دعوت پر پہلی بار حضرت تاج الشریعہ وہاں تشریف لے گئے۔ حضرت مولانا خالد رضا صدیقی صدر مدرس دار العلوم قادریہ پرانی ڈانڈیلی کی حکمت بھری قیادت میں پروگرام ہوا۔ ہزاروں افراد سلسلۂ قادریہ رضویہ میں داخل ہوئے۔

☆......سالہا سال کروں بمبئی میں مقیم ہردوئی کے شیخ محمد یہ اشمیم عرف بھائی جان تاج الشریعہ کے جاں نثار مرید خاص ہیں۔ وہ رہنے والے موضع شرور، ضلع بونے کے ہیں۔ بھائی جان کی دعوت پر تاج الشریعہ ان کے آبائی گاؤں تشریف لے گئے۔ 'اعلیٰ حضرت کانفرنس' کی سرپرستی فرمائی اور بنام 'کنز الایمان' ایک مکتب کی بنیاد رکھی۔ اطراف و اکناف کے افراد سلسلے میں داخل بھی ہوئے۔

☆......نور کا رحیم والے جناب محمد عبد السلام خان کی دعوت پر اتر پردیش کے مشہور شہر بھدوہی' تشریف لے گئے۔ قیام انہی کے گھر پر تھا۔ ساتھ میں خادم خاص حافظ جمیل اختر صاحب رضوی تھے۔ یہاں ایک خاص بات یہ سامنے آئی کہ وہ حاضری سیاست سے حضرت تاج الشریعہ ہمیشہ دور و نفور رہے۔ صبح کے وقت خان صاحب نے بغیر پوچھے کچھ سیاسی افراد، خاص کر ایم ایل اے کو ملاقات کے لیے بلا لیا۔ جب حضرت کو معلوم ہوا تو حضرت نے اپنے خادم سے معلوم کیا کہ کیا انہوں نے آپ سے اجازت لی تھی، خادم نے کہا: 'نہیں'۔ ابھی اہر خادم کے 'نا' کہنے پر حضرت بہت ناراض ہوئے اور فرمایا: 'آپ نے ہم یا خادم سے پوچھا کیوں نہیں؟۔ یہ من مانی کیا ہے۔ کیا آپ نے ہمیں خرید لیا ہے؟' میزبان خان صاحب موصوف شرمسار ہو کر معافی چاہنے لگے۔ جلال ٹھنڈا ہونے پر فرمایا: 'آئندہ دھیان رکھنا۔ ہمیں ایسی مشکل میں مت ڈالنا۔ یہاں سے اڑیسہ جانا تھا تاخیر کی وجہ سے فلائٹ چھوٹ گئی۔ اڑیسہ میں علامہ ارشد القادری پل پل منتظر رہے۔

☆......ہائی کورٹ کے وکیل جناب سید محمد رفیق صاحب کی جانب سے بھوبنیشور، کٹک میں دعوت تھی۔ پروگرام کے آرگنائزر قائد اہل سنت علامہ ارشد القادری علیہ الرحمہ تھے۔ بھدوہی میں تاخیر اور فلائٹ چھوٹ جانے سے ایک دن کا وقفہ ہو گیا۔ دوسرے دن بھوبنیشور پہنچے۔ کل کا پروگرام آج ہوا اور بے حد کامیاب ہوا۔ علامہ رات ہی جمشید پور روانہ ہو گئے۔ چوں کہ انہیں وہاں بھی انتظام کرنا تھا۔

☆ ...... دوسرے دن حضرت تاج الشریعہ جمشید پور کے لیے رخصت ہوئے۔ علامہ ارشد القادری یہاں سراپا انتظار بنے کھڑے تھے۔ حضرت کی تشریف آوری ہوئی تو جمشید پور کا افق نعروں کی آواز سے گونج اٹھا۔ جس پروگرام میں علامہ ارشد القادری ہوں، اس کی کامیابی کی ضمانت چاہیے۔ یہاں تو علامہ خود منتظم و کارگزار رہے تھے۔ پھر یہاں کے پروگرام کی فتح و کامرانی کا جھنڈا جو لہرایا، جمشید پور والوں کو آج تک یاد ہے۔

☆ ۱۹۹۶ء

☆ ...... جنوری کا مہینہ تھا اور سردیوں کا سخت موسم، جناب محمد معین الحق رضوی کی دعوت پر حضور تاج الشریعہ پہلی بار لدھیانہ، پنجاب تشریف لے گئے۔ "امام احمد رضا کانفرنس" غیاث پورہ میں شرکت کی۔ پروگرام کچھ ایسا تھا کہ لگتا تھا کہ پورا پنجاب پنڈال میں سمٹ آیا ہو۔ ۵ ہزار سے زائد لوگوں نے دامن خیر و برکت سے وابستگی حاصل کی۔ قدرت کا جلوہ اور چہرہ زیبا دیکھ کر ہی پانچ دیوبندی لوگ بھی مسلک دیوبندیت سے توبہ و رجوع کر کے مرید و معتقد ہو گئے۔ لدھیانے کے معروف ادارے جامعہ غوثیہ رضویہ کی بنیاد اسی موقع سے رکھی۔ مخلص و متحرک اور کامیاب تاجر حافظ محمد محسن الحق رضوی صاحب مالک دیپو و ڈاکٹر رضا عبد رزی اور ان کے احباب نے بڑھ چڑھ کر انتظام یہ سب انجام دیا۔

☆ ...... ماہ جون کو اودے پور، راجستھان تشریف لے گئے۔

☆ ...... ماہ جون راجستھان کے شہر پالی تشریف لے گئے۔ شاید یہ تاج الشریعہ کا وہاں دوسرا دورہ تھا۔

☆ ...... اس برس تاج الشریعہ راجستھان کے شہر چورو بھی تشریف لے گئے۔

☆ ...... دوسرے دن دیوبند، سہارن پور میں حکیم ملت جناب حکیم محمد احمد قادری سے ملاقات کی اور ان کا قائم کردہ ادارہ "دار العلوم غوثیہ رضویہ برکات صابریہ" کا معائنہ کیا اور ڈھارس بندھائی۔ اور پھر بریلی کے سفر کی راہ لی۔

☆ ...... حسب ذوق و یہ ند اس سال بھی تاج الشریعہ نے رمضان مبارک کے عمرے کی برکتیں حاصل کیں۔ ہمراہ جناب محمد سعید نوری سید مظہر بابو، مرید خاص محمد نعیم رضوی مرحوم اور حاجی توفیق احمد رضوی تھے۔ عید بعد واپسی ہوئی۔

☆..... حضور احسن العلما کے وصال کے بعد جاڑے کے موسم میں تاج الشریعہ مارہرہ مطہرہ حاضر ہوئے۔ احسن العلما کی اہلیہ محترمہ کے لیے شریفانہ خاندانی روایت کے مطابق بدست سید شاہ محمد اشرف زید مجدہ کچھ نذر پیش کی اور پھر چائے پیتے ہی بریلی پلٹ آئے۔

☆..... جامعہ اسلامیہ روناہی فیض آباد کے سالانہ اجلاس جشن دستار فضیلت میں شرکت فرمائی۔ اساتذہ علما طلبہ اور عوام اہل سنت نے ٹوٹ ٹوٹ کر فیض اٹھایا۔

☆..... جنوب ہند کی معروف درسگاہ مرکز الثقافۃ السنیہ' کالی کٹ، کیرالا کے بانی و مربراہ شیخ ابوبکر صاحب مدظلہ کی دعوت پر وہاں تشریف لے گئے۔ کالی کٹ ایئر پورٹ پر کئی گاڑیوں پر سوار افراد نے شایان شان استقبال کیا۔ سالانہ مرکز کانفرنس میں بزبان عربی خطاب فرمایا۔ اپنی عربی نعت پاک بھی ترنم میں سنائی۔ کیرالا والے تو کیرالا عرب ممالک سے آئے ہوئے شیوخ بھی متاثر ہوئے بغیر نہ رہ سکے۔

☆..... شیموگہ کرناٹک کی قسمت جاگ اٹھی۔ حضرت وہاں تشریف لے گئے۔ حضرت کی زیارت اور دیدار کے لیے انسانی سروں کا ایک عظیم سیلاب امڈ آیا۔

☆..... کلکتہ تشریف فرمائے اور کچھوا منڈی میں منعقد پروگرام کی سرپرستی فرمائی۔ مجاہد دوراں حضرت علامہ سید شاہ مظفر حسین اشرفی کچھوچھوی علیہ الرحمہ اور مولانا عبید اللہ اعظمی نے اپنا اپنا جوہر خطابت دکھایا تھا۔

☆..... باسی، ضلع ناگور، راجستھان جلوہ بار ہوئے۔ اس سفر میں وہاں دو دن قیام رہا۔

☆..... اس برس بھی تاج الشریعہ سیرتا جیتی، راجستھان تشریف لے گئے۔

☆.................. ۱۹۹۷ء:

☆..... ۵ جون کو دارالعلوم نوری اندھیری، مدھیہ پردیش کے تعمیری پروگرام کی سرپرستی فرمائی اور رضا منزل کمپلیکس کا سنگ بنیاد رکھا۔

☆..... کرناٹک اور کیرالا کی سرحد پر واقع شہر اپلا میں رونق افروز ہوئے۔ دن میں نماز جمعہ پڑھائی۔ رات پروگرام میں شرکت کی۔ دن سے رات تک خلق خدا کا ازدحام قابل دید تھا۔ اپلا سے منگلور تشریف لے گئے۔ جہاں عارضی قیام تھا۔

☆......حضرت مولانا خالد رضا صدیقی صاحب کی کوشش اور انہی کی قیادت و نظامت میں منعقدہ پروگرام میں حضور تاج الشریعہ دوسری دفعہ ڈانڈیلی، ضلع کاروار کرناٹک تشریف فرما ہوئے۔ اس مرتبہ اہم کامیاب پروگرام ہوا۔

☆......تاج الشریعہ بانسی، یوپی تشریف لائے۔ عظیم الشان نعیمی کانفرنس میں شرکت فرمائی۔ یہ تشریف آوری امام علم و فن حضرت خواجہ مظفر حسین رضوی علیہ رحمۃ الباری کے کہنے پر ہوئی تھی۔ لوٹیا پاڑی بانسی کے رہنے والے حضرت علامہ محمد ابوالحسن علی رضوی صاحب بانی و مہتمم جامعہ غوثیہ رضویہ نظم پیٹھ نظام آباد، آندھرا پردیش بریلی سے بانسی تک بحیثیت خادم ساتھ تھے۔ یہ نعیمی کانفرنس بانسی کے پروان ندی وپل کے پچھمی میدان میں ہوئی تھی اور زبردست مجمع تھا۔ مردوخواتین کی بڑی بھاری تعداد تاج الشریعہ کے دامن سے وابستہ ہوئی تھی۔ مقامی علما میں خواجہ صاحب علیہ الرحمہ کے علاوہ حضرت مفتی

محمد مطیع الرحمٰن صاحب قبلہ اور عالم ربانی حضرت مفتی محمد ایوب مظہر رضوی علیہ الرحمہ بطور خاص پیش پیش تھے۔

☆......ہوڑہ، کلکتہ تشریف فرما ہوئے۔ مشہور تعلیمی ادارہ ضیاء الاسلام کے فارغ التحصیل طلبہ کو ختم بخاری کرایا اور اسی ادارے کے زیر اہتمام سرکار مدینہ کانفرنس کی سرپرستی فرمائی اور پھر ادارہ مذکورہ کی ایک نئی بڑی عمارت کا سنگ بنیاد رکھا۔ اس سفر میں حضرت مولانا شعیب رضا صاحب بھی ساتھ تھے۔

☆..................۱۹۹۸ء:

☆......یادگار ادارہ مرکز الدراسات الاسلامیہ جامعۃ الرضا کا منصوبہ تیار کیا۔

☆......راجستھان کے مشہور شہر کوٹہ تشریف لے گئے۔

☆..................۱۹۹۹ء:

☆......مقدمہ مرادآباد کورٹ کے جج کا فیصلہ جب ۲۲ فروری کو سامنے آیا تو آپ کے حق میں فتح مبین کا مژدہ سناتا ہوا آیا اور حاسد وفاسد بوکھلا کر بھاگ کھڑا ہوا۔

☆......ماہ جولائی میں حضور تاج الشریعہ پہلی بار امریکہ تشریف لے گئے۔ دو روزہ عظمت مصطفیٰ

کانفرنس میں شرکت فرمائی۔ اس پروگرام میں امریکہ کے علاوہ یورپ اور ہندوستان کے علما بھی کثیر تعداد میں شریک تھے۔ تین ہفتہ طویل قیام رہا۔ یہ دورہ اور پروگرام مسجد النور سوسائٹی کی طرف سے آرگنائز کیا گیا تھا۔ جب کہ دورہ انڈہ منگر انڈیا جن کے حال باعمل وصلاحیت مند عالم دین حضرت علامہ مفتی محمد قمر الحسن صاحب کی کاوشیں ناقابل فراموش ہیں۔ قیام انھیں کے مکان میں رہا۔ تب پھر ہیوسٹن، ڈیلاس، شکاگو اور نیوجرسی کا سفر کرتے ہوئے ہندوستان واپسی ہوئی۔

☆......امام احمد رضا ٹرسٹ کے رجسٹریشن کے بعد مرکز الدراسات الاسلامیہ کے لیے متھرا پور روڈ کے پورب جانب پہلے ۲۴ ربیگھے زمین خریدی گئی۔

☆......سلطان الہند حضور غریب نواز قدس سرہ کے آستانۂ مبارکہ پر حضرت تاج شریعت نے عاشقانہ و فدویانہ حاضری دی۔ واپسی میں اجمیر شریف اسٹیشن پر ایک ہندو شخص حضرت تاج شریعت کا چہرۂ تاباں دیکھ دیکھ کر تاب نہ لا سکا اور بےتاب ہو کر با صرار مسلمان ہو گیا۔

☆......مجاہد ملت مولانا شاہ محمد حبیب الرحمن کا قائم کردہ معروف و مشہور ادارہ جامعہ حبیبیہ الٰہ آباد کے سالانہ جلسے میں ماہر لسانیات بزرگ عالم دین علامہ محمد عاشق الرحمن صاحب کی دعوت پر شرکت فرمائی۔

☆......۱۹ر ستمبر کو حیدر آباد دکن کا دورہ فرمایا۔ نایاب فنکشن ہال نزد چار مینار میں ہونے والے اجلاس سے خطاب کیا۔ دوسرے دن معین آباد میں دار العلوم فیض رضا کی جدید عمارت اور مسجد کا افتتاح فرمایا۔ یہ دورہ کچھ ایسا تھا کہ گویا سارا دکن دیدار تاج الشریعہ کے لیے کشاں کشاں سمٹ آیا تھا۔ غالباً یہ ان کا دس برسوں کے بعد دورہ تھا۔

☆......فیضان غوث و رضا کانفرنس ڈانڈیلی، ضلع کاروار، کرناٹک میں شرکت فرمائی۔ یہ سفر اور پروگرام نوجوانان اہل سنت اور نور اسلام کمیٹی ڈانڈیلی کی مشترکہ کاوشوں سے مرتب ہوا تھا۔ قیادت و نظامت انھی مولانا خالد رضا صدیقی صاحب کی تھی۔ میزبانی اور پروگراموں کو کامیاب کرانے میں جناب الحاج ایم اے خان رضوی کی انتھک محنت و قربانی ناقابل فراموش ہے۔

☆......................۲۰۰۰ء:

☆......یادگار مرکزی تعلیمی ادارہ مرکز الدراسات الاسلامیہ، جامعۃ الرضا کی تعمیر کا پروگرام اور

افتتاح فرمایا۔

☆ ...... برطانیہ کا دورہ کیا۔

☆ ...... مسجد النور سوسائٹی' امریکہ کی دعوت پر تشریف لے گئے۔ سوسائٹی کے زیر اہتمام منعقدہ پروگرام ختم نبوت کانفرنس میں شرکت وتقریر فرمائی۔ حضرت مولانا مفتی محمد قمر الحسن صاحب ہی داعی ومیزبان رہے۔ اس بار بھی ڈیلاس اور شکاگو کا دورہ کرتے ہوئے ہندوستان مراجعت ہوئی۔

☆ ...... صوبہ بہار میں علاقۂ سیمانچل اور سیمانچل خوش نصیب ہے کہ ان علاقوں میں تاج الشریعہ کا سب سے زیادہ دورہ ہوا ہے۔ ضلع سیتا مڑھی کے موضع 'پرسا' میں جو تاریخ ساز پروگرام ہوا تھا، جس میں ادھر قریب آدھا شمالی بہار اور ادھر پورا ملک نیپال شریک تھا۔ تاج الشریعہ کو ایک جھلک دیکھنے کے لیے فدایان اسلام اور شیدایان اولیا اپنی اپنی جان تک کی بازی لگانے سے چوکتے نہیں تھے۔ ایسا مجمع، ایسی کامیابی اور دید وزیارت کی ایسی لذت ومسرت کہ سارا کا سارا خطہ آج تک سرشار ہے۔

☆ ...... ۵ رجولائی کو پیرتا بیٹی راجستھان تشریف آوری ہوئی۔

☆ ۲۰۰۱ء:

☆ ...... مناظر اہل سنت حضرت مفتی محمد مطیع الرحمن صاحب رضوی نے اس برس منصوبہ بند دورہ حضور تاج الشریعہ کا کرایا تھا۔ تفصیلی معلومات تو آئندہ، ابھی ایک اجمال حاضر ہے: پٹنہ، مظفر پور، رانچی، بھاگل پور، راج محل، مالدہ، کٹیہار، پورنیہ، کشن گنج کے مختلف علاقوں، گاؤں گاؤں، قریہ قریہ اور بستی بستی تک لے گئے۔ لوگوں کو دیدار تاج الشریعہ کرا کر فیض پہنچایا اور مرید کرایا۔ اسی دورے میں حضرت تاج الشریعہ حضرت مفتی صاحب قبلہ کے گھر قیام پذیر ہو کر اسے زینت بھی بخشی۔ مدرسہ کا معائنہ کیا۔

☆ ...... ماہ جون میں امریکہ تشریف لے گئے۔ یہ ایک الگ نوعیت کا پروگرام تھا۔ اس مرتبہ داعی ومیزبان دوسرے حضرات تھے۔ ایک ہفتہ قیام رہا۔ پھر واپسی ہوئی۔

☆ ...... ۱۲ راکتوبر کو رضا نگر، ردولی شریف بارہ بنکی کا سفر کیا۔ دار العلوم حشمت الرضا کا افتتاح فرمایا اور کانفرنس سے خطاب کیا۔ معروف عالم دین اور بانی دار العلوم حضرت علامہ عبد المصطفیٰ

صدیقی حشمتی صاحب کی دعوت اس سفر کا باعث تھی۔

☆......یکم نومبر کو رام پور تشریف لے گئے اور اس کے جشن دستار فضیلت کی سرپرستی فرمائی۔

☆......رسول پور، ضلع جگت سنگھ، اڑیسہ میں مجاہد ملت حضرت مولانا شاہ محمد حبیب الرحمن اڑیسوی کے نام پر قائم 'جامعۃ الحبیب' کے ناظم و روح رواں حضرت مولانا محمد ریاضت حسین صاحب رضوی ازہری کی دعوت پر تشریف فرما ہوئے اور جلسۂ عید میلاد النبی و پیغام امن کانفرنس میں شرکت فرمائی۔

☆......تاج الشریعہ کلکتہ تشریف لے گئے اور بر جمالہ میں منعقدہ ایک دینی پروگرام میں شرکت فرمائی۔ اس پروگرام میں رفیق ملت حضرت سید شاہ نجیب حیدر میاں قبلہ زیب سجادۂ عالیہ قادریہ مارہرہ مطہرہ کی بھی جلوہ گری تھی۔ جب کہ خصوصی خطیب مفکر اسلام حضرت مفتی محمد ایوب مظہر رضوی علیہ الرحمہ تھے۔

☆......میسور تشریف لے گئے۔ حضرت علامہ ڈاکٹر غلام مصطفی نجم القادری صاحب جس مسجد میں امام تھے، اس میں نماز جمعہ کی امامت کی۔ رات کا پروگرام کیا اور اس میں ڈاکٹر نجم القادری کی کتاب 'علم، عمل، عشق' کا اجرا فرمایا۔

☆......................۲۰۰۲ء

☆...... ماہ جون میں ممبئی تشریف لائے اور جلوس غوثیہ کی صدارت و قیادت فرمائی۔

☆...... ماہ جون میں تاج الشریعہ راجستھان کے شہر پالی تشریف لے گئے۔

☆......تاج الشریعہ کے اکلوتے فرزند مولانا مفتی محمد عسجد رضا صاحب کی فراغت ہوئی۔

☆......ساتھ ہی تاج الشریعہ نے تمام سلاسل کی خلافت و اجازت سے مجاز و ماذون فرمایا۔

☆...... آل انڈیا جماعت رضائے مصطفی نے بریلی میں عظمت مصطفی کانفرنس کا انعقاد کیا۔ حضرت تاج الشریعہ نے اس میں ایمان افروز وعظ و نصیحت فرمائی۔

☆...... ۱۱/ اکتوبر کو فتح پور، راجستھان تشریف فرما ہوئے۔

☆...... ۱۲/ اکتوبر کو سنگ مرمر کا شہر مکرانہ، راجستھان تشریف لے گئے۔

☆...... ۱۲/ اکتوبر کو شیرانی آباد بھی کا بھی دورہ کیا۔

☆...... ۱۳/ اکتوبر کو باسی ضلع ناگور راجستھان تشریف لے گئے۔

☆......۱۳؍ اکتوبر کو بیرنا چیٹی راجستھان بھی تشریف لے گئے۔

☆......مناظر اہل سنت حضرت مفتی محمد مطیع الرحمٰن صاحب قبلہ نے اس برس ایک منظم تفصیلی دورہ ترتیب دیا اور شہر شہر اور گاؤں گاؤں میں لوگوں کو حضرت تاج الشریعہ کے دیدار کا زریں موقع فراہم کیا۔ جہاں پروگرام ہوتا وہ ہوتا ہی لیکن جہاں صرف اچانک خبر مل جاتی کہ حضرت کا گذر ادھر سے ہے تو بازار اور چوک چوراہے خدا کے بندوں کی کثرت سے بھر جاتے اور ایک عظیم الشان پروگرام کا سا ماحول بن جاتا۔ اس سفر میں پٹنہ، بھاگل پور، سہسرام، شیر گھاٹی اور گیا وغیرہ کا دورہ ہوا۔

☆......عراق کا چار روزہ دورہ فرمایا۔ شیر خدا علی مرتضیٰ حیدر کرار رضی اللہ تعالیٰ عنہ کی بارگاہ ناز میں غلامانہ حاضری دی۔ وہاں آپ نے اپنی لکھی ہوئی عربی منقبت ترنم سے پڑھی۔ جس سے وہاں کے لوگ خصوصاً عرب حاضرین وزائرین صدر درجہ محظوظ ومتاثر ہوئے۔ سرکار بغداد حضور غوث پاک رضی اللہ تعالیٰ عنہ کے آستانے پہ حاضری دی۔ ایک دفعہ صحن آستانہ میں با جماعت نماز بھی ادا کی۔ بغداد معلی کے علما و شیوخ سے ملاقاتیں ہوئیں۔ جامعہ صدام کے وائس چانسلر ڈاکٹر مجید السعید، شعبۂ عقیدہ کے صدر، رئیس ڈاکٹر بشار لطفی، شعبۂ لغت وعلوم قرآن کے استاذ ڈاکٹر محمد احمد شحاذہ و دیگر اہل علم سے فصیح عربی میں گفتگو فرمائی۔ ان شیوخ واساتذہ کی فرمائش پر اپنی تحریر کردہ عربی نظم ونعت بھی پڑھی۔ سن کر علما و شیوخ کا تاثر تھا کہ یہ تو عرب شعرا سے بھی عمدہ کلام ہے۔ موصل میں آباد زاویہ قادریہ کے ولی عہد شیخ ہشام محمد امین لطفی صاحب نے موصل تشریف آوری کی دعوت بھی دی مگر قلت وقت نے یہ موقع نہ دیا۔ یہاں ایک خاص بات قابل ذکر ہے کہ وہاں بھی تاج الشریعہ نے ٹائی استعمال کرنے والے کو مسئلہ بتایا اور کھل کر شرعی حکم کا اظہار کیا۔ تاج الشریعہ کا یہ دورہ چار دن کا تھا۔ چالیس افراد قافلے میں شریک تھے۔ الحمد للہ بخیر وخوبی یہ سفر ہوا۔ تاج الشریعہ کی اہلیہ محترمہ اور صاحب زادہ علامہ محمد عسجد رضا صاحب کے علاوہ ممبئی کے پروموٹر جناب محمد یوسف صاحب، ممبئی کے خاص الحاج فاروق سوداگر درویش صاحب اور جدہ سعودی عرب ،پاکستان اور افریقہ کے مریدین واحباب شریک سفر تھے۔

☆......مبارک پور کا تعلیمی شہر ہونے کے ناطے کی ارجمندی کہ اس برس حضرت تاج الشریعہ پہلی بار

یہاں جلوہ فگن ہوئے۔ لا صاحب نگر اسٹیڈیم نیہرو نگر پیمپری چنچوڑ پونے میں تاجدار ظفر امام احمد رضا کانفرنس کی سرپرستی فرمائی۔ حضرت مولانا محمد عبد المصطفیٰ رود ولوی اور حضرت مولانا غلام محی الدین سبحانی صاحبان نے اپنے مواعظ حسنہ سے بندگان خدا کو محظوظ کیا۔ یہ اہم پروگرام ڈاکٹر سعید احسن صاحب اور احباب اہل سنت کی محنت وکوشش کا ثمرہ تھا۔

☆...... آسنسول تا جمشید پور کا دورہ کیا۔ قائد اہل سنت علامہ ارشد القادری علیہ الرحمہ کے عرس چہلم میں شرکت فرمائی۔ مکہ مسجد میں نماز مغرب پڑھائی۔ بعد نماز عشا آزاد نگر کے وسیع گاندھی میدان میں اجلاس عام سے خطاب فرمایا۔

☆...... ۲۰۰۳ء:

☆...... ماہ فروری میں ٹاٹا نگر جمشید پور کا سفر اختیار کیا۔ باری نگر مٹکو میں 'مسجد رضا' کا سنگ بنیاد رکھا۔ تب پھر جلسۂ عام سے خطاب فرمایا۔ پھر تکلیم سے کر لوگ ٹوٹ کر داخل سلسلہ ہوئے۔

☆...... اعلیٰ حضرت کے مرشد اجازت سراج السالکین حضرت سید شاہ ابو الحسین احمد نوری میاں علیہ الرحمہ کے جشن صد سالہ نوری منعقدہ مختلف ہال مدن پورہ، ممبئی میں شرکت فرمائی۔

☆...... دھانو روڈ، ضلع تھانے کا دورہ کیا۔ ایک سرائے کا افتتاح فرمایا اور بموقع عرس مفتی اعظم ہند، بنام مفتی اعظم ہند کانفرنس سے خطاب نایاب کیا۔

☆...... پوربندر اور کانپور کا ٹھیاواڑ کا طویل دورہ کیا۔

☆...... تاج الشریعہ نے ۸ راگست کو 'شرعی کونسل آف انڈیا' کی تاسیس فرمائی۔ جس میں اقطار ہند کے علما فقہا ومفتیان کرام اور دانشوران ملت نے شرکت کی۔

☆...... ماہ اگست کو سری لنکا کے سفر پر روانہ ہوئے۔ ساتھ میں مفتی عسجد رضا صاحب اور مفتی محمد شعیب رضا صاحب بھی تھے۔ اسی سفر ظفر میں شاہ فضل رسول بدایونی کی مشہور کتاب 'المعتقد المنتقد' [فارسی] کا اردو ترجمہ کا آغاز سری لنکا میں ۲۳ راگست کو ہوا۔ سفر حضر کے کچھ چھ مہینوں میں یہ ترجمہ مکمل ہو کر شائع بھی ہوا۔ ممبئی اور دہلی میں یہ کام ہوتے ہوئے اس خاکسار راقم نے بھی دیکھا ہے۔ جس کا ذکر اس مضمون میں کیا گیا ہے، جو تجلیات تاج الشریعہ طبع ممبئی ۲۰۰۹ء میں شامل اشاعت ہے۔

☆......ستمبر کے مہینے میں احسن العلما کی شان میں تاج الشریعہ نے ایک منقبت لکھی اور فون کرکے سید شاہ محمد اشرف دام ظلہ کو لکھوا کر سالنامہ اہل سنت مارہرہ میں شائع کرانے کی گذارش بھی کی۔ پوری منقبت سالنامے ۲۰۰۳ء میں دیکھیں۔ یہاں اس مطلع ومقطع ملاحظہ کیجیے:

مصطفیٰ حیدر حسن کا آئینہ ملتا نہیں ۔۔۔ حق پسند و حق نوا و حق نما ملتا نہیں

پھر کہو گے اختر حیدر نما ملتا نہیں ۔۔۔ یاد رکھنا ہم سے سن کر مدحت حیدر حسن

☆......جامعہ قادریہ، پونے، مہاراشٹر کا ایک نامی گرامی تعلیمی ادارہ ہے۔ بانی تو حضرت علامہ نوشاد عالم رضوی غازی پوری، مقیم قریقہ ہیں، مگر اسے پروان چڑھانے میں حضرت مفتی محمد ایاز صاحب مصباحی کلکتوی کا کلیدی کردار رہا ہے۔ مفتی موصوف اور ڈاکٹر سعید احسن قادری کی کاوش ومحنت سے حضرت تاج الشریعہ اس ادارے کے سالانہ پروگرام میں تشریف لے گئے۔ سرپرستی فرمائی اور شہر پونے کے علاوہ ان جوار ودیار کے انگنت افراد نے سلسلے میں داخل ہوکر اپنے دین وایمان مکمل حفاظت کر لی۔ پونے کا امتیازی میدان، جہاں یہ پروگرام ہوا تھا آج بھی گواہ ہے۔ پونے کا یہ دعر ادورہ تھا۔

☆......تاج الشریعہ کے فرزند حضرت مولانا محمد عسجد رضا صاحب نے پہلا فتویٰ لکھا۔

☆......۲۰۰۴ء:

☆......۲/ ۳/ ستمبر کو تاج الشریعہ کی سرپرستی میں 'شرعی کونسل' کا پہلا دو روزہ فقہی سیمنار ہوا۔ جس میں چیدہ جلیل القدر فقہا ومفتیان کرام نے شرکت کی۔

☆......اپنے قائم کردہ معروف ادارہ 'جامعۃ الرضا' متھرا پور کے منتہی طلبہ اور زیر تربیت افتا علما کو خصوصی درس دیا۔

☆......تاج الشریعہ کے والد گرامی مفسر اعظم ہند حضرت مولانا شاہ محمد ابراہیم رضا خان قادری عرف 'جیلانی میاں' قدس سرہ کے حوالے سے ممبئی کی معروف تنظیم 'رضا اکیڈمی' نے جشن صد سالہ ولادت جیلانی میاں منایا۔ جس میں تاج الشریعہ نے شرکت فرمائی۔

☆......اس برس بھی شہر پونے کا نصیب اوج وعروج پر رہا۔ حضرت مفتی محمد شاکر عادل صاحب

کوشش وخواہش اور دعوت پر تاج الشریعہ نے پونے کا یہ دورہ خیال رکھا۔ مشہور تعلیمی ادارہ "اعظم کیمپس" میں پروگرام ہوا اور تاریخ ساز پروگرام ہوا۔ دین ودانش سے جڑے لاکھوں بندوں نے جی کھول کر دید تاج الشریعہ کیا اور داخل سلسلہ ہوئے۔ پونے کا یہ تیسرا دورہ تھا۔

☆......تعلیم وتدریس کا جو بیج تاج الشریعہ نے ۱۹۹۵ء میں شرد کی سرزمین کے سپرد کیا تھا، اب وہ ایک گھنا درخت بن چکا تھا۔ ۲۰۰۳ء میں اس کے لیے ایک وسیع زمین فراہم کی گئی۔ شاندار تعمیری کام ہوا۔ اب ۲۰۰۴ء میں اس کا از سر نو تعمیری وتعلیمی افتتاح ہوا۔ اس اہم پروگرام میں بھی تاج الشریعہ نے کرم فرمایا اور منعقدہ پروگرام کی سرپرستی فرمائی اور اب اس مکتب کا نام تاج الشریعہ نے "جامعہ کنز الایمان" رکھا۔ اس سفر میں صاحب زادۂ گرامی حضرت مفتی محمد عسجد رضا صاحب شریک سفر تھے۔ مدیر عالم دین حضرت مولانا شکیل احمد صاحب رضوی کی کارکردگی اس ادارے کی تعمیر و ترقی میں نمایاں حیثیت رکھتی ہے۔

☆......۲۰۰۵ء:

☆......ممبئی کا سفر کیا اور ۲۰ رمئی کو نکلنے والے جلوس غوثیہ کی صدارت وقیادت فرمائی۔

☆......افریقہ کے کئی ممالک کے دورے کیے۔

☆......۵ رجولائی کو باسنی ناگور، راجستھان تشریف فرما ہوئے۔

☆......۲۱، ۲۲ راگست کو شرعی کونسل آف انڈیا، بریلی شریف کے زیر اہتمام دوسرا دوروزہ فقہی سیمینار ہوا۔

☆......ممبئی کا سفر کیا اور ۲۰ رمئی کو نکلنے والے جلوس غوثیہ کی صدارت وقیادت فرمائی۔

☆......افریقہ کے کئی ممالک کے دورے کیے۔

☆......۲۰۰۶ء:

☆......۱۱ راپریل، خاکسار کی ذاتی دعوت پر پہلی بار ریرا روڈ، بن مضافات ممبئی تشریف لائے۔ "امام احمد رضا کانفرنس" کی سرپرستی کی۔ وعظ کیا اور سلسلے کی اشاعت فرمائی۔

☆......۱۰ رمئی کو ممبئی تشریف فرما ہوئے اور جلوس غوثیہ کی صدارت وقیادت فرمائی۔

☆......۸،۹؍جولائی کو تیسرا فقہی سیمینار زیر اہتمام شرعی کونسل منعقد ہوا۔اس سیمینار کی خاص بات یہ رہی کہ امین ملت حضرت سید شاہ محمد امین میاں صاحب قبلہ صاحب سجادہ عالیہ مارہرہ مطہرہ،نائب سجادہ رفیق ملت حضرت سید شاہ نجیب حیدر میاں صاحب قبلہ مارہرہ مطہرہ،رئیس الاتقیا حضرت سید شاہ اویس مصطفی واسطی بلگرامی اور امین شریعت مدھیہ پردیش حضرت مولانا شاہ محمد سبطین میاں علیہ الرحمہ نے سرپرستی فرمائی۔دوسری خصوصیت یہ رہی کہ اس میں شریک اکناف ہندوستان کے علما،مفتیان کرام اور مشائخ عظام نے بالاتفاق رائے قاضی القضاۃ فی الہند کا سہرا تاج الشریعہ کے زیب سر کیا۔

☆......۲۰۰۷ء

☆......ممبئی جلوہ بار ہوئے اور ۲۹؍اپریل کو نکلنے والے جلوس غوثیہ کی صدارت وقیادت فرمائی۔

☆......بموقع عرس رضوی،علما و مشائخ کے ازدحام میں برسر اجلاس عام تاج الشریعہ کو قاضی شرع اور حاکم اسلام کے خطاب سے یاد کیا گیا اور علما و مفتیان کرام نے اسے تسلیم و قبول کیا۔

☆......مارچ کے مہینے میں اجلاس آل انڈیا تبلیغ سیرت،بنارس میں شرکت فرمائی۔

☆......۲۸،۲۹؍جولائی کو شرعی کونسل آف انڈیا کا چوتھا دو روزہ فقہی سیمینار ہوا۔

☆......۱۲؍اگست،بصدر العلما حضرت مفتی شاہ محمد تحسین رضا خاں علیہ الرحمہ کا وصال حادثاتی طور پر مہاراشٹر کے شہر ناگ پور کے تبلیغی دورے میں ہوا۔۱۵؍بریلی شریف نماز جنازہ ادا کی گئی۔جس کی امامت تاج الشریعہ نے کی۔اس میں کوئی آٹھ لاکھ افراد کا مجمع تھا۔

☆......ماہ مارچ،ریاست کرناٹک کی راجدھانی بنگلور کا سفر کیا۔جامعہ حضرت بلال،بیاٹرائن کے بانی حاجی امیر جان صاحب،اراکین و اساتذہ جامعہ اور احباب اہل سنت کے زیر انتظام تحفظ سنیت کانفرنس کی سرپرستی فرمائی۔مفتی محمد شعیب رضا صاحب ساتھ تھے۔اس سفر میں ایک کرامتی واقعہ بھی رونما ہوا۔وہ یہ کہ ایئرپورٹ سے قیام گاہ پر جاتے ہوئے فور وہیلر کے اوپر ایک خاص بیگ تھا،جس میں خاص کاغذات پاسپورٹ اور کچھ روپے بھی تھے،تیز رفتاری میں کہیں گر گیا۔مفتی شعیب رضا نے جناب موسیٰ رضوی سے گاڑی روکنے اور پیچھے مڑنے کو کہا تو حضرت تاج الشریعہ نے سن کر فرمایا"پیچھے نہیں،آگے ہی چلو،بیگ مل جائے گا"۔کچھ ہی دور آگے چلے تھے کہ ایک اجنبی شخص

سڑک کے کنارے بیگ لیے کھڑا تھا اور کہہ رہا تھا کہ آپ کا یہ بیگ پیچھے گر گیا تھا۔ لے لو۔

☆......دار العلوم شاہ جماعت ، ہاسن ، کرناٹک کے سربراہ حضرت مفتی محمد شریف الرحمٰن رضوی کی دعوت پر ہاسن گئے ۔ جلسۂ دستار بندی کی سرپرستی اور فارغ ہونے طلبہ کی دستار بندی فرمائی ۔ مفتی شعیب رضا صاحب ، جو ہمراہ تھے ، نے خطاب کیا۔

☆......پاسبان ملت حضرت علامہ مشتاق احمد نظامی علیہ الرحمہ کی قائم کردہ سنی جمعیۃ العلما کمیٹی بھیونڈی کے اصرار پر وہاں تشریف فرما ہوئے۔ تحفظ مسلک اعلیٰ حضرت کانفرنس کی سرپرستی فرمائی اور مفتی شعیب رضا اور دیگر خطبا نے تقریریں کیں۔

☆......۲۰۰۸ء:

☆......ماہ اپریل کو ممبئی تشریف لائے اور ۱۷ ر اپریل کو نکلنے والے جلوس غوثیہ کی صدارت و قیادت فرمائی۔

☆...... ۱۲ ر جون کو شہر بوندی ، راجستھان کا سفر کیا۔ مجمع عام کو خطاب کیا ۔ سلسلے کی اشاعت ہوئی۔

☆...... ۱۹ ر جون کو تاج الشریعہ مقام آدونی ، ضلع کرنول ، آندھرا پردیش میں تھے۔ حضرت صوفی قادر ولی صاحب رضوی کے اہتمام میں سنی انجمن محبان اولیا آدونی منعقدہ 'عظمت مصطفیٰ کانفرنس' کی سرپرستی فرمائی۔ یہ وہاں کا پہلا دورہ تھا۔ بڑی تعداد میں لوگ داخل سلسلہ ہوئے۔

☆......۲۵ ، ۲۵ ر جولائی کو بریلی شریف میں پانچواں دوسرا فقہی سیمینار ہوا۔

☆......تاج الشریعہ نے مع اہل وعیال چوتھا حج کیا۔

☆......ہزاری باغ ، جھارکھنڈ کا سفر کیا۔ مسجد کی بنیاد رکھی ۔ رات کے پروگرام میں تقریر و نصیحت فرمائی۔

☆......۲۰۰۹ء:

☆...... ۱۱ ر اپریل کیا سنی ، ضلع ناگور ، صوبہ راجستھان تشریف لے گئے۔

☆...... ۱۱ ر اپریل کو میرتا سٹی راجستھان میں جلوہ فرما ہوئی۔

☆...... ۱۲ ر اپریل کو مکرانہ ، راجستھان تشریف لے گئے۔

☆...... ۱۴ر اپریل کو شیرانی آباد بھی تشریف فرما ہوئے۔

☆...... ماہ اپریل میں حرمین شریفین حاضر ہوئے اور عمرہ ادا کیا۔

☆...... ۲۹ر اپریل تا ۳ر مئی کو دمشق وشام کا دورہ کیا۔ اس چار روزہ دورے میں وہاں کی اہم دینی و علمی شخصیتوں سے ملاقاتیں، ضیافتیں اور علمی وروحانی باتیں و بخششیں ہوئیں۔ جامعات وکلیات کے شیوخ و اساتذہ کی طرف سے بھی دعوتیں ہوئیں۔ جن میں شرکت فرمائی اور علمی واعتقادی موضوعات پر گفتگو ہوئی۔ ایک خاص بات یہ ہوئی کہ وہاں کئی برسوں سے گرمیوں کے موسم میں بارش نہیں ہو رہی تھی۔ علماء خواص کی استدعا پر تاج الشریعہ نے دعا کی تو بارش برسنا شروع ہوئی۔ یہ دیکھ کر وہاں کے باشندے بے حد متاثر تھے۔

☆...... ۳ر مئی کو مصر العربیہ روانہ ہوئے۔ ۴ر مئی کو تاج الشریعہ کی ملاقات امام اکبر شیخ ازہر سید محمد طنطاوی سے ہوئی۔ اسی دن شام کو حضور تاج الشریعہ کے اعزاز و استقبال میں ایک تاریخی پروگرام مرکز عبد اللہ کامل ہال' میں منعقد کیا گیا۔ جس میں نائب رئیس جامع ازہر شیخ طہ ابو کریشہ شیخ طہ شش الدسوقی، ڈاکٹر رشدی حجازی، ڈاکٹر احمد ربیع احمد یوسف، ڈاکٹر حازم احمد محفوظ شیخ جمال فاروق الدقاق شیخ محمد حبیب وغیرہ کے علاوہ جامع ازہر، جامعہ عین الشمس، جامعہ قاہرہ اور جامعہ دول العربیہ کے کثیر اساتذہ اور دنیا بھر کے زیر تعلیم طلبہ نے شرکت کی۔ ۵ر مئی کو شیخ الازہر ودیگر شیوخ و اساتذہ کی طرف سے ایک شاندار تقریب منعقد کرکے 'فخر ازہر' کا تمغہ تاج الشریعہ کی خدمت میں پیش کیا گیا۔ چار روز وہاں رہ کر ۶ر مئی کو روانہ ہو کر بریلی شریف پہنچے۔

☆...... یہ نومبر کا مہینہ تھا۔ حضرت تاج الشریعہ نے کرناٹک والوں کو خصوصی وقت عنایت فرمایا۔ پہلے ہبلی والوں کو نوازا۔ پھر اڈپی والے فیض یاب ہوئے۔ تب پھر کرناٹک کی مٹی راجدھانی شہر بنگلور تشریف لائے۔ آل کرناٹک 'پیغام رضا کانفرنس' جو بڑا اگس گراونڈ میں منعقد ہوا تھا، کی سرپرستی فرمائی۔ یہ ایک تاریخی اہمیت والا پروگرام تھا۔ مفتی محمد شعیب رضا صاحب، صاحبزادہ بدر ملت حضرت علامہ محمد جمال الدین صدیقی اور اسم باسمی حضرت مفتی محمد مجاہد الاسلام صاحب رضوی اپنے اپنے خطابات کے گوہر لٹائے۔ رضوی دولہا جب شہ نشین ہوا تو دیکھتے ہی لوگوں کا ہجوم بے قابو

میں رکھنا مشکل ہو گیا۔ بیسوں ہزار لوگوں نے اپنا دل سینے سے نکال کر تاج الشریعہ کے دامن میں ڈال دیا۔ یہ پروگرام جماعت رضائے مصطفیٰ شاخ بلگام کے زیر اہتمام، دارالعلوم غریب نواز، دار العلوم رضائے مصطفیٰ اور کئی سنی اداروں اور تنظیموں کی حمایت سے منعقد ہوا تھا۔ فاتح بلگام حضرت مفتی منظور احمد رضوی صاحب زید مجدہ اور شہر بلگام کے موجودہ ایم ایل اے حاجی جناب فیروز احمد رضوی کے شیر جیسے جگر و گردے کا یہ نتیجہ تھا۔

☆............... ۲۰۱۰ء:

☆......پانچواں حج ادا کیا۔

☆............... ۲۰۱۱ء:

☆...... ۲۳؍ مارچ، ۱۷؍ ربیع الثانی ۱۴۳۲ھ کو جدہ، سعودی عرب سے ہندوستان کے گلابی شہر جے پور ایئر پورٹ پر اترے۔ وہاں سے بائی کار شہر ناگور شریف محلہ جاجولائی میں قائم معروف تعلیمی ادارہ "جامعہ فیضان اشفاق" کے سالانہ بعنوان "غوث الوریٰ کانفرنس" کی سرپرستی کی۔ فارغ التحصیل علما و طلبہ کی دستار بندی کی۔ ہزاروں ہزار افراد و اشخاص دامن کرم سے وابستگی حاصل کی۔ مشہور عالم خطیب و مفکر علامہ محمد قمر الزماں اعظمی سکریٹری ورلڈ اسلامک مشن انگلینڈ کا مفکرانہ و عالمانہ خطاب ہوا۔ جامعہ فیضان اشفاق کے بانی و سربراہ مشہور صوفی و حکیم حضرت قاری محمد عبد الوحید صاحب رضوی دام مجدہ کو اجازت و خلافت بھی عطا فرمائی۔ دوسرے دن جودھ پور ایئر پورٹ سے دہلی کے لیے روانہ ہو گئے۔

☆...... ۲۳؍ نومبر کو شہر فرخندہ بنیاد حیدرآباد دکن تشریف فرما ہوئے۔ دو دن قیام فرمایا۔ قلب شہر مغل پورہ گراؤنڈ میں منعقدہ تاریخی پروگرام تحفظ اہل سنت و فضائل اہل بیت کانفرنس کی سرپرستی فرمائی۔ شاہین نگر روڈ میں مرکز اہل سنت وادیِ رضا کی بنیاد کا پتھر زیر زمیں سپرد کیا۔ دکن کے چپے چپے سے انسانی مخلوق کا ایک بڑا سیلاب دیدار تاج الشریعہ کے لیے امنڈ آیا تھا۔ کثیر در کثیر مسلمان اہل سنت دامن تاج الشریعہ ہاتھوں میں لے کر تجدید کلمۂ طیب کر اور توبہ کر کے داخل سلسلۂ عالیہ قادریہ رضویہ ہوئے۔

☆...... ۷؍ دسمبر کو شہر رام پور کے معروف ادارے الجامعۃ الاسلامیہ کے جشن دستار فضیلت کی

سرپرستی فرمائی۔

☆......رسول پور، ضلع جگت سنگھ، اڑیسہ میں مجاہد ملت حضرت مولانا شاہ محمد حبیب الرحمن اڑیسوی کے نام پر قائم جامعۃ الحبیب کے ناظم و روح رواں حضرت مولانا محمد ریاضت حسین صاحب رضوی ازہری کی دعوت پر تشریف فرما ہوئے اور جلسۂ عید میلاد النبی و پیغام امن کانفرنس میں شرکت فرمائی۔

☆..............۲۰۱۲ء

☆......۲۲ فروری کو ریاست مدھیہ پردیش کے مشہور شہر اندور کی قسمت کا ستارہ بلندی پر تھا۔ تاج الشریعہ جلوہ بار ہوئے۔ پروگرام میں شرکت و سرپرستی فرمائی۔ لوگ داخل سلسلہ ہوئے۔

☆......ممبئی جلوہ فگن ہوئے اور ۵ مارچ کو جلوس غوثیہ کی صدارت و قیادت فرمائی۔

☆......خاکسار کی ذاتی دعوت پر دوسری بار میرا روڈ، مضافات ممبئی تشریف لائے۔ امام احمد رضا کانفرنس میں شرکت کی۔ وعظ کیا اور سلسلے کی اشاعت فرمائی۔ اس بار ازدحام قابل دید تھا۔ کثرت تعداد دیکھ کر پولیس انتظامیہ بھی پریشان تھی۔ تمام روڈ، چوک چوراہے، دکان و مکان، اس کے بالا خانوں اور چھتوں تک لوگ ہی لوگ پھیلے ہوئے تھے۔ ہزاروں ہزار اشخاص دامن خیر و برکت سے وابستہ ہوئے۔

☆......۱۷ جون کو الجامعۃ الاسلامیہ رام پور کے جشن دستار فضیلت کی سرپرستی فرمائی اور ختم بخاری بھی کرایا۔

☆..............۲۰۱۳ء

☆......اس سال کو حضور تاج الشریعہ کی زندگی کا "گولڈن ایئر" قرار دیا جانا چاہیے۔ اس برس بھی تاج الشریعہ نے عمرے کی سعادت حاصل کی۔ لیکن اس کی اخص الخصائص یہ کہ غسل کعبہ میں شرکت اور "اندرون کعبہ داخل ہو کر زیارت نماز کی ادائیگی اور دعا مانگنے کی سعادتیں میسر آئیں۔ اس کی دعوت کلید بردار کعبہ معظمہ کی طرف سے تاج الشریعہ کو پہلے ہی سے مل چکی تھی۔ ۱۰ جون کو تاج الشریعہ اپنے صاحب زادے حضرت علامہ محمد عسجد رضا صاحب اور دیگر حضرات کے ساتھ غسل کعبہ میں شریک رہے جب اندرون کعبہ معظمہ داخل ہو کر نمازیں اور دعائیں مانگیں۔ ۲۸ رسنٹ کے طویل

دقفے کے بعد جب تاج الشریعہ باہر نکلے تو معتمرین و زائرین کی آنکھیں تاج الشریعہ کے انتہائی نورانیت سے منور چہرے پر مرکوز ہو کر رہ گئیں۔ مسرت انگیز حیرت و استعجاب سے دیکھنے والوں میں ہندوستانی و پاکستانی تو تھے ہی، سعودی، عربی، یمنی، شامی، مصری، جزائری غرض تمام ہی عالم اسلام کے علماو خواص تھے۔ اس عظیم حصول سعادت پر جمیع اہل سنت کی باچھیں کھل اٹھی تھیں۔

☆...... اس برس تاج الشریعہ ساؤتھ افریقہ تشریف لے گئے۔ دارالسلام تنزانیہ ہمرارے، زمبابوے اور ملاوی کا دورہ کیا۔ ملاوی میں تاج الشریعہ نے ایک مسجد میں نماز جمعہ کی امامت فرمائی۔ جناب اسلم مرزا بہت ہی حیران تھے کہ حضرت تاج الشریعہ ایک دوسری مسجد میں بھی موجود تھے۔ اس سفر صاحب زادہ مولانا محمد عسجد رضا صاحب ساتھ تھے۔

☆...... کاسوندہ اونپال جل ضلع جالگاؤں کا سفر کیا۔

☆...... علاقہ برار کا خاص آکولہ بھی تشریف لے گئے۔

☆...... ۲۰۱۴ء

☆...... اس مرتبہ شرعی کونسل بریلی شریف کا تین روزہ فقہی سیمینار ۳ر مارچ سے شہر اندور، مدھیہ پردیش میں قائم معروف تعلیمی ادارہ دارالعلوم نوری، کھجرانہ کے زیر اہتمام ہوا تھا۔ جس میں حضور تاج الشریعہ کی تشریف آوری نفس نفیس ہوئی۔ چار دن قیام رہا۔ اس میں خاکسار راقم آثم غلام جابر شمس کی بھی حاضری ہوئی تھی۔

☆...... ۱۹ر اپریل کو کرانہ، راجستھان تشریف لے گئے۔

☆...... مکہ مکرمہ حاضر ہوئے۔ عمرہ کی ادائیگی کی۔ مدینہ منورہ کی زیارت کی۔

☆...... ۳ر جون کو رام پور تشریف لے گئے۔ الجامعۃ الاسلامیہ کے جشن دستار فضیلت کی سرپرستی فرمائی۔ اسی بابرکت موقع سے قاضی شہر رام پور حضرت مفتی سید شاہد علی حسنی رضوی زید مجدہ کے صاحب زادے فاضل نوجوان حضرت مولانا سید واجد علی حسنی عرف فیضان رضا صاحب کو اجازت وخلافت سے نوازا۔

☆...... ۲۸ر اگست کو جرمنی تشریف فرما ہوئے۔ اپنے مرید خاص جناب محمد نواز صاحب رضوی

[جھارکھنڈ والے] کے گھر قیام فرمایا۔ساتھ میں صاحب زادہ علامہ محمد عسجد رضا صاحب،حضرت مولانا عاشق حسین صاحب ،حضرت قاری دلشاد احمد صاحب ،حافظ محمد سیف الملک صاحب اور جناب محمد یونس رضوی صاحب تھے۔لوگ زیارت کر کے وجد میں آجاتے اور داخل سلسلہ ہو رہے تھے۔

☆...... ۲۹ راگست کو ہالینڈ تشریف لے گئے اور حاجی محمد نسیم صاحب کے مکان میں قیام رہا۔ہولینڈ میں قائم نوری جامع مسجد میں حضرت نے نماز مغرب پڑھائی۔پھر مقامی علما وعوام کو نصیحت فرمائی کہ وہ اتحاد واتفاق سے رہیں۔مذہب حق اہل سنت ،مسلک اعلیٰ حضرت پر سختی سے کاربند رہیں اور اسلام و قرآن اور شریعت وسنت کی ترویج واشاعت کریں۔یہاں بھی بڑی تعداد میں لوگ داخل سلسلہ ہوئے۔

☆...... ۳۰ راگست کو بروز سنیچر بعد نماز عشا اسی نوری جامع مسجد میں بڑے پیمانے پر ایک اجلاس منعقد کیا گیا۔تمام ہالینڈ کے علماوعوام کا جم غفیر موجود تھا۔یوکے سے بھی علماوخواص کا ایک وفد حاضر اجلاس ہوا۔جس میں بطور خاص بزرگ عالم دین حضرت علامہ محمد اقبال صاحب رضوی کے دونوں صاحب زادے حضرت مولانا محمد کلیم صاحب رضوی اور حضرت مولانا محمد حسین قادری صاحب قابل ذکر ہیں۔اس عظیم اجلاس کو حضرت علامہ محمد عسجد رضا صاحب قبلہ نے خطاب فرمایا اور دین متین اور شرع متین پر قائم رہنے کی ہدایت فرمائی۔حضور تاج الشریعہ کی دعا پر اجلاس اختتام پذیر ہوا اور پھر لوگ بے تاب ہو ہو کر داخل سلسلہ ہوئے۔حاجی محمد نسیم صاحب کے مکان پر حضور والا نے حضرت مولانا محمد کلیم قادری کو علم حدیث اور اوراد ووظائف کی اجازت عطا فرمائی۔

☆...... ۳۱ راگست کو ہالینڈ کے دوسرے شہر ایمزرڈان تشریف لے گئے اور جناب الحاج محمد لیاقت صاحب کے دولت کدے پر قیام کیا۔یہاں بھی نوری مسجد میں بعد نماز ظہر ایک خوب صورت محفل آراستہ ہوئی اور خوش عقیدہ مسلمان خوش ہو ہو کر داخل سلسلہ ہوئے۔

☆...... اسی ۳۱ راگست کی شام حضور تاج الشریعہ لندن تشریف لے گئے۔جناب الحاج محمد عمر صاحب کو میزبانی وتواضع کا موقع ملا۔یہاں آپ کا قیام تین دن رہا۔قرب وجوار اور دور دراز سے لوگ انفرادی واجتماعی طور پر آتے ،فیوض وبرکات حاصل کرتے اور داخل سلسلہ ہوتے رہے۔

☆...... اسی دوران ۲ رستمبر بدھ کو ایک مختصر وقفے کے لیے حضور والا نیدرلینڈ بھی تشریف لے گئے۔

☆...... ۴ر ستمبر کو حضور تاج الشریعہ پیرس تشریف لے گئے۔ مقامی مسجد میں علامہ محمد مجید رضا صاحب کا بیان ہوا اور حضور والا نے نماز جمعہ کی امامت فرمائی۔ ☆...... ۵ر ستمبر اہل قوسیہ نے ایک شاندار پروگرام کا اہتمام کیا۔ دیار غیر میں بھی عشاق کی کمی نہ تھی۔ مجمع کثیر ہوا اور لوگ داخل سلسلہ ہوئے۔

☆...... ۶ر ستمبر کو حضور والا فرینک فرٹ، جرمنی تشریف لے گئے اور یہاں ایک شاندار پروگرام بھی ہوا۔ قیام حاجی محمد طارق صاحب اور جناب محمد نواز صاحب کے گھر رہا۔ یہاں ایک کشف کا واقعہ بھی پیش آیا۔ وہ یہ کہ جناب محمد نواز صاحب اپنے ایک ملنے والے کے یہاں تشریف لے جانے کے لیے عرض کی اور وہاں جانے پیش کی، حضور والا نے کسی قدر ناراضگی کا اظہار فرمایا۔ بعد میں معلوم ہوا کہ اس ملنے والے کے گھر کوئی تصویر آویزاں تھی۔ خبر ملتے ہی اس ملنے والے نے وہ تصویر ہٹادی۔ تب حضور والا کا جلال دور ہوا۔

☆...... ۷ر ستمبر کو ترکی اور پرتگال جیسے ممالک کے دورے کے روانہ ہوئے۔ ترکی ایئرپورٹ پر مسلم تو مسلم غیر مسلم بھی حضور تاج الشریعہ کو ٹکٹکی باندھ کر دیکھ رہے اور پوچھ رہے تھے کہ یہ کون ہیں اور کہاں سے آئے ہیں۔

☆...... ممبئی تشریف لائے ہوئے۔ ایک دن دودھا بازار میں منعقدہ ایک پروگرام میں مرکز الدراسات جامعۃ الرضا، بریلی شریف کے رحاب میں بننے والی عالی شان و تاریخی مسجد حامدی کے تعمیری تعاون کے لیے مطبوعہ تبرکا کوپن تقسیم کیا۔ لوگوں نے لوٹ لوٹ کر اور ٹوٹ ٹوٹ کر یہ کوپن حاصل کیا اور اب تک تبرکا رکھے ہوئے ہیں۔

☆...... قصبہ ساؤدہ، ضلع جالگاؤں کا دورہ فرمایا۔

☆...............۲۰۰۱۵ء

☆...... ۱۱ر مارچ کو مشہور صنعتی شہر بنارس تشریف لے گئے۔ لکھنؤ اسٹیشن پر طہارت والا کے نماز اور ٹرین کے کھل جانے اور پھر رک جانے پر ایک کرامت آمیز واقعہ پیش آیا۔

☆...... ۱۴ر مارچ کو تاج الشریعہ ساؤتھ افریقہ کے دورے پر روانہ ہوئے۔ کئی افریقی ممالک ماریشس، ہرارے، زمبابوے اور تنزانیہ کا سفر کیا۔ ساتھ میں صاحب زادہ حضرت مولانا محمد عسجد

رضا صاحب بھی تھے۔ دوران سفر ہی آنکھوں میں شدید تکلیف ہونے لگی۔ ۲۲؍اپریل کو ڈاکٹر سے رابطہ کیا گیا۔ ۲۴؍اپریل کو بے حسی و بے ہوشی کی دوا اور انجکشن دیے بغیر آپریشن ہوا۔ اس درمیان تاج الشریعہ کی زبان مبارک پر درود پاک اور قصیدہ بردہ شریف کے اشعار جاری رہے۔ ڈاکٹر اور ہاسپٹل کا سارا عملہ حیران تھا کہ یہ کون سی اللہ والی شخصیت ہے۔ اواخر اپریل میں افریقہ سے بریلی واپسی ہوئی۔

☆......۲۶؍اپریل کو باسی، ضلع ناگور شریف، راجستھان تشریف لے گئے۔

☆......ماہ اپریل کو ہیرا پیٹھ، راجستھان بھی تشریف لے گئے۔

☆......مجاہد سنیت حاجی امیر جان صاحب بانی جامعہ حضرت بلال، ٹیانری روڈ، بنگلور کی اصرار آمیز دعوت پر وہاں تشریف لے گئے۔ ایک وسیع و عریض گراؤنڈ میں منعقدہ پروگرام مسلک اعلیٰ کانفرنس کی سرپرستی فرمائی۔ محدث کبیر حضرت علامہ محمد ضیاء المصطفیٰ صاحب قادری گھوسی اور قاضی شہر رامپور علامہ سید شاہد علی رضوی خطاب عام ہوا۔ مذہب حق اہل سنت کی پیاسی و متلاشی قوم و ملت کے ایک ہجوم بے تاب نے حضرت تاج الشریعہ کے دامن شرف و سعادت سے اپنا دینی و روحانی رشتہ جوڑا۔

☆......ممبئی تشریف فرما ہوئے اور اقروری کو جلوس غوثیہ کی صدارت و قیادت فرمائی۔

☆......بزرگ عالم دین حضرت مولانا احمد مشہود رضا ۱۹؍ستمبر کو انتقال ہوا۔ حضور تاج الشریعہ پیلی بھیت تشریف لے گئے اور نماز جنازہ پڑھائی۔ کسی کی گذارش پر بارش ہونے کی دعا بھی فرمائی تو بارش ہونے لگی۔

☆..................۲۰۱۶ء:

☆......۱۰؍اپریل کو شہر اودے پور، راجستھان تشریف لے گئے۔

☆......اس برس بھی تاج الشریعہ نے حرمین شریفین کا سفر کیا اور حسب معمول عمرہ کیا۔

☆......یہ مارچ کا مہینہ تھا۔ ملک کی نمائندہ تنظیم جماعت رضائے مصطفیٰ شاخ پونے کے اراکین و ممبران نے اس پروگرام کو آرگنائز کیا تھا۔ شہر پونے کے معروف علاقے کونڈوا کے وسیع میدان میں یہ پروگرام اپنے رنگ و روپ اور نظم و نسق کے اعتبار سے ایک امتیازی شان کا منہ بولتا ثبوت تھا، جس

میں تاج الشریعہ کو ایک جھلک دیکھنے کے لیے مہاراشٹر کے کونے کونے سے فرزندان اسلام اور فدایان مذہب حق اہل سنت معروف بہ مسلک اعلیٰ حضرت ٹوٹ ٹوٹ کر آئے اور جھوم جھوم کر واپس چلے تھے۔ رضوی دولہا ہی کچھ ایسا سہرا سہانا تھا کہ اُن کا جوش وجنون اور شوق و ذوق دیدنی تھا۔

☆……شہر آکولہ، مہاراشٹر کا سفر کیا۔

☆……رسول پور، ضلع جگت سنگھ، اڑیسہ میں مجاہد ملت حضرت مولانا شاہ محمد حبیب الرحمٰن اڑیسوی کے نام پر قائم 'جامعۃ الحبیب' کے ناظم و روح رواں حضرت مولانا محمد ریاضت حسین صاحب رضوی ازہری کی دعوت پر تشریف فرما ہوئے اور جلسۂ عید میلاد النبی و پیغام امن کانفرنس میں شرکت فرمائی۔

☆……………۲۰۱۷ء، ۲۰۱۸ء: یہ ایک ڈیڑھ سال حضرت تاج الشریعہ کا سفر اسفار تقریباً موقوف رہے اور یہ وقت علالت و علاج میں گذرا اور پھر ۱۹؍ جولائی کی شام وہ گھڑی آ ہی گئی، جس سے ہر ذی روح کو گذرنا ہے۔

نبیرۂ اعلیٰ حضرت مولانا شاہ محمد سبحان رضا خاں سبحانی میاں
سجادہ نشین خانقاہ عالیہ رضویہ ومہتمم مرکزی اہلسنت منظر اسلام بریلی شریف

خانوادۂ امام احمد رضا

نحمدہٗ ونصلی علیٰ حبیبہ الکریم

امام احمد رضا اور ان کا خاندان علم وفضل عشق ومحبت، استقامت علی الدین اور تبلیغ دین تیز رد اعدائے دین میں ایسا شہرۂ آفاق ہے جس کے اظہار کی قطعا ضرورت نہیں۔ آج عرب وعجم میں امام احمد رضا اور ان کی بدولت اُن کا خاندان آفتاب وماہتاب کی طرح چمک رہا ہے۔ آپ کے فرزندان ارجمند اور نبیرگان ولبعد میں جس کسی کی زندگی پر نظر کیجئے۔ اس کی زندگی ہمہ وقت اشاعت دین میں مصروف اور خدمت اسلام کے لئے وقف نظر آتی ہے جس کے وجود کو دیکھتے حامی سنت وقاطع کفر و بدعت کا آئینہ دار نظر آتا ہے۔

حجۃ الاسلام علامہ شاہ حامد رضا قدس سرہٗ

امام احمد رضا کے بعد ان کے فرزند اکبر حضور حجۃ الاسلام حضرت علامہ شاہ محمد حامد رضا خاں صاحب علیہ الرحمہ نے جو خدمت دین اور رد بد اعدائے دین فرمائی وہ دُنیا کی نگاہوں سے پوشیدہ نہیں۔ آپ کا علم وفضل حسن سیرت جمال صورت شہرۂ آفاق ہے۔ آپ صرف اسی وجہ سے لائق تعظیم وشہرت یا فتہ نہیں ہیں کہ آپ ایک مجدد دین وملت وامام برحق کے نور نظر ہیں۔ آپ کا یہ شرف بے شک اپنی جگہ اہم شرف ہے لیکن آپ اپنی خداداد علمی صلاحیتوں، علمی قابلیتوں کی بدولت (حجۃ الاسلام) کے لقب سے ملقب اور منصب عظیم پر فائز تھے۔

امام احمد رضا سیدنا اعلیٰ حضرت نے از خود آپ کی تربیت فرمائی۔ اور جملہ علوم وفنون سے فیضیاب فرمایا۔ علم ادب میں آپ کا پایہ بہت بلند تھا۔ وقت کے عظیم ترین علماء نے آپ کی علمی استعداد اور عملی قابلیت کا لوہا مانا ہے۔ اور فرمایا کہ ہم نے آپ کی طرح عربی داں نہیں دیکھا۔ آپ

بہت ہی فصیح و بلیغ عربی اشعار و مضامین تحریر فرماتے تھے۔ کتاب "الدولۃ المکیہ بالمادۃ الغیبیہ" کا بہترین ترجمہ آپ ہی نے فرمایا۔ عربی زبان پر آپ کو زبردست دسترس حاصل تھی۔ عربی ادب کے علاوہ دیگر علوم و فنون تفسیر و حدیث، فقہ و اصول فقہ، علم کلام و علم منطق، فلسفہ و ریاضی، معانی و عروض میں بھی آپ کو ید طولیٰ حاصل تھا۔ آپ کا درس بیضاوی شریف، شرح عقائد اور شرح چغمینی بہت مشہور ہے۔ فتویٰ لکھنے میں بھی آپ کو منفرد مقام حاصل تھا۔ آپ نے مرکز اہل سنت منظر اسلام میں برس ہا برس درس دیا اور ہر علم و فن کی کتاب کو پڑھایا۔ آپ کی تقریر بھی نہایت دل پذیر اور عشق و محبت سے لبریز ہوتی تھی۔ اہل عقیدت و محبت کی دعوت پر جب سیدنا اعلیٰ حضرت مجدد دین و ملت قدس سرہ۔ جبلپور تشریف لے گئے تو حضرت حجۃ الاسلام بھی آپ کے ساتھ تھے۔ اہل جبلپور نے اس موقع پر ایک عظیم الشان جلسہ کا اہتمام کیا۔ جس جلسہ میں پہلی اور نہایت مدلل تقریر حضرت حجۃ الاسلام کی ہوئی۔ جس کا سامعین پر بہت اثر ہوا۔ تقریر کے دوران سیدنا اعلیٰ حضرت بھی جلسہ گاہ میں تشریف لے گئے اور آپ کی تقریر سن کر بہت مسرور ہوئے اور دعا و تحسین سے نوازا۔ آپ نے فرقہا ئے باطلہ سے مناظرے بھی فرمائے اور بفضلہ تعالیٰ ہر باطل فرقے پر ہمیشہ فتح پائی۔ مولوی اشرف علی تھانوی کو تا زیست آپ کے سامنے آنے کی ہمت نہ ہوسکی۔ حزب الاحناف (لاہور) کی جانب سے دعوت پر آپ کا (لاہور) تشریف لے جانا اور اشرف علی کا دعوت دینے کے باوجود وہاں نہ پہنچنا اس بات کی کھلی دلیل ہے کہ اشرف علی اور ان کے حاشیہ نشین علماء وغیرہ کو حجۃ الاسلام کے سامنے آنے کی ہمت نہیں تھی۔ آپ حسن صورت کے اعتبار سے بھی نہایت حسین تھے۔ ہزاروں کے مجمع میں الگ چمکتے تھے۔ غیر مسلم آپ کو حیرت سے تکتے تھے۔ بہت سے غیر مسلموں کا آپ کی حسین شکل دیکھ کر۔ ایمان لانا مشہور ہے۔ آپ کا فیض عام۔ عام سے عام تر تھا۔ آپ کی بارگاہ میں سیکڑوں بلکہ ہزاروں مرادیں لے کر حاضر ہوتے اور خدا کے فضل و کرم سے ان کی مرادیں پوری ہوتیں۔ آپ کے تعویذات و نقوش نہایت کامیاب و زود اثر ہوتے۔ آپ طلب کرنے پر ہر جائز و حلال کام کے لیے نقش عطا فرماتے اور جس کو نقش عطا فرماتے، بفضلہ تعالیٰ اس کا کام ہو ہی جاتا تھا۔ بہت سے گھر آپ کے صدقے سے آباد ہو گئے اور بہت سوں نے آپ کے نقوش و تعویذات کی بدولت اور ان کی برکت سے

بکرم تعالیٰ اولاد نرینہ پائی۔

حضور حجۃ الاسلام نہایت متواضع، منکسر المزاج اور وسیع اخلاق کے مالک تھے۔ سب کے ساتھ بہت اچھی طرح پیش آتے۔ دینی طالب علموں، فقیروں اور حاجت مندوں پر بہت شفقت فرماتے۔ علمائے اہل سنت کا بہت احترام فرماتے تھے۔ دین کی خدمت کا کوئی کام دیکھ کر اور اہل سنت کی کوئی انجمن دیکھ کر یا اس کے قیام کی خبر سن کر بہت خوش ہوتے تھے۔ شب برأت آتی تو ظہر سے لے کر شام تک سب سے معافی مانگتے حتیٰ کہ چھوٹوں سے بھی فرماتے کہ اگر میری طرف سے کوئی بات ہوگئی ہو تو مجھے معاف کر دو۔ آپ کے اخلاق سے بڑے بڑے علما بھی متاثر ہوتے تھے اور آپ سے بڑی محبت فرماتے۔ حضرت حجۃ الاسلام بڑے صابر اور مستقیم المزاج تھے۔ آپ نے اپنی زندگی میں کوئی قدم ایسا نہیں اٹھایا جو سنت کے خلاف ہو۔ علالت کے زمانے کے دو واقعات بہت مشہور ہیں۔ ایک مرتبہ آپ کے ہاتھ میں کسی زہریلے کیڑے نے کاٹ لیا زخم خطرناک ہوگیا، ڈاکٹروں نے کہا کہ آپریشن بے ہوش کرنے کے بعد کیا جائے گا۔ آپ نے فرمایا کہ میں کوئی ایسی چیز نہیں سونگھوں گا کہ جس سے بیہوشی طاری ہو۔ اسی طرح آپریشن کرنا ہو تو کرو۔ ڈاکٹروں نے بغیر بے ہوش کئے آپریشن کرنے سے انکار کر دیا۔ تو آپ نے فرمایا کہ کرنا ہو تو کرو اور نہ کرنا ہو تو نہ کرو مگر میں بیہوشی کی کوئی چیز نہیں سونگھوں گا۔ بہر حال آپریشن ہوا۔ ہڈی کاٹی گئی اور آپ بالکل خاموش بیٹھے رہے۔ ڈاکٹر بھی آپ کا معتقد ہوگیا اور کہنے لگا کہ کتنا بااستقامت شیخ ہے۔ صحت یابی کے بعد جب حضرت صدر الشریعہ ملاقات کے لیے تشریف لائے تو قاری محبوب رضا خاں بھی ہمراہ تھے۔ سلام ومصافحہ ہوا۔ حضرت حجۃ الاسلام نے تمام حال سنایا اور فرمایا کہ میں نے سوچا کہ کچھ بھی ہو جائے سید نا اعلیٰ حضرت کے نام کو بٹہ نہیں لگنے دونگا۔ میں نے ہمت کی اور اللہ تعالیٰ نے میری مدد فرمائی۔ آپ کا دوسرا واقعہ اس طرح ہے کہ آپ کو شوگر کی بیماری کے باعث پشت میں سرطان ہوگیا اور تقریباً ۸۔۹ انچ لمبا زخم ہوگیا۔ آپریشن کی بات آئی تو ڈاکٹر نے بے ہوش کرنے کے لیے کہا۔ آپ نے فرمایا کہ نہیں بے ہوش نہ کیا جائے کیونکہ یہ بات تو شراب میں ہوتی ہے یا اور کسی نشیلی چیز میں ہوتی ہے۔ آخر کار ڈاکٹر مان گیا اور بغیر بے ہوش کئے گھنٹوں آپریشن کیا۔ حضرت حجۃ الاسلام، وقفہ

وقفہ سے اللہ اللہ کہتے رہے علاوہ اس کے ایک حرف بھی زبان پر نہ آیا۔ ہسپتال میں داخل ہونے سے قبل شرائط رکھیں کہ میرے کمرے میں کوئی نرس نہیں آئے گی اور دوا مجھے دی جائے پہلے میرا ڈاکٹر اسے چیک کرے گا کہ اس میں شراب تو نہیں ہے۔ آپ کے لیے ڈاکٹر ایسی دوائیں تلاش کرتے تھے کہ جن میں شراب نہ ہو۔ حضرت حجۃ الاسلام کا یہی وہ تقویٰ و صبر و تحمل تھا کہ جس کی وجہ سے آپ اپنے معاصرین میں ممتاز سمجھے جاتے تھے۔ ۱۳۶۲ھ میں بعمر ستر برس بتاریخ ۱۷ رجمادی الاولیٰ آپ کا وصال شریف ہوا اور اس انداز سے کہ۔

حضور روضہ ہوا جو حاضر تو اپنی سج دھج یہ ہوگی حامد

خمیدہ سر بند آنکھیں، لب پر مرے درود و سلام ہوگا

ایک بہت بڑے میدان میں آپ کی نماز جنازہ ادا کی گئی۔ نماز حضرت مولانا ابو الفضل محمد سردار احمد صاحب رحمۃ اللہ علیہ محدث پاکستان نے پڑھائی۔ اور سیدنا امام احمد رضا یعنی اپنے والد ماجد قدس سرہ کے قریب ہی آپ کو دفن کیا گیا۔ بعد وصال بھی تبلیغ کا سلسلہ جاری رہا۔ اور ہسپتال کی ایک نرس اسی وقت آپ کا جنازہ دیکھ کر مشرف بہ اسلام ہوگئی۔ اور کئی مذہب قسم کے لوگوں نے وہ نورانی سماں اور آپ کی مقبولیت دیکھ کر توبہ کر لی اور صحیح العقیدہ سنی بن گئے۔

حضور مفتی اعظم ہند علیہ الرحمہ:

حضور حجۃ الاسلام کے بعد سیدنا امام احمد رضا کے دوسرے نامور فرزند ارجمند سرکار مفتی اعظم حضرت علامہ شاہ مصطفےٰ رضا خاں قدس سرہ کی ذات ستودہ صفات بھی محتاج تعارف نہیں آپ ایک طرف آفتاب شریعت تھے تو دوسری طرف ماہتاب طریقت تھے۔ اس آفتاب شریعت و ماہتاب طریقت کی ضیا پاشیاں صرف بریلی تک ہی محدود نہیں ہیں بلکہ پوری دنیائے اسلام آپ کے علم شریعت اور فیضان طریقت کے نور سے مستفیض ہوئی۔ آفتاب نبوت و رسالت سیدنا محمد عربی ﷺ کے نور سے بھیک مانگنے والے سیدی امام احمد رضا کو اس کی دولت کے طفیل بار دربار سے ایسی نور کی خیرات ملی کہ وہ خود بھی چمکے اور ان کی اولاد بھی چمکی۔

چمک تجھ سے پاتے ہیں سب پانے والے میرا دل بھی چمکا دے چمکانے والے

ماہ و پروین سے چمک دمک کی بھیک مانگنے والے اپنے آپ چمک کر دوسروں کو چمکانے لگے اور ایسا چمکایا کہ جہان کی چمک دمک میں گم ہو گیا۔ وہ بھی چمک کر آفتاب شریعت و ماہتاب طریقت بن گیا مہر مارہرہ کی نظر مہر۔ سیدی مفتی اعظم کے والد بزرگوار سیدنا امام احمد رضا ہمیشہ کی طرح جب ایک بار اپنے آقا شیخ کامل سیدنا شاہ آل رسول رضی اللہ عنہ کی خدمت میں مارہرہ مطہرہ حاضر ہوئے۔ ظہر کی نماز سے فراغت کے بعد مسجد شریف کے زینے سے اترتے ہوئے صاحب سجادہ حضرت ابو الحسین احمد نوری میاں رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے اعلیٰ حضرت امام احمد رضا سے فرمایا مولانا صاحب آپ اپنے گھر بریلی شریف لے جائیے آپ کے دولت کدہ میں ایک فرزند ارجمند کی ولادت باسعادت ہوئی ہے۔ یہ فرزند اپنے دور کا ولی کامل اور عالم باعمل ہوگا اور اپنے معاصرین میں ممتاز حیثیت کا مالک ہوگا۔ اس کے فیضان علم و فضل سے دنیا سیراب ہوگی۔

جب میں بریلی آؤں گا تو اس بچہ کو ضرور دیکھوں گا سیدی صاحب سجادہ مارہرہ مطہرہ نے اسی وقت حضرت مفتی اعظم کا اسم شریف (آل رحمٰن ابو البرکات محی الدین جیلانی) تجویز فرمایا۔ اور چھ مہینے کے بعد آپ جب بریلی شریف لائے تو حضور مفتی اعظم کو اپنی آغوش نوری میں لے کر نوری دعاؤں سے نوازا۔ اور چھ ماہ کی عمر میں اپنا مرید فرما کر اپنی خلافت نوری سے فیضیاب فرمایا۔ یہ اسی نوری درگاہ کا نوری فیض تھا اور رکھے ہوئے نوری نام پاک کی برکت اور سیدی امام احمد رضا کی تربیت کا فیضان تھا کہ مفتی اعظم دنیا بھر میں چمکے اور تا زیست دنیائے سنیت کو چمکاتے رہے آپ پر آپ کے رب کریم کا خاص فضل اور حضور رؤف رحیم کا خاص احسان اور سرکار غوث الوریٰ نیز امام احمد رضا کی خاص عنایتیں تھیں کہ آپ سے تا زیست کوئی خلاف شرع فعل صادر نہ ہوا۔ آپ عشق و محبت رسول میں ایسے سرشار رہتے کہ اپنے آقا کی سیرت کے خلاف ایک بات بھی دیکھنا گوارہ نہ فرماتے تھے۔

سلسلۂ تعلیم حضور مفتی اعظم قدس سرہ جب شعور و آگہی کی حدود میں داخل ہوئے تو سنت اسلاف کرام کے تحت آپ کو مرکز اہل سنت منظر اسلام میں داخل کر دیا گیا۔ آپ نے اپنے مشفق بھائی سیدی حجۃ الاسلام اور حضرت مولانا رحم الٰہی وغیرہم سے علوم و فنون کی تکمیل فرمائی۔ علوم دینیہ کی

تکمیل فراغت کے بعد آپ دارالعلوم منظر اسلام ہی میں مسند تدریس پر فائز ہوئے۔ آپ کے قابل ترین تلامذہ کی خاصی تعداد ہے، جو دنیا بھر میں خدمات دین میں مصروف و منہمک ہے۔

دور طالب علمی سے ہی آپ کو فقہ سے طبعی دلچسپی تھی۔ آپ اپنے مطالعہ اور سیدنا امام احمد رضا قدس سرہ کی بافیض محفل میں حاضر ہو کر اوائل عمری میں فقہ پر کافی عبور حاصل کر چکے تھے۔

من یرد اللہ بہ خیراً یفقھہ فی الدین۔ اللہ تعالیٰ جس سے بھلائی کا ارادہ فرماتا ہے اسے دین کی سمجھ عطا فرماتا ہے۔ ایک مرتبہ ایسا ہوا کہ دارالعلوم منظر اسلام کے دارالافتاء میں حضور مفتی اعظم تشریف لے گئے۔ دارالافتاء میں حضرت ملک العلماء مولانا شاہ ظفر الدین صاحب فاضل بہار علیہ الرحمہ فتویٰ لکھ رہے تھے۔ حضرت ملک العلماء نے فتویٰ لکھتے لکھتے اچانک الماری سے فتاویٰ رضویہ نکالا اور اس میں کچھ تلاش فرمانے لگے۔ حضرت مفتی اعظم نے فرمایا کہ کیا آپ فتاویٰ رضویہ دیکھ کر فتویٰ لکھتے ہیں۔ حضرت ملک العلماء نے فرمایا کہ آپ بغیر دیکھے لکھ دیجئے۔ حضرت مفتی اعظم نے اسی وقت قلم برداشتہ سوال کا جواب لکھ دیا۔ آپ کا جواب برائے اصلاح امام احمد رضا قدس سرہ کی بارگاہ میں پہنچا۔ جواب حرف بہ حرف صحیح تھا۔ سیدنا اعلیٰ حضرت امام احمد رضا نے صح الجواب بعون الملک الوہاب لکھ کر تصدیق فرمائی اور حضور مفتی اعظم کو۔ ابوالبرکات محی الدین جیلانی آل رحمٰن۔ عرف مصطفیٰ رضا خاں کی مہر بنوا کر عطا فرمائی۔ آپ کی فتویٰ نویسی کی ابتدا اسی وقت سے ہو گئی اور آخر عمر شریف تک آپ فتویٰ نویسی و اصلاح فتاویٰ میں مصروف رہے۔ آپ کی فقاہت بے مثال تھی۔ آپ کے معاصرین علما و عظام فقہ میں آپ ہی کی جانب رجوع فرماتے تھے کسی مسئلے کے اندر اختلاف کی صورت میں آپ کا حکم۔ حکم آخر کی حیثیت رکھتا تھا۔ یہی وجہ تھی کہ حضور مفتی اعظم قدس سرہ کے ایک فتویٰ کی تصدیق فرماتے ہوئے۔ حضور محدث اعظم کچھوچھوی علیہ الرحمہ نے یہ جملہ تحریر فرمایا:

ھذا حکم العالم المطاع وما علینا الا الاتباع۔ یہ حکم ایک ایسے عالم کا ہے کہ جس کی اطاعت کی جائے۔ اور ہم پر بجز اتباع کے دوسری کوئی گنجائش نہیں۔

آپ کی فقہی بصیرت کو دیکھتے ہوئے دنیائے اسلام نے اور دنیائے اسلام کے عظیم و جید علماء نے مفتی اعظم کی حیثیت سے تسلیم کیا۔ سیدنا اعلیٰ حضرت امام احمد رضا کے یہ وہ شہزادے ہیں کہ جنھوں نے

دار العلوم منظر اسلام میں دوران تعلیم ہی پہلا فتویٰ تحریر فرمایا اور امام احمد رضا کی حیات ظاہری ہی میں منصب افتاء پر فائز ہوئے اور اپنے والد بزرگوار مجدد وقت امام احمد رضا سے داد تحسین لی۔ اس کے بعد آپ کی فقہی بصیرت ومہارت اجاگر ہوتی چلی گئی اور آپ نے ایسے ایسے سوالات کے جوابات عنایت فرمائے کہ جن سوالوں سے علمائے اسلام دریائے فکر و تدبر میں مستغرق تھے۔

این سعادت بزور بازو نیست تانہ بخشد خدائے بخشندہ

مزاج مبارک:

حضور مفتی اعظم ہند سادگی کی کتاب تھے۔ آپ کا لباس، آپ کا کھانا پینا، آپ کی نشست و برخاست، انداز تکلم، مہمان نوازی، محافل دینی میں شرکت، غرض کہ آپ کا ہر عمل۔ سادگی کے ساتھ سنت نبوی کا آئینہ دار تھا۔ آپ کے در دولت پر اہل حاجات کی ہر وقت بھیڑ لگی رہتی۔ اور آپ ہر حاجت مند کی حاجت رفع فرما کر اس کو مسرور فرماتے۔ آپ کے تعویذات اس درجہ موثر ہوتے کہ آپ نے جس کسی کو جس جائز کام کے لیے نقش عنایت فرمایا اس کو اس کام کے لیے دوبارہ آپ کی خدمت میں حاضر ہونے کی ضرورت نہ رہی۔ حضور مفتی اعظم اس گھر میں داخل نہ ہوتے تھے جس میں تصویر آویزاں ہوتی تھی ہر مسلمان کو شریعت کے مطابق عمل کرنے کی تاکید فرماتے، کسی کو بے عمل دیکھتے تو آپ کو بہت تکلیف ہوتی اور آپ اس کو اسلامی سانچے میں ڈھالنے کی بھرپور کوشش فرماتے۔ اسی وقت توبہ کراتے اور آئندہ اسلام وسنت پر کاربند رہنے کا عہد لیتے۔ آپ نے ہزارہا بندگان خدا کی تاریک زندگی کو نوری زندگی بنا دیا۔ آپ کو کسی مسلمان کا کوئی عمل یا کسی مسلمان کی کوئی بات شریعت مصطفیٰ علی صاحبہا الصلوٰۃ والسلام کے خلاف معلوم ہوتی تو فوراً بے جھجک ٹوک دیتے اور قانون شریعت بتا کر اس پر عمل پیرا ہونے کا حتمی وعدہ لیتے۔ حکم شریعت بتانے میں شخصیت آڑے نہ آتی اور آپ اپنے رسول صلی اللہ علیہ وسلم کا قانون بتانے میں کسی سے مرعوب نہیں ہوتے۔ البتہ جو ہستیاں نسبتاً لائق تعظیم ہوتیں ان کی حیثیت کا لحاظ فرماتے ہوئے مسئلہ بیان فرماتے۔ قوانین شریعت کے نفاذ میں کبھی کسی ظالم وجابر کے جبر وظلم کی پرواہ نہیں کی۔ وجہ یہ تھی کہ آپ پر آپ کے رب کریم کا فضل خاص تھا آپ پر اللہ رب العزت کی مخصوص نوازشات کا یہ عالم تھا کہ آپ کے والد بزرگوار سیدنا اعلیٰ حضرت امام احمد رضا، آپ کے شیخ شیخ المشائخ از

سراپا نوری، آپ کے پیرو مرشد دقائق حضرت حجۃ الاسلام ریحان اللہ آپ کے پیر نوری جنہوں نے اپنی نوری نوازشات سے آپ کو بھی نوری بنادیا۔ بہر حال ہمارے مفتی اعظم اللہ رب العزت کی قدرت کاملہ کا شاندار نمونہ اور حضور سید المرسلین ﷺ کے بیشمار معجزات میں سے ایک عظیم معجزہ اور سرکار غوث الوریٰ امام الحسنی والحسینی و حضور امام احمد رضا کی عظیم کرامتوں میں سے ایک عظیم کرامت تھے۔

وصال پر ملال ۱۴ محرم الحرام ۱۴۰۲ھ کا وہ دن دنیائے اسلام کے لیے ہمیشہ بطور یادگار قائم رہے گا کہ جس کی شب میں اس شیخ المشائخ نور الانوار (نوری) کے نوری نے اور امام احمد رضا کے نور نظر فرزند ارجمند نے وصال حق فرمایا۔ قبل وصال آپ کے خاندانی فرد مثلاً اس فقیر قادری کے والد محترم حضرت مفکر اعظم ریحان ملت قدس سرہ و دیگر حضرات حاضر بارگاہ تھے لب ہائے مبارک کو برابر جنبش تھی۔ کان لگا کر سنا گیا تو الحمد للہ اور کلمۂ طیبہ کا ورد جاری تھا دیکھتے ہی دیکھتے اس پیکر نوری نے اپنی جان عزیز اپنے خالق حقیقی کے سپرد کر دی۔ **انا للہ وانا الیہ راجعون**۔ مولا تعالیٰ سیدنا مفتی اعظم قدس سرہ کے فیوض و برکات سے ہمیں مالا مال فرماتا رہے۔

حضور مفسر اعظم ہند قدس سرہٗ:

امام احمد رضا ہی کے گلستاں کا ایک پھول اور آپ ہی کے خانوادے کے ایک فرد کامل حضور مفسر اعظم حضرت علامہ شاہ الحاج محمد ابراہیم رضا خاں ہیں۔ حضور مفسر اعظم کی یہ فضیلت کیا کم ہے کہ آپ امام احمد رضا کے دولت کدہ میں آپ کے نبیرہ کی پہلی ولادت باسعادت تھی۔ بایں وجہ خانوادے کے ہر فرد کو بے انتہا مسرت تھی۔ آپ کی ولادت کے بعد سنت نبی کریم علیہ الصلوٰۃ والتسلیم کے مطابق داہنے کان میں اذان اور بائیں کان میں تکبیر پڑھی گئی سیدنا احمد رضا قدس سرہ نے تھوڑا سا چھوہارا چبا کر دولت خانے میں بھیجا جو آپ کے منہ میں رکھ دیا گیا۔ آپ کی ولادت کی خبر سن کر سیدنا اعلیٰ حضرت امام احمد رضا کے چھوٹے بھائی استاذ زمن حضرت علامہ شاہ الحاج حسن رضا خاں صاحب علیہ الرحمہ نے فی البدیہہ مصرعہ ارشاد فرمایا۔

علم و عمر اقبال و طالع دے خدا

۱۴۰ ـ ۳۱۷ ـ ۱۳۴ ـ ۱۱۹ ـ ۹۱۹ ـ ۱۳۲۵ھ

خدا کی شان کہ یہی مصرعہ تاریخ ولادت ہو گیا۔ سیدنا مجدد اعظم امام احمد رضا نے خود آپ کے عقیقہ کا انتظام فرمایا۔ جس میں جملہ عزیز و اقارب اور منظر اسلام کے تمام اساتذہ اور طلبا کی پرتکلف دعوت فرمائی۔

حضور مفتی اعظم قدس سرہ کا نام (محمد) رکھا گیا۔ مشہور ہے کہ یہ مبارک نام خود سیدنا امام احمد رضا ہی نے رکھا تھا۔ پھر آپ کے والد محترم سیدنا حجۃ الاسلام نے دین حنیف کی طرف نسبت کرتے ہوئے اس نام کے آگے ابو البرکات مصطفےٰ رضا تجویز فرمایا اور آپ کے جد محترم نے پکارنے کا نام جیلانی میاں رکھا۔

حضور مفتی اعظم علیہ الرحمہ کی شیر خوارگی کا زمانہ تھا اور آپ ایک دن سیدنا امام احمد رضا کی مبارک گود میں تھے۔ جد محترم بھی اپنے مبارک چہرہ سے بے حد محبت و شفقت فرما رہے تھے کہ مجدد وقت قطب زماں امام احمد رضا کی زبان ولایت نے انگڑائی لی اور زبان فیض ترجمان سے ارشاد فرمایا:

حامد منی انا من حامد

حمد سے حمد کماتے یہ ہیں

کون جانتا تھا کہ امام احمد رضا کے دو عظیم المرتبت صاحبزادوں میں سے صرف بڑے صاحبزادے ہی سے اولاد ذکور حیات رہے گی اور اسی اولاد ذکور سے یہ گلستان رضا سر سبز و شاداب رہے گا۔ امام احمد رضا کا فرمایا ہوا آج حرف بحرف صادق آرہا ہے اور دنیا دیکھ رہی ہے کہ "انا من حامد" کی سچی تفسیر حضور مفتی اعظم سیدی جد اکرم محمد ابو البرکات مصطفےٰ رضا خاں قدس سرہ کی ذات گرامی ثابت ہوئی جن کے نامور صاحبزادوں سے خاندان امام احمد رضا پر بہار ہے۔

بزرگان سلف کے دستور اور خاندانی اصول کے مطابق جب حضور مفتی اعظم کی عمر شریف چار سال چار ماہ چار دن کی ہوئی تو امام احمد رضا نے خاندان اور شہر کے اہل علم معززین کی موجودگی میں آپ کی بسم اللہ خوانی کرائی اور حاضرین کو مٹھائی سے نوازا۔ آپ کے سوانح نگاروں نے لکھا ہے کہ سیدنا امام احمد رضا نے آپ کو اسی وقت یہ بھی فرمایا کہ میرا یہ بچہ میری زبان ہوگا۔ بسم اللہ خوانی کے بعد باقاعدہ گھر ہی میں آپ کی تعلیم کا آغاز ہو گیا اور آپ نے اپنی والدہ محترمہ تیز جدہ معظمہ سے گھر ہی میں قرآن عظیم اور چند اردو کی کتابیں پڑھ لیں۔

تقریباً ۱۶ سال کی عمر میں آپ کو دار العلوم منظر اسلام کے لائق و فائق اساتذہ منظر اسلام

کے علاوہ آپ کے والد محترم حضور حجۃ الاسلام نے بھی آپ کو حدیث وفقہ کی کتب پڑھائیں۔ آپ تحصیل علوم فرما ہی رہے تھے کہ آپ کے جد کریم مجدد اعظم سیدنا امام احمد رضا قدس سرہ کا سایہ رحمت سر سے اٹھ گیا۔ دارالعلوم منظر اسلام کی جملہ ذمہ داریوں کے ساتھ اب خانقاہ رضویہ کی بھی عظیم ذمہ داری آپ کے والد محترم حضرت حجۃ الاسلام علیہ الرحمہ پر آگئی، جب حضور مفسر اعظم ہند انیس سال کے ہوئے تو آپ کے والد محترم حجۃ الاسلام نے آپ کی دستار فضیلت کی جس میں عظیم المرتبت علمائے کرام ومشائخ عظام نے شرکت فرمائی۔ اور حضور حجۃ الاسلام نے اپنی نیابت وخلافت سے بھی نوازا۔ آپ کو اپنے گاؤں کی زمین کی کاشت سے ازحد دلچسپی تھی باغوں کی دیکھ ریکھ سے بے حد لگاؤ تھا۔ نیز سیر وتفریح سے بھی ایک گونہ کیف حاصل کرتے تھے۔ سیدنا حجۃ الاسلام کے وصال کے بعد اچانک آپ کے دل کی کیفیت بدلی اور اپنے مدرسہ منظر اسلام کا اہتمام وخانقاہ عالیہ رضویہ نیز تدریسی کام سے قدرتی لگاؤ پیدا ہوگیا۔ آپ نے دارالعلوم کو بام عروج پر پہنچانے میں سردھڑ کی بازی لگادی اور اس انہماک سے اس کے ترقیاتی کاموں میں لگ گئے کہ ملک وبیرون ملک کے لمبے لمبے اسفار فرمائے اور اساتذہ دارالعلوم نیز طلبا کے قلوب میں اپنی محبت کا سکہ بٹھادیا۔ دارالعلوم کی ترقی میں ہر قسم کی تکلیف برداشت فرمائی۔ اپنی صحت کو خیرباد کہا اپنے اثاثے کو قربان کیا۔ یونہی خانقاہ عالیہ رضویہ کی ظاہری تحسین کاری میں جان ودل سے مصروف ہوئے۔ آپ کے اہتمام وسجادگی میں دارالعلوم وخانقاہ نے محیر العقول ترقی کی۔ آپ تا زیست دارالعلوم کے مہتمم اور خانقاہ شریف کے سجادہ رہے اور دونوں ترقیاتی کاموں کو حسن وخوبی انجام دیا۔

آپ کا روزانہ کا معمول تھا کہ بعد نماز فجر اوراد ووظائف میں مشغول ہوجاتے۔ اس کے بعد ناشتہ فرماتے ناشتہ کے بعد دارالعلوم منظر اسلام میں تشریف لاتے۔ دارالعلوم کے دفتر کا جائزہ لیتے اور اپنی درسگاہ میں تشریف فرما ہوجاتے۔ درس شروع ہوتا آپ کو حدیث وتفسیر وفقہ کی کتابیں پڑھانے سے بہت دلچسپی تھی اور سیرت کی بعض کتابیں بہت ذوق وشوق سے پڑھاتے۔ شفا شریف اور مواہب لدنیہ نیز مدارج النبوۃ، اشعۃ اللمعات، نہایت عالم عشق میں پڑھاتے۔ وقتاً فوقتاً آپ کو دیگر علوم وفنون کی کتابیں پڑھانی پڑتیں تو کبھی دل برداشتہ نہیں ہوتے اور بڑی خوشی

اسلوبی کے ساتھ ان علوم وفنون کی کتابوں کو پڑھاتے۔ کسی علم وفن کی کتاب پڑھانے میں کبھی آپ نے تکان محسوس نہیں کی۔ طلبا کے اسباق اعتراضات پر مسرور ہوتے اور نہایت ٹھوس اور مدلل جواب عنایت فرماتے کہ طلبا بڑی آسانی سے سمجھ کر مطمئن ہو جاتے۔ آپ نے اپنے اساتذہ کی موجودگی میں کئی سال تک مختلف علوم وفنون کی کتابوں کو پڑھایا۔ اور اپنے اساتذہ سے داد تحسین لی۔ آپ کے درس میں کیف ومستی کا سماں بندھا رہتا اور انوار وتجلیات کی بارش ہوتی۔ علمی نکات سے بھرپور ماحول میں ایمانی وایقانی شریعت وطریقت حقیقت ومعرفت کے رموز سمجھائے جاتے اور آپ کی درس گاہ ظاہری وباطنی علوم کی جلوہ گاہ بن جاتی۔ آپ نہایت شاندار نکات سے لبریز عشق ومحبت میں ڈوبی ہوئی تقریر فرماتے آپ کی خطابت کا آج تک ہر جانب شہرہ ہے۔ آپ تقریر میں قرآن کریم کی آیات کی ایسی تفسیر فرماتے کہ علما وعوام جھوم جاتے۔ اختیارات نبوت، علوم غیبیہ، اقتدار اولیا واللہ پر نہایت جامع تقاریر فرماتے اور اہل سنت کی حقانیت پر ایسے دلائل قائم فرماتے کہ مجمع ایمان ویقین کے اجالے میں آجاتا۔ اور مسلک اہل سنت کی حقانیت آفتاب نیم روز سے زیادہ ظاہر ہو جاتی۔ آپ نے دین حنیف کی تقریر وتحریر کے ذریعے جو خدمت فرمائی وہ دنیا کی نگاہوں سے پوشیدہ نہیں۔ حضور محدث اعظم کچھوچھوی علیہ الرحمہ کے متعلق بہت مشہور ہے کہ حضور محدث اعظم حضرت مفسر اعظم کی تقریر کو بڑی محبت اور غور وخوض سے سماعت فرماتے۔ حضور محدث اعظم نے بنگال وبہار نیز یوپی کے بہت سے بڑے بڑے دینی جلسوں نیز اسلامی کانفرنسوں میں حضور مفسر اعظم حضرت علامہ شاہ الحاج محمد ابراہیم رضا خاں صاحب قدس سرہٗ کو جہاں دیگر منفرد خطابات سے نوازا۔ آپ کو لاکھوں کے مجمع میں اور سیکڑوں جید علما کی موجودگی میں پورے وثوق کے ساتھ ''مفسر اعظم'' فرمایا۔ آپ کا یہ لقب ملک وبیرون ملک میں ایسا مشہور ہوا کہ مسلمان ہر خطہ ہر پوسٹر نیز علمائے کرام آپ کا تعارف کراتے ہوئے ''مفسر اعظم'' کے لقب سے یاد کرتے۔

حسن وجمال

آپ نہایت حسین وجمیل تھے۔ رنگ نہایت صاف سرخی لیے ہوئے، قد مبارک میانہ آپ کی رفتار وگفتار، نشست وبرخاست بڑی جاذب نظر تھی۔ کسی بھی مجمع میں آپ کا وجود حاضرین کا مرکز نظر

بن جاتا۔ آپ نہایت ذہین و مدبر تھے۔ ہر کام نہایت خوش اسلوبی سے انجام دیتے آپ کے زیرِ اہتمام مظہر اسلام و تیرزیر سجادگی خانقاہ شریف نے بہت ترقی کی آپ کا حلقہ ارادت کافی وسیع ہے۔ ملک وبیرون ملک آپ کے مریدین کی تعداد کثیر رہی ہے۔

جد الکریم حضور مفسر اعظم قدس سرہ کو عوام وعلمائے کرام نے بہت عزت دی۔ یہاں تک کہ جب آپ حج بیت اللہ کے لیے عرب شریف پہنچے تو سیدنا اعلیٰ حضرت کے خلیفہ حضرت قطب مدینہ مولانا شاہ ضیاء الدین صاحب قبلہ علیہ الرحمہ نے آپ کی علمی قابلیت کو دیکھ کر نیز اپنا مخدوم زادہ ہونے کے لحاظ سے بہت قدرو منزلت فرمائی، یہاں تک کہ جب حضور مفسر اعظم قدس سرہ نے اُن سے دعائے فیض کی درخواست کی تو حضرت قطب مدینہ علیہ الرحمہ نے نہایت مودبانہ انداز میں فرمایا کہ "حضور میرے پاس جو کچھ ہے وہ سب آپ کے جد کریم میرے آقا مجدد اعظم امام احمد رضا رضی اللہ تعالیٰ عنہ کا عطیہ ہے۔ وہ سب آپ ہی کا ہے اور میں وہ سب کچھ آپ کے حوالے کرتا ہوں" جد الکریم (مفسر اعظم) کا یہ لقب (مفسر اعظم) مکہ معظمہ اور مدینہ طیبہ میں بھی مشہور ہوا۔ ہندوستان کے علمائے کرام جہاں کہیں بھی تشریف لے جاتے آپ کے تذکرے پر آپ کو مفسر اعظم کہتے اور اپنی تحریروں میں مفسر اعظم لکھتے۔

(استقامت کانپور کے "مفتی اعظم نمبر" کے لیے مضمون دیتے ہوئے حضرت شیخ الاسلام مولانا شاہ سید محمد مدنی میاں صاحب قبلہ تحریر فرماتے ہیں کہ:

> "حضور مفتی اعظم کی ذات گرامی ہے کہ جس کا باپ امام احمد رضا ہو۔ وہ امام احمد رضا جسے عارفین غوث اعظم کی روشن کرامت رسول اعظم کا عظیم معجزہ اور قادر مطلق کی قدرت کی بہترین نشانی قرار دیتے ہوں۔ جس کا بھائی حسن صورت وجمال سیرت اور کمال علم وفضل کا پیکر نور ہو کر (دنیا) سے حجۃ الاسلام کہہ کر بھی شرمندہ رہی کہ حق تو یہ ہے کہ حق ادا نہ ہوا۔ اور جس کا بھتیجہ آج بھی (مفسر اعظم ہند) کے نام سے جانا جاتا ہے"

اسی طرح حضور اعظم اشرفیت، حضرت علامہ شاہ سید محمد اظہار اشرف صاحب قبلہ مفتی اعظم نمبر کو اپنا مضمون دیتے ہوئے تحریر فرماتے ہیں:

"کہ حضور مفتی اعظم قدس سرہ کے بڑے بھائی حضرت حجۃ الاسلام اپنے کمال سیرت اور جمال صورت دونوں لحاظ سے اعلیٰ نکہت ونور تھے"۔ چند سطر بعد تحریر فرماتے ہیں کہ "حجۃ الاسلام قدس سرہ کے وہ صاحب زادہ والاشان جن کو دنیا (مفسر اعظم) کے نام سے یاد کرتی ہے۔ حضرت مفسر اعظم کے ساتھ ایک مرتبہ بنگال کے علاقہ میں ایک دفتر رہنے اور انکی قریب سے دیکھنے کا اتفاق ہوا تھا با وجود کمال علم وفضل کے، نسبت رسالت کے احترام کے جو نمونے انہوں نے پیش فرمائے اس سے بخوبی اندازہ لگ گیا کہ آپ عشق ومحبت رسالت میں بڑے ہی اونچے مقام کے مالک تھے"۔

یہ تو اس خاندان کا طرۂ امتیاز ہے کہ اولاد رسول مقبول صلی اللہ علیہ وسلم کے ساتھ جوادب واحترام پیش کرتا ہے اس ادب واحترام کو یہ خانوادہ اپنی سعادت وفیروز بختی سمجھتا ہے۔ اور سیدنا اعلیٰ حضرت امام احمد رضا نے اسی کی تعلیم بھی فرمائی۔ اور خود بھی سادات کرام کا صدرجہ ادب ملحوظ رکھا۔

آج بھی یہ خانوادہ اور اس خانوادے کا ہر ادارت مند سیدنا اعلیٰ حضرت قدس سرہ کا فرمودہ شجرۂ عالیہ قادریہ رضویہ کا یہ شعر پڑھنے کو دارین کی سعادت مندی یقین کرتا ہے۔

حب اہل بیت دے آل محمد کے لیے کر شہید عشق حمزہ پیشوا کے واسطے

بہر حال حقیقت یہ ہے کہ اس فقیر قادری کے جد اکریم (حضور مفسر اعظم ہند) علیہ الرحمہ مقبول خواص وعوام تھے اور آپ کی محبوبیت عالم آشکار ہے۔ آپ کے خلفا وتلامذہ کی تعداد ملک وبیرون ملک کثیر تعداد میں ہے جو علوم دینیہ کی خدمت اور مسلک اہل سنت کی اشاعت میں بطیب خاطر مصروف ہے۔ (حضور مفسر اعظم) کی تصانیف بھی بہت مفید اور سب عشق رسالت ومحبت اولیاء سے لبریز ہیں۔ خانوادہ رضویہ کا یہ فرد کامل اور مسلم الثبوت ولی۔ اپنے دور کا علامہ ومفسر اعظم تا زیست علم وفضل کی بارشیں کرتا رہا اور اشاعت دین وسنت میں منہمک رہا۔ اس فقیر قادری کے یہ جد محترم اپنے دور کے شریعت وطریقت کے آفتاب وماہتاب تھے۔ آپ کو شوگر کا مرض تھا اور بلڈ پریشر کی بھی شکایت تھی۔ کافی علاج ومعالجہ کے باوجود کبھی افاقہ اور کبھی مرض میں زیادتی ہوتی رہی۔ یوں تو ہر وقت ورد واسم اعظم کا ورد جاری رکھتے۔ مگر ایام مرض میں اس کے ورد میں

مزید زیادتی ہوگئی۔

وصالِ پُرملال

گیارہ صفر المظفر ۱۳۸۵ھ مطابق ۱۱ رمئی ۱۹۶۵ء بروز شنبہ کو درود اسم اعظم اور کلمہ طیبہ کا ورد کرتے ہوئے آپ نے اپنی جان عزیز اپنے خالق حقیقی کے سپرد کردی (انا للہ وانا الیہ راجعون) سنت کے مطابق تجہیز و تکفین عمل میں آئی کثیر تعداد میں مسلمانان اہل سنت نے نماز جنازہ ادا کی۔ اور آپ کو آپ کے جد کریم سیدنا اعلیٰ حضرت امام اہل سنت امام احمد رضا قدس سرہ کے قریب خانقاہ عالیہ رضویہ میں سپرد خاک کیا گیا۔ مولیٰ تعالیٰ حضور مفسر اعظم کے فیضان کو جملہ اہل سنت پر ابد الآباد تک جاری رکھے آمین۔

والد گرامی حضور مفسر اعظم ریحان ملت:

اس فقیر قادری کے جد اکرم حضور مفسر اعظم قدس سرہ کے بعد حضور والد محترم سیدی مفسر اعظم ریحان ملت علیہ الرحمہ نے دار العلوم منظر اسلام و خانقاہ عالیہ رضویہ کا اہتمام سنبھالا۔ اور اس کو بام عروج تک پہنچانے کی انتھک کوشش و سعی فرمائی۔ حضرت والد ماجد سیدی ریحان ملت کی ولادت باسعادت ۱۸ ذی الحجہ ۱۳۵۳ھ مطابق ۱۹۳۴ء کو مرکز عقیدت بریلی شریف محلہ خواجہ قطب میں ہوئی۔ آپ کی ولادت باسعادت سے پورے خاندان میں خوشی کی لہر دوڑ گئی۔ خاندان کے ہر فرد کا چہرہ یاسمین و نسرین کی طرح کھل گیا۔ ہر طرف سے مبارکبادیوں کی سوغاتیں آئیں اور دعا سے ترقی علم و عمر کے نغمے ہر طرف گونجنے لگے۔

آپ کے جد امجد سیدی حجۃ الاسلام نیز نانا محترم حضور مفتی اعظم کو اس نومولود سے بے حد مسرت ہوئی۔ قانون شریعت کے مطابق آپ کے کانوں میں اذان و تکبیر پڑھی گئی۔ حضور حجۃ الاسلام نے اپنا لعاب تبرک عطا فرمایا جو آپ کے منہ میں رکھ دیا گیا اور حضور حجۃ الاسلام آپ کے والد محترم نے خاندانی، ایمانی روایات کے مطابق آپ کا اسم شریف (محمد) رکھا۔ بعدہٗ پکارنے کا نام ریحان رضا تجویز فرمایا۔ آپ بچپن ہی سے اپنے جد کریم کے بہت چہیتے اور اپنی ننہال میں بھی ہر دل عزیز تھے۔

اسی واقعہ کی طرف نشاندہی کراتے ہوئے آپ اپنے نعتیہ کلام میں تحریر فرماتے ہیں۔

نام یہ جس نے دیا اس کو خبر تھی شاید ۔ ان کا ریحاں کبھی دنیا میں چمکتا ہوگا

سراپا مبارک

رنگ گندمی، پیشانی کشادہ، چہرہ نورانی، قد لمبا، آنکھیں سرمگیں آپ کے چہرے کو دیکھ کر لوگ متاثر ہوجاتے تھے۔ آپ کے چہرے سے جلال دینی عیاں تھا کافر، دہریہ، مشرک، ظالم، بدمذہب وبے دین آپ کا پُرجلال بارعب چہرہ دیکھ کر خوف زدہ ہوجاتے تھے۔ آپ لبوں میں ہمیشہ مسکراتے رہتے تھے۔

حصول تعلیم

پیدائش کے بعد آپ نے طفولیت کے ایام علم و حکمت، معرفت و طریقت کے خوشگوار ماحول میں گذارے۔ بچپن ہی سے آپ علم و ادب کے دلدادہ تھے۔ اعلیٰ ذہانت و فطانت رکھتے تھے۔ آپ کی ذہانت و فطانت، فراست و دانائی کو دیکھ کر آپ کے جد امجد حضور حجۃ الاسلام نے صرف تین سال کی عمر میں آپ کو وصیت نامہ میں ولی عہد سجادہ نشین خانقاہ عالیہ رضویہ کا متولی نیز مدرسہ منظر اسلام کا مہتمم نامزد فرمایا تھا۔ اس سے آپ کی بلند اقبالی اور خداداد صلاحیت کا اندازہ لگایا جاسکتا ہے۔ کیونکہ وصیت کرنے والا ایک خدارسیدہ بزرگ تھا، جس کی بزرگی کی دنیا معترف ہے۔ ان کی نگاہ بصیرت دور تک دیکھ رہی تھی کہ یہ بچہ کل ملک و ملت کا راز دار، شریعت و طریقت کا علمبردار ہوگا۔ نیز اعلیٰ حضرت عظیم البرکت مجدد دین و ملت امام احمد رضا فاضل بریلوی علیہ الرحمہ کا سچا جانشین ہوگا۔ آپ کی ذات

بالائے سرش زہوش مندی ۔ می تافت ستارۂ بلندی

کے مصداق تھی۔ غالباً اسی کی منظر کشی کرتے ہوئے آپ نے لکھا ہے۔

رضا و حامد و نوری کا گلشن ہے بہاروں پر ۔ شگفتہ اس چمن میں خیر سے ریحاں رضا تم ہو

آپ کی ابتدائی تعلیم گھر پر ہوئی پھر والد ماجد حضور مفسر اعظم ہند کے حکم کے مطابق آپ لائل پور پاکستان تشریف لے گئے۔ وہاں پر جامعہ رضویہ منظر اسلام کے سابق شیخ الحدیث حضرت علامہ مولانا سردار احمد صاحب قبلہ کی خدمت میں تین سال رہے۔ اور معیاری کتابوں کا درس حاصل کیا۔ پھر وہاں سے واپسی کے بعد جامعہ رضویہ منظر اسلام سے آپ کی باقاعدہ

دستار بندی ہوئی اور آپ نے سند فراغت حاصل کی۔

اساتذہ:

آپ کے اساتذۂ کرام میں ان حضرات کا نام خصوصیت کے ساتھ درج ہے کہ جنھوں نے آپ کو شب وروز شفقت ومحبت کے ساتھ علم دین پڑھایا اور معرفت وحکمت کی تشنگی دور فرما کر مستند عالم دین بنایا۔ حضور حجۃ الاسلام، حضور مفسر اعظم ہند، حضور مفتی اعظم ہند، محدث اعظم پاکستان، حضرت علامہ سردار احمد صاحب، حضرت مولانا غلام جیلانی میرٹھی صاحب، حضرت مولانا احسان علی صاحب مظفر پوری، حضرت مولانا مفتی جہانگیر احمد صاحب، حضرت مولانا سید افضل حسین صاحب مونگیری۔

تدریسی صلاحیت:

سند فراغت حاصل کرنے کے بعد آپ جامعہ رضویہ منظر اسلام میں بحیثیت مدرس بارہ سال تک تدریسی خدمات انجام دیتے رہے اور زبان فیض ترجمان سے گوہر فشانی کرتے رہے اس دوران آپ نے درس نظامی کی مختلف کتابیں پڑھائیں۔ تفسیر، اصول تفسیر، حدیث، اصول حدیث، فقہ، اصول فقہ وادب سے آپ کو زیادہ دلچسپی تھی۔ یہ بات بھی واضح رہے کہ جامعہ کی نظامت کا بار جب آپ کے با ہمت کاندھے پر آیا تو آپ اس کے فرائض کی انجام دہی اور سماجی وسیاسی امور میں منہمک ہونے کی وجہ سے کافی عرصہ تک درس وتدریس سے علیحدہ رہے۔ ایک طویل مدت کے بعد مدرسین کی کمی کی وجہ سے آپ نے دوبارہ ۱۹۸۳ء سے لے کر ۱۹۸۵ء تک جامعہ میں شیخ الحدیث کے عہدہ پر بخاری شریف ومسلم شریف اور دیگر کتابوں کا درس دیا۔ جامعہ کے طلبہ آپ کی قابلیت کے معترف تھے۔ حالانکہ سلسلہ درس وتدریس کافی دنوں تک موقوف تھا۔ بخاری شریف کے اسباق جب آپ پڑھاتے تھے تو ایسا معلوم ہوتا تھا کہ آپ کو علم حدیث پر مکمل عبور ہے۔ آج کل اساتذہ بخاری شریف کا ترجمہ اردو زبان میں کرتے ہوئے دشواری محسوس کرتے ہیں لیکن آپ نے اکثر عربی زبان میں بخاری ومسلم کا درس دیا ہے۔ کچھ طلبہ ایسے تھے جو عربی زبان جانتے تھے انھیں اردو بالکل نہیں آتی تھی، آپ نے ان کو عربی زبان میں بخاری شریف کئی ماہ تک پڑھائی۔ ان لوگوں نے بھی آپ کی بہت زیادہ تعریف کی۔

فقہی صلاحیت:

آپ کی فقہی صلاحیت دیکھ کر علماء کرام ومفتیان عظام حیرت کرتے تھے۔ آپ نے مختلف فتاوے لکھے ہیں۔ حضرت مفتی اعظم ہند رحمۃ اللہ علیہ کے وصال شریف کے بعد آپ فتاویٰ نویسی کے کام میں زیادہ مشغول ہو گئے تھے منظر اسلام کا دارالافتاء آپ ہی کی زیر نگرانی تھا آپ کا فتویٰ نہایت ہی مفصل ومدلل ہوتا تھا۔ وصال سے کچھ ایام پہلے آپ نے جو فتویٰ تحریر کیا تھا وہ کتابی شکل میں چھپ کر شائع ہو چکا ہے جو ویڈیو کیسٹ اور ٹیلی ویژن کا شرعی حکم کے نام سے موسوم ہے۔

تلامذہ:

بارہ سالہ دور تدریس میں آپ نے سیکڑوں نامور دین طلبہ پیدا کئے جنھوں نے ملک وبیرون ملک اپنی کارکردگی اور شہرت کے انمٹ نقوش چھوڑے ہیں۔ آپ کے چند نامور ومشہور تلامذہ جن کا نام درج ذیل ہے۔ حضرت علامہ مفتی اختر رضا خاں ازہری مدظلہ العالی (تاج الشریعہ) حضرت علامہ مولانا سید عارف صاحب شیخ الحدیث جامعہ رضویہ منظر اسلام، حضرت علامہ مولانا مفتی قاضی عبد الرحیم صاحب، حضرت مولانا راشد القادری صاحب، حضرت مولانا برکت اللہ صاحب، حضرت مولانا راحت علی صاحب حضرت مولانا نور الدین صاحب، حضرت مولانا داؤد صاحب، حضرت مولانا عبد الصمد صاحب، حضرت مولانا بدر الدین صاحب، حضرت مولانا نعمت مقدوم صاحب۔

تقریر:

آپ بہترین مقرر تھے، آپ نے کبھی بھی تقریر کرنے سے قبل ذہن میں مضامین کی ترتیب نہیں دی اور نہ ہی کبھی تقریر کو لکھ کر یاد کیا۔ بلکہ جس وقت آپ اسٹیج پر جاتے اسی وقت آپ سے کہہ دیا جاتا کہ فلاں مضمون پر آپ کو بولنا ہے۔ پھر جس وقت آپ تقریر فرماتے تو ایسا معلوم ہوتا کہ علم کا دریا موجزن ہے۔ آپ مدلل تقریر فرماتے تھے آپ کی تقریر میں شراب معرفت کا اثر تھا سامعین سنتے ہی متاثر ہو جایا کرتے تھے۔

بیعت وخلافت:

آپ سرکار مفتی اعظم ہند قدس سرہ سے بیعت تھے۔ یہ بات بھی قابل ذکر اور لائق صد ستائش ہے کہ حضور مفتی اعظم ہند جیسا تقویٰ شعار زہد وورع کا پیکر معرفت وحکمت کی ناپید کنار ہستی نے

خاندان میں سب سے پہلے کسی کو اپنا نائب اور خلیفہ مقرر کیا تو وہ حضرت ریحان ملت علیہ الرحمہ کی ذات ستودہ صفات تھی۔ حضور مفتی اعظم ہند کا حضرت والد محترم کو اپنا خلیفہ بنانا اور بیعت وارشاد کی اجازت مرحمت فرمانا یہی ان کی معرفت وحکمت رفعت وعظمت تقویٰ وطہارت کا بین ثبوت ہے، جس پر مزید خامہ فرسائی کرنے کی حاجت نہیں۔

خلفا

آپ کے خلفا کثیر تعداد میں ہیں۔ آپ کے خلفا و مریدین کا حلقہ ملک و بیرون ملک تک پھیلا ہوا ہے۔ لیکن صد حیف کہ اس کا کوئی ریکارڈ دستیاب نہ ہو سکا، جس وجہ سے ہر ایک کا نام شمار کرنا میرے احاطۂ علم سے باہر ہے۔ البتہ جن خلفا کا نام مجھے معلوم ہے وہ میں سپرد قلم کر رہا ہوں۔ حضرت مولانا کلیم بزاروی صاحب، حضرت مولانا عبدالرحمن ریحانی گلشن آبادی، حضرت مولانا سید ضیاء الحسن جیلانی صاحب پاکستانی، حضرت مولانا اسد علی صاحب پاکستانی، حضرت مولانا اسد علی صاحب مرادآبادی، حضرت مولانا مختار احمد بہروی۔

کرامت

وصال سے چند یوم قبل مزار اعلیٰ حضرت قدس سرہٗ اور حضور حجۃ الاسلام نور اللہ مرقدہٗ کے درمیان جو جگہ خالی تھی آپ نے اسی جگہ بیٹھ کر قرآن شریف کے اکیس پارے تلاوت کئے جس جگہ ابھی آپ مدفون ہیں صوفی حاجی اقبال احمد صاحب کو بلا کر آپ نے حکم فرمایا کہ قبر اعلیٰ حضرت قدس سرہٗ اور حجۃ الاسلام قدس سرہٗ کے درمیان جو جگہ خالی ہے اسی جگہ میری قبر تیار کرنا اور قبر اتنی کشادہ رہے کہ میں کھڑا ہو سکوں۔ حاجی اقبال صاحب سن کر غمزدہ ہوئے اور چلے گئے تین یوم بعد حاجی صاحب کو پھر بلوایا اور آپ نے دریافت کیا کہ میری قبر کا کیا ہوا؟ اسی وقت آپ نے انھیں سولہ سو روپے نقد دیئے اور حکم فرمایا کہ میری قبر بہت جلد تیار کرا دو۔ ایسا حکم تو وہی دے سکتا ہے جسے اپنی موت کا پتہ ہو کہ میں فلاں دن وصال حقیقی کی لذتوں سے آشنا ہو رہا ہوں۔ جس دن آپ نے حکم دیا اس کے دوسرے دن آپ کا وصال ہو گیا۔ یہ آپ کی کھلی ہوئی کرامت ہے۔

حالات زندگی کے اہم گوشے

والد گرامی حضور مفتی اعظم ہند کے وصال کے بعد آپ جامعہ کے مہتمم و ناظم اعلیٰ ہے۔ مہتمم ہونے کے بعد آپ نے جامعہ مظہر اسلام کی طرف اپنی تمام تر توجہ مبذول کر دی۔ جامعہ کی تمام کمیوں کو دور فرمایا اور اپنی صلاحیت و طاقت سے چند سال کے عرصے میں کچھ سے کچھ کر دیا۔ جامعہ کی بوسیدہ عمارت کو منہدم کر کے سہ منزلہ عمارت کی بنیاد ڈالی اس کی تعمیر مکمل ہو جانے کے بعد رضوی فریقی ہاسٹل طلبہ کے قیام کے لیے تیار کرایا۔ رضا مسجد کی تعمیر جدید کرائی۔ مدرسین وملازمین میں اضافہ کیا۔ نشرو اشاعت کے لئے آپ نے رضا برقی پریس لگوایا۔ اس طرح کی غیر معمولی ترقیاں دن بدن ہوتی رہیں۔ دیکھتے ہی دیکھتے پورا نقشہ بدل گیا۔ آپ کے حسن انتظامت اور قابل قدر تدبیروں سے لوگ حیرت زدہ رہ گئے اور عش عش کرنے لگے۔ سچ ہے کہ شیر کے بچے کو فن شکاری سکھایا نہیں جاتا۔

سیاسی سرگرمیاں: ۱۹۶۸ء میں عوام وخواص بالخصوص علماء کرام کے ایک انبوہ کثیر نے آپ کی ذہانت وفطانت عقلمندی ودانش مندی بالغ نظری ودور اندیشی دیکھ کر یہ کوشش آپ کو میدان سیاست میں آزاد امیدوار کی حیثیت سے کھڑا کیا۔ بقول سید قمر علی بریلوی، کیونکہ اس وقت ہندوستان ایک بحرانی دور سے گذر رہا تھا، پارلیمنٹ اور اسمبلی میں کوئی حق بات کہنے والا نہیں تھا۔ کوئی نمائندہ ایسا نہیں تھا جو مسلمانوں کی صحیح قیادت کر سکے۔ اس وقت مسلمانوں کو خاص کر سنی عوام کو بہت سارے دینی وملی معاملات ومشکلات سے دوچار ہونا پڑتا تھا۔ انہیں حالات کے پیش نظر مقتدر علماء کرام جیسے حضرت علامہ مولانا غلام جیلانی میرٹھی صاحب، حضرت مولانا مفتی جہانگیر احمد صاحب، حضرت مولانا مفتی شریف الحق صاحب، حضرت مولانا خواجہ مظفر حسین صاحب وغیرہم اور ان کے علاوہ دیگر معزز ہستیوں نے نہایت ہی اصرار کے ساتھ آپ کو راضی کر کے سیاسی میدان میں اتارا اور اللہ تعالیٰ کے فضل وکرم سے ایسی کامیابی حاصل ہوئی کہ دوسرے حضرات دیکھ کر انگشت بدنداں رہ گئے۔

میدان سیاست میں رہ کر آپ نے ایسے کارہائے نمایاں انجام دیئے جو اپنی مثال آپ ہیں۔ آپ کی کارکردگی اور جوہر سیاست دیکھ کر حکومت کے کارندے جناب اکبر علی خاں گورنر اتر پردیش نے جنوری ۱۹۷۵ء کو یوپی قانون ساز کونسل کا ممبر نامزد کیا۔ اسی کا نام ہے کامیابی۔ کہیں تو لوگ حکومت کی نظر میں محبوب ہونے کے لیے طرح طرح کی مکاری وعیاری کرتے ہیں اور کرسی کی خاطر

آیت الکرسی کا سودا کر لیتے ہیں مگر آپ نے ایسا کبھی نہیں کیا۔ ہر وقت ہر لمحہ حق گوئی سے کام لیتے رہے۔ آپ کی نمایاں خوبی اور کامیابی دیکھ کر دوبارہ [illegible] میں آپ کو ایم، ایل، سی تیر (یوپی) کا نگریس آئی کا نائب صدر منتخب کیا۔ مشاہدات و تجربات سے اس بات کا اندازہ ہوگا کہ جو بھی شخص میدان سیاست میں قدم رکھتا ہے تو اس کا قدم ڈگمگا جاتا ہے اور دامن داغ دار ہو جاتا ہے۔ کیونکہ ہم آج کل دیکھتے ہیں کہ بہت سارے علما اس دلدل میں پھنسے ہیں جنہیں گلو خلاصی کی راہ نہیں ملتی۔ مگر حضرت ریحان ملت کی زندگی اس کے برعکس ہے۔ کبھی بھی آپ نے بد دین، بد مذہب کی تعظیم نہیں کی۔ اس سلسلے میں آپ حلیہ و مصلحت کے بھی قائل نہ تھے، آپ نے کبھی بھی کسی فاسق و فاجر کی تعظیم و توقیر نہیں کی۔ جبکہ اس میدان میں بڑے بڑوں کے قدم لغزش کھا جاتے ہیں جیسا کہ میں نے عرض کیا، آپ نے اٹھارہ سالہ طویل عرصہ میدان سیاست میں گذارا۔ کہیں پر بھی کسی قسم کا لوچ یا دامن میں بد نمائی کا داغ لگنے نہیں دیا۔ بلکہ کونسل اور اسمبلی میں ایسی بیباکی اور دلیری سے تقریر کی ہے کہ خود کانگریس آئی کے ممبروں کے دانت کھٹے ہو گئے اور ایک دوسرے کا منہ تکنے لگے کسی کو لب کشائی تک کرنے کی جرأت نہیں ہوئی۔

آئین جواں مرداں حق گوئی و بیباکی
اللہ کے شیروں کو آتی نہیں روباہی

آپ یوپی کونسل میں برسرعام یہ اشعار پڑھتے ہوئے نظر آتے ہیں جیسا کہ راوی کا بیان ہے۔

نظر یہ لگ گئی کس کی جلی فصل بہار اپنی
گلستاں کا یہ عالم دیکھ کر حالت ہے زار اپنی
ہمیں یہ سنگ دل کیوں چمن سے جینے نہیں دیتے
بھلا کس جرم میں خواری ہوئی پروردگار اپنی
نہ مسلو تاکتوں کلیاں، چمن کے پھول مت توڑو
یہ اپنا ہی گلستاں ہے یہ ہے فصل بہار اپنی
ستم یہ ہے کہ سب کچھ جان کر انجان بنتے ہیں
وہ جن کے غم میں آنکھیں نم ہوتی ہیں بار بار اپنی

ستمگر بے وفا وسنگ دل میں نے تجھے چاہا
خطا اپنی سہی لیکن ادائیں کرشمار اپنی
مناسب ہے یہی ریحانؔ عنادل فیصلہ کرلیں
کہ اب ہم خود ہی دیکھیں کے چمن اپنا بہار اپنی

اس طرح کے اشعار حکومت کے نرغے میں پڑھنا کوئی آسان کام نہیں ہے یہ کسی مرد مومن اور دل گردے والے ہی کا کام ہے، جسے زندگی کے ہر موڑ پر تائید ربانی حاصل ہو۔

جلوس محمدی ﷺ کی بناء

ہندوستان کی آزادی سے پہلے جلوس محمدی ﷺ بریلی شریف میں نہایت ہی تزک واحتشام کے ساتھ نکالا جاتا تھا اور لوگ شان وشوکت کے ساتھ جلوس میں شریک ہوتے تھے لیکن ۱۹۴۷ء سے جلوس محمدی ﷺ کا جلوس نکلنا بند ہو گیا تھا لوگ سعی پیہم کرنے کے بعد بھی ناکام رہے۔ تھک ہار کر بیٹھ گئے کچھ لوگوں نے آپ کو اس بات کی ترغیب دلائی۔ آپ نے بغیر سوچے سمجھے آناً فاناً ۱۹۸۰ء میں ۱۲ ربیع الاول کو جلوس نکلنے کا اعلان کر دیا۔ پولیس والوں نے انتھک کوشش کی کہ جلوس نہ نکالا جائے۔ لیکن آپ نے فرمایا کہ ہر گز نہیں جلوس ضرور نکلے گا آج ہمارے رسول اللہ ﷺ کا یوم ولادت ہے ہم اسی خوشی میں جلوس نکالتے ہیں اور نکالتے رہیں گے، چاہے ہمیں اس کے لیے جیل بھی جانا پڑے۔ آخر کار پولیس کے حکام کو اجازت دینی پڑی آپ نے بنفس نفیس جلوس میں شرکت کی اور پیدل چل کر جلوس کو پایۂ تکمیل تک پہنچایا۔ آج بھی آپ کی وجہ سے سال بہ سال جلوس نہایت ہی شاندار طریقے سے رواں رہتا ہے۔ بریلی کی عوام آپ کے اس عظیم کارنامے کو ہر گز نہیں فراموش کر سکتے۔

وفات حسرت آیات

ان تمام کوششوں اور کامیابی کے بعد اپنی تمام تر خوبیوں اور رعنائیوں کو لے کر رمضان المبارک کی ۱۸/تاریخ ۱۴۰۵ھ مطابق ۱۹۸۵ء کو اپنی جان جان آفریں کے سپرد کر کے ہمیں داغ مفارقت دے کر ہمیشگی کی نیند سو گئے۔ **انا للہ وانا الیہ راجعون۔**

مولانا مفتی محمد ذوالفقار خان نعیمی ککرالوی
نوری دار الافتاء کاشی پور، اتراکھنڈ

تاج الشریعہ کی جدید تحقیقات کے اصولی مباحث

دنیا میں ایسے بہت کم لوگ ہوتے ہیں جو اپنے تعارف میں کسی کے محتاج نہیں ہوتے بلکہ خود ان کی ذات ان کا نام ان کا لقب ان کا خطاب ہی ان کی پہچان اور ان کا مکمل تعارف ہوا کرتا ہے۔ ایسے ہی نادر الوجود اشخاص میں وارث علوم اعلیٰ حضرت، جانشین حضور مفتی اعظم قاضی القضاۃ فی الہند مقدام العلماء والفقہا حضور تاج الشریعہ مفتی محمد اختر رضا خان صاحب ازہری دام ظلہ العالی علینا کی ذات بابرکات ہے۔

حضرت کی ذات والا درجات کو جس زاویے سے دیکھا جائے یکتائے روزگار نظر آتی ہے۔

آپ گوناگوں اوصاف حمیدہ خصائل جلیلہ سے متصف حسن اخلاق، حسن عمل، حسن کردار کے حامل، تقویٰ وطہارت، زہد وورع علم اور عمل بہ خوبی کے جامع ہیں۔ آپ کی ذات کثیر الجہات ہے۔

میدان علم ہی کو لیں تو یقیناً دفتر کا دفتر کم ہے حضرت کے علمی کارناموں کا احاطہ مشکل ہی نہیں ناممکن سا محسوس ہوتا ہے۔ جس موضوع پر قلم اٹھایا سیر حاصل گفتگو فرمائی۔ آپ کی تحریر میں جہاں آپ کے جد امجد حضور اعلیٰ حضرت کے قلم کی جولانی اور روانی نظر آتی ہے وہیں جد کریم حضور مفتی اعظم ہند کی قلمی پختگی کا رنگ بھی صاف طور پر دیکھا جا سکتا ہے۔

عقائد ہوں یا معمولات، تفسیر ہو یا حدیث، منطقی موشگافیاں ہوں یا فلسفہ کے ادق مباحث، فقہ و افتاء کی باریکیاں ہوں یا مسائل قدیمہ اور جدیدہ کی پیچیدگیاں۔ جس طرف بھی آپ نے رخ کیا حق ادا کر دیا۔ آپ کے علمی وزن کو ناپنے کے لئے کوئی میزان نہیں آپ کے علمی قد کو ناپنے کے لئے پیمانہ نہیں اور علمی کاوشوں کو گننے کے لئے کوئی عدد نہیں آپ نے جب سے شعور کی منزل پائی تب سے اب تک اپنے قلم سے جو جواہر پارے عطا کئے ہیں اگر ان کو یکجا کیا جائے تو یقیناً ایک مکمل دفتر بن جائے۔

آپ کی علمی حیثیت کا بالاستیعاب احاطہ تو ایک مشکل امر ہے اس تعلق سے کسی طرح کی خامہ

فرسائی کی ہم جرأت نہیں کرسکتے البتہ آپ کے بحر علم سے چند قطرہ پیاس بجھانے کی غرض سے لینا سوء ادب میں شامل نہیں ہوگا۔ لہٰذا ہم حضرت کی علمی کاوشوں میں سے تحقیقات جدیدہ کے اصولی مباحث کو اپنی تحریر کا موضوع بنا کر حضرت کی تحریرات سے فیضیاب ہونے کی کوشش کرتے ہیں۔

آپ نے جدید تحقیقات کے ضمن میں اب تک بہت کچھ ذخیرہ قوم کو عطا فرمایا ہے ہم آپ کی ان تحقیقات نافعہ میں سے چند کا پیرہ فرما ہاں کر رہے ہیں۔

ٹی وی اور ویڈیو

سائنسی ایجادات میں ٹی وی اور ویڈیو کو کافی اہمیت حاصل ہے، اسلامی نقطہ نظر سے اگر اس کا جائزہ لیا جائے تو اس کا استعمال ناجائز وحرام قرار پاتا ہے۔ حضور تاج الشریعہ نے اس سائنسی آلہ کا جب شرعی نقطۂ نگاہ سے جائزہ لیا تو اس کا مکمل تانا بانا کھول کے رکھ دیا۔

ٹی وی اور ویڈیو کا ہر زاویہ سے جائزہ لینے کے بعد اس پر دلائل شرعیہ کی روشنی میں حرمت کی ضرب کاری فرماتے ہوئے، تحقیق کے جو قطب مینار آپ نے کھڑے کئے، ان کی بلندی کو دیکھنے کے لئے اچھے اچھوں کی ٹوپیاں سروں سے کھسک گئیں۔

آپ نے اس تحقیق جدید میں جو علمی توانائیاں صرف فرمائیں وہ یقیناً آپ ہی کا حصہ ہے۔

آپ کی اس جدید تحقیق کے بحث اصلی یعنی بنیادی بحث پر ہمیں کلام کرنا ہے۔

ٹی وی اور ویڈیو در اصل ایک ایسا آلہ ہے جس کے ذریعہ تصویروں کی نمائش ہوتی ہے۔

ٹی وی اور ویڈیو کے پردہ پر دیکھی جانے والی صورتیں تصویر کے حکم میں ہیں اور تصویر کا دیکھنا دکھانا از روئے شرع حرام ہے۔ البتہ چند حضرات نے ٹی وی کے پردہ پر ابھرنے والی صورتوں کو تصویر نہ مان کر عکس ملا ہے اور عکس کے جواز کے سبب ٹی وی اور ویڈیو پر ابھرنے والی تصویروں یا عکوس کو دیکھنے کی از روئے شرع اجازت بھی دی ہے۔

تاج الشریعہ کے موقف کے مطابق ٹی وی اور ویڈیو کی حرمت کی بنیادی بحث ٹی وی اور ویڈیو پر چلنے والی تصاویر ہیں نا کہ عکوس۔ آپ نے ان سائنسی آلات کے پردہ پر ابھرنے والی صورتوں کو تصویر ثابت کر کے تصویر کا شرعی حکم بیان فرمایا ہے۔ اور ان صورتوں کے عکوس نہ ہونے

پر زبردست دلائل کا انبار لگایا ہے۔

تیز ان دونوں آلات کو لہو ولعب کے زمرے میں رکھتے ہوئے بہت سے دلائل سے اس کے استعمال کو ناجائز ثابت فرما کر تحقیق کا حق ادا کر دیا ہے۔

ہم یہاں آپ کی مکمل بحث سے چار اہم بنیادی بحثیں ذکر کریں گے

(۱) پہلی بحث ٹی وی اور ویڈیو پر ابھرنے والی جاندار صورتیں تصویر کے حکم میں داخل ہیں

(۲) ان صورتوں کو عکس نہیں کہا جا سکتا

(۳) تصویر کی حرمت شرعی کا بیان

(۴) ٹی اور ویڈیو آلات لہو ولعب اور ان کے استعمال کا حکم

اب بالترتیب چاروں بحثوں سے متعلق آپ کے قلم سے معرض وجود میں آئی اس تفصیلی اور خالص علمی بحث سے چند اقتباسات قلمبند کئے جاتے ہیں۔

آپ تصویر کا صحیح مفہوم بیان فرماتے ہوئے رقم طراز ہیں

"کسی شکل پر تصویر ذی روح کا اطلاق صحیح ہونے کے لئے بس اتنی سی بات کافی ہے کہ شکل ذوالصورت میں حیات کی حکایت کرے اور دیکھنے والا سمجھے کہ وہ کسی جاندار کی تصویر دیکھ رہا ہے۔" [ٹی وی اور ویڈیو کا آپریشن وشرعی حکم، ص ۹۶]

آگے فرماتے ہیں:

"تصویر کا یہ معنی بدرجہ اتم ویڈیو اور ٹی وی کے اشکال پر صادق ہے کہ ان اشکال میں ذوالصورۃ کی حیات کی حکایت ہر تصویر سے زیادہ ہے کہ چلتی پھرتی نظر آتی ہیں اور انھیں عکوس کہہ کر حرمت تصاویر کے عموم سے نکالنا درست نہیں کہ یہ تصاویر بداہۃً مصنوعہ انسان ہیں اور حرمت ان سے ضرور متعلق ہوگی خواہ انھیں کوئی عکس کہے یا تصویر بتائے۔" [مرجع سابق ص ۹۹]

ان صورتوں کو آئینہ کے عکوس پر قیاس کرتے ہوئے عکس کہنے اور انھیں تصویر نہ ماننے پر زبردست ایرادات قائم کرتے ہوئے تیز اپنے مدعا پر دلائل سے بھرپور محققانہ بحث فرماتے

ہوئے آپ نے جو تفصیل رقم فرمائی ہے اس کا قدرے حصہ ہدیہ ناظرین ہے۔

آپ فرماتے ہیں:

''آئینوں کے عکوس میں فعل انسانی کا دخل نہیں بلکہ اس میں شعاعیں خود مصور ہو جاتی ہیں اسی امر کا رابہ قرار علیہ الصلاۃ والسلام کے زمانہ سے بلا نکیر آئینہ سازی اور آئینہ دیکھنا آج تک معمول اور رائج ہے اور کوئی نہیں سمجھتا کہ آئینہ کے سامنے کھڑا ہونے والا اپنی تصویر بنا رہا ہے مگر اس پر ٹی وی کو قیاس کرنا ــــ درست نہیں کہ ٹی وی کے عکوس آئینہ کے عکوس کی طرح نہیں نہ خود ٹی وی آئینہ ہے'' [مرجع سابق ص ۵۴]

آگے فرماتے ہیں:

''ویڈیو میں عکس کی اصل محفوظ کر لی جاتی ہے اور جب چاہو دیکھی جا سکتی ہے اور ٹی وی سے بھی کیمرے کے ذریعہ عکس کو کھینچ کر اسے مختلف اطوار میں منتقل کر کے عکس دکھایا جا سکتا ہے اور جب یہ چیز مشاہدے میں آ چکی تو اس سے انکار بھی ممکن نہیں کہ اس میں عمل انسانی دخیل ہے بخلاف عکوس آئینہ کہ ان میں عمل انسانی کو دخیل نہیں بعینہٖ عکس کہنا بھی مشکل اور آئینہ پر قیاس بھی باطل ــــ اب ایک ہی سبیل ہے کہ ان عکوس کو آئینہ کے عکوس سے جدا جانیں۔'' [مرجع سابق ص ۵۵]

ٹی وی کے عکس کو آئینہ کے عکس پر قیاس کے باطل ہونے پر آپ نے جو قلم آرائی فرمائی ہے وہ بھی ملاحظہ فرمائیں:

''**اولاً** آئینہ میں رنگ بے صنع انسان پڑتی ہیں اور کیمرے میں بے صنع انسان نہیں پڑتی

ثانیاً آئینہ میں جو رنگ پڑتی ہیں وہ ذی صورت کے تابع ہوتی ہیں اور کیمرہ جو محفوظ کرتا ہے بھیجتا ہے وہ ذی صورت کے تابع نہیں ہوتا۔ ٹی وی کے کیمرے میں بہت زیادہ روشنی درکار ہوتی ہے تو جب اس میں روشنی کی تاثیر بھی شامل ہو گئی تو اب ذی صورت کی شعاع نہ رہی بلکہ اس سے جداگانہ شے بن گئی جس کے بننے میں صنع انسانی کا دخل ہے

تو اسے آئینہ و ٹی وی کے عکوس کی اصل قرار دینا غلط ہے۔

ثالثاً ٹی وی کے ذریعہ خود عکس نہیں بنتے بلکہ ٹی وی کے آلات انہیں عکس میں بدلتے ہیں اگر وہ آلات نہ ہوں تو ٹی وی کے شیشہ پر کچھ نظر نہ آئے اور آئینہ میں ذی صورت کی شعاعیں کسی آلہ کی محتاج نہیں ہوتیں جو انہیں عکس میں بدلے۔

رابعاً آئینہ میں جو عکس چمکتا ہے اس کا رنگ وہی ہوتا ہے جو ذی صورت کا ہوتا ہے اور عام ٹی وی میں نیلا اور رنگین میں رنگ بدلتا نظر آتا ہے۔

خامساً آئینہ میں ساکن کا عکس ساکن ہی نظر آتا ہے اور ٹی وی میں لرزندہ اندام۔

سادساً آئینہ میں آپ خود کو دیکھتے ہیں اور ٹی وی کے شیشہ پر آپ خود کو نہیں دیکھ سکتے۔" [مرجع سابق ص ۵۹، ۶۰]

اس کے علاوہ اور بھی بہت سے دلائل سے آپ نے ٹی وی کے عکوس کا آئینہ کے عکوس پر قیاس کو غلط و باطل قرار دیا ہے۔

مشتے نمونہ از خروارے ہم انہیں پر اکتفا کرتے ہیں۔

بالجملہ جب یہ ثابت ہو گیا کہ ٹی وی اور ویڈیو میں نظر آنے والی صورتیں تصویر ہی ہیں تو پھر ان پر شرعی احکام کیا جاری ہوں گے وہ بھی ملاحظہ فرمائیں۔

فرماتے ہیں:

"جاندار کی تصویر کے متعلق چند کلمات یہاں تحریر ہوتے ہیں جن سے بعونہ تعالیٰ جاندار کی تصویر کا حکم شرعی معلوم ہوگا اور ان شاء اللہ الکریم یہ بھی روشن ہوگا کہ ٹی وی اور ویڈیو کی تصاویر جاندار دائرہ حرمت میں داخل ہیں اور یہ کہ انہیں عکوس آئینہ پر قیاس کرنا باطل ہے بلکہ انہیں عکس کہنا ہی صحیح نہیں۔" [مرجع سابق ص ۹۵]

مزید آپ تصویر کی حرمت پر رد المحتار اور طحطاوی علی الدر کے حوالے سے فرماتے ہیں:

وهذا لفظ رد المحتار اما فعل التصوير فهو غير جائز مطلقا لانه مضاهاة لخلق الله كما مر اه

اسی میں ہے "**ظاہر کلام النووی الاجماع علی تحریم تصویر الحیوان وقال سواء صنعہ لما یمتہن اولغیرہ فصنعہ حرام بکل حال لان فیہ مضاہاۃ لخلق اللہ وسواء کان فی ثوب او بساط او درہم او اناء او حائط وغیرہا۔اھ**"

یعنی جاندار کی تصویر بنانا مطلقاً حرام ہے اس لئے کہ وہ خلق الٰہی کی مشابہت ہے جیسا کہ گزرا اور امام نووی کے کلام سے ظاہر مفاد یہ ہے کہ ہر جاندار کی تصویر سازی کی حرمت پر اجماع ہے انہوں نے فرمایا کہ ذی روح کی تصویر مطلقاً حرام ہے خواہ اسے اہانت کے لئے بنائے یا کسی اور مقصد کے لئے بنائے لہٰذا جاندار کی تصویر بنانا بہرحال حرام ہے اس لئے کہ اس میں اللہ تعالیٰ کے فعل خلق کی مشابہت ہے۔اور تصویر کپڑے میں ہو یا بساط میں درہم میں یا برتن یا دیوار وغیرہ میں ہو اسے بنانے کی حرمت کا حکم سب میں یکساں ہے۔[مرجع سابق ص۹۵،۹۶]

آخر میں آپ ٹی وی میں جاندار کی تصویر نہ ہونے کی صورت میں استعمال کا شرعی حکم بیان کرتے ہوئے فرماتے ہیں:

"لہٰذا قطع نظر اس کے کہ اس میں فوٹو ہوتا ہے یا نہیں یہی ایک وجہ کہ ٹی وی کا استعمال لہو ولعب کے لئے ہوتا ہے اس کے ناجائز ہونے کے لئے وجہ کافی ہے۔اور علماء کرام کا یہ داب مستمر ہے کہ غلبہ فساد لہو ولعب کے وقت مطلقاً ممانعت فرماتے ہیں۔[مرجع سابق ص۱۴۲]

بعد ازاں اپنے موقف پر آپ نے درمختار،ردالمحتار،حاشیہ طحطاوی علی الدر۔فتاوی عالمگیری وغیرہ فقہ حنفی کی کتب معتبرہ کے جزئیات سے استدلال کیا۔اور درج ذیل نتیجہ نکالتے ہوئے فرمایا:

"یہ چند عبارات پیش ہیں جن میں غلبۂ فساد لہو ولعب کی وجہ سے حکم حرمت دیا اور مطلقاً ممانعت فرمائی۔۔۔۔۔پھر جزئیہ اخیرہ کا مصداق ٹی وی بدرجہ اتم ہے۔اس کا آلہ لہو ولعب ہونا ایسا نہیں کہ کسی سے پوشیدہ ہو بلاشبہ وہ لہو ولعب کے لئے اکثر وبیشتر مستعمل ہوتا ہے۔لہٰذا قطع نظر اس سے کہ اس میں فوٹو ہوتا ہے یا نہیں اور اس کی ایجاد کسی مقصد معقول کے لئے ہوئی یا نہیں جب اس کا استعمال لہو ولعب کے لئے غالب

بلکہ اغلب ہے تو اس کے استعمال سے شرعاً ضرور ممانعت ہوگی اور اس کا استعمال دینی امور مثلاً تلاوت و وعظ نعت و منقبت وغیرہ کے حیلہ سے بھی جائز نہ ہوگا کہ دینی امور کو تماشہ بنانا جائز نہیں ہے۔ [مرجع سابق ص، ۱۴۳، ۱۴۴]

مشابہ بالدف پڑھی جانے والی نعتوں کا حکم

ماضی قریب میں نعت خواں حضرات نے نعت خوانی کا ایک نیا انداز ایجاد کیا جس میں دف وغیرہ مزامیر کا استعمال تو نہیں ہوتا البتہ اس کے سننے والا اس پر یقین بھی نہیں کر پاتا کہ یہ نعتیں دف وغیرہ کے ساتھ نہیں پڑھی گئی ہیں۔ ایسا کیسے ہوتا ہے خود تاج الشریعہ کے الفاظ میں ملاحظہ فرمائیں فرماتے ہیں:

"آج کل ایک مخصوص قسم کے ذکر کا رواج عام ہو رہا ہے جس میں حلق سے ایک مخصوص آواز جو مشابہ دف ہے صاف نکالی جاتی ہے بلکہ بیان کرنے والوں نے یہ بات بھی بیان کی ہے کہ مائک کو دونوں ہونٹوں کے درمیان بالکل قریب کر کے اس طرح ذکر کرتے ہیں کہ مزامیر کے مثل آواز پیدا ہوتی ہے بارہا کیسٹ سنے گئے اور دف جیسی آواز صاف سنائی دی بلکہ بعض مروجہ طریقوں میں یہ صاف آشکارا ہے کہ محض ایک آواز مشابہ دف مسموع ہوتی ہے اور اسم جلالت ادا نہیں ہوتا اس پر یہ مستزاد ہے کہ چھن چھن یا اس کے مشابہ کچھ آوازیں صاف سنائی دیتی ہیں ان امور سے صاف ظاہر ہے کہ یہ لوگ متکلف ایسی آوازیں جو مشابہ ساز و مماثل دف ہو نکالتے ہیں" [فتاوی نورانی ص ۱۲]

تاج الشریعہ نے اس مسئلہ کا باریکی سے جائزہ لیتے ہوئے اس پر دلائل شرعیہ کی روشنی میں جو حکم شرعی منطبق فرمایا ہے وہ ہم آخر بحث میں بیان کریں گے البتہ پہلے ہم یہاں اس جدید تحقیق کی بنیادی بحث پر گفتگو کریں گے۔

مذکورہ بالا مخصوص ذکر دف وغیرہ مزامیر سے خالی ہے مگر دف وغیرہ سے مشابہ ہے اور اسی مشابہت کے سبب یہ مروجہ طریقہ بھی دف وغیرہ مزامیر کے حکم میں آجاتا ہے۔ اور اس پر وہی حکم منطبق ہوتا ہے جو دف اور مزامیر کا ہے۔

بالجملہ اس مسئلہ کی بنیادی بحث ذکر کا مشابہ بالدف ہونا ہے۔

اب دف اور مشابہ بالدف میں کیا فرق ہے اور ان دونوں کا حکم یکساں ہے یا کوئی فرق ہے اس کے ممنوع وناجائز ہونے کی کیا صورت ہے۔ اس کی تفصیلی بحث تاج الشریعہ کے قلم سے منصۂ شہود پر آئی تو یقیناً ساری صورتیں بے غبار ہوگئیں اور مسئلہ بالکل صاف وشفاف ہوگیا فرماتے ہیں۔

"دف آلات لہوولعب میں سے ہے جس کا استعمال اغلب احوال میں لہوولعب کے لئے ہوتا ہے لہٰذا دف کے استعمال کی شرعاً اجازت نہیں۔ دف بغیر جلاجل کی اباحت بعض احادیث سے مثلاً **"اعلنوا ھذا النکاح واضربوا علیہ بالدفوف"** وغیرہ سے معلوم ہوتی ہے لیکن اصول فقہ کا قاعدہ کہ **اذا اجتمع الحلال والحرام رجح الحرام** بنا پر ترجیح جانب حرمت کو ہے جس کی موید سرکار ابد قرار صلی اللہ علیہ وسلم کی احادیث شریفہ مثلاً **"امرنی بمحق المعازف بعثنی ربی عزوجل بمحق المعازف" وغیرھما** ہیں قطع نظر اس کے حدیث مذکور **اعلنوا ھذا النکاح** میں اجازت استعمال دف کی بغرض اعلان مفہوم ہوتی ہے یہی لیا جائے کہ بعض احوال میں اس کی اجازت ہے مگر اس زمانے میں جبکہ لوگ صحیح نیت سے قاصر اور احکام شرع سے غافل لہوولعب میں منہمک ہیں بالکل اطلاق منع ہیں۔

کما افادہ الامام ذی الھمام الشیخ احمد رضا قدس سرہ فی رسالۃ المبارکۃ ھادی الناس فی رسوم الاعراس قال فی الدر المختار بعد حکایۃ عن اصحابنا ابی حنیفۃ رضی اللہ تعالیٰ عنہ علمت المسئلۃ علی ان الملاھی کلھا حرام۔

یہ تو دف وغیرہ آلات لہو کے بارے میں تھا جو آواز ان آلات لہو کے مشابہ کسی طرح پیدا کی جائے ان کا بھی وہی حکم ہے جو ان آلات لہو سے نکلنے والی آوازوں کا ہے۔

اس کی نظیر گراموفون وغیرہ آلات سے نکلنے والی ان آوازوں کا حکم ہے جو قطعاً ان آلات لہو سے نکلنے والی آواز تو نہیں لیکن بلاشبہہ یہ آوازیں ان آلات لہو کے آوازوں کی کا

یہاں ہیں۔ لہٰذا اگر گراموفون وغیرہ میں ان ملاہی کی آوازیں بھرنا اور انھیں سننا اسی طرح حرام ہے جس طرح ان ملاہی کا استعمال سننے سنانے کے لئے حرام ہے۔"

[مرجع سابق ص ۲۲،۲۳]

مزید فرماتے ہیں:

"سیٹی ایک مخصوص آواز نکالنے کا آلہ ہے اس جیسی آواز اگر منہ سے نکالی جائے تو یہ بالعموم طریقہ فساق ہے اور ناجائز ہے۔" [مرجع سابق ص ۲۳]

الحاصل مذکورہ بالا بحث سے یہ صاف ہو گیا کہ ذکر مشابہ بالدف ذکر مع الدف کے حکم میں ہے تو اس پر وہی حکم منطبق ہوگا جو دف وغیرہ کا ہے۔ لہٰذا اس کا شرعی حکم بیان کرتے ہوئے فرماتے ہیں:

"لہٰذا ان مندرجہ بالا امور سے روشن ہے کہ دف جیسی آواز نکالنا اگرچہ بغیر استعمال دف ہو ناجائز ہے اور اگر یہ قصداً ہے تو یہ تلہی ہے جو مطلقاً حرام ہے۔ اور اگر ایسی آواز منہ سے بلا قصد نکلی ہے تو وہ صورۃً لہو کے مشابہ ہے لہٰذا اس سے بھی گریز چاہئے خصوصاً ذکر و نعت میں اس بات کا لحاظ ضروری ہے کہ قصد لہو اور صورت لہو دونوں سے پرہیز کیا جائے۔ دف کے استعمال کی رخصت نظر بہ بعض احادیث سے اگر ثابت بھی ہے تو ان اشعار میں جن کا تعلق ذکر و نعت سے نہیں اس لئے حدیث میں آتا ہے کہ حضور ﷺ کی اجازت سے حضور کی خدمت میں جب ایک گانے والی نے دف بجایا اور منجملہ اشعار کے یہ مصرعہ پڑھا ؎

وفینا نبی یعلم ما فی غد

حضور ﷺ نے فرمایا: "**دعی ھذہ وقولی بالذی ما کنت تقولین**" یہ رہنے دو اور جو پڑھ رہی تھی وہی پڑھتی رہو کہ صورت لہو پر نعت شریف شایان شان نہ تھا۔ اب حکم مسئلہ صاف ہو گیا اور وہ یہ کہ ایسی آواز جو دف وغیرہ کے مشابہ ہو منہ سے نکالنا جائز نہیں کہ طریقہ فساق ہے اور ذکر وغیرہ میں اشد ناجائز ہے۔" [مرجع سابق ص ۲۳،۲۴]

چلتی ٹرین میں نماز

آپ کی جدید تحقیقات میں سے چلتی ٹرین میں نمازوں کی ادائیگی ایک معرکۃ الآرا تحقیق ہے۔ اس تحقیق کی بنیادی و اصولی بحث یہ ہے کہ چلتی ٹرین میں نماز کی ادائیگی منع من جہۃ العباد کے سبب درست نہیں اور اسے عذر سماوی پر محمول کرنا ٹھیک نہیں ہے۔

آپ نے اس سلسلہ میں تحقیقات کے جو جوہر دکھائے ہیں یقیناً وہ آپ کے فقید المثال فقیہ اور بے مثال محقق ہونے پر دال ہیں۔ آپ کی اس تحقیق میں جہاں عقلی دلائل کی بہتات ہے وہیں دلائل شرعیہ کی فراوانی بھی ہے۔ مسئلہ کے ہر پہلو پر گفتگو، عبارات اکابر سے تحقیق کی تزئین مفہوم مخالف کے دلائل کی مہذب اور معقول تردید اور دلائل وشواہد سے اپنے موقف کی تائید یہی خوبیاں آپ کی تحقیق کو چار چاند لگاتی ہیں اور فریق مخالف کو خاموش کر دیا کرتی ہیں۔ آپ کی اس تحقیق کا محور خاص کر مفہوم مخالف کا تجزیہ وتنقیح کر کے اپنے موقف کو ثابت کرنا ہے۔ مفہوم مخالف یہ ہے کہ چلتی ٹرین میں نماز عذر سماوی کے سبب درست ہے اور آپ کا موقف یہ ہے کہ چلتی ٹرین میں نماز منع من جہۃ العباد کے سبب صحیح نہیں اور اس میں عذر سماوی کو دخل نہیں۔ ہم یہاں اس بحث کے چند اہم اور بنیادی اقتباسات پیش کرنے پر اکتفا کریں گے۔ تفصیل کے لئے مستقل تصنیف ملاحظہ کی جائے۔

آپ اپنے موقف کی تائید اور مفہوم مخالف کی تردید کرتے ہوئے رقم طراز ہیں:

"ٹرین روکنا اس محکمہ کے اختیار میں تھا تو انگریزوں کے معمولی کام کے لئے ٹرین روکتے تھے اور مسلمانوں کے اہم دینی فریضے کے لئے ٹرین نہیں روکتے تھے۔۔۔۔ یہی صورت آج بھی موجود ہے یعنی ٹرین کا روکنا اپنے اختیار میں ہے قانون اسی اختیار سے بنے ہیں نماز کے لئے ٹرین نہ روکنا اسی اختیار سے ناشی ہے یہ نہیں کہ ٹرین کوئی شرے چھایہ ہے جسے اپنے قابو میں کرنا دشوار ہے منع من جہۃ العبد ہونے کے لئے یہ کب ضروری ہے کہ خاص فرد یا افراد کے حق میں ممانعت ہو اگر ممانعت عام ہو تو منع من جہۃ العباد نہ رہے گا؟

کتب اصول سے یہ دکھایا جائے کہ منع عام اگرچہ من جہۃ العباد ہو عذر مکتسب نہ

ٹھہرے گا بلکہ نذر سادی ہو جائے گا۔“

[چلتی ٹرین پر فرض و واجب نمازوں کی ادائیگی کا حکم، ص ۳۰]

آگے اعلیٰ حضرت کے حوالے سے فرماتے ہیں:

”انگریزوں کے کھانے وغیرہ کے لیے روکی جاتی ہے اور نماز کے لیے نہیں تو منع من جہۃ العباد ہوا اور ایسے منع کی حالت میں حکم وہی ہے کہ نماز پڑھ لے اور بعد زوال مانع اعادہ کرے۔“ [مرجع سابق، ص ۳۱]

اعلیٰ حضرت کی اس عبارت کو فریق مخالف نے مفہوم مخالف کا مستدل ٹھہرا کر اپنے موقف کو ثابت کرنے کی جو سعی کی ہے تاج الشریعہ نے اس کا تفصیلی تجزیہ اور زبردست تعاقب فرمایا نیز اعلیٰ حضرت کی مذکورہ بالا عبارت کے ایک جز ”نماز کے لیے نہیں روکی جاتی“ پر مفہوم مخالف کی اساس کو کمزور قرار دیتے ہوئے کچھ اس طرح رقمطراز ہیں:

”اب منع عام ہو یا خاص قضیہ مطلقہ نماز کے لیے نہیں روکی جاتی صادق ہے یا نہیں اگر صادق ہے اور ضرور صادق ہے تو یہ ضرور منع من جہۃ العباد ہے اور ضرور اسی سے ناشی ہے اور جب اسی عبارت کا یہ مفہوم بہر حال صادق ہے اور یہی اس کا مفہوم موافق ہے تو اگر خیالی مفہوم مخالف مان بھی لیا جائے تو خیالی مفہوم مخالف سے اس پر کیا اثر؟ اور موافق کے ہوتے مخالف کے پیچھے دوڑنا کس نے ٹھہرایا اور یہ کہاں سے نکلا کہ منع من جہۃ العباد اسی وقت ہوگا جب کہ منع خاص چند افراد کے حق میں ہو اور اگر قانون عام ممانعت کرے تو منع من جہۃ العباد نہ رہے گا بلکہ منع سادی ہو جائے گا کیا بندوں کا قانون قانون الٰہی ہو جائے گا؟“ [مرجع سابق، ص ۳۲]

مفہوم مخالف کو فتاویٰ رضویہ سے مستنبط کیے جانے پر درج ذیل تعاقب بھی خاص اہمیت کا حامل ہے۔

”فتاویٰ رضویہ کی صریح عبارت جو مطلقاً یہ بتا رہی ہے کہ چلتی ٹرین پر فرض و واجب ادا نہیں ہو سکتے اس کے برخلاف یہ ہیڈنگ لگانا کہ ”چلتی ٹرین پر فرض و واجب

نمازیں جائز وصحیح ہیں، یہ خود فتاوی رضویہ سے ثابت ہے" فتاوی رضویہ کی طرف کیا ایسی بات کی نسبت کرنا نہیں جو اس میں موجود نہیں، پھر اس سے بڑھ کر یہ دعوی کرنا "یہ خود اعلیٰ حضرت امام احمد رضا قدس سرہ کی تصریحات بالا سے واضح ہے" کیا اس غلط نسبت پر اصرار مکرر نہیں؟ کیا یہ صریح فتاوی رضویہ سے انحراف نہیں؟ پھر کیسے کہتے ہیں کہ یہ حکم نہ کسی طرح فتاوی رضویہ کے خلاف ہے نہ اعلیٰ حضرت قدس سرہ سے انحراف ہے نہ ہرگز کسی طرح یہاں خرق اجماع مسلمین متصور، کیسے مان لیا جائے کہ یہاں خرق اجماع مسلمین نہیں حالاں کہ منع من جہۃ العبد کے ہوتے اتحاد و استقرار مکان کی اجماعی شرطیں یکسر مفقود ہیں۔ مفہوم مخالف کا سہارا لے کر منع من جہۃ العبد کے وہ خیالی معنی گڑھے اور اس طرح اس معنی کی نسبت اعلیٰ حضرت کی طرف کر دی۔ پھر وہی سوال ہے کہ کیا اس معنی پر آپ کا کوئی سلف ہے؟ ہے تو بتایئے نہیں تو کیا پھر وجہ یہ خرق اجماع مسلمین نہیں پھر اسے کیوں فتاوی رضویہ سے ثابت بتلایا جاتا ہے۔" [مرجع سابق، ص ۲۴، ۲۵]

مفہوم مخالف کی تائید میں یہ کہے جانے پر کہ

"کتب فقہ میں یہ صراحت ہے کہ جن اعذار کی وجہ سے تیمم جائز ہے ان کی وجہ سے چلتی سواری پر نماز بھی جائز ہے تو اتر کر نماز پڑھنے میں اگر مال جانے یا ٹرین چلی جانے کا اندیشہ ہو تو بھی چلتی ٹرین پر نماز جائز ہے اور اعادہ نہیں قافلہ چھوٹ جانے یا نگاہ سے غائب ہو جانے کے باعث نمازی کو جو پریشانی ہوتی وہ مال جانے اور ٹرین چھوٹنے میں بھی ہے اس لئے یہاں بھی جواز بلا اعادہ کا حکم ہے یہ خود اعلیٰ حضرت قدس سرہ کی تصریحات بالا سے واضح ہے" [مرجع سابق، ص ۲۶]

زبردست ریمارکس کرتے ہوئے رقم طراز ہیں:

"چلتی ریل گاڑی جو مسلسل کئی گھنٹے چلتی ہے اس میں ریل سے اترنے کی نوبت کب آئے گی؟ اور جب یہ نوبت نہ آئے گی تو مال کھو جانے یا جان جانے کا خوف کیوں کر متحقق ہوگا؟ پھر جب بشری ضروریات اب ریل میں مہیا ہیں تو پانی وغیرہ کے لئے اترنے کی

ضرورت ہی کب ہوگی اور جب ریل میں وہ صورت درپیش نہیں جو صورت قافلہ میں ہوتی تھی تو ریل قطعاً قافلے سے جدا ہے قافلے سے اس کا الحاق کیا معنی؟ یہ الحاق اعلیٰ حضرت امام اہل سنت وغیرہ اکابر اہل سنت کو نظر نہ آیا۔۔۔ بہرحال یہ قیاس مع الفارق نہیں تو اور کیا ہے؟ پھر یہ رخصت بشرط استمرار خوف خاص تیمم کے لئے ہے اس کا حاصل یہ ہے کہ اگر خوف از اول تا آخر مستمر ہو تو نمازی کو رخصت ہے کہ تیمم کر کے کھڑی ہوئی سواری پر نماز پڑھ لے نماز صحیح ہو جائے گی۔ جب کہ سواری زمین سے متصل باتصال قرار ہو یا پہیوں ہی اس گاڑی پر جس کا اگلا حصہ دابہ پر رکھا ہو نماز نہ ہوگی جب کہ اتر کر نماز پڑھنا ممکن ہو یعنی اس سے خوف من جانب اللہ مانع نہ ہو اب اگر چل رہا ہے تو اس پر نماز فرض ہے متحقق عذر صحیح نہیں۔ لہٰذا اگر اس کو ٹھہرانا ممکن ہو اور زمین پر نماز پڑھنا میسر نہ ہو تو ضروری ہے کہ اسے ٹھہرا کر نماز پڑھے۔ یہ حکم اس نمازی کے حق میں کیوں کر منطبق ہوگا جس کی سواری زمین سے متصل باتصال قرار ہو اور اس سواری کو روکنا ممکن ہو بایں طور کہ اسے خوف من جانب اللہ مانع نہ ہو، ریل کا روکنا بندوں کے اختیار میں ہے تو رکی ہوئی ریل پر نماز پڑھنا اس اعتبار سے ممکن ہے اس سے مانع وہ خوف نہیں جو بندے کے دل میں اللہ نے براہ راست ڈالا بلکہ وہ خوف ہے جو اس کے دل میں بندے کی وعید سے پیدا ہوا، دونوں خوفوں میں فرق ہے ایک عذر سماوی ہے مانع من جانب اللہ ہے دوسرا عذر مکتسب ہے بالفاظ دیگر مانع من جہۃ العبد ہے۔ دونوں ایک دوسرے سے مختلف ہیں پھر مختلف کو مختلف پر قیاس کرنا کیا معنی؟ [مرجع سابق ص ۴۷]

اعلیٰ حضرت کی طرف سے نمازی کی ادائیگی میں سبب منع من جہۃ العبد کی قید کو آزادی ہند سے قبل خودمختار کمپنیوں سے مقید کر دینے پر تاج الشریعہ فرماتے ہیں:

"بھارتیہ قانون ٹرینوں کے چلنے اور رکنے کا انتظام بنانے میں خودمختار ہے جس طرح یہ کمپنیاں ریلوں کے چلنے اور رکنے کا انتظام بنانے میں خودمختار ہوتی تھیں اور جس طرح ان کمپنیوں نے انگریزوں کے دور میں ان کے کھانے وغیرہ کے لئے ٹرین روکنے کی رعایت

رکھی تھی اور مسلمانوں کی نماز کے لئے یہ رعایت نہ رکھی تھی اسی طرح بھارتیہ قانون نے کچھ مقامات (اسٹیشنوں) کا لحاظ کیا کہ وہاں ٹرین روکی جاتی ہے اور مسلمانوں کی نماز کے لئے یہ رعایت نہ رکھی اس لئے نمازی اس پر مجبور ہیں کہ یا تو ٹرین رکنے پر فرض وواجب ادا کریں یا چلتی ٹرین پر پڑھیں چلتی ٹرین پر استقرار کی شرط مفقود ہوتی ہے اور اس سے مانع یہ بھارتیہ قانون ہے جس نے اپنے نظام میں مسلمانوں کی رعایت نہ رکھی اس لئے اعلیٰ حضرت قدس سرہ نے اسے منع من جہۃ العباد قرار دے کر حسب امکان ادائیگی پھر بعد میں اعادہ کا حکم دیا۔ کیا یہاں یہ بات متحقق نہیں کہ یہ لوگ ٹرینوں کے چلنے اور رکنے کا نظام بنانے میں خود مختار ہیں جس طرح یہ کمپنیاں خود مختار ہوتی تھیں خود مختار ہیں اور ضرور ہیں۔ تو کیا مدار کار خود مختار ہونے پر نہیں کیا کمپنیاں خود مختار ہوں (اگرچہ یہ صورت خلاف واقع ہے وہ ضرور انگریزی قانون کے تابع تھیں) تو منع من جہۃ العبد ہوگا اور حکومت نظام اپنے ہاتھ میں لے لے تو منع سماوی ہو جائے گا۔ جب مدار کار خود مختار ہونے پر ہے ---تو یہ کہنا کیوں کر صحیح ہے کہ ''یہ صورت حال زمانۂ اعلیٰ حضرت کے حال سے مختلف ہے اس لئے آج حکم بھی مختلف ہوگا'' کیوں مختلف ہوگا؟ حالاں کہ مدار ایک ہے اور علت متحد ہے وہ نظام بھی اختیار عبد سے ناشی ہوا اور یہ نظام بھی اختیار عبد سے ناشی ہے تو فاصل وجہ افتراق جو حقیقی ادا ہو؟ [مرجع سابق، ص ۲۹ ،۳۰]

آخر میں تحقیق کا لب لباب اور چلتی ٹرین پر نماز کی ادائیگی کا شرعی حکم بیان کرتے ہوئے رقم طراز ہیں:

"فرض اور واجب حقیقی یا عملی کی ادائیگی صحیح ہونے کے لئے زمین یا تابع زمین پر استقرار اور اتحاد مکان (تمام ارکان کی ایک جگہ ادائیگی) شرط ہے مگر جب کوئی مانع درپیش ہو تو حکم بدل جاتا ہے۔ اگر یہ مانع عذر سماوی ہے تو دونوں شرطوں کے فقدان کے باوجود فرض وواجب کی ادائیگی صحیح ہوگی اور بعد میں اس نماز کا اعادہ بھی نہیں۔ لیکن مانع اگر ایسا ہے جو کسی بندے کی جانب سے ہے اور وہ براہ راست یا بطور سبب قریب صحیح

طریقے پر ادائے نماز سے روک رہا ہے تو حکم یہ ہے کہ بحالت مانع جیسے ممکن ہو نماز پڑھ لے پھر بعد میں اس کا اعادہ کرے چلتی ٹرین میں استقرار علی الارض کی شرط مفقود ہے ہاں اگر ٹرین رکی ہوئی ہو تو وہ تخت کی طرح زمین پر مستقر ہے اس پر نماز صحیح ہے۔''
[مرجع سابق ،ص ۲۰،۲۰]

ٹائی کا تحقیقی بیان

دور حاضر میں ٹائی پہننا عام طور پر رائج ہوتا جارہا ہے کمپنی ہو یا اسکول لازمی سے لے کر اسکول میں پڑھنے والے بچوں تک بھی پر اس کی پابندی لازم قرار دی جارہی ہے۔ اغیار کا ٹائی استعمال کرنا نہ کرنا ہماری بحث میں شامل نہیں البتہ ٹائی کی حقیقت جانے بغیر اہل اسلام کا کثرت سے ٹائی استعمال کرنا محل فکر اور باعث تشویش ضرور ہے۔ تاج الشریعہ سے جب اس کی حقیقت اور اس کے حکم شرعی کی بابت استفتا کیا گیا تو آپ نے ٹائی کی حقیقت وماہیت پر ایسی زبردست تحقیق فرمائی کہ پھر کسی کو مجال دم زدن نہ رہا اور پھر دلائل شرعیہ عقلیہ ونقلیہ کی روشنی میں اس پر حرمت شرعی کا جو حکم شرعی منطبق فرمایا اس سے مسئلہ کی توضیح بھی ہو گئی اور ٹائی پہننے والوں کے لئے تنبیہ بھی۔

آپ کی اس مکمل اور مفصل تحقیق انیق کا بنیادی اور اصولی زاویہ بحث ٹائی کا مذہب عیسائیت کا مذہبی شعار ہونا اور شریعت مصطفیٰ کے مطابق اہل اسلام کے لئے دوسرے کسی بھی مذہب کے شعار کا لائق استعمال نہ ہونا ہے۔

آئیں اس بحث کے اسی بنیادی نکتہ پر تاج الشریعہ کی تحقیق کے جلوے ملاحظہ فرمائیں۔

فرماتے ہیں:

''عیسائیوں کا عقیدہ یہ ہے کہ یہودیوں نے حضرت عیسیٰ علیہ السلام کو پھانسی دی اور سولی پر لٹکایا لہٰذا عیسائی اس کی یاد میں صلیب کا نشان جسے کراس کہتے ہیں اور گلے میں ٹائی باندھتے ہیں۔ حضرت اقدس (مفتی اعظم ہند قدس سرہ) کی خدمت میں رہنے والوں کا بارہا کا مشاہدہ تھا کہ کسی کو ٹائی پہنے دیکھتے سخت برہمی کا اظہار کرتے اور ٹائی حرام قرار دیتے تھے اور ٹائی کو عیسائیوں کا شعار بتاتے تھے۔'' [ٹائی کا مسئلہ، ص ۱۰]

اور پھر آگے حضور مفتی اعظم ہند قدس سرہ کے ٹائی کو عیسائیوں کے شعار کہے جانے پر تائیدی گفتگو فرماتے ہوئے رقمطراز ہیں:

"ہم بعونہ تعالیٰ اس فتویٰ مبارکہ کی تائید میں بتانے کا راس امر پر رکھیں جو سب کے نزدیک مسلم ہے اور وہ ہے کراس (cross) جسے مسلم وغیر مسلم سب بالاتفاق عیسائیوں کا نشان جانتے ہیں۔ اس کراس کا اطلاق جس طرح اس معروف نشان پر ہوتا ہے اسی طرح وہ تختہ جس پر بقول نصاریٰ حضرت عیسیٰ علیہ السلام کو معاذ اللہ پھانسی دی گئی، بھی کراس کا مصداق ہے۔" [مرجع سابق ص ۱۱]

اور اس بات کی تائید میں آپ نے انگریزی کی متداول لغت practical advanced twentieth century dictionary سے cross کے معانی اور اس کی ساخت وغیرہ بیان فرمائی نیز عیسائیوں کے نزدیک اس کا محافظ بلا یا اور باعث برکت ہونا ثابت کیا۔ اور فرمایا:

"مذکورہ بالا دلائل کی روشنی میں مروجہ ٹائی کو دیکھئے تو صاف ظاہر ہوگا کہ یہ پھانسی کے تختہ کے مشابہ ہے خصوصاً سیدھی چوڑی پٹی والی ٹائی تو اس تختہ دار سے زیادہ مشابہ معلوم ہوتی ہے اور عیسائیوں کے نزدیک یقیناً وہ بھی مقدس و محترم ہے نہ یہ کہ صرف وہ پورے کراس کا نشان ہی مقدس ٹھہرے۔

اور مذکورہ بالا دلائل سے یہ بھی معلوم ہوا کہ وہ صلیب کا نشان بنا کر چہ ہاتھوں کے اشارہ سے ہوا سی میں کو باعث برکت وحفاظت جانتے ہیں تو صلیب یا جزء صلیب کی نشانی کو اپنے گلے میں ڈالنا کیوں نہ باعث برکت جانیں گے بغرض وہ اس عقیدہ کے مطابق برکت کا باعث ہے اور یہ ٹائی ہے جسے عیسائی گلے میں باندھتے ہیں۔" [مرجع سابق ص ۱۱،۱۲]

اور پھر تفصیلی گفتگو فرمانے کے بعد لکھتے ہیں:

"بالجملہ ٹائی کا عمل کراس سے شے زائد ہے کہ اس میں پھانسی کا پھندا بھی ہے اسی پر بو ٹائی (bowti) کو قیاس کر لیجئے اس کے گلے میں بندھنے سے بھی کراس کی شکل بنتی ہے جیسا کہ اس شکل سے ظاہر ہے (یہاں اس کی ساخت کا نقشہ دیا گیا) اور کراس اور شبیہ کراس

عیسائیوں کا مذہبی نشان ہے تو ٹائی کو کراس مانو یا شبیہ کراس مانو بہر صورت وہ عیسائیوں کا مذہبی شعار ہے اور جو چیز کافروں کا مذہبی شعار ہو وہ ہرگز روا نہ ہوگی۔ اگرچہ معاذ اللہ کیسی ہی عام ہو جائے۔" [مرجع سابق ص ۱۲]

مزید فرماتے ہیں:

"اہل بصیرت کو تو ٹائی کی شکل سے اس کا حال معلوم ہو گیا تھا اس کی عیسائیوں کے یہاں اتنی اہمیت ہے کہ مردہ کو بھی ٹائی پہناتے ہیں تو ضرور یہ ان کا مذہبی شعار ہے جو مسلم کے لئے حرام اور باعث عار رہا ہے۔ مسلمانوں کو اس کی ہرگز اجازت نہیں مل سکتی ان کے اوپر لازم ہے کہ اس سے شدید احتراز کریں" [مرجع سابق ص ۱۲، ۱۳]

ٹائی کے عیسائی مذہب کا شعار ہونے پر مزید کلام کرتے ہوئے رقم طراز ہیں:

ٹائی شعار نصاریٰ ہونے پر بذات خود شاہد عدل ہے تو اب اس کے ہوتے مزید کسی شہادت کی ضرورت نہیں اور کسی شاذ و نادر کا انکار اصلاً مضر نہیں تاہم اس پر مومن و کافر سب متفق ہیں کہ یہ نصرانیت کا شعار ہے۔

ابھی پچھلے سال کی بات ہے کہ لندن (افریقہ) میں ایک نو مسلم (سابق عیسائی) نے بتایا کہ ٹائی کو چرچ کی عزت کا لباس تصور کیا جاتا ہے جس سے اس کی مذہبی حیثیت معلوم ہوتی ہے۔ نیز ایک پاکستانی عالم سے ایک پادری نے کہا کہ "ٹائی باندھنے سے ان کے بطور ثواب بڑھ جاتا ہے۔" [مرجع سابق ص ۱۳، ۱۴]

مزید اس ٹائی سے متعلق حضور اعلیٰ حضرت اور حضور مفتی اعظم ہند کے فتاویٰ سے قرآنی آیات احادیث مبارکہ اور فقہی جزئیات سے مزین بہت سے اہم شواہد بیان کرنے کے بعد فرماتے ہیں:

"اس کا صاف مطلب یہ ہے کہ شعار کفر معاذ اللہ کتنا ہی عام ہو جائے وہ شعار ہی رہیگا اور اس کا حکم کبھی نہ بدلے گا۔ [مرجع سابق ص ۲۰]

اور پھر ایک شبہ کا ازالہ کرتے ہوئے تحریر فرماتے ہیں

’’بعض اذہان میں یہ خلجان ہے کہ شعار کفر اگر عام ہو جائے تو وہ شعار نہ رہے گا، جیسے شعار قومی مسلمانوں میں عام ہونے کی صورت میں کسی مخصوص قوم کا شعار نہیں رہے گا۔ حضور مفتی اعظم ہند قدس سرہ کا فرمان واجب الاذعان یہی ہے اور چنداں استدلال کا محتاج نہیں اور اس کے مقابل بعض اذہان کا خلجان بین البطلان ہے۔ ظاہر ہے کہ کفار کا شعار مذہبی وہ علامت خاصہ مشتہرہ ہے جس کو ہر خاص و عام ان کے مذہب کا خاصہ جانتا ہے جس کو اپنانا خواہی نخواہی اس بات پر دلیل ہوتا ہے کہ اپنانے والے نے کفار کا مذہب اختیار کر لیا اسی لحاظ سے اس کے مرتکب پر حکم کفر لگتا ہے اگرچہ اس کے علاوہ کوئی بات منافی اسلام اس سے سرزد نہ ہو لامحالہ کفار کا شعار مذہبی کفر ہے اور کفر بہر حال کفر ہی رہے گا۔ خواہ وہ کسی زمانہ میں کسی حال میں کہیں بھی پایا جائے وہ اصلاً قابل تغیر نہیں ہے۔ [مرجع سابق ص ۲۰]

آپ اس پر مزید گفتگو فرمانے کے بعد شبہ مخالف کی دلیل کی تضعیف و تردید فرماتے ہوئے لکھتے ہیں:

’’اس جگہ حدیث ابن عباس رضی اللہ تعالیٰ عنہما سے استناد جس میں وارد ہوا

’’کان ابن عباس یصلی فی البیعۃ الابیعۃ فیہا تماثیل یعنی حضرت ابن عباس رضی اللہ تعالیٰ عنہما’’ گرجا میں نماز پڑھتے تھے مگر اس گرجا میں نہیں جس میں حضرت عیسیٰ علیہ الصلاۃ والسلام و حضرت مریم رضی اللہ تعالیٰ عنہا کے مجسمے ہوتے،

اصلاً مفید نہیں اور اس سے مفہوم شعار میں وہ قید ثابت نہیں ہوتی بلکہ اس جگہ شعار مذہبی کا تحقق ہی محل منع میں ہے کہ کنیسہ میں باختیار و رغبت جانا منع ہے اور وہی کفار کا طریقہ اور ان کا شعار ہے۔ حدیث سے ثابت ہے کہ حضرت ابن عباس رضی اللہ تعالیٰ عنہما کا کنیسہ میں جانا باختیار نہ تھا بلکہ بحالت اضطرار واقع ہوا۔

عینی میں اس حدیث کے تحت ہے:

’’والظاھر انہ کان فیہا تماثیل خرج فصلی فی المطر انتھی ملتقطاً۔‘‘

یعنی بغوی نے جعدیات میں اتنا زیادہ کیا کہ اگر کنیسہ میں تصویریں ہوتیں تو اس سے نکل جاتے اور بارش ہی میں نماز پڑھتے۔ اسی لئے حضرت امام عینی رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے قول ابن عباس وقول عمر رضی اللہ تعالیٰ عنہما میں رفع معارضہ کے لئے فرمایا:

"وتقریر الجواب ان ما کان فی ذالک الباب بغیر الاختیار وما فی ھذا الباب کقول عمر رضی اللہ تعالیٰ عنہ انا لا ندخل کنائسکم یعنی بالاختیار والاستحسان دون ضرورۃ تدعوالی ذالک" یعنی جواب تقریر یہ ہے کہ جو اس باب میں ہے وہ بغیر اختیار ہے اور جو اس باب میں ہے جیسے حضرت عمر رضی اللہ تعالیٰ عنہ کا قول کہ ہم تمہارے کنیسوں میں داخل نہیں ہوتے یعنی بالاختیار اچھا جانتے ہوئے بغیر اس کے کہ جب ضرورت اس کی طرف داعی ہو" اور بحالت اضطرار ناپسندیدگی کے ساتھ کنیسہ میں جانا مومن ہی کی شان ہے اور برضا و رغبت کنیسہ میں جانا کافروں کا کام ہے اور یہ کفری شعار ہے اور اس میں کفار کی موافقت با جماع مسلمین کفر ہے۔" [مرجع سابق ص ۲۲،۲۳]

الحاصل: بہت سے دلائل وشواہد سے اپنی تحقیق کو مزین فرمانے کے بعد بحث کا خلاصہ بیان کرتے ہوئے لکھتے ہیں:

"ٹائی کی حیثیت ضرور مذہبی ہے جسے ہر خاص وعام جانتا ہے اور ہم نے اس پر اچھے فتوی میں شواہد جمع کئے۔۔۔۔ لہٰذا ٹائی باندھنا ضرور فعل کفر ہے مگر عوام اسے ایک وضع جانتے ہیں لہٰذا عوام کی تکفیر نہ کی جائے گی مگر اس صورت میں جب کہ ثابت ہو کہ دانستہ موافقت اور استحسان کے طور پر ٹائی باندھنے کا ارتکاب کیا اور یہ معاملہ قلب سے تعلق رکھتا ہے جس پر حکم لگانا روا نہیں البتہ اس کے حرام ہونے میں کسی عاقل منصف کو شبہ نہیں ہو سکتا۔۔۔۔ بہر حال ٹائی کا استعمال حرام اشد حرام بدکام بدانجام ہے اور باندھنے والے پر عند اللہ حکم کفر ہے اگر چہ احتیاطاً محض باندھنے پر محققین کے نزدیک تکفیر نہیں کی جائے گی بالغرض علاء ٹائی کو شعار نہ مانیں تو بھی حکم حرمت قائم ہے کہ شرعاً امتیاز مسلمین مطلوب ہے۔" [مرجع سابق، ص ۲۴،۲۷]

جدید ذرائع ابلاغ سے رویت ہلال کا ثبوت

سائنسی نت نئی ایجادات نے جہاں ہمیں آسانیاں فراہم کی ہیں وہیں بہت سے پیچیدہ مسائل بھی پیدا کئے ہیں۔ سائنسی ایجادات میں خاص کر موبائل نیٹ فیکس وغیرہ نے عوام الناس کو سہولتیں دیں تو اہل علم حضرات کو بہت سی دشواریوں میں ڈالا۔ موبائل وغیرہ جدید ذرائع ابلاغ سے وابستہ یوں تو بہت سے مسائل ہیں مگر ان مسائل میں ایک سلگتا ہوا مسئلہ ان سے رویت ہلال کے ثبوت کا ہے۔ بعض اہل علم حضرات کے نزدیک موبائل نیٹ فیکس وغیرہ کی خبر "خبر مستفیض" کے حکم میں ہے اور ایسی صورت میں اس سے چاند کی شہادت درست وصحیح ہے۔ لیکن اکابر علما کی اکثریت خاص کر حضور تاج الشریعہ ان آلات جدیدہ کی خبر کو "خبر مستفیض" ماننے سے انکار کرتے ہیں اور ان آلات سے رویت ہلال کے ثبوت کو غیر معتبر اور ناکافی تسلیم کرتے ہیں۔ گویا اس مسئلہ کی بنیادی اور اصولی بحث ان جدید آلات کی خبر کا "خبر مستفیض" ہونا نہ ہونا اور موبائل وغیرہ کی خبر کا رویت ہلال کے معاملہ میں معتبر ہونا ہے۔ اس سلسلے میں حضور تاج الشریعہ کا موقف ہم اوپر بیان کر ہی چکے ہیں اب ہم اسی بنیادی بحث کو مد نظر رکھتے ہوئے حضور تاج الشریعہ کی اس مسئلہ میں کی گئی تحقیق انیق کے چند اہم اور مفید مضامین کو ہدیہ قارئین کرتے ہیں۔

آپ موبائل وغیرہ کی خبر کو خبر مستفیض ماننے والوں کے دلائل کا جواب دیتے ہوئے خبر کی صحت سے متعلق رقمطراز ہیں:

"صحت خبر کا مدار محض سماع پر نہیں بلکہ منجملہ شرائط معتبرہ اتصال بھی درکار ہے۔ اتصال بے ملاقات متصور نہیں اسی لئے تو امام بخاری رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے بالفعل ملاقات کو حدیث کی صحت کے لئے شرط قرار دیا اور امام مسلم نے امکان ملاقات کی شرط رکھی یعنی انہوں نے اس پر محمول کیا کہ راوی کی مروی عنہ سے بوجہ معاصرت ملاقات ہوتی ہوگی اور جہاں راوی اور مروی عنہ کے درمیان سیکڑوں واسطے ہوں تو بدیہی ہے کہ دونوں کا اتصال نہ ہوا تو خبر متصل نہیں بلکہ منقطع ہے اور جب جب خبر منقطع ہے تو ہرگز بمنزلہ استفاضہ نہیں ہو سکتی اگرچہ متعدد منقطع باہم مل جائیں جب بھی وہ خبر متصل

نہیں خبر تھی۔ یہاں سے ظاہر ہوا کہ شیخ مصطفیٰ زحیلی رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ نے استفاضہ کی جو تعریف بایں الفاظ کی:

"معنی الاستفاضة ان تاتی من تلك البلدة جماعات متعددون كل منهم يخبر عن اهل تلك البلدة انهم صاموا عن روية"

تحقق استفاضہ کی شرط ہے نہ یہ کہ تحقق کی مختلف صورتوں میں سے ایک صورت کا بیان ہے کہ اتصال بے ملاقات نامتصور اور ملاقات کے لئے جماعتوں کا آنا ضرور ہے"

[جدید ذرائع ابلاغ سے رویت ہلال کے ثبوت ،ص ۳۰]

اور پھر آپ نے حضور اعلیٰ حضرت کی تحقیقات سے استفادہ فرماتے ہوئے خبر مستفیض کی مکمل وضاحت فرمائی۔ بعدہ خبر مستفیض اور خبر متواتر کے مترادف ہونے پر تحقیقی کلام کرتے ہوئے لب لباب یہ پیش فرمایا کہ

"خبر مستفیض خبر متواتر کا مترادف ہے اور متواتر اعلیٰ درجہ کی خبر صحیح ہے جس میں راوی کا مرتبہ تحمل اور مرتبہ ادائے خبر میں حاضر ہونا ضروری ہے اور اتنی بات پر جملہ محدثین کا اتفاق چلا آرہا ہے اور اس صورت میں خبر مستفیض از قبیل روایت ہے نہ کہ خبر نہیں"

[جدید ذرائع ابلاغ سے رویت ہلال کے ثبوت ،ص ۳۲]

بالجملہ آپ نے اپنے موقف کو قرآن وحدیث متون وشروح فتاویٰ واصول اور بہت سی نصوص فقہیہ اور تصریحات ائمہ سے اپنے موقف پر استدلال فرمایا اور لب لباب یہ بیان فرمایا

"یہاں سے ظاہر کہ مذکورہ طریقے اور اس کے علاوہ دوسرے طریقے جن میں ریڈیو ٹیلیفون موبائل ای میل فیکس ہے وہ خود مستقل طور پر قابل اعتبار نہیں بلکہ محتاج تصدیق ہیں اور ان کی تصدیق ٹیلیفون موبائل ای میل فیکس سے نہیں ہوسکتی کہ اندیشے سے خالی نہیں اور مشتبہ مشتبہ کا مصدق نہیں ہوسکتا اور فیکس ای میل اگرچہ دس کیا دہ ہو جائیں یوں ہی فون اگرچہ متعدد ہوں بمنزلہ استفاضہ نہیں ہوسکتے ــــــ اور جب ان ذرائع میں یہ کچھ اندیشے ہیں اور یہ بذات خود کافی نہیں اور ان کے ذریعہ تصدیق بھی مشتبہ

تو ان جدید ذرائع سے موصول ہونے والی خبروں میں شبہ کیوں نہیں ہونا چاہیے۔ خصوصاً عید کے سلسلے میں بصورت استفاضہ بھی اندیشہ ملا تو ان اخباروں پر وہ کا بمنزلۂ استفاضہ ہونا یوں بھی ممنوع اور ان میں اشتباہ و اندیشہ خود کو مسلم تو بحکم اطلاق منع اور اندیشوں اور مفسدوں کا دروازہ بالکل بند کرنا ہے۔۔۔۔۔۔ تو ٹیلیفون فیکس وغیرہ مشتبہ ذرائع سے موصول ہونے والی خبریں معتبر نہیں ہوسکتیں اگرچہ خبر دینے والے ثقہ ہوں۔ ہاں ٹیلیفون وغیرہ پر کسی طرح اعتبار کا انجام تصریحات ائمہ مذہب کو بالائے طاق رکھنا اور قیود مذہب سے آزادی میں دوسروں کے ساتھ مشارکت اور عوام کو آزاد کرنا ضرور ہوگا۔"

[جدید ذرائع ابلاغ سے رویت ہلال کے ثبوت، ص ۲۳۲ تا ۲۳۳]

الغرض مشتے نمونہ از خروارے حضور تاج الشریعہ کی تحقیقات انیقہ نافعہ مفیدہ کی یہ چند جھلکیاں تھیں۔ جس سے حضرت کی علمی وسعت، محققانہ بصیرت اور مفکرانہ صلاحیت کا پتہ چلتا ہے۔ دعا ہے مولیٰ تعالیٰ حضرت کو عمر خضر عطا فرمائے اور حضرت کے خوان علم سے ہمیں زیادہ سے زیادہ خوشہ چینی کی توفیق عطا فرمائے۔ **آمین بجاہ النبی الکریم علیہ الصلاۃ والتسلیم۔**

مولانا مفتی محمد ذوالفقار خان نعیمی ککرالوی
نوری دارالافتاء مدینہ مسجد محلہ علی خان کاشی پور

حضور تاج الشریعہ کی حاشیہ و تعلیق نگاری

خانقاہ رضویہ بریلی شریف اپنی مذہبی روایات و علمی خدمات کی بنیاد پر عالم اسلام میں نمایاں حیثیت کی حامل ہے۔ یوں تو عموماً خانقاہوں میں پدرم سلطان بود کی مہر موروثی سے میراثی کو کافی سمجھا جاتا ہے۔ علم و عمل، تقوی و طہارت، تفقہ، تصلب، تدبر، تفکر کی ضرورت محسوس نہیں کی جاتی۔ بس نسبت پدری وجدی کے سہارے کاروبار ارادت کو فروغ دیجئے اور اس سے دولت کمانے کو ہی ضرورت تصور کیا جاتا ہے۔ لیکن خانقاہ رضویہ اس معاملہ میں بالکل الگ اور انفرادیت کی حامل ہے۔ وہاں صرف پدرم سلطان بود پر اکتفا نہیں کیا جاتا بلکہ علم و عمل تقوی و طہارت کا سہارا لے کر تبلیغ اسلام کی کوششیں کی جاتی ہیں۔ یہی وجہ ہے کہ ہندو پاک کی کوئی ایک خانقاہ ایسی نہیں ہے جہاں خانقاہ رضویہ سے زیادہ علمی کام ہوا ہو۔ یہ الگ بات کہ ہندو پاک کی بے شمار خانقاہوں میں علمی و مذہبی خدمات خوب خوب انجام دی گئیں اور دی جارہی ہیں۔ مگر علمی حیثیت سے خانقاہ رضویہ کو ایک منفرد و ممتاز مقام حاصل ہے۔ اس مقدس خانقاہ میں ایک سے ایک فرد جلیل عالم عدیل پیدا ہوئے۔ انھیں میں ایک مبارک نام تاج الشریعہ علامہ مفتی اختر رضا خان ازہری نوری بریلوی قدس سرہ کا ہے۔ جو امام اہل سنت اعلی حضرت امام احمد رضا خان محدث بریلوی قدس سرہ کے پرپوتے اور پرنواسے ہونے کے ساتھ آپ کی علمی وراثتوں کے امین وپاسدار اور سچے وارث تھے۔ آپ ایک بے باک عالم، بے لوث عامل، فقیہ بے بدل، مخلص مفتی، دولت و شہرت سے بے نیاز و بے پرواہ پیر و مرشد، عارف باللہ، غواص بحر طریقت، علمبردار شریعت کے علاوہ بہت سے اوصاف و کمالات کے مالک تھے۔

آپ کی مذہبی و مسلکی شرعی و علمی خدمات سے اہل علم بخوبی واقف ہیں۔ یہاں ان خدمات کی

تفصیل مقصود نہیں اس کے لیے تو مستقل ایک دفتر درکار ہے۔ ہم یہاں بس اپنے عنوان مقصود ''تاج الشریعہ کی حاشیہ وتعلیق نگاری'' سے متعلق قدرے تفصیل قلم بند کرتے ہیں۔

حضور تاج الشریعہ نے عربی اردو دونوں زبانوں میں پچاس سے زیادہ کتابیں یادگار چھوڑیں۔ آپ کی کتابیں تصنیف، تالیف، ترجمہ، تعریب، حاشیہ وتعلیق پر مشتمل ہیں۔ کئی کتابوں پر آپ نے حاشیہ آرائی وتعلیق نگاری فرمائی ہے۔ حاشیہ وتعلیق دراصل متن کتاب کے نوک پلک سنوارنے کا نام ہے۔ متن کے دقیق ومبہم مفہوم کو سمجھنے میں حاشیہ بہت مفید ومعاون ہوتا ہے۔ بہت سی کتابیں بغیر حاشیہ کے پڑھنا وحق حلجان کا باعث بن جاتی ہیں۔ اور ان سے بہت سی غلط فہمیاں ذہن ودماغ میں جگہ بنا لیتی ہیں۔ درمختار ہی کو لیں فقہ حنفی کی کتنی مشہور ومعتبر کتاب ہے۔ البتہ فقہا نے اسے بغیر حاشیہ دیکھنے سے منع فرمایا ہے۔

الغرض کتاب پر حاشیہ وتعلیق سے متن کی اہمیت دوبالا ہو جاتی ہے۔ تاج الشریعہ نے اردو عربی کئی کتابوں پر حاشیہ وتعلیق نگاری فرمائی ہے۔ ہم یہاں ان کی حاشیہ نگاری کے چند نمونے پیش کرتے ہیں۔

المعتقد المنتقد ومعتمد المستند پر حاشیہ

المعتقد المنتقد علم عقائد میں علامہ فضل رسول بدایونی قدس سرہ کی بہت ہی معتبر ومستند کتاب ہے۔ اس کتاب پر امام اہل سنت اعلیٰ حضرت قدس سرہ کا بہت ہی معرکۃ الآرا حاشیہ بنام ''**المعتمد المستند بناء نجاۃ الابد**'' ہے۔ جس سے المعتقد کی اہمیت وحیثیت میں مزید اضافہ ہو گیا ہے۔ متن وحاشیہ دونوں عربی زبان میں تحریر کیے گئے تھے۔ ہند وپاک کی عمومی زبان اردو ہونے کے سبب بہت سے افراد اس کتاب سے مستفیض ہونے سے محروم تھے۔ حضور تاج الشریعہ نے معتقد ومعتمد دونوں کا اردو زبان میں ترجمہ فرمایا۔ نیز مختلف مقامات پر حاشیہ نگاری بھی فرمائی۔ ہم حضرت کی حاشیہ نگاری سے چند اقتباسات نقل کرتے ہیں۔

معتزلہ اس بات کے منکر ہیں کہ باری تعالیٰ کی صفات ماورائے ذات معانی ہوں۔ معتقد کی اس عبارت پر امام اہل سنت نے ایک خاصہ علمی طویل حاشیہ تحریر فرمایا۔ حاشیہ چوں کہ مفصل ہونے کے ساتھ دقیق بھی تھا اس لیے تاج الشریعہ نے امام اہل سنت کے طویل حاشیہ کا خلاصہ بشکل حاشیہ

مختصر انداز میں بیان فرمایا، ملاحظہ ہو:

''اس حاشیہ کثیر الفوائد جامع الفرائد کا خلاصہ یہ ہے کہ

(۱) صوفیا ئے کرام صفات باری کو عین ذات مانتے ہیں۔

(۲) اس کے باوجود کہ وہ عینیت کے قائل ہیں اس طائفہ صوفیہ کا اس بات پر اجماع ہے کہ صفات باری ذات پر معانی زائدہ ہیں۔

(۳) مطلب یہ کہ صفات باری باعتبار مصداق وتحقق فی الخارج عین ذات ہیں۔ ذات کے علاوہ خارج میں ان کا کوئی مصداق نہیں۔ اسی معنی کو متکلمین یہ کہتے ہیں کہ صفات باری غیر ذات باری نہیں۔ اور از آنجا کہ ان صفات کے جداگانہ معانی ذات پر زائد مفہوم ہوتے ہیں۔ یہاں سے متکلمین یہ فرماتے ہیں کہ صفات باری عین ذات نہیں۔

(۴) صفات باری لوازم ذات باری ہیں، جن کا اقتضا خود ذات خداوندی ہے۔ اور یہ اپنے تحقق میں ذات کی محتاج ہیں اور یہ سب صفات کمالات ذات ہیں۔ جو ذات کو نفس ذات حاصل ہیں تو اس ذات کا کمال ذاتی ہے جس میں استکمال بالغیر کا کوئی دخل نہیں۔

(۵) اس سے بڑھ کر یہ صوفیائے کرام وجود حقیقی کے لحاظ سے اللہ تبارک وتعالیٰ کے لیے وحدت وجود ثابت کرتے ہیں۔ حقیقۃً اسی کو موجود مانتے ہیں۔ اس کے ماسوا کا وجود اسی کے وجود کا ظل اور مظہر ہے۔ اس اعتبار سے وہ اللہ تبارک وتعالیٰ کے لیے وجود مطلق اور مرتبہ جمع ثابت کرتے ہیں اور اسی معنی کر مرتبۂ وجود واحد میں عالم کی عینیت کے قائل ہیں۔ یعنی عالم اسی موجود واحد کی تجلی ہے۔

(۶) اسی معنی کر وحدت وجود مذہب حق ہے۔ اس کی تفصیل نہ صرف موجب تطویل بلکہ عوام کے لیے سخت اوہام میں مبتلا ہونے کا باعث ہے۔ اسی لیے صوفیائے کرام ان لوگوں کو جو ان کے مصطلحات سے بے خبر ہیں اپنی کتابوں کے خصوصا محی الدین ابن عربی رضی اللہ تعالیٰ عنہ کی تصانیف کے مطالعہ سے منع فرماتے ہیں۔ یہ ممانعت صرف عوام کے حق میں نہیں بہت سارے اہل ظاہر علما کے حق میں بھی ہے۔ پھر عوام کی کیا گنتی خود شیخ اکبر محی الدین ابن عربی نے اپنی کتابوں میں

غیر اہل کے لیے حرمت نظر کی تصریح کی ہے۔ دیکھو فتاوی حدیثیہ وغیرہا۔

(۷) اولیاے کرام وصوفیاے عظام کے کلام میں بھی متشابہ واقع ہوتا ہے جس کا حکم یہ ہے کہ وہ محکم اور عقیدہ اجماعیہ کی طرف پھیرا جائے گا۔'' وہ اجماع محکم اس متشابہ سے کیسے رد ہوگا جس کا ذکر شیخ اکبر ؒ جان طریقت کر رہے ہیں۔ جو ایسے طور کے بارے میں کلام کر رہے ہیں جو طور عقول سے بالاتر ہے۔

(۸) مثال: خدا ئے یکتا وبے ہمتا کے وحدت وجود کو سمجھنے کے لیے نور کی مثال ہے جس کی حقیقت ایک ہے، اس کے تعینات وتجلیات اور رنگ کثیر ہیں۔ نور کے بارے میں علما فرماتے ہیں:

هو الظاهر بنفسه والمظهر لغيره چاند، سورج، ستارے، زمین وآسمان کی روشنیاں سب اسی ایک حقیقت نور کے مظہر ہیں سب کی اصل وہی نور ہے۔ اور اس کا مصداق حقیقی اللہ تبارک وتعالیٰ ہے جو نور الانوار ہے۔

اور مرتبہ وجود مطلق میں واحد ہے۔ فرماتا ہے:

﴿**اَللّٰهُ نُوْرُ السَّمٰوٰتِ وَالْاَرْضِ**﴾ اللہ نور ہے آسمانوں اور زمین کا۔ اس کے نور کی مثال ایسی ہے جیسے ایک طاق کہ اس میں چراغ ہے وہ چراغ ایک فانوس میں ہے۔ وہ فانوس گویا ایک ستارہ ہے موتی سا چمکتا روشن ہوتا ہے برکت والے پیڑ زیتون سے جو نہ پورب کا نہ پچھم کا قریب ہے کہ اس کا تیل بھڑک اٹھے اگرچہ اسے آگ نہ چھوئے۔ نور پر نور ہے اللہ اپنے نور کی راہ بتاتا ہے جسے چاہتا ہے۔ اور اللہ مثالیں بیان فرماتا ہے لوگوں کے لیے اور اللہ سب کچھ جانتا ہے۔ (کنز الایمان)

اسی طور پر وجود باری کو سمجھئے جو خود ایک ہے اور تمام موجودات کی حقیقت ہے۔ اور مرتبہ فرق میں تمام موجودات اسی وجود واحد کے تعینات اور اسی کی تجلیات ہیں۔''

[المعتقد والمنتقد مترجم، ص ۸۲، ۸۳]

ناظرین ملاحظہ کریں کس طرح تاج الشریعہ نے ایک دشوار ترین بحث کو آسان الفاظ اور مختصر انداز میں بغیر کسی پیچیدگی کے بیان کر دیا ہے۔ مزید تفصیل کے لیے کتاب سے رجوع کریں۔

انوار المنان فی توحید القرآن:

کلام لفظی وکلام نفسی کے حوالے سے علم کلام کی ایک اہم ترین بحث پر مشتمل یہ ایک عربی رسالہ ہے جسے امام اہل سنت نے تصنیف فرمایا۔تاج الشریعہ نے اس کی اہمیت وافادیت کے پیش نظر اس کا اردو ترجمہ کیا نیز متعدد مقامات پر حاشیہ آرائی بھی فرمائی۔دو چند نمونے ملاحظہ کریں:

امام بخاری کی طرف ایک قول منسوب ہے کہ انہوں نے کہا میرا لفظ بالقرآن مخلوق ہے۔اس پر نیشا پور اور علاقہ کے علما نے آپ کی مخالفت کی۔اس کی تفصیل بیان کرتے ہوئے امام اہل سنت نے امام بخاری کے حوالے سے امام محمد ذہلی کا یہ قول نقل کیا جو انہوں نے لوگوں سے کہا کہ" ان سے علم کلام کا کوئی مسئلہ نہ پوچھنا اس لیے کہ اگر انہوں نے ہماری رائے کے برخلاف جواب دیا تو ہمارے اور ان کے درمیان اختلاف ہو جائے گا۔اور خراسان میں رہنے والا ہر رافضی ناصبی جہمی اور خارجی ہم پر ہنسے گا۔"

امام ذہلی کے قول میں رافضی ناصبی جہمی اور خارجی کا ذکر بس ضمنا آیا ہے۔تاج الشریعہ نے اس پر ایک طویل حاشیہ تحریر فرمایا جس میں انہوں نے ان چاروں گروہوں کی تفصیل بیان فرمائی ہے۔جو بہت ہی مفید معلومات پر مشتمل ہے۔ملاحظہ ہو:

" رافضی وناصبی دونوں فرقے مخالف اہل سنت وجماعت ہیں،المعتمد شریف (اردو ترجمہ) میں علامہ سیف اللہ المسلول فضل رسول بدایونی نے بحث امامت میں فرمایا کہ گروہ اہل سنت کا عقیدہ تمام صحابہ کو ان کے لیے عدالت ثابت مان کر ٹھہرا جاتا ہے۔الخ

(باب چہارم بیان امامت،ص ۲۸۶)

اس باب میں رافضی وناصبی مخالف ہیں۔

روافض کے تین فرقے ہیں۔

(۱) تفضیلی (۲) تبرائی (۳) تفضیل وتبری میں غلو کرنے والے۔

نواصب کے دو فرقے ہیں۔

(۱) نواصب عراق جو حضرت عثمان غنی وحضرت علی سے بغض رکھتے ہیں۔

(۲) نواصب شام جو حضرت عثمان غنی سے بغض نہیں رکھتے۔ اور خلافت راشدہ کی انتہا حضرت عثمان غنی پر ہی مانتے ہیں اور حضرت علی کے زمانے کو فتنے کا زمانہ، ان کی حکومت کو کاٹ کھانے والی حکومت اور امت مسلمہ کی ہلاکت کا وقت شر کا زمانہ کہتے ہیں۔ الخ۔

(باب چہارم بیان امامت، ص ۲۸۶ حقد اردو)

یہاں سے رافضی اور ناصبی کے درمیان قدر مشترک معلوم ہوئی۔ رافضیوں کے بعض عقائد کی تفصیل المعتمد شریف میں بیان ہوئی۔ **علی راجیح المعہ**

کرامیہ: ابو عبد اللہ محمد بن کرام کے پیروکاروں کو کہتے ہیں۔ کتاب ملل ونحل میں انھیں گروہ صفاتیہ سے شمار کیا۔ اس لیے کہ ابو عبد اللہ محمد بن کرام نے اللہ کے لیے صفات مانی۔ مگر بالآخر اس کے قول کے مآل تشبیہ و تجسیم کی طرف پہنچتا ہے لہٰذا یہ گروہ اہل سنت وجماعت سے خارج ہے۔

جہمیہ: جہم بن صفوان کے متبعین کو کہتے ہیں۔ اور یہ خالص فرقہ جبریہ کا ایک گروہ ہے، جو معتزلہ کی طرح اللہ تعالیٰ کے لیے صفات ازلی کی نفی کرتا ہے۔ اور ان سے بڑھ کر اور چند باتوں کا اعتقاد کرتا ہے۔ از اں جملہ یہ کہ وہ کہتے ہیں کہ باری تعالیٰ کے لیے ایسی صفت ماننا جائز نہیں جو صفت مخلوق کے لیے ثابت ہو۔ اس لیے یہ بات ان کے طور پر مقتضی تشبیہ ہے۔ لہٰذا اللہ سے صفت حی وعالم کی نفی کرتے ہیں۔ اور اللہ کے لیے صفت قادر وفاعل مانتے ہیں۔ اس لیے کہ ان کے طور پر کسی مخلوق کے لیے کسی طرح کی قدرت ثابت نہیں۔ **(ملخصاً من ملل ونحل)**

اور تعریفات سید میں ان کی تعریف یوں ہے کہ جہمیہ جہم بن صفوان کے اصحاب ہیں۔ کہتے ہیں کہ بندے کو اصلاً کسی طرح کی قدرت نہیں، بلکہ وہ بمنزلہ جماد ہے۔ اور جنت و دوزخ میں جب ان کے اہل داخل ہو جائیں گے تو یہ دونوں فنا ہو جائیں گے۔ یہاں تک کہ اللہ کے سوا کوئی موجود نہ رہے گا۔ (التعریفات ص ۷۱)

مرجیہ: یہ وہ گروہ ہے جو اس بات کا قول کرتا ہے کہ ایمان کے ساتھ معصیت کچھ نقصان نہ دے گی۔ جیسا کہ کفر کے ساتھ طاعت کچھ فائدہ نہ دے گی۔ (ازہری)۔" [قوارالنسان مترجم، ص ۶۱ ۲]

اسی سے ایک اور مثال ملاحظہ کریں۔ اسم کے عین مسمیٰ ہونے پر امام اہل سنت نے کلام کرتے ہوئے حضرت جبریل کے دحیہ کلبی کی شکل میں آنے کی احادیث بھی ذکر کی ہیں ان میں سے حضرت انس سے مروی طبرانی کی درج ذیل حدیث مرفوع بھی ہے۔

"انہ صلی اللہ علیہ وسلم قال کان جبریل یأتینی علی صورۃ دحیۃ الکلبی"

اس حدیث کا ترجمہ تاج الشریعہ نے یہ کیا ہے۔

"نبی صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا جبرئیل میری خدمت میں دحیہ کلبی کی صورت میں آیا کرتے ہیں۔

اور پھر خود اپنے ترجمہ پر حاشیہ نگاری فرماتے ہوئے رقم طراز ہیں:

"میں نے یہ ترجمہ اس طور پر کیا حالانکہ یہ بظاہر **کان یاتینی** جو ماضی کا صیغہ ہے کے خلاف ہے۔ اس لیے کہ ماضی انقطاع پر دلالت کرتا ہے۔ لیکن بسا اوقات کان دوام واستمرار کے لیے بھی آتا ہے۔ جیسے **﴿وَكَانَ فَضْلُ اللّٰهِ عَلَيْكَ عَظِيمًا﴾** (النساء:۱۳) اور اللہ کا تم پر بڑا فضل ہے۔ (کنزالایمان)

﴿وَكَانَ اللّٰهُ عَلِيمًا حَكِيمًا﴾ (النساء:۱۱۱) اور اللہ علم وحکمت والا ہے۔ (کنزالایمان)

والی غیر ذلک من الشواھد۔ ازہری" [انوار المنان مترجم ص ۱۷]

نموذج حاشیۃ البخاری الازہری علی صحیح البخاری:

قرآن پاک کے بعد صحیح بخاری کا مرتبہ ہے۔ عالم اسلام میں صحیح بخاری کو، اصح الکتب بعد کتاب اللہ، مانا جاتا ہے۔ بہت سے علما نے اس کی شرح اور اس پر حاشیہ آرائی فرمائی ہے۔ تاج الشریعہ نے بھی اس پر عربی میں حاشیہ نگاری فرمائی ہے۔ جو کتابی شکل میں **"نموذج حاشیۃ البخاری الازہری علی صحیح البخاری"** کے نام سے امجمع الرضوی، بریلی شریف، سے شائع ہو چکی ہے۔ ہم یہاں فقط حاشیہ کا عربی اقتباس پیش کرنے پر اکتفا کرتے ہیں۔ ملاحظہ ہو:

"قال الازہری غفر اللہ القوی ولابویہ ما کان یحصی ما یحصی من ہذہ الاحادیث فلا تغتر بما ورد فی الحاشیۃ ہنا من قولہ وکذا لا یجوز الجلوس ونحوہ من علو المقام والوثبۃ علیہ فانہ معارض لصریح ما تلونا علیک

ولو اريد انه لا يؤاخذ بذنب غيره فلا يعذب بعمل غيره من هذه الجهة فصحيح اما انه لا يتاذى فكلا كيف وقد صح انه يؤذيه في قبره ما يؤذيه في بيته وهذا يفيدك علما بأن الميت يؤنسه ويحزنه في قبره ما يؤنسه ويحزنه في بيته من عمل غيره فلا التفات الى ما قال ابن وضع الجريد على القبر لا ينفع الميت الخ فانه يعارض صريح الحديث الذي ورد في هذا ويعارض قوله عليه السلام لعله يخفف عنهما ما لم ييبسا۔"

[نموذج حاشية البخاري للازهري على صحيح البخاري ص ۱۱]

اهلاك الوهابين على توهين قبور المسلمين:

یہ رسالہ امام اہل سنت کا ہے۔موضوع نام سے ہی ظاہر ہے۔اردو زبان میں رسالہ لکھا گیا تھا تاج الشریعہ نے اس کی تعریب فرمائی۔اور چند مقامات پر حاشیہ بھی لگایا۔ہم ایک اقتباس نقل کرتے ہیں۔

امام اہل سنت نے نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم اور اصحاب کرام وشہدائے عظام کے مزارات کے منہدم کرنے سے متعلق علامہ احمد بن علی بصری کے حوالے سے وہابیہ کی ناپاک جسارتوں کا ذکر کیا تو اس مقام پر تاج الشریعہ نے درج ذیل حاشیہ رقم فرمایا:

"مر في قول العلامة احمد بن علي البصري انه لما هدم قبور الشهداء والصحابة الكرام عليهم الرحمة والرضوان بدت اكفانهم وابدانهم ومن هذا يظهر انها كانت سالمة ولم تمر على الصحابة الوف ومائتي عام. لعنة الف مرة لملا اسماعيل ومقلديه من الوهابية المسودة الوجوه حيث يعتقدون في ذاته المقدس ﷺ مثل هذه العقيدة النجسة التي لا تليق بمسلم. اعاذنا الله سبحانه وتعالى اهل السنة والجماعة من وخامة عقيدتهم. (الازهري) [اهلاك الوهابين على توهين قبور المسلمين معربہ ص ۲۹]

تاج الشریعہ کی عبارت کا خلاصہ درج ذیل ہے۔

یعنی علامہ احمد بن علی بصری کے قول میں گزرا کہ جب شہدا اور صحابہ کرام علیہم الرحمۃ والرضوان کے مزارات منہدم کئے گئے تو ان کے کفن اور بدن ظاہر ہوئے۔ جس سے یہ ظاہر ہوا کہ ان کے کفن اور جسم محفوظ تھے حالانکہ ان کی تدفین کو بارہ سو سال کا عرصہ گزر چکا تھا۔ جبکہ اساتذہ ملا اسماعیل اور اس کے وہابی کالے چہرے والے پیروکاروں پر جو نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کی ذات اقدس کے حوالے سے اسی طرح کا ناپاک عقیدہ رکھتے ہیں جو مسلمان کے لائق نہیں۔ اللہ پاک اہل سنت وجماعت کو ان کی ناپاک صحبت سے محفوظ فرمائے۔

اس عبارت سے تاج الشریعہ نے اسماعیل دہلوی کی تقویۃ الایمان میں مسطور عقیدہ، معاذ اللہ، نبی مر کر مٹی میں مل گئے، کی طرف اشارہ کیا ہے۔ اور یہ باور کرانے کی کوشش کی ہے کہ جب صحابہ کرام اور شہدائے عظام کے بارہ سو سال کے بعد بھی جسم اور کفن سلامت ہیں تو نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کے بارے میں یہ عقیدہ کہ مر کر مٹی میں مل گئے یقیناً ناپاک عقیدہ ہے اور یہ کسی مسلمان کے لائق نہیں۔ اللہ پاک ان ناپاک عقیدے والوں سے حفاظت فرمائے۔ آمین۔

تاج الشریعہ کی حاشیہ وتعلیق نگاری کے حوالے سے یہ دو چند مثالیں پیش کی گئی ہیں جس سے اہل علم اور ارباب ذوق تاج الشریعہ کے علمی معیار اور ان کے تحقیقی مقام کا بخوبی اندازہ لگا سکتے ہیں۔

یہ اوراق تفصیل کے متحمل نہیں ہیں۔ ورنہ مزید تفصیل پیش کی جاتی۔

دعا ہے اللہ پاک اس مختصر تحریر کو شرف قبول عطا فرمائے اور تاج الشریعہ کے مزار پر انوار پر رحمت ونور کی بارش نازل فرمائے۔ اور ان کے صدقے میں ہم کو خصوصی رحمتوں سے نوازے۔ **آمین**

بجاہ النبی الامین الکریم علیہ الصلاۃ والتسلیم۔

مولانا طارق انور مصباحی (کیرالا)
مدیر ماہنامہ پیغام شریعت (دہلی)

حضور تاج الشریعہ اور شرح قصیدہ بردہ

تاج الشریعہ، بدر الطریقہ، تاج الفقہاء والمحدثین، رئیس العلماء والمحققین، تاجدار اہل سنن، ماہر علم وفن، مفتی قوم وملت، جانشین حضور مفتی اعظم، آفتاب رشد وہدایت، نیر برج سعادت، عاشق مصطفی، صاحب زہد واتقا، حضرت علامہ مفتی محمد اختر رضا خاں ازہری قدس سرہ العزیز اپنی زندگی بھر اسلام واہل اسلام کی نوع بہ نوع خدمات انجام دیتے رہے۔ اللہ تعالیٰ نے عوام وخواص میں ایسی قبولیت عامہ عطا فرمائی تھی کہ جہاں قدم رکھ دیتے، عشاق وزائرین کا اتنا بڑا مجمع اکٹھا ہو جاتا کہ اس کا حساب وشمار نہیں رہتا۔ ممدوح گرامی کی نماز جنازہ میں اتنا عظیم ازدحام ہوا کہ ماہرین آج تک اس کا صحیح اندازہ بھی پیش نہ کر سکے۔ بس اتنا کہا جاسکتا ہے کہ ہندوستان میں کسی نماز جنازہ میں آج تک اتنا بڑا مجمع دیکھنے کو نہیں ملا، بلکہ تاریخ عالم میں بھی اس کی مثال نہیں ملتی۔ یہ آپ کی قبولیت کی انتہائی روشن دلیل ہے۔

مفتی اعظم ہند کی خلافت وجانشینی:

حضور مفتی اعظم ہند حضرت علامہ مفتی مصطفیٰ رضا خاں نوری (۱۳۱۰ھ - ۱۴۰۲ھ - ۱۸۹۲ء - ۱۹۸۱ء) نے حضور تاج الشریعہ سے بہت سی امیدیں وابستہ کی تھیں۔ آپ فرمایا کرتے: ''اس لڑکے (تاج الشریعہ علامہ ازہری) سے بہت امید ہے''۔

دار الافتاء کی ذمہ داری حضرت علامہ ازہری کو سپرد کرتے وقت حضور مفتی اعظم ہند نے فرمایا:

''اختر میاں! اب گھر میں بیٹھنے کا وقت نہیں، یہ لوگ جن کی بھیڑ لگی ہوتی ہے، کبھی سکون سے بیٹھنے نہیں دیتے۔ اب تم اس کام کو انجام دو، میں تمہارے سپرد کرتا ہوں''۔

حاضرین وسامعین سے مخاطب ہو کر فرمایا:

"آپ لوگ اب اختر میاں سلمہ سے رجوع کریں۔ انھیں کو میرا قائم مقام اور جانشین جانیں"۔

حضور مفتی اعظم ہند علیہ الرحمہ اپنی زندگی کے آخری ایام میں حضور تاج الشریعہ کو تحریری طور پر اپنا جانشین بنادیا تھا۔ اس تحریر کی نقل مندرجہ ذیل ہے۔ بعض الفاظ صاف پڑھنے میں نہیں آتے۔ وہ خط کشیدہ ہیں۔

۷۸۶

۹۲

الحمد للہ رب العلمین والصلوٰۃ والسلام علی سید الانبیاء و جمیع الانبیاء و المرسلین و علی آلہ الطیبین و صحبہ الطاھرین اجمعین و بارک وسلم آمین برحمتک یا ارحم الراحمین۔

میں اختر میاں سلمہ کو قائم مقام کرتا ہوں۔ مولی اس میں برکت دے اور بہت اچھا علم عطا فرمائے۔

آمین برحمتک یا ارحم الراحمین و صلی اللہ تعالیٰ علی سیدنا محمد و آلہ و اصحابہ اجمعین۔

فقیر مصطفی رضا قادری غفرلہ

۲۶ رشوال ۹۶ ۱۳ھ

حضرت خواجہ غریب نواز کی بارگاہ میں بختیار کاکی رہے تو قطب الاقطاب بن گئے۔ بختیار کاکی کے دربار میں فرید الدین گنج شکر رہے تو مرجع الاولیا بن گئے، یعنی بڑوں کی صحبت میں رہنے والا بھی بڑا عظیم ہوجاتا ہے۔ اعلیٰ حضرت کی خدمت میں مولانا مصطفی رضا رہے تو مفتی اعظم بن گئے۔ مفتی اعظم کی خدمت میں مولانا اختر رضا رہے تو تاج الشریعہ بن گئے۔

حیات مستعار کا اجمالی خاکہ

آپ بروز منگل ۲ / ذی قعدہ ۱۳۶۱ھ مطابق ۲۳ / نومبر ۱۹۴۳ء کو بریلی شریف میں پیدا ہوئے۔

بروز جمعہ بعد نماز مغرب ۶ ذی قعدہ ۱۴۳۹ھ مطابق ۲۰ جولائی ۲۰۱۸ء کو واصل الی اللہ ہوئے۔

جب آپ کی عمر چار سال، چار ماہ، چار دن کی ہوئی تو آپ کے والد ماجد حضور مفسر اعظم ہند حضرت علامہ ابراہیم رضا خاں جیلانی میاں (م ۱۹۶۵ء) نے بسم اللہ خوانی کی تقریب منعقد کی۔ جامعہ منظر اسلام (بریلی شریف) کے تمام طلبہ کو دعوت دی گئی۔ رسم بسم اللہ خوانی تاجدار اہل سنت حضور مفتی اعظم ہند رضی اللہ تعالی عنہ کے ہاتھوں انجام پائی۔ حضور تاج الشریعہ نے ناظرہ قرآن مجید اپنی والدہ ماجدہ سے گھر پر ہی مکمل فرمایا۔ اردو کی ابتدائی کتابیں والد ماجد سے پڑھیں۔ درس نظامی کی تکمیل جامعہ منظر اسلام (بریلی شریف) سے کی ۱۹۶۳ء میں جامع ازہر (مصر) میں داخل ہوئے۔ وہاں "کلیہ اصول الدین" میں تین سال تک تعلیم حاصل فرمائی۔ ۱۹۶۶ء مطابق ۱۳۸۶ھ میں فارغ التحصیل ہوئے۔ جامع ازہر میں اپنے کلاس میں اول پوزیشن حاصل کرنے کی وجہ سے آپ کو "جامع ازہر ایوارڈ" سے سرفراز کیا گیا۔ ۱۹۶۷ء میں تدریسی زندگی کا آغاز جامعہ منظر اسلام (بریلی شریف) سے کیا۔ ۱۹۷۸ء میں آپ جامعہ منظر اسلام کے صدر مدرس اور رضوی دارالافتاء کے صدر مفتی مقرر کیے گئے۔ کثرت مشاغل کے سبب ۱۹۸۰ء میں جامعہ منظر اسلام سے مستعفی ہو گئے۔ آپ طویل مدت تک "رضا جامع مسجد" بریلی شریف میں امامت و خطابت کے فرائض بھی انجام دیتے رہے۔ تبلیغی سفر کی کثرت کے سبب یہ خدمت موقوف ہو گئی۔ بعد میں جب بھی جمعہ میں آپ حاضر ہوتے تو جمعہ کا خطاب فرماتے اور نماز جمعہ آپ پڑھاتے۔

تاج الشریعہ حضرت علامہ ازہری قدس سرہ العزیز طویل مدت تک حضور مفتی اعظم ہند علیہ الرحمہ والرضوان کی بارگاہ میں فتویٰ نویسی کرتے رہے۔ ۱۹۶۶ میں ازہر (مصر) سے فراغت ہوئی۔ فراغت کے بعد ۱۳۸۶ھ مطابق ۱۹۶۶ء سے آپ نے حضور مفتی اعظم ہند کے دارالافتاء میں فتویٰ نویسی کا آغاز کیا اور حضور مفتی اعظم ہند قدس سرہ العزیز کے وصال سال ۱۴۰۲ھ مطابق ۱۹۸۱ء تک اسی دارالافتاء سے منسلک رہے۔ اس طرح آپ قریبا سولہ سال تک حضور مفتی اعظم ہند کی نگرانی میں فتویٰ نویسی کرتے رہے۔

حضور مفتی اعظم ہند علیہ الرحمہ والرضوان کے وصال کے کچھ دنوں بعد آپ کے کاشانہ مبارکہ پر

ہی "مرکزی دارالافتاء" قائم فرمایا اور فتویٰ نویسی کی خدمت انجام دیتے رہے۔ یہ سلسلہ آپ کے وصال تک جاری رہا۔ آپ اردو عربی اور انگریزی میں فتویٰ تحریر فرماتے تھے۔ آپ ہندوستان کے تنہا مفتی تھے جن کے فتاویٰ تین زبانوں میں ہیں۔

حضور مفتی اعظم ہند علیہ الرحمہ والرضوان نے بچپن ہی میں آپ کو بیعت کا شرف عطا فرمادیا تھا، پھر ۱۹ سال کی عمر میں ۸ شعبان المعظم ۱۳۸۱ھ مطابق ۱۵ جنوری ۱۹۶۲ء کو تمام سلاسل طریقت کی خلافت واجازت عطا فرمائی۔ آپ کو برہان ملت حضرت مفتی برہان الحق جبل پوری، سید العلماء حضرت سید شاہ آل مصطفیٰ برکاتی مارہروی، احسن العلماء حضرت سید شاہ مصطفیٰ حیدر حسن برکاتی مارہروی، والد ماجد مفسر اعظم ہند حضرت علامہ مفتی ابراہیم رضا خاں قادری علیہم الرحمہ والرضوان سے بھی سلاسل طریقت کی اجازت وخلافت حاصل تھی۔ حکیم الاسلام حضرت مولانا حسنین رضا خاں بریلوی رضی اللہ تعالیٰ عنہ کی دختر نیک اختر کے ساتھ ۳ نومبر ۱۹۶۸ء مطابق شعبان المعظم ۱۳۸۸ھ کو بروز اتوار محلہ کانکر ٹولہ شہر کہنہ بریلی شریف میں عقد نکاح ہوا۔ آپ کے ایک فرزند صاحب سجادہ حضرت مولانا عسجد رضا خاں قادری ناظم جامعۃ الرضا (بریلی شریف) ہیں اور پانچ صاحبزادیاں ہیں۔ عسجد رضا "آل انڈیا تحریک رضائے مصطفیٰ" کے صدر بھی ہیں، اور اب حضور تاج الشریعہ علیہ الرحمہ والرضوان کے جانشین بھی۔ اللہ تعالیٰ ان کے ذریعہ دین وسنیت کو استحکام عطا فرمائے: آمین

مختلف زبانوں میں تحریر وتقریر

آپ متعدد زبانوں میں تحریر وتقریر میں کامل مہارت رکھتے تھے۔ استاذ رفیع الدرجات محدث کبیر حضرت علامہ ضیاء المصطفیٰ قادری (گھوسی) دام ظلہ العالی تحریر فرماتے ہیں:

"اللہ تعالیٰ نے آپ کو کئی زبانوں پر ملکہ خاص عطا فرمایا ہے۔ زبان اردو تو آپ کی گھریلو زبان ہے اور عربی آپ کی مذہبی زبان ہے۔ ان دونوں زبانوں میں آپ کو خصوصی ملکہ حاصل ہے۔ جس پر آپ کی اردو اور عربی نعتیہ شاعری شاہد عدل ہیں۔ آپ کے برجستہ اور فی البدیہہ نعتیہ اشعار فصاحت و بلاغت، حسن ترتیب اور ندرت تخیل میں کسی کہنہ مشق استاد کے اشعار سے کم درجہ نہیں ہوتے۔

عربی کے قدیم وجدید اسلوب پر آپ کو ملکہ راسخ حاصل ہے۔ آپ کی خطابت وشاعری اور

اردو ترجمہ نگاری کسی پختہ کار عربی ادیب کے کارناموں پر بھاری نظر آتی ہے۔ جامعہ ازہر کے دور تحصیل میں جب آپ کا عربی کلام ازہر کے شیوخ سنتے تو کلام کی سلاست وفصاحت اور حسن ترتیب پر جھوم اٹھتے اور کہتے تھے کہ یہ کلام کسی غیر عربی کا محسوس ہی نہیں ہوتا۔ یہ واقعہ میرے سامنے ہی کا ہے کہ زمبابوے میں ایک مصری شیخ نے آپ کے حمدیہ اشعار سنے تو بہت محظوظ ہوئے اور اس کی نقل کی فرمائش بھی کر ڈالی۔

میں نے انگلینڈ، امریکہ، ساؤتھ افریقہ، زمبابوے وغیرہ میں بر جستہ انگریزی زبان میں تقریر و وعظ کرتے دیکھا ہے" اور وہاں کے تعلیم یافتہ لوگوں سے آپ کی تعریفیں سنی ہیں اور یہ بھی ان سے سنا کہ حضرت کو انگریزی زبان کے کلاسیکی اسلوب پر عبور حاصل ہے"۔

(تجلیات تاج الشریعہ: ص ۷۱۔ رضا اکیڈمی ممبئی)

آپ نے عربی، فارسی، انگریزی اور اردو زبانوں میں اپنی تصانیف، فتاویٰ اور نظم ونثر قوم کو عطا فرمایا۔ عربی زبان میں آپ نے بہت سی کتابیں تحریر فرمائیں اور اعلیٰ حضرت قدس سرہ العزیز کی بہت سی کتب ورسائل کا بھی عربی میں ترجمہ فرمایا۔ امام اہلسنت علیہ الرحمہ کی بعض عربی کتب ورسائل کا اردو میں ترجمہ بھی آپ نے کیا۔ انگریزی میں بھی متعدد تصانیف آپ کی ہیں اور اردو کتب و رسائل کی تعداد دو درجن سے زیادہ ہے۔ آپ کی تصانیف کی نا تمام فہرست مندرجہ ذیل ہے۔

عربی تصانیف

(۱) الحق المبین (۲) الصحابہ نجوم الاہتداء (۳) شرح حدیث الاخلاص (۴) نبذۃ حیاۃ الامام احمد رضا (۵) سد المشارع (۶) الفردۃ شرح القصیدۃ البردہ (۷) تعلیقات الازہری علی صحیح البخاری (۸) تحقیق ان ابا سیدنا ابراہیم علیہ السلام تارخ لا آزر (۹) مرآۃ النجدیہ بجواب البریلویہ (۱۰) روح الفواد بذکری خیر العباد (ﷺ) (۱۱) نغمات اختر (تعریب دیوان) (۱۲) نہایۃ الزین فی التخفیف عن ابی لہب یوم الاثنین (۱۳) حاشیہ عصیدۃ الشہدۃ شرح القصیدۃ البردہ۔

اردو کتابوں کا عربی ترجمہ

حضور تاج الشریعہ علیہ الرحمہ نے امام احمد رضا قادری قدس سرہ العزیز کی مندرجہ ذیل اردو

کتب و رسائل کا عربی ترجمہ کیا۔

(۱) سبحان السبوح عن عیب کذب مقبوح (۲) داماں باغ سبحان السبوح (۳) القمع المبین لآمال المکذبین (۴) برکات الامداد لاہل الاستمداد (۵) تیسیر الماعون للسکن فی الطاعون (۶) قوارع القہار فی الرد علی المجسمۃ الفجار (۷) النہی الاکید عن الصلوٰۃ وراء عدی التقلید (۸) حاجز البحرین الواقی عن جمع الصلاتین (۹) صلاۃ الصفا فی نور المصطفیٰ (۱۰) الفقہ شہنشاہ وان القلوب بید المحبوب بعطاء اللہ (۱۱) اہلاک الوہابیین علی توہین قبور المسلمین (صیانۃ القبور) (۱۲) شمول الاسلام لاصول الرسول الکرام (۱۳) الہاد الکاف فی حکم الضعاف (۱۴) الامن والعلی لناعتی المصطفیٰ بدافع البلاء۔

انگریزی تصانیف:

(1) Asar E Qiyamat (2) Fatwa on Wearing of The Tie (3) Azharul Fatawa (4) A Just Answer to The Biased Author (5) The Companions are the Stars of Guidance (6)= The Pinnacle of Beauty (7) Of Pure Origin (On the Identity of Prophet Ibrahim's Father)

عربی کتابوں کا اردو ترجمہ

حضور تاج الشریعہ علیہ الرحمہ نے امام احمد رضا قادری قدس سرہ العزیز کی مندرجہ ذیل عربی کتب و رسائل کا اردو ترجمہ کیا:

(۱) انوار المنان فی توحید القرآن (۲) المعتقد المنتقد مع المعتمد المستند (۳) الزلال الانقی من بحر سبقۃ الاتقی (۴) قصیدتان رائعتان (۵) عطایا القدیر فی حکم التصویر

اردو زبان میں تصانیف:

(۱) ہجرت رسول ﷺ (۲) آثار قیامت (۳) ٹائی کا مسئلہ (۴) حضرت ابراہیم علیہ السلام کے والد تارخ یا آزر (۵) ٹی وی اور ویڈیو کا آپریشن مع شرعی حکم (۶) شرح حدیث نیت

(۷) سنو، چپ رہو (۸) دفاع کنز الایمان (۹) تین طلاقوں کا شرعی حکم (۱۰) کیا دین کی مہم پوری ہو چکی ہے؟ (۱۱) جشن عید میلاد النبی صلی اللہ علیہ وسلم (۱۲) سفینۂ بخشش (نعتیہ دیوان) (۱۳) فضیلت نسب (۱۴) تصویر کا مسئلہ (۱۵) ٹائی کا مسئلہ (۱۶) القول الفائق بحکم الاقتدا بالفاسق (۱۷) افضلیت صدیق اکبر و فاروق اعظم رضی اللہ تعالیٰ عنہما (۱۸) سعودی مظالم کی کہانی اختر رضا کی زبانی (۱۹) فتاویٰ تاج الشریعہ (المواہب الرضویہ فی الفتاویٰ الازہریہ) (۲۰) چلتی ٹرین پر فرض و واجب نمازوں کی ادائیگی کا حکم (۲۱) مقدمہ: تجلیۃ السلم فی مسائل نصف العلم (۲۲) منحۃ الباری فی حل صحیح البخاری (۲۳) کفر، ایمان، تکفیر۔

الفردہ فی شرح قصیدۃ البردۃ

حضور تاج الشریعہ علیہ الرحمہ والرضوان کی یہ بے مثال تصنیف ہے۔ امام بوصیری رضی اللہ تعالیٰ عنہ محمد بن سعید بن حماد بن عبد اللہ صنہاجی مصری شرف الدین ابو عبد اللہ (۶۰۸ھ-۶۹۶ھ / ۱۲۱۳ء-۱۲۹۶ء) کا "قصیدہ بردہ" سارے جہاں میں مشہور و معروف ہے۔ اس کے فوائد و برکات اور دربار رسالت مآب صلی اللہ علیہ وسلم میں اس قصیدہ کی قبولیت سے سارا عالم اسلام واقف ہے۔ اس کی بے شمار شرحیں مختلف زبانوں میں تحریر کی گئیں۔ عربی زبان میں بھی متعدد شرحیں موجود ہیں۔ مشہور مقولہ ہے:

ہر گلے را رنگ و بوئے دیگر است

ممدوح گرامی کی شرح علمی دنیا میں خوب پسند کی گئی۔ علمائے عرب نے بھی اس کی تحسین فرمائی۔ صاحبزادہ گرامی حضرت مولانا عسجد رضا قادری دام ظلہ الاقدس نے اپنے خاص صرفے سے اسے شائع کیا۔ کتاب 321 صفحات کی ہے۔ یہ کتاب بہت سے مدارس اسلامیہ میں داخل نصاب بھی ہے۔ یہ کتاب کی قبولیت و افادیت پر واضح دلیل ہے۔

اس کا اردو ترجمہ و شرح شہزادہ و امین شریعت حضرت علامہ سلمان رضا قادری نے "الوردۃ شرح البردۃ" کے نام سے تحریر فرمایا ہے۔ یہ ترجمہ مکتبہ جامعۃ الرضا مرکز اہل سنت بریلی شریف سے ۱۴۳۹ھ مطابق ۲۰۱۷ء میں شائع ہوا ہے۔

وجہ تصنیف بیان کرتے ہوئے حضور تاج الشریعہ قدس سرہ العزیز نے تحریر فرمایا:

فلقد اقترح مني بعض خلص الاحباب ان اشرح لهم قصيدة البردة التي انشدها الشيخ الامام شرف الدين البوصيري قدس الله سره اجابةً لطلبهم عزمت على ان اشرحها اسعافا لهم وتيمنا بهذه القصيدة الميمونة المباركة متكلا على الله ومستعينا به وهو حسبي ونعم الوكيل۔

(الفردوۃ شرح البردۃ ص ۱۷، جامعۃ دراسات الرضا بریلی شریف)

ترجمہ: مجھ سے میرے بعض مخلص احباب نے خواہش ظاہر کی کہ میں ان کے لیے قصیدہ بردہ شریف کی شرح لکھوں، جسے شیخ امام شرف الدین بوصیری قدس سرہ العزیز نے نظم کیا تو ان احباب کی طلب کی تکمیل کے لئے میں اس کی شرح کا قصد کیا، انھیں باسعادت بنانے کے لیے اس بابرکت قصیدہ مبارکہ سے برکت حاصل کرنے کے لیے بھروسہ کرتے ہوئے اللہ تعالیٰ پر اور اسی سے مدد طلب کرتے ہوئے، اور وہ مجھے کافی ہے اور بہترین نگہبان ہے۔

الفردوہ کے خصائص وامتیازات

قصیدہ بردہ شریف کی دیگر تمام شروحات میں کچھ نہ کچھ خوبیاں ضرور ہیں۔ اللہ تعالیٰ تمام شارحین کی خدمتوں کو شرف قبولیت عطا فرمائے (آمین) میں یہاں حضور تاج الشریعہ قدس سرہ العزیز کی شرح قصیدہ بردہ شریف کی خوبیاں پیش کر رہا ہوں۔

حضور تاج الشریعہ علیہ الرحمہ نے شرح قصیدہ بردہ شریف میں فصیح عربی زبان کا استعمال فرمایا اور ایسے الفاظ وکلمات کو لائے جو دلوں میں نقش ہو جائیں اور پڑھنے والے کے قلب وذہن پر اثر انداز ہو سکیں۔ اسلوب بیان بھی دلنشین اور بے حد اثر انگیز ہے۔ آپ نے آسان تراکیب کا استعمال کرنے کا قصد فرمایا۔ آپ نے اس اصول کو پیش نظر رکھا کہ قلیل الفاظ کے ضمن میں کثیر معانی بتائے جا سکیں اور اس کوشش میں آپ بہت کامیاب بھی ہوئے۔ شرح قصیدہ کے الفاظ وعبارات حسن وجمال کے آئینہ دار ہیں۔ امام بوصیری علیہ الرحمۃ والرضوان کے مراد ومفاہیم کی وضاحت کے ساتھ آپ نے اشعار طیبہ کی اضافت تراکیب، حسن بیان، ان کلمات میں پوشیدہ علمی وادبی حقائق کی جانب بھی اشارہ فرمایا۔ معانی مقصود کو دلائل قویہ سے مدلل بھی فرمایا اور امثال اشعار کے ذریعہ اصل مقصود کی توضیح وتشریح بھی فرمائی۔

آپ نے اس بے نظیر و بے مثال شرح کو محض لفظی تنقیح تک محدود نہ رکھا، بلکہ الفاظ و عبارت کی لغوی، نحوی، صرفی کی وضاحت اور بیان فصاحت و بلاغت کے ساتھ معنوی تشریح کا بھی مکمل لحاظ فرمایا۔ عقائد اہل سنت کا اثبات بھی فرمایا اور اہل بدعات کا رد و ابطال بھی۔ اشعار کے فوائد بھی بیان فرمائے اور موقع بموقع قرآن و احادیث، اقوال صحابہ کرام و فقہائے اسلام سے استدلال بھی فرمایا۔

حضور تاج الشریعہ علیہ الرحمۃ والرضوان کی شرح قصیدہ بردہ شریف کی چند اہم خصوصیات تحریر کی جاتی ہیں۔ ہر خصوصیت کی تفہیم کیلئے شرح قصیدہ بردہ شریف کی بعض عبارات اور متعلقہ شعر نقل کر دیا گیا ہے۔ اختصار کی غرض سے ہم ایک دو مثالوں پر ہی اکتفا کریں گے۔ ہم نے ہر خصوصیت کے ضمن میں متعدد خصائص کو منضم کر دیا ہے، جو بجائے خود ایک مستقل خصوصیت ہے، لیکن قلت وقت کے سبب ہم تفصیل سے قاصر ہیں، ان شاء اللہ تعالیٰ کبھی بھی ان حقائق کو با تفصیل سپرد قرطاس کیا جا سکتا ہے۔: وما توفیقی الا باللہ العلی العظیم والصلوۃ والسلام علی حبیبہ الکریم وآلہ العظیم

پہلی خصوصیت:

حضور تاج الشریعہ علیہ الرحمہ قصیدہ بردہ شریف کے مفرد الفاظ کے لغوی معانی اور معنی مستعمل فیہ کو بیان فرمایا۔ بہت سے مقامات پر لغوی و اصلاحی معانی کے مابین ربط و تعلق کو ظاہر کیا۔ کثرت و فصاحت کے لیے عربی اشعار اور اہل عرب کے اقوال سے استدلال کیا تا کہ امام بوصیری کے معنی مراد کی وضاحت ہو سکے۔

أمن تذكر جيران بذي سلم　　　مزجت دمعا جرى من مقلة بدم

ترجمہ: کیا تمہارا رونا ذی سلم کے پڑوسیوں کو یاد کرنے کی وجہ سے ہے جس کی وجہ سے تم نے گوشہ چشم سے بہنے والے آنسوؤں کو خون سے ملا دیا۔

وقوله مزجت من المزج هو الخلط ولكن بينهما فرقا ابداه اهل المعرفة باللغة فالمزج خلط الشيئين بحيث يكون منهما حقيقة واحدة كما انك تمزج الماء باللبن والاقط بالسمن او بالعسل ويكون بهذا كله حقيقة واحدة والخلط اعم من هذا تقول خلطت الدراهم بالدنانير فالدراهم والدنانير مخلوطة ولكن

بخلطهما لا تحدث حقيقة واحدة فالدراهم بحالها والدنانير بحالها والأمر في الأول على العكس - اذا مزجت هذا بهذا احصل ما مزجته وصار شيئا واحدا وهذا هو الفرق (الزبدة في شرح القصيدة البردة ص ۰)

ترجمہ: **(مزجت) المزج** مصدر سے ہے اور **(المزج)** کا معنی خلط کرنا ہے، لیکن مزج اور خلط کے درمیان فرق ہے۔ فن لغت کے ماہرین نے اسے بیان کیا، پس **(المزج)** دو چیزوں کو اس طرح ملا دینا ہے کہ ان دو چیزوں کو ملانے سے کوئی ایک نئی حقیقت کا وجود ہو جائے، جیسے اگر تم پانی کو دودھ سے ملاؤ اور پنیر کو گھی یا شہد سے ملاؤ تو ان تمام چیزوں سے حقیقت واحدہ پیدا ہو جائے گی، اور **(الخلط)** اس سے عام ہے۔ کہا جاتا ہے: میں نے درہموں کو دینار سے ملا دیا تو دراہم اور دینار غیر مخلوط ہو جاتے ہیں، لیکن باوجود اس کے ان دونوں کے ملا دینے سے حقیقت واحدہ نہیں بنتی ہے۔ درہم اپنی حالت پر رہتا ہے اور دینار اپنی حالت پر رہتا ہے۔ لیکن پہلی والی صورت میں معاملہ اس کے برعکس ہے، اس لیے کہ جب تم کسی چیز سے مزج کرو گے تو جو چیز ملائی جائے گی، وہ معدوم ہو جائیں گی، اور وہ ایک دوسری شئی بن جائے گی، اور ان دونوں **(مزج وخلط)** میں یہی فرق ہے۔

دوسری خصوصیت

حسب ضرورت نحوی وصرفی قوانین کو بیان فرمایا۔ نحوی ترکیب اور نحو وصرف کی اصطلاحات کو رقم فرمایا۔ اشعار کے کلمات کے اعراب کو بھی بیان فرمایا، تاکہ اعراب اور لغت میں کوئی ابہام وخفا باقی نہ رہ جائے۔

أمن تذكر جيران بذي سلم — مزجت دمعا جرى من مقلة بدم

ترجمہ: کیا تمہارا رونا ذی سلم کے پڑوسیوں کو یاد کرنے کی وجہ سے ہے جس کی وجہ سے تم نے گوشۂ چشم سے بہنے والے آنسوؤں کو خون سے ملا دیا۔

الهمزة للاستفهام ولها الصدارة ومن متعلق بمزجت الذي بعد الافادة للحصر اي من اجل تذكرك مزجت الدمع بالدم لا لاجل شيء غير هذا، وقدمه لافادة الحصر ورعاية للنظم والافادة للتعليل يعني ان سبب كذلك تذكرك للجيران الكائنين

بذی سلم موضع بالمدینة (الفرطاس شرح القصیدة البردۃ ص ۶)

ترجمہ: ہمزہ استفہام کے لیے ہے، اور جو شروع کلام کو چاہتا ہے۔ **(من)** حرف جار فعل **(مزجت)** سے متعلق ہے، اور اس کو حصر بتانے کے لیے مقدم کیا گیا ہے یعنی تمہاری یاد کرنے ہی کی وجہ سے تم آنسوؤں کو خون سے ملا دیا، کسی اور وجہ سے نہیں، اور اسے حصر بتانے، نظم کی رعایت اور تعلیل کو بیانے کے لیے مقدم کیا گیا ہے، یعنی تیرے رونے کا سبب تیرا ان پڑوسیوں کو یاد کرنا ہے جو ذی سلم کے رہنے والے ہیں جو مدینہ شریف میں ایک جگہ کا نام ہے۔

یالائمی فی الهوی العذری معذرة　　　منی الیك ولو انصفت لم تلم

ترجمہ: اے بنی عذرہ کی طرح عشق میں مجھے ملامت کرنے والے میری معذرت کو قبول کر، اگر تو انصاف کرتا تو ہرگز ملامت نہ کرتا۔

یا حرف نداء للبعید والقریب ولائمی ای یاعاذل معذرة مفعول به مفعول لفعل مقدر بتقدیرہ اقبل او هذا ومنی جار مجرور متعلق بقوله معذرة والیك فی محل الحال من الضمیر المجرور قبله (الفرطاس شرح القصیدة البردۃ ص ۲۳)

ترجمہ: **(یا)** حرف قریب و بعید دونوں کے لیے۔ اور **(لائمی)** یعنی اے مجھے ملامت کرنے والے **(معذرة)** فعل مقدر کا مفعول بہ ہے۔ اس کی تقدیر یہ ہے **(اقبل وهذا معذرة) (الیك)** ماقبل ضمیر مجرور سے محل حال میں ہے۔

تیسری خصوصیت:

قصیدہ کے اشعار میں موجود فصاحت و بلاغت کو ظاہر فرمایا اور ابواب بلاغت کی اصطلاحات کی وضاحت تحریر فرمائی، مثلاً تشبیہ، ارکان تشبیہ، اغراض تشبیہ، حقیقت، مجاز، استعارہ، مجاز مرسل، محسنات لفظیہ و معنویہ وغیرہ مصطلحات اہل بلاغت کی توضیح و تشریح مثالوں کے ذریعہ فرمائی۔

ام هبت الریح من تلقاء کاظمة　　　واومض البرق فی الظلماء من اضم

ترجمہ: یا کاظمہ کی جانب سے باد صبا چلی ہے یا جبل اضم سے تاریک رات میں بجلی چمکی؟

ویحتمل ان یراد بالریح ریح صبا وحینئذ یمکن القول بالاستعارة کلن العاطم

الناظم ادعى ان سيرة سيدنا محمد رسول الله ﷺ وشمائله ومكارم اخلاقه من جنس ريح صبا ثم شبه تلك الشمائل والسيرة الطيبة بريح صبا فكنى المشبهة وصرح بالمشبه به وهذا استعارة مصرحة۔ والهبوب ايضا فيه مجاز وفيه استعارة فالهبوب فيه ترشيح لاستعارة المصرحة يعني هل وصلت اليك شمائله وسيرته الطيبة وتذكرت مكارم اخلاقه التي تشبه ريح صبا والتي انتشرت في الآفاق وعمت البلاد فهيج ذلك منك البكاء۔ (الفردة في شرح القصيدة البردة ص)

ترجمہ: **ریح** سے باد صبا بھی مراد ہو سکتی ہے اور یہاں استعارہ ممکن ہے گویا ہوشمند قلم نگار امام بوصیری نے اس بات کا دعویٰ کیا کہ میرے آقا علیہ الصلوٰۃ والسلام کی سیرت طیبہ اور شمائل وخصائل اور اعلیٰ اخلاق باد صبا کی مسرت آمیز صدا ہے پھر انہوں نے ان شمائل اور سیرت طیبہ کو باد صبا کے مشابہ قرار دیا، پھر مشابہ کی طرف محض اشارہ کیا، اور مشابہ بہ کی تصریح فرمائی۔ یہی استعارہ تصریحیہ ہے اور ہبوب بھی یہاں مجازی معنی میں مستعمل ہے اور ہبوب میں استعارہ تصریحیہ کے لیے ترشیح ہے۔ مفہوم یہ ہے کہ کیا تم تک حضور اقدس ﷺ کے شمائل وخصائل اور آپ کی سیرت طیبہ پہنچ گئی ہے؟ جس کی وجہ سے تم نے حضور اقدس ﷺ کے اعلیٰ اخلاق کو یاد کیا جو باد صبا کے مانند ہیں اور جو آفاق میں پھیلے ہوئے اور مشرق ومغرب میں چھائے ہوئے ہیں تو اس کی وجہ سے تم کو رونا آ گیا؟

چوتھی خصوصیت:

قصیدہ بردہ شریف کے ماقبل کے شارحین کے تسامحات پر قوی اور واضح دلائل کے ساتھ کلام فرمایا اور ان کے کلام میں پائے جانے والے تناقص اور تضاد کو دور فرمایا اور اس امر میں آداب کا کامل لحاظ فرمایا:

اوكان احسن ما قاله الغزيوي في التفرقة بين نعم وبلى تذكرة ولزيادة للبيان و ايضاحا للمرام وازالة للابهام وها انا ذا اصدر ماقاله العلامة الغزيوي قال ما نصه: الفرق بينهما وبين بلى ان نعم حرف تصديق لكن يقع تصديقا للايجاب والنفي في الخبر والاستفهام جميعا وبلى يختص بالنفي ولا تقع تصديقا ولهذا لو

قال القائل: بلى كان مؤمناً فى جواب ألست بربكم۔ لأنه فى قوة بلى أنت ربنا۔ و لو قال القائل: نعم فيه لكان كافرا لانه فى قوة نعم لست بربنا۔ والذى نظمه بعضهم:

بعد نفى قل نعم لا بعد ايجاب كذا   بعد ايجاب نعم لا بعد ايجاب بلى

والذى ظهر بعد التامل ان فى عبارة الخربوتى شيئاً من الابهام وما اورده من البيت لا يخلو عن مزيد من الابهام و فيه مناقضة ظاهرة حيث قال فى الشطر الاول: بعد نفى قل نعم، لا بعد ايجاب كذا۔ و فى الشطر الثانى قال: بعد ايجاب نعم، لا بعد ايجاب بلى۔

وملاحظة الشطرين يظهر لك الخطأ فيه حيث منع ان يجاء بنعم بعد ايجاب فى الشطر الاول و فى الوقت نفسه اجاز ان يجاء بنعم بعد ايجاب فى الشطر الثانى ولعل فى البيت تصحيفا وقع من ايدى بعض النساخ او ربما خطأ فى المعنى۔

(الفرحة شرح القصيدة البردة ص ۱۰۲)

ترجمہ: مقصد کی وضاحت اور ابہام کو دور کرنے کے لیے میں **(نعم)** اور **(بلی)** کے درمیان علامہ خربوتی کے بیان کردہ فرق کا اعادہ کر دینا چاہتا ہوں۔

علامہ خربوتی نے اس کے متعلق یہ تصریح فرمائی کہ **(نعم)** اور **(بلی)** کے درمیان فرق یہ ہے کہ نعم حرف تصدیق ہے لیکن وہ ایجاب و نفی کی تصدیق واقع ہوتا ہے خبر و استفہام دونوں میں لیکن **(بلی)** صرف نفی کے ساتھ خاص ہے۔ ایجاب کی تصدیق واقع نہیں ہوتا اسلئے اگر کوئی **(الست بربنا)** کی قوت میں ہے۔ کسی نے اس کو یوں نظم کیا۔

ادنیٰ تامل سے آپ پر واضح ہو جائے کہ علامہ خربوتی کی مذکورہ بالا عبارت میں کچھ ابہام ہے اور جو شعر انہوں نے نقل کیا، اس میں تو اور زیادہ ابہام ہے۔ اس شعر میں واضح تناقض موجود ہے اس اعتبار سے کہ انہوں نے پہلا مصرعہ یوں بیان کیا: **بعد نفی قل نعم لا بعد ایجاب کذا** اور دوسرا مصرعہ کہا: **بعد ایجاب نعم لا بعد ایجاب بلی**

دونوں مصرعوں کو ملاحظہ کرنے کے بعد آپ پر صریح تعارض واضح ہو گیا ہوگا کہ انہوں نے مصرعہ اولیٰ میں ایجاب کے بعد **(نعم)** لانے سے منع کیا ہے اور پھر اسی وقت میں دوسرے مصرعہ میں ایجاب کے بعد **(نعم)** کی اجازت بھی دے دی۔ ہو سکتا ہے کہ کاتب کے ہاتھ سے کوئی تحریف واقع ہوئی ہو، جس سے معنی میں خبط پیدا ہو گیا ہو۔

پانچویں خصوصیت:

ہر شعر کی ایسی تشریح فرمائی کہ مفاہیم و معانی آفتاب نیم روز کی طرح روشن ہو گئے، شکوک و شبہات دور ہو گئے اور اعتراضات و سوالات ختم ہو گئے۔

واثبت الوجد خطی عبرۃ وضنی مثل البهار علی خدیک والعنم

ترجمہ: غم عشق اور حزن قلبی نے تیرے دونوں رخساروں پر گریہ وزاری اور لاغری کے دونشان مثل گل بہار و شاخ عنم کے ثابت کر دیئے ہیں۔

ای و بعد ما اثبت الوجد خطی عبرۃ وضنی: مثل البهار علی خدیک والعنم وبهذا التقدیر یتبین لک ان قوله (واثبت الوجد) جملة معطوفة علی قوله شهدت المتقدم علیها بعد ما و کذلک یقدر هنا ما مصدریة التی دخل علیها بعد ای و بعد ما اثبت الوجد خطی عبرۃ وضنی ای فکیف تنکر حبا بعد ما شهدت به علیک العدول من الدمع والسقم وبعد ما اثبت الوجد خطی عبرۃ وضنی۔

(الخرپوتی شرح القصیدۃ البردۃ ص)

ترجمہ: یعنی غم و حزن کا تیرے رخساروں پر گریہ وزاری اور لاغری کے دونشان منقش کر دینے کے بعد (جب تیرا عشق ثابت ہو گیا تب پھر تم کیسے عشق کا انکار کر سکتے ہو) اس تقدیر سے خوب ظاہر ہو گیا کہ (**اثبت الوجد**) جملہ معطوف (**شهدت**) پر اور اسی طریقے سے یہاں اس شعر کے شروع میں (**ما**) مصدریہ ہے جس پر (**بعد**) داخل ہے، یعنی (**بعد ما**) بھی مقدر ہے۔ گویا عبارت یوں ہے **بعد ما شهدت به علیک العدول من الدمع والسقم و بعد ما اثبت الوجد خطی عبرۃ وضنی**

چھٹی خصوصیت

شرح میں قصیدہ بردہ شریف کے اشعار کے ذریعہ اہل سنت و جماعت کے عقائد ثابت کئے گئے ہیں۔ عقائد کے اثبات کے لیے قرآن مجید کی آیات مقدسہ، احادیث طیبہ، ارشادات صحابہ کرام و اقوال فقہائے عظام سے استدلال کیا گیا ہے۔ ۱۳۸/فردہ ۸۵

وقد استلزم كونه صلى الله تعالى عليه وسلم داعيا كونه شاهدًا واستصحب العموم كما اقتضاه الداعي واقتضى الامر بتعزيره و توقيره ولذلك قال الله سبحانه و تعالى: ﴿إِنَّا أَرْسَلْنٰكَ شٰهِدًا وَّمُبَشِّرًا وَّنَذِيْرًا وَّدَاعِيًا إِلَى اللّٰهِ بِإِذْنِهٖ﴾ الى قوله ﴿وَتُعَزِّرُوْهُ وَتُوَقِّرُوْهُ﴾

وقد عثرنا على تفصيل جميل في كلام الامام العلامة اسماعيل الحقي مشتمل على فوائد مهمة۔ فاحببنا ان نذكرها لمناسبة المقام۔

قال رضي الله تعالى عنه في روح البيان تفسير القوله تعالى ﴿وَتُعَزِّرُوْهُ﴾ الآية معنى تعظيم رسول الله صلى الله تعالى عليه وسلم و توقيره حقيقة اتباع سنته في الظاهر و الباطن والعلم بانه زبدة الموجودات و خلاصتها و هو المحبوب الازلي وما سواه تبع له و لذا ارسله تعالى شاهدًا فانه لما كان اول مخلوق خلقه الله كان شاهدًا بوحدانية الحق و ربوبيته و شاهدًا بما اخرج من العدم الى الوجود من الارواح والنفوس والاجرام والاركان الاجسام والاجساد والمعادن والنبات والحيوان والملك والجن والشيطان والانسان وغير ذلك لئلا يشذ عنه ما يمكن للمخلوق دركه من اسرار افعاله و عجائب صنعه و غرائب قدرته بحيث لا يشاركه فيه غيره و لهذا قال عليه الصلاة والسلام: علمت ما كان وما سيكون لانه شاهد الكل وما غاب لحظة۔ (القردہ شرح قصیدۃ البردۃ ص ۸۵)

ترجمہ: آپ ﷺ کا داعی ہونا آپ کے بالعموم شاہد (حاضر و ناظر) ہونے کو مستلزم ہے، اس لئے کہ داعی کا معنی اس کے عموم کو چاہتا ہے، نیز یہ امر آپ ﷺ کی تعظیم و توقیر کا بھی مقتضی

ہے، اسی وجہ سے اللہ تعالیٰ نے ارشاد فرمایا: ﴿اِنَّا اَرْسَلْنٰكَ شَاهِدًا وَّمُبَشِّرًا وَّنَذِیْرًا لِّتُؤْمِنُوْا بِاللّٰهِ وَرَسُوْلِهٖ وَتُعَزِّرُوْهُ وَتُوَقِّرُوْهُ﴾ (سورۃ الفتح، آیۃ ۸)

علامہ اسماعیل حقی کے کلام میں عمدہ تفصیل پر فوائد پر مجھے آگاہی ہوئی، جو اہم فوائد پر مشتمل ہے۔ مقام کی مناسبت سے میں یہاں نقل کر دینا چاہتا ہوں۔

علامہ حقی رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے "روح البیان" میں فرمان باری تعالیٰ ﴿وَتُوَقِّرُوْهُ﴾ کی تفسیر کرتے ہوئے فرمایا کہ حضور صلی اللہ علیہ وسلم کی تعظیم وتوقیر کا معنی ظاہر وباطن میں حقیقی طور پر حضور صلی اللہ علیہ وسلم کی سنت کا اتباع کرنا ہے، اور اس بات کا اعتقاد رکھنا ہے کہ آپ صلی اللہ علیہ وسلم ہی تمام موجودات کے خلاصہ اور لب لباب ہیں اور آپ صلی اللہ علیہ وسلم ہی حبیب ازلی ہیں اور سبھی کو آپ صلی اللہ علیہ وسلم کے علاوہ سب آپ صلی اللہ علیہ وسلم کے تابع ہیں، اسی وجہ اللہ تعالیٰ نے آپ کو شاہد بنا کر بھیجا، کیوں کہ آپ صلی اللہ علیہ وسلم اللہ تعالیٰ کی سب سے پہلی مخلوق ہیں تو آپ صلی اللہ علیہ وسلم اللہ تعالیٰ کی وحدانیت اور اس کی ربوبیت کو شاہد ہیں اور تمام موجودات کو پردۂ عدم سے وجود بخشے جانے کے شاہد ہیں یعنی ارواح ونفوس، ارکان واجسام، واجساد ومعدنیات، نباتات، حیوانات فرشتے، جن، شیطان وانسان وغیرہ سبھی کو عدم سے وجود میں نکالے جانے کا مشاہد کرنے والے ہیں (اور آپ صلی اللہ علیہ وسلم ان تمام موجودات کے اس لیے شاہد ہیں) تاکہ رب تعالیٰ کے اسرار اور اس کی قدرت وصنعت کے عجائب وغرائب کا وہ علم جس کا ادراک مخلوق کے لیے ممکن ہے، اس کا علم آپ سے چھوٹ نہ جائے، اور اس میں کوئی بھی آپ کا شریک نہیں، اسی لیے آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے ارشاد فرمایا: میں نے جان لیا جو کچھ ہو چکا اور جو کچھ ہونے والا ہے۔ یہی وجہ ہے کہ آپ صلی اللہ علیہ وسلم تمام اشیا کے شاہد ہیں اور کوئی چیز آپ صلی اللہ علیہ وسلم سے پوشیدہ نہیں۔

توضیح مذکورہ بالا عبارت میں حضور تاج الشریعہ قدس سرہ العزیز نے حضور اقدس سرور دوجہاں صلی اللہ علیہ وسلم کے حاضر وناظر ہونے کا بیان دلائل کے ساتھ فرمایا۔ مفسر قرآن علامہ اسماعیل حقی (م ۱۱۳۷ھ) کی تفسیر روح البیان کی عبارت کو بطور حوالہ پیش کیا۔

ساتویں خصوصیت:

دلائل وبراہین کی روشنی میں جا بجا باطل فرقوں کا رد کیا گیا ہے۔ ان کی پیش کردہ دلیلوں کی

خامیاں رقم کی گئیں اور ان کے افکار باطلہ نظریات فاسدہ کی تغلیط کی گئی ہے۔

فمبلغ العلم فیہ انہ بشر — وانہ خیر خلق اللہ کلھم

ترجمہ: حضور صلی اللہ علیہ وسلم کے بارے میں ہمارا مبلغ یہ ہے کہ آپ صلی اللہ علیہ وسلم بشر ہیں اور یہ کہ آپ صلی اللہ علیہ وسلم اللہ تعالیٰ کی مخلوق میں سب سے افضل ہیں۔

قال فی الشرح المذکور فی البیت ایماء الی تساوی الناس فی البشریۃ والتمایز بالمعارف والخصائص الجمیلۃ فالمصنف أومأ فی الاول بأنہ بشر بمشارکۃ ابناء ھذا النوع فی البشریۃ وفی الثانی اجمالاً بأنہ خیر خلق اللہ ولا یدرون غایۃ قربہ من حضرۃ الالٰہ وفی بلا حظوظ انفرادہ فی مقام جمعہ ورؤیتہ بحکم الحدیث بعین اللہ وسماعہ بسماعہ۔ (العطر الوردی شرح قصیدۃ البردۃ ص ۱۱۷،۱۱۸)

ترجمہ: "البشرۃ والحدۃ" میں مذکور ہے کہ شعر میں اس جانب اشارہ ہے کہ تمام لوگ بشریت میں مشترک و مساوی ہیں، لیکن معارف و خصائص جمیلہ میں حضور اقدس صلی اللہ علیہ وسلم سب سے ممتاز و منفرد ہیں، پس امام بوصیری قدس سرہ العزیز نے پہلے مصرع میں اشارہ کیا کہ حضور اقدس صلی اللہ علیہ وسلم بشر ہیں اور نوع بشر کے تمام افراد بشریت میں مشترک ہیں، لیکن انہوں نے دوسرے مصرع میں اجمالاً بیان کیا کہ حضور اقدس صلی اللہ علیہ وسلم تمام مخلوق میں سب سے افضل ہیں۔

ان خوابیدہ لوگوں کا ارتقا اور (ان لوگوں کا) حضور اقدس صلی اللہ علیہ وسلم کی معرفت کے مدارج کی انتہا یہ کہ آپ صلی اللہ علیہ وسلم افضل البشر اور مخلوق الٰہی میں سب سے بہتر ہیں، اور تمام مخلوق اللہ تعالیٰ کی بارگاہ میں آپ صلی اللہ علیہ وسلم کے قرب کی انتہا کو نہیں جانتی اور مقام جمع میں آپ صلی اللہ علیہ وسلم کی انفرادیت سے آشنا نہیں، اور بحکم حدیث آپ صلی اللہ علیہ وسلم کا دیکھنا نظر الٰہی سے ہے اور آپ صلی اللہ علیہ وسلم کا سننا سماعت الٰہی سے ہے۔

توضیح: مذکورہ بالا عبارت میں حضور تاج الشریعہ قدس سرہ العزیز نے حضور اقدس صلی اللہ علیہ وسلم کی بشریت کی حقیقت بیان فرمائی، اور ان لوگوں کا رد بلیغ فرمایا جو آپ صلی اللہ علیہ وسلم کو اپنی طرح بشر کہتے ہیں حالانکہ یہ ممکن نہیں، آپ صلی اللہ علیہ وسلم محض جنس بشر میں ہونے کے سبب بشریت میں دیگر بنی آدم کے مساوی ہیں، لیکن فضائل و مناقب، محامد و محاسن، فضائل و کمالات، اوصاف محمودہ و خصائل حمیدہ

میں کوئی بشر آپ صلی اللہ علیہ وسلم کے مساوی نہیں۔

آٹھویں خصوصیت:

قصیدہ شریف کے اشعار کے خواص اور فوائد کو بیان فرمایا۔

لما علیک ان قلت اکفانا ھمما   وما لعلمک ان قلت استغاثی بھم

وبقی ان اذکر خاصیات الابیات الثلاثة حکی الشیخ الخربوتی شارح قصیدة البردة عن استاذه انه قال منها خاصیة هذه الابیات الثلاثة انه اذا کانت عندک بهیمة لا تتعلم فاکتب هذه الابیات الثلاثة فی زجاج واغسلها بماء المطر واسقها للبهیمة فانها تتعلم وتذل لک ۔ تقول الخربوتی قال الاستاذ طول الله بقاءه جربته فوجدته صحیحا

وخاصیة اخری هی انک اذا کتبت هذه الابیات الثلاثة فی رق غزال وعلقت علی عضد رجل بلسانه رکاکة فانه یتعلم بسرعة وتزول رکاکته ویکون فصیحا ۔

(الخربوتی شرح القصیدة البردة ص ۱۱)

ترجمہ: ان تین اشعار کی خاصیت کا ذکر کرنا ابھی باقی رہ گیا۔ قصیدہ بردہ کے شارح شیخ خربوتی اپنے استاذ سے نقل کرتے ہیں کہ انہوں نے فرمایا: ان تینوں اشعار کی خاصیت یہ ہے کہ اگر تمہارے پاس بغیر سدھایا ہوا کوئی جانور ہے تو تم ان تینوں اشعار کو ایک شیشے کے برتن میں لکھ دو، اور اس برتن میں بارش کا پانی ڈال دو اور پھر پانی اس جانور کو پلا دو تو ضرور وہ جانور سدھ جائے گا اور تمہارا فرماں بردار ہو جائے گا۔ امام خربوتی بیان فرماتے ہیں کہ استاذ گرامی نے فرمایا کہ میں نے اس کا تجربہ کر کے دیکھا تو میں اس بات کو صحیح پایا۔

ان اشعار کی دوسری خاصیت یہ ہے کہ اگر تم ان اشعار کو کسی ہرن کی گردن پر لکھ دو اور اس شخص کے بازو پر باندھے، جس کی زبان میں لکنت ہے تو ضرور ان شاء اللہ اس کی زبان کی لکنت جاتی رہے گی، اور وہ ان شاء اللہ فصیح اللسان ہو جائے گا۔

مولانا مفتی محمد شمشاد حسین رضوی
صدر مدرس مدرسہ شمس العلوم بدایوں

"حضور تاج الشریعۃ" اور ان کی شان فقاہت

"حضور تاج الشریعہ" آج ہمارے درمیاں نہیں ہیں..... آپ جنت نشیں ہو چکے ہیں..... اس جہاں کو چھوڑ کر اس سے بہتر جہاں میں سکونت پذیر ہیں..... دل روتا ہے آنکھیں اشک بار ہوتی ہیں ..... کسی کروٹ سکوں محسوس نہیں ہوتا ..... ایک ایسا محسن..... ایک ایسا مشفق اور ایسا مہرباں ہمارے درمیاں سے چلا گیا کہ جس کی یادیں ہمارے اور تمام اہل سنت و جماعت کے دلوں میں تازہ رہیں گی ..... ان کے چلے جانے سے ان کے چاہنے والوں کی نگاہوں کے سامنے ایک اندھیرا سا چھا گیا ہے کیونکہ جب کوئی اچھا اور بہت اچھوں کا کوئی اچھا چلا جاتا ہے تو ظلمت و تار کی چھا ہی جاتی ہے اور صبح کے اجالے بھی شام کی تاریکیوں میں ڈوب جایا کرتے ہیں..... رونے والے روتے رہے اور بلکنے والے بلکتے رہے مگر انھیں جانا تھا چلے گئے..... اور ساتھ میں یہ پیغام بھی دیتے ہوئے گئے کر

میری میت پہ یہ احباب کا ماتم کیا ہے　　شور کیسا ہے یہ اور زاری پیہم کیا ہے
کچھ بگڑتا تو نہیں موت سے اپنی یارو　　ہم صفیران گلستاں نہ رہے ہم کیا ہے

بالکل صحیح اور سچی بات ہے کہ موت سے اچھے لوگوں کا کچھ بگڑتا نہیں ہے بلکہ موت ان کے لئے مسیحائی کرتی ہے اور ایک دم طور جہاں کو بدل دیتی ہے..... اس لئے کہ حیرت انگیز شخصیتوں کے لئے موت ایک پلہوا کرتی ہے جو ایک دوست کو دوسرے دوست سے ملا دیتی ہے..... جیسا کہ کہا گیا ہے **الموت جسر یوصل الحبیب الی الحبیب** "حضور تاج الشریعہ" کی نماز جنازہ میں سروں کا سمندر تھا جو ٹھاٹھیں مار رہا تھا..... ایک سیل رواں تھا جو تا حد نظر پھیلا تھا..... فکر و دانش کی آنکھیں حیرت زدہ تھیں کہ یہ اژدحام کثیر کہاں کہاں سے آیا ہے اور کن کن علاقوں سے آکر بریلی کے" اسلامیہ انٹر کالج" میں سمٹ گیا ہے..... کوئی کیا بتائے کہ کتنے سر تھے اور کتنے چاہنے والے تھے؟ اس

بھیڑ کو دیکھ کر سب کی عقلیں حیران تھیں اور شمار کرنے کی قوتیں سلب ہو چکی تھیں...... جس نے جو گنتی بتائی مان لی گئی...... کسی نے تین کروڑ کہا...... کسی نے تعداد بتاتے ہوئے کروڑوں سے تعبیر کیا اور انتظامیہ کی جانب سے سوا کروڑ بتایا گیا...... صحیح گنتی کیا ہو سکتی ہے؟ یہ وہی جانتا ہے جس سے کچھ چھپا ہوا نہیں ہے...... اب سوال یہ ہوتا ہے کہ "بریلی شریف" میں اس قدر کثیر تعداد میں چاہنے والے جمع ہوئے کہ ہوش و خرد نے کام کرنا بند کر دیا...... اور کہیں تو اتنا بھی نہیں ہوتا ہے کہ اسے لاکھوں سے تعبیر کیا جا سکے...... کہاں ایک چھوٹی سی جوئے بلا خیز اور کہاں ایک ناپید اکنار پر جوش سمندر؟...... چہ نسبت خاک را با عالم پاک...... انہیں کس نے بلایا تھا؟ اور یہ لوگ کس رشتہ سے آئے تھے؟ یہ دونوں سوال نہایت ہی اہم ہیں...... ان کے جوابات کی تلاش میں صحرا صحرا...... دشت بدشت خاک چھانی پڑے گی تب کہیں جا کر کچھ ہاتھ آئے گا...... اور جو کچھ بھی ہاتھ آئے کسی کو پسند آئے یا پسند نہ آئے بلا سے...... ہمیں کیا غم ہو سکتا ہے؟ کہ

جب یہی طورِ جہاں ہے تو بھلا غم کیا ہے

☆...... یہ لوگ یوں ہی نہیں آئے تھے بلکہ انہیں کسی بلانے والے نے بلایا تھا...... وہ بلانے والا کون ہو سکتا ہے؟ ہاں ہاں وہی ہو سکتا ہے؟ جس نے بریلی کے ایک گوشۂ تنہائی میں بیٹھ کر جہاں بانی کی ہے...... شان و شوکت...... قوت و سطوت اور رعب و دبدبہ سے بڑے بڑوں کو حیرت میں ڈال دیا ہے...... اور فکر و دانش کے بادشاہوں کو اپنی چوکھٹ پر سرنگوں کر رکھا ہے...... وہ جو اوج ثریا کو اپنی جاگیر تصور کرتا تھا آج خاک پر پڑا ہوا ہے...... شکر کہیں بنے اور کہیں ڈھلے مگر گھر اسی وقت ہوتا ہے جب اس کوچہ جاناں سے گزر جاتا ہے جہاں سے عشق و محبت...... فکر و دانش...... شعور و ادراک اور علم و دانش کے چشمے ابلتے ہیں...... خواہ وہ چشمے کسی بھی صورت میں ابلے...... اس سے کوئی فرق نہیں پڑتا ہے...... کبھی وہ چشمہ "حجۃ الاسلام" کی شکل میں نمودار ہوا...... اور کبھی سرکار مفتی اعظم ہند کی صورت میں...... دنیا نے دیکھا اور بہت بار دیکھا کہ "مفسر اعظم ہند" کی شکل میں بھی ایک چشمہ ابلا تھا اور دور حاضر میں "تاج الشریعہ" بھی ایک چشمہ تھے جنہوں نے بریلی اور سوداگران سے نمود پائی تھی...... اور دیکھتے ہی دیکھتے پورے برصغیر میں پھیل جاتے ہیں...... بلکہ میں یہاں تک کہتا ہوں

کہ بر صغیر ہی نہیں...... یورپ و امریکہ میں بھی اسی چشمہ کی دھومیں مچی ہوئی ہیں...... سرکار اعلیٰ حضرت فاضل بریلوی نے اسی چشمہ سے سیراب ہونے کے لئے ایک آواز دی تھی اور بریلی میں بیٹھ کر پکارا تھا کہ

کیوں رضا آج گلی سونی ہے اٹھ میرے دھوم مچانے والے

"اعلیٰ حضرت فاضل بریلوی" کے اس شعر میں کیسی معنویت ہے؟ کہ کل بھی اس میں تابانی پائی جاتی تھی اور آج بھی اس کی درخشانی برقرار ہے...... اسی طرح آنے والے کل میں بھی اس میں ضوفشانیاں یوں ہی سلامت رہے گی...... اور رضا کی گلی کبھی سونی نہ رہے گی...... اس کی وجہ یہ ہے کہ اعلیٰ حضرت فاضل بریلوی" جس اپنائیت اور محبت بھرے آواز میں اپنے دھوم مچانے والوں کو بلایا ہے...... اس اپنائیت کو فراموش نہیں کیا جاسکتا ہے...... سیدی اعلیٰ حضرت فاضل بریلوی کی اسی محبت بھری آواز پر لوگ لبیک کہتے ہوئے آتے رہیں گے اور کسی نہ کسی بہانے سے رضا کی گلی میں دھوم مچاتے رہیں گے...... "حضور تاج الشریعہ" کی نماز جنازہ میں شرکت کے بہانے لوگ آئے اور پوری بریلی میں دھوم مچا گئے...... اس لئے میں کہتا ہوں کہ یہ سارے لوگ سیدی اعلیٰ حضرت فاضل بریلوی کے بلاوے پر آئے تھے اور ان شاء اللہ آئندہ بھی آتے رہیں گے......

☆...... میں نے "حضور تاج الشریعہ" کی ذات و شخصیت کو اگر چہ ایک چشمہ سے تعبیر کیا ہے لیکن یہ تعبیر سرکار اعلیٰ حضرت فاضل بریلوی کے علمی فنی فکری اور فکری بحر ذخار کی بہ نسبت ہے کہ کوئی کتنا بھی بڑا ہو مگر وہ اپنے بڑوں کے سامنے چھوٹا ہی ہوا کرتا ہے...... ہاں اگر اس نسبت سے ماورا ہو کر محض "حضور تاج الشریعہ" کی ذات و شخصیت کے اعتبار سے اور دور حاضر کے تناظر میں دیکھا جائے...... تو میرے "تاج الشریعہ" کی ذات و شخصیت بہت زیادہ بلند دکھائی پڑتی ہے...... کوئی کتنا ہی بڑا اونچا کیوں نہ ہو...... میرے "تاج الشریعہ" کے سامنے بونے ہی دکھائی دیتے ہیں...... بذات خود "حضور تاج الشریعہ" کا علم و ادراک...... فقہی بصیرت...... فکری شعوری لیاقت...... مذہبی مسلکی اور دینی فقہی روایات کسی دوڑ میں شامل نہیں کرو دوڑ میں وہی شامل ہوا کرتا ہے جو بلند چوٹی سے بہت نیچے ہوا کرتا ہے اور جو فلاح و کامرانی کی "غایت قصوی" تک رسائی حاصل کر لیتا ہے تو پھر اسے کسی دوڑ میں شامل

ہونے کی حاجت نہیں ہوتی ہے اور نہ اسے اس کی ضرورت پڑا کرتی ہے...... میں کیا بلکہ کوئی بھی ان کی ذات کو "نہر" سے تعبیر نہیں کرسکتا ہے اور نہ ہی اسے دریا کا نام دیا جاسکتا ہے...... کہ ان دونوں کے دامن تنگ ہوا کرتے ہیں اور ان میں گہرائی بھی برائے نام ہوا کرتی ہے...... ہاں "تاج الشریعہ" کی شخصیت کو سمندر کہا جاسکتا ہے کہ اس کی پہنائیاں بھی وسیع ہوا کرتی ہیں اور اس کی گہرائی بھی بے انتہا ہوا کرتی ہے...... لیکن اس بات کا خیال رہے کہ یہ سمندر عام قسم کے سمندروں سے جداگانہ حیثیت رکھتا ہے کہ ان کی پہنائیاں ناپی جاسکتی ہیں اور ان کی گہرائیوں کا اندازہ بھی لگایا جاسکتا ہے...... علم و ادراک...... فکر و شعور اور تقدس و تدبر کا سمندر وہ انوکھا سمندر ہوا کرتا ہے جہاں ناپ تول کی گنجائش نہیں ہوتی ہے...... اور نہ اس میں موجیں اٹھتی ہیں اور نہ ہی لہریں نمودار ہوا کرتی ہیں...... بلکہ اس کی اوپری سطح پر خاموشی سی چھائی رہتی ہے...... متانت و سنجیدگی وقار اور اس جیسے بہت سے اوصاف چھائے رہتے ہیں...... ہاں ہاں یہ بات ضرور لگتی معلوم ہوتی ہے کہ اس قسم کے سمندر میں بہت زیادہ گہرائی میں نادر و نایاب جیسی "رَو" ضرور چلتی ہے جو اپنے مخصوص انداز میں رواں ہوتی ہے...... یہی وہ رَو ہوا کرتی ہے جو اندرونِ شخصیت سے اٹھتی ہے اور سامنے...... چاہنے والوں کے دلوں میں گھر کر جاتی ہے...... اس رَو کا سلسلہ لامتناہی ہوا کرتا ہے جو کسی کے ذہن و فکر کو اپنا گرویدہ بنا لیتی ہے...... "حضور تاج الشریعہ" کی نمازِ جنازہ میں جس قدر افراد شامل تھے یا شامل ہونے کا ارادہ اپنے دلوں میں رکھتے تھے...... سب کے سب اسی "رَو" کے کرشموں سے متاثر تھے...... اور اسی رَو نے ان سب کو کھینچ کر بریلی میں اکٹھا کر دیا تھا...... اسی "رَو" کی تعبیر میں یہ نعرہ گونجا اور یہ صدائے دلنواز بلند ہوئی کہ...... بستی بستی قریہ قریہ...... تاج الشریعہ تاج الشریعہ...... حضور تاج الشریعہ کی عالی مرتبت شخصیت کی اندرونی تہوں سے اٹھنے والی رَو کس قدر مبارک اور خوشگوار تھی کہ اس نے ایک دل کو دوسرے دل سے...... دوسرے دل کو تیسرے دل سے اور تیسرے کو چوتھے دل سے جوڑتی چلی گئی اور پھر دیکھتے ہی دیکھتے دلوں کی ایک زنجیر سی بنتی ہوئی کہاں سے کہاں تک پہنچ گئی؟ یہ بتلانا نہایت ہی مشکل ہے...... بات صرف دلوں تک محدود نہ رہی بلکہ اس زنجیر کا سلسلہ ایک بستی کو دوسری بستی سے...... ایک قریہ کو دوسرے قریہ سے...... ایک ضلع کو دوسرے ضلع سے...... ایک صوبہ کو دوسرے صوبہ سے اور ایک ملک کو دوسرے ملک

سے جوڑ دیا...... خدا سلامت رکھے اس رد کو اور اس سے بنتے والی زنجیر کو...... جس نے ان گنت فرد کو "حضور تاج الشریعہ" سے جوڑ دیا اور جس کا خوبصورت نظارہ بریلی میں دیکھنے کو ملا...... ایسا نظارہ آنکھوں نے کبھی نہ دیکھا تھا اور شاید کبھی نہ دیکھے...... بریلی کے رضا کی کچھ شان ہی ایسی ہے کہ ان کے خاندان میں ایک سے بڑھ کر ایک فرد عظیم پایا جاتا ہے۔

تمہید کے طور پر میں نے یہ چند باتیں پیش کر دیں...... ان کا مطالعہ کریں اور پھر آگے بڑھیں میرے مقالہ کا عنوان ہے...... "حضور تاج الشریعہ" اور ان کی شان ثقاہت...... اس پورے عنوان پر تین ذیلی عناوین کے تحت بحث کی جائے گی اور پھر ان تمام عناوین کا ماحصل پیش کیا جائے گا، میں اس بات کی کوشش کروں گا کہ اس تفصیلی مباحث کا خلاصہ آپ کے ذہن و فکر میں اتار دوں۔

"حضور تاج الشریعہ" کا تعارف:

اس بات میں کوئی شک اور کوئی تردد نہیں کہ میرے اور آپ کے "تاج الشریعہ" کسی تعارف کے محتاج نہیں...... کہ آپ "مہر نیم روز" کی مانند روشن و تابناک تھے اور "ماہ شب چہاردہم" کی مثل درخشاں تھے...... ایک ایسی "شمع فروزاں" تھے کہ آپ جہاں جاتے آپ کے ارد گرد پروانوں کی بھیڑ سی لگ جاتی...... آپ کی ذات و شخصیت سے نہ جانے وہ کون سی ایسی خوشبو پھوٹتی کہ بھٹکنے والوں کو اس سے ہدایت مل جاتی یا پھر ان کی اس خوشبو کے سہارے لوگ اپنی منزل مقصود تک پہنچ جایا کرتے تھے...... ایسی ذات سے کون متعارف نہ ہوگا؟ باوجود اس کے "عنوان پر بحث کرنے یا کچھ تحریر پیش کرنے کے آداب اور تقاضے ہوا کرتے ہیں جن کی رعایت بہر حال ضروری ہوا کرتی ہے اسی کی رعایت اور تیسرے ذیلی عناوین میں منطقی ترتیب کا پاس و لحاظ کرتے ہوئے میں نے اس عنوان پر کچھ لکھنے کی کوشش کی ہے...... شاید آپ کو پسند آ جائے

"حضور تاج الشریعہ" ایک فرد عظیم تھے اور اپنے خاندانی علمی، فکری، فقہی اور کلی جبلی صلاحیتوں و وراثتوں کے امین تھے...... انہوں نے اپنی پوری زندگی میں وہی کیا اور وہی کہا اور اسی بات کی تلقین فرمائی جو اس خاندان کے بزرگوں نے کیا تھا...... کہا تھا اور قوم و ملت کے لئے تلقین فرمائی تھی...... کسی عربی شاعر نے بڑی اچھی بات کہی ہے...... ؎

اذا سید منا خلا قام سید قؤول لما قال الکرام فعول

یعنی جب ہمارے خاندان کا کوئی سردار گزر جاتا ہے تو فوری طور پر اس کی جگہ ایک دوسرا سردار آجاتا ہے اور یہ نیا سردار وہی کہتا اور کرتا ہے جو اس خاندان کے بزرگ سردار کر چکے ہیں اور کہہ چکے ہیں اس بات کو سب جانتے اور مانتے ہیں اور دور حاضر کے لوگ اپنی آنکھوں سے مشاہدہ کر چکے ہیں کہ "حضور تاج الشریعہ" اسی موقف اور نظریہ پر قائم تھے جو ان کے خاندان کے بزرگوں کا موقف ونظریہ تھا...... سیدی اعلیٰ حضرت فاضل بریلوی...... حضور حجۃ الاسلام...... حضور مفتی اعظم ہند اور مرکز مفسر اعظم کا جو موقف ونظریہ تھا...... یہ وہ عظیم اور بابرکت شخصیتیں تھیں جنہوں نے اپنے آپ کو نہ اپنے لئے وقف کیا تھا اور نہ ہی اپنوں کے لئے وقف کیا تھا بلکہ انہوں اپنے آپ کو قوم وملت اور اہل سنت وجماعت کے فروغ وبقاء کے لئے وقف کر دیا تھا...... نہ ان کی زندگی خود ان کی اپنی تھی اور نہ ان کی شخصیت خود ان کی اپنی...... اور سچ تو یہ ہے کہ ان کا جو بھی سرمایہ تھا...... وہ بھی ان کا اپنا نہ تھا...... یہ وہ مقدس افراد تھے جنہوں نے اپنا سب کچھ قوم کے حوالے کر دیا تھا...... وہ بولتے تھے تو قوم کے لئے اور لکھتے تھے تو قوم کے لئے...... ان کی کتابیں ان کے قائم کردہ مدارس بھی قوم کے حوالے تھے...... "حضور تاج الشریعہ" نے انہیں بزرگوں کے نقوش قدم کو اپنایا اور پوری حیات اسی کی اتباع کرتے رہے...... حالانکہ جدیدیت کی تیز آندھیوں میں بہت سے لوگ ادھر سے ادھر ہوگئے اور کچھ غلط قسم کی تاویلیں کر کے غیروں کی پناہ میں چلے گئے...... مگر میرے "تاج الشریعہ" جبل راسخ کی مانند اپنے موقف ونظریہ پر ڈٹے رہے اور ٹس سے مس نہ ہوئے...... یہی وہ محبوبیت ہے جس نے آپ کو دائمی حیات کا مژدۂ جانفزا سنا دیا...... اس جہاں سے نکل کر جو دنیا آپ نے بسائی ہے...... وہ نہایت ہی آرام دہ ہے...... وہاں نہ کوئی جگانے والا اور نہ کوئی جھنجھوڑنے والا ہے...... وہاں تو صرف "عروس نو" کی مانند سونا ہے...... کسی کی یاد میں مست رہنا یا کسی خوبصورت نشہ میں مدہوش رہنا ہی اس زندگی کی خصوصیت رہی ہے...... خود "حضور تاج الشریعہ" اس جہاں کے بارے میں فرماتے ہیں:

جو پوچھے سوال آکے مجھے دیکھ کر یہ بولے — اسے تکلیف سے بچاؤ کہ یہ بندہ نبی ہے
میں مردوں تو میرے مولیٰ یہ ملائکہ سے کہہ دیں — کوئی اس کو مت جگانا ابھی آنکھ لگی ہے

ترا دل شکستہ اختر اسی انتظار میں ہے   کہ ابھی نوید وصلت ترے در سے آرہی ہے

خدائے بزرگ و برتر نے جہاں "حضور تاج الشریعہ" کو باطنی حسن و جمال سے نوازا تھا...... وہیں ظاہری حسن بھی دیا تھا...... یہی وجہ ہے کہ ہزاروں فرد آپ کے چہرۂ مبارک کے دیدار سے مشرف ہوا کرتے تھے اور لذت دید سے آشنا...... جمال ایسا جو مضطرب دلوں کو سکون اور پریشاں نظروں کو تسکین عطا کردے...... کوئی ان لوگوں سے پوچھے جو گھنٹوں انتظار کے بعد زیارت کے شربت ارغوانی سے شاد کام ہوا کرتے تھے...... کیا یہ سچ نہیں ہے؟ کہ ان کے رخ زیبا کے خطوط اس طرح چمکتے دمکتے تھے جیسے بادلوں کے بیچ کوئی بجلی چمکتی ہو بہت ہی خوبصورت بات کہی ہے کسی عربی شاعر نے

و اذا نظرت الی اسرۃ وجھہ   برقت کبرق العارض المتھلل

یعنی جب تم اس کے چہرہ کی طرف دیکھو تو پیشانی کے خطوط ایسے چمکتے ہوں گے جیسے ابر میں بجلی چمکتی ہے

اسی حسن و جمال نے نہ جانے کتنے دلوں کو اپنا اسیر بنایا؟ اسیر ہونے والوں کی تعداد انگنت ہے...... بے شمار ہے...... اور ہر طرف پھیلی ہوئی ہے یہاں سے وہاں تک اور وہاں سے کہیں اور تک...... جس کا مشاہدہ ارباب دانش و بینش اور حکومت و انتظام میں دخل رکھنے والوں نے کیا...... میڈیا اور شوشل میڈیا چلانے والوں نے کیا...... یہ بھی اللہ تعالیٰ کا فضل عظیم ہے...... کہ اس نے اپنے اس محبوب بندہ کو نوازا تو اس قدر نوازا کہ دیکھنے والی آنکھیں ٹکٹکی باندھے دیکھتی رہیں...... اور اس کی کوئی دوسری مثال پیش کرنے سے قاصر رہیں۔

☆...... "حضور تاج الشریعہ" کی ذات و شخصیت اور ان کے کمال علم و ادراک میں ایک خاص وصف یہ بھی تھا کہ جو ان کے روبرو ہوتا وہ اپنے آپ میں حیران و ششدر رہ جاتا...... چاہے اس کی وجہ ان کا ظاہری حسن ہو یا باطنی کمال...... علم و ادب کا رعب ہو یا پھر زبان و بیان کی چاشنی...... یا کوئی اور وصف خاص ہو بہر حال اس بات سے انکار نہیں کہ ان کی شخصیت باعث حیرت و استعجاب تھی...... ایسی مبارک ذات کے بارے میں کوئی کیا کہے؟ کہے گا تو جب! جب حیرت و استعجاب کا طلسم ہوش ربا ٹوٹے گا اور یہ ابھی ٹوٹتا ہوا محسوس نہیں ہوتا...... بس میں صرف اس بات کو کہہ کر

اس ذیلی عنوان کو پورا کر دیتا ہوں..... جیسے کہ مرزا رفیع محمد سودا نے بڑی پیاری بات کہی ہے

دے صورتیں الٰہی کس دیس بستیاں ہیں   اب دیکھنے کو جن کے آنکھیں ترستیاں ہیں

شان نقاہت تشریح و توضیح:

"**شان**" عربی زبان کا لفظ ہے جو مہموز العین ہے اور فَتَحَ یَفْتَحُ کے باب سے آتا ہے..... عظمت، انفرادیت، فوقیت، کمال اور خوبی کے معنی میں آتا ہے..... عربی زبان و ادب کے ساتھ ساتھ اسی زبان میں بھی اسے استعمال کیا جاتا ہے اور اردو ادب میں تو عام طور سے اسے استعمال کیا جاتا رہا ہے اور آج بھی کیا جا رہا ہے مگر معنی وہی ہے جو ابھی ہم بیان کر آئے ہیں یعنی بڑائی اور فوقیت..... فرہنگ آصفیہ میں ہے

شان (عربی) اسم مؤنث:

(۱) **شوکت، عظمت، مرتبہ، دبدبہ، جاہ و جلال۔**

کیا کہوں کیا دہر میں تیرے گدا کی شان ہے   شک نہیں ہے جو صدقے اس پہ بادشاہ کی شان ہے

(۲) **حق، نسبت** جیسے یہ آیت ان کی شان میں ہے

(۳) **موقع، حال، محل** جیسے آیت کی شان نزول

(۴) **عزت، فخر، حرمت، شرف، توقیر، منزلت، رفعت وغیرہ**

(فرہنگ آصفیہ جلد دوم ص ۱۲۵۰)

لغت میں لفظ "شان" کے مختلف معانی بیان کئے گئے ہیں موقع و محل سے جو مناسب معنی ہو وہی مراد لیا جائے..... چونکہ "شان نقاہت" میں "شان" کو "مضاف" قرار دیا گیا ہے اور "نقاہت" کو "مضاف الیہ"..... تو یہاں "شان" سے کمال، عظمت اور فوقیت کا معنی مراد لیا جائے اور اس کا ترجمہ یوں کیا جائے، نقاہت میں کمال..... یا نقاہت میں منفرد مقام یا اسی کی مانند جو معنی آپ مناسب سمجھیں مراد لے سکتے ہیں..... اس کی وجہ یہ ہے کہ "حضور تاج الشریعہ" کے اوپر اللہ تبارک و تعالیٰ کا کچھ ایسا خاص کرم تھا اور ان کی ذات و شخصیت میں کچھ اس قسم کی منفرد اور ممتاز خوبیاں پائی جاتی تھیں کہ لفظ "شان" ان کی شخصیت پر ہر زاویے سے صادق آتا ہے..... اور ہر جہت

سے ان پر منطبق ہوتا تھا...... اب تک جس دانشور اور جس مفکر نے ان کے لئے جو کچھ بھی استعمل کیا ہے...... نثری زبان میں استعمال کیا ہے یا شعری زبان میں استعمال کیا ہے...... وہ استعمال "حقیقی استعمال" ہی قرار پاتا ہے اور اس کا انطباق اس خوبصورت انداز میں ہوگیا ہے...... اب تک کسی کو اس میں تاویل کی گنجائش باقی نہ رہی ہے اور نہ رہے گی بلکہ میں تو یہاں تک کہتا ہوں کہ ان کی شان میں جو کچھ بھی کہا جائے گا میرے ممدوح گرامی کی شخصیت اس انطباق سے کہیں ماوراء ہے...... ایسی شخصیت بار بار نمودنہیں پاتی ہے بلکہ جب خدا کا فضل ہوتا ہے تو عالم ظہور میں نمایاں ہو جاتی ہے اور اپنے خوبصورت جلوؤں سے کائنات کو روشن و تابناک کر جاتی ہے...... اسی لئے کسی شاعر نے بہت ہی خوب کہا ہے......

مٹتے نہیں ہیں دہر سے جن کے نشاں کبھی مدت کے بعد ہوتے ہیں پیدا کہیں وہ لوگ

فقاہت کیا ہے؟

لفظ فقاہت ...... فقہ سے مشتق ہے...... لغت میں اس کا "معنیٰ علم، ادراک اور فہم" بیان کیا گیا ہے...... اسی طرح ذہانت، سرعت فہم اور بات کو آن واحد میں سمجھ لینے کو "فقاہت" کہا جاتا ہے ...... عربی زبان وادب میں بہت سے ایسے محاورات اور کلام پائے جاتے ہیں جن میں فقاہت کو "فہم وادراک" کے معنیٰ میں لیا گیا ہے...... ذیل میں کچھ عبارتیں پیش کی جارہی ہیں

الف ...... **الفقه : العلم بالشیء والفهم له** (یعنی کسی چیز کے جاننے اور اس کو سمجھنے کو فقہ کہا جاتا ہے)

ب ...... **الفقه فی الاصل الفهم یقال اوتی فلان فقها فی الدین ای فهما فی الدین**

(فقہ اصل میں فہم کے معنیٰ میں آتا ہے جیسا کہ کہا جاتا ہے **اوتی فلان فقها فی الدین** کہ مراد لیا جاتا ہے **فهما فی الدین**

ج ...... **قال الازهری قال لی رجل من کلاب وهو یصف لی شیئا فلما فرغ من کلامه قال افقهت یرید افهمت** (ازہری نے کہا: قبیلہ کلاب کے ایک شخص نے مجھ سے کہا جب وہ مجھ سے کچھ بیان کر رہا تھا (**افقهت**) اور انہوں نے اس سے (**افهمت**) کا ارادہ کیا

س ...... **فی حدیث سلمان : انه نزل علی نبطیة بالعراق فقال لها هل هنا مکان**

نظیف اصلی فیہ فقالت طہر قلبک وصل حیث شئت فقال سلمان فقھت ای فہمت وفطنت (سلمان کی حدیث میں ہے جب عراق میں کسی نبطیہ عورت کا وہ مہمان ہوا سلمان نے اس عورت سے کہا یہاں کوئی ایسی پاک جگہ ہے جہاں میں نماز ادا کرسکوں؟ تو اس عورت نے اس سلمان سے کہا: اپنے دل کو صاف ستھرا کرلو پھر جہاں چاہو نماز ادا کرلو تو سلمان نے اس عورت کے لئے "**فقھت**" کا استعمال کیا اور اس سے مراد "**فہمت وفطنت**" لیا (ماخوذ از لسان العرب ص ۳۴۵۰)

"لسان العرب" کے علاوہ جب میں نے دوسری عربی فارسی اور اردو لغات کی جانب رجوع کیا تو ان میں بھی فقہ کو "فہم وادراک" کے معنی میں استعمال کیا گیا ہے..... طول خاطر کے اندیشہ کے سبب میں مزید شواہد پیش کرنے سے اعراض کرتے ہوئے صرف انھیں شواہد پر اکتفا کر رہا ہوں جنھیں "لسان العرب" کے حوالے سے پیش کر چکا ہوں.....

اب تک جو شواہد آپ کی نظروں کے سامنے ہیں ان میں "فقہ اور تفاہت" کے لغوی معانی بیان کئے گئے ہیں، اس بات کا دھیان رہے کہ "فقہ یا تفاہت" کا استعمال صرف لغوی معانی میں ہی نہیں کیا جاتا ہے بلکہ اس سے سوا کچھ اور معنی بھی مراد لیا جاتا ہے جسے اصطلاحی اور شرعی معنی کہا جاتا ہے۔

فقہ کا اصطلاحی معنی:

"**لسان العرب**" کے مصنف فرماتے ہیں:

> **الفقہ: العلم بالشیء والفہم لہ وغلب علی علم الدین لسیادتہ وشرفہ وفضلہ علی سائر انواع العلم کما غلب النجم علی الثریا والعود علی المندل۔ (لسان العرب ص ۳۴۵۰)**

ترجمہ..... فقہ کسی شئی کے جاننے اور اس کے سمجھنے کا نام ہے..... مگر بطور غلبہ اس سے مراد "علم دین" لیا جاتا ہے جس طرح ہر ستارہ کو "نجم" کہا جاتا ہے مگر غلبہ کے طور پر "نجم" سے مراد "ثریا" لیا جاتا ہے اسی طرح ہر لکڑی کو عود کہا جاتا ہے مگر غلبہ استعمال کے سبب "عود" سے صرف "مندل" مراد لیا جاتا ہے

"**المعجم الوسیط**" میں ہے:

الفقه : الفهم والفطنة والعلم وغلب في علم الشريعة وفي علم أصول الدين. (المعجم الوسيط ص٦٩٨)

ترجمہ......فقہ فہم فراست اور علم کا نام ہے لیکن زیادہ تر اس کا استعمال "علم شریعت اور علم اصول دین" میں ہوا کرتا ہے

کشاف اصطلاحات الفنون والعلوم میں ہے:

الفقه ــ هو اسم علم من العلوم المدونة وهو العلم بالأحكام الشرعية العملية من أدلتها التفصيلية والفقيه من اتصف بهذا العلم وهو المجتهد قال المحقق التفتازاني في حاشية العضدي ظاهر كلام القوم أنه لا يتصور فقيه غير مجتهد ولا مجتهد غير فقيه على الإطلاق نعم لو اشترط في الفقه التهيؤ لجميع الأحكام وجوز في مسئلة دون مسئلة تحقق مجتهد ليس فقيه وقد شاع إطلاق الفقيه على من يعلم الفن وإن لم يكن مجتهداً أصلاً وقد يطلق الفقه على علم النفس ما لها وما عليها فيشمل جميع العلوم الدينية ولذا سمى أبو حنيفة رحمه الله الكلام بالفقه الأكبر

(كشاف اصطلاحات الفنون والعلوم ص ١٢٨٢)

ترجمہ......فقہ: علوم مدونہ میں سے ایک علم کا نام ہے اور وہ جاننا ہے احکام شرعیہ عملیہ کا ان کے تفصیلی دلائل سے......اور فقیہ وہ ہے جو اس علم سے متصف ہو اور فقیہ مجتہد ہوا کرتا ہے......محقق تفتازانی نے حاشیہ عضدی میں فرمایا: کلام قوم سے یہی ظاہر ہے کہ غیر مجتہد کو فقیہ نہیں کہا جاسکتا اور نہ ہی مجتہد غیر فقیہ ہوا کرتا ہے یہ تصور علی الاطلاق ہے......ہاں اگر علم فقہ میں تمام احکام کے لئے کامل دستگاہ کی شرط لگادی جائے اور کسی ایک مسئلہ میں مجتہد ہونے کو ممکن قرار دیا جائے تو ایسی صورت میں ایسا بھی مجتہد متحقق ہو جائے گا جو فقیہ نہیں ہے......اور فقیہ اس پر بولا جانا شائع ہے جو علم فقہ کو جانتا ہے اگر چہ وہ مجتہد نہ ہو......اور کبھی فقہ کا اطلاق "نفس کے مفید اور مضر چیزوں کے جاننے پر" بھی کیا جاتا ہے تو اس تعریف کی بنیاد

پر "فقہ" شامل ہوگا تمام "علوم دینیہ" کو...... اسی لئے حضرت ابو حنیفہ رحمہ اللہ نے علم کلام کو "فقہ اکبر" سے موسوم کیا ہے۔

"کشاف" کی مذکورہ بالا عبارت سے ثابت ہوتا ہے کہ فقیہ کے لئے مجتہد ہونا ضروری ہے تو ظاہر ہے اس بنیاد پر دور حاضر میں کوئی فقیہ نہیں ہوسکتا...... کیوں کہ اب کوئی مجتہد ہی نہیں ہے تو پھر کوئی فقیہ کیسے ہوسکتا ہے......؟ اسی لئے فقہ کی تعریف میں اس بات کی گنجائش رکھی گئی کہ وہ شخص جو تمام احکام شرعیہ میں کامل دستگاہ رکھتا ہے وہ فقیہ ہے...... اگرچہ وہ مجتہد نہ ہو...... اس دور میں تو ہر اس شخص کو فقیہ کہا جارہا ہے جو اس فن میں درک تام رکھتا ہے...... اس اعتبار سے دور حاضر میں بہت سے "فقیہ" ہوسکتے ہیں۔

اہل علم سے یہ بات پوشیدہ نہیں کہ "علم فقہ" ایک مستقل فن ہے اس کا موضوع "احوال مکلفین" ہے اور اس کی غرض وغایت "دارین کی سعادت" ہے...... اس فن کی تاریخ بھی ہے اور اس کا پس منظر بھی ہے...... اس کی ابتدا کس طرح ہوئی؟ اور اس فن کو فروغ دینے میں کن افراد کی شان کا ہاتھ ہے؟ اس کی بھی وضاحت ملتی ہے...... مجھے اس مقالہ میں اس کے تاریخی پس منظر کو بیان نہیں کرنا ہے کیونکہ اس کے لئے فرصت کے ایام چاہئے جو اس وقت دستیاب نہیں...... بلکہ بتانا یہ مقصود ہے کہ "شان فقاہت" سے کیا مراد ہے؟ اور اس کا معنی ومطلوب کیا ہے...... قانون شریعت یا بہار شریعت کا مطالعہ کر لینے اور چند مسائل شرعیہ سے واقف ہوجانے کا نام "شان فقاہت" نہیں ہے اور نہ ہی "دین" میں کچھ "سوجھ بوجھ" حاصل کرنے کا نام "شان فقاہت" ہے...... یہ ہو اس سوچ اور فکر کا...... جو "دین" کے تعلق سے چند مسائل کے جاننے کو "شان فقاہت" سے تعبیر کردے اور مطلق علم کے حامل افراد کو "عالم دین" کہہ دیا جائے بلکہ "شان فقاہت" اس بات کا نام ہے کہ علم فقہ میں درک تام ...... کامل دستگاہ...... اور پورا عبور حاصل ہوجائے ...... اور وہ بھی ایک مسئلہ میں نہیں بلکہ تمام احکام شرعیہ میں...... دستگاہ حاصل ہوجائے...... اس کے ساتھ ساتھ "طرز استدلال" اور اس کے مختلف "انواع" سے بھی پوری پوری واقفیت حاصل ہوجائے...... تب کہیں جاکر "شان فقاہت" کی تھوڑی بہت جھلک مل جایا کرتی ہے۔

شانِ فقاہت کس طرح حاصل ہوتی ہے؟

اوپر کی تحریرات میں "شانِ فقاہت" کے تعلق سے جو تصورات پیش کئے گئے وہ نہایت ہی اہم ہیں...... مگر اب سوال یہ پیدا ہوتا ہے کہ "شانِ فقاہت" کس طرح ملتی ہے؟ اور کہاں ملتی ہے؟ چند کتابوں کے پڑھ لینے اور پڑھا لینے سے "شانِ فقاہت" کسی کو نہیں ملا کرتی ہے...... اور نہ اس کو کسی بازار اور دوکان سے خریدا جاسکتا ہے...... کسی سے کتاب لکھوا کر کوئی مصنف یا مؤلف تو بن جاتا ہے کیونکہ اس دور میں کتاب لکھنے کیلئے بہت سے لوگ کرائے پر مل جایا کرتے ہیں...... انہیں روپے پیسے دیجئے...... کتاب لے لیجئے...... شائع کر دیجئے اور مصنف بن جائیے...... مگر "شانِ فقاہت" اس طور پر نہیں ملتی ہے...... اسے حاصل کرنا کوئی آسان کام نہیں ہے...... اس کے لئے دشت سیاحی اور صحرا نوردی کرنی پڑتی ہے...... ہر قسم کے نشیب و فراز سے گزرنا پڑتا ہے...... مشکلات سے الجھنا پڑتا ہے کھری اور کھوٹی بھی سننی پڑتی ہے سوکھی روٹیوں پر گزارہ بھی کرنا پڑتا ہے...... اسے حاصل کرنے کے لئے کوئی مختصر راستہ نہیں بلکہ بڑی طویل و دقیق راستہ ہے جس پر سب چلا کرتے ہیں...... ایک غریب آدمی بھی اس پر چل سکتا ہے اور امیر آدمی بھی...... بڑے لوگوں کے بچے اس راہ پر نہیں چل پاتے ہیں اس لئے انہیں یہ چیز حاصل نہیں ہوتی ہے...... اگر کسی کو "شانِ فقاہت" ہی حاصل کرنی ہے تو انہیں اسلامی مدارس کے دروازوں سے گزرنا ہوگا...... اساتذہ کی بارگاہ میں زانوئے ادب تہہ کرنے ہوں گے اور درسگاہوں میں عام طلبہ کے ساتھ بیٹھ کر پڑھنا ہوگا...... اور علم فقہ میں تخصص بھی حاصل کرنا ہوگا...... اس کے ساتھ ساتھ اعلیٰ حضرت فاضل بریلوی کے فتاویٰ اور ان کی دیگر کتابوں کا نہایت ہی گہری نظر سے مطالعہ بھی کرنا ہوگا...... اور دارالافتاء میں بیٹھ کر فتاوے بھی لکھنے ہوں گے...... ان تمام مرحلوں سے گزرنے کے بعد ہی کسی کو "شانِ فقاہت" ملا کرتی ہے...... اس طرح "شانِ فقاہت" حاصل کرنے کو **"تفقہ فی الدین"** کہا جاتا ہے اس لئے کہ "تفقہ" باب تفعل سے ہے اور باب تفعل میں ایک قسم کا تکلف پایا جاتا ہے...... یعنی جو چیز محنت اور عرق ریزی کر کے جب حاصل کی جاتی تو اس کو باب تفعل میں لا کر بیان کیا جاتا ہے اور ظاہری بات ہے "شانِ فقاہت" حاصل کرنے میں تکلف تو ہوتا ہی ہے اور یہاں تکلف سے مراد تصنع نہیں بلکہ محنت، عرق ریزی اور خون پسینہ ایک کرنا مراد ہے...... میرے "

تاج الشریعہ" کو "شان نقاہت" حاصل تھی کیونکہ انہوں نے "شان نقاہت" حاصل کرنے کے لئے ان تمام مراحل سے گزرے تھے جن سے گزر کر جا "شان نقاہت" حاصل کرنے کے لئے ضروری اور لازم تھا...... انھیں مراحل کا اجمالی خاکہ پیش ہے

جانشین مفتی اعظم نے گھر پر والدہ ماجدہ سے قرآن کریم ناظرہ ختم کیا...... اسی دوران والد ماجد سے اردو کی کتابیں پڑھیں...... گھر پر تعلیم حاصل کرنے کے بعد والد بزرگوار نے دار العلوم منظر اسلام میں داخل کر دیا...... نحو میر میزان منشعب وغیرہ سے ہدایہ آخرین تک کی کتابیں دار العلوم کے کہنہ مشق اساتذہ سے پڑھیں...... تاج الشریعہ جانشین مفتی اعظم ہند ۱۹۶۳ء میں جامعہ ازہر قاہرہ مصر تشریف لے گئے وہاں آپ نے "کلیہ اصول الدین" میں داخلہ لیا۔ تاج الشریعہ بچپن ہی سے ذہانت و فطانت اور قوت حافظہ کے مالک تھے اور عربی ادب کے دلدادہ تھے...... جامعہ مصر کے اساتذہ اور طلبہ آپ کی بے تکلف فصیح و بلیغ عربی گفتگو سن کر محو حیرت ہو جاتے تھے کہ ایک عجمی النسل ہندوستانی عربی النسل اہل علم حضرات سے گفتگو کرنے میں کوئی تکلف محسوس نہیں ہوتی...... ۱۹۶۶ء کو جامعۃ الازہر میں اول پوزیشن حاصل کرنے پر (جامعۃ الازہر ایوارڈ) سے نوازے گئے۔

اس کلپ میں یہ بات واضح طور پر کہی گئی ہے کہ "حضور تاج الشریعہ" بچپن ہی سے ذہین و فطین تھے اور طبیعت بھی اخاذ تھی...... اسی لئے "شان نقاہت" کے تمام مراحل سے آپ نے صلاحیتوں، استعدوں اور بھرپور قابلیتوں کو کشید کرتے رہے اور اپنی شخصیت میں ایک کے بعد ایک صلاحیت کو جمع کرتے چلے گئے...... عربی زبان و ادب میں کامل عبور رکھنے کے سبب کسی بھی مقام پر صلاحیتوں کو کشید کرنے اور عطر تحقیق کے جمع کرنے میں کسی قسم کی کوئی دشواری محسوس نہیں ہوتی...... اس طرح آپ کی شخصیت میں صلاحیتوں کا ایک انبار جمع ہو گیا...... اور آپ تمام احکام شرعیہ علیہ کے لئے بالقوۃ طور پر تیار ہو گئے اور بالفعل بھی...... اسی مخصوص صلاحیت و استعداد کو "**تفقہ فی الدین**" کہا جاتا ہے اور اسی بنیاد پر سرے "تاج الشریعہ" "فقیہ اسلام" کہے جانے کے مستحق قرار پائے...... اور "شان نقاہت" کے حامل ہوئے...... آپ نے اسی "شان نقاہت" پر اکتفا نہ کیا بلکہ اس میں چار چاند لگانے کے لئے بہت کچھ کیا مثلاً

☆ ......دارالعلوم منظر اسلام میں تدریسی خدمات انجام دیئے اور فقہ کی کتابوں کا درس دیا

☆ ......دارالافتاء میں بیٹھ کر فتاویٰ تحریر کئے

☆ ......اور امعان نظر سے ''فتاویٰ رضویہ'' کا مطالعہ کیا......مطالعہ مطالعہ میں فرق ہوتا ہے ......ہمارے یا کسی اور کے مطالعے میں فرق ہوتا ہے......ہمارا مطالعہ سرسری انداز کا ہوا کرتا ہے اور ''حضور تاج الشریعہ'' کا مطالعہ اس انداز کا ہوا کرتا تھا کہ عبارت اور اسلوب افتاء کی پرتیں کھلتی جاتی تھیں......اور ہر ایک پرت میں موجود تحریری جلووں کو اپنی شخصیت میں کشید کرتے جاتے تھے

☆ ......حضور تاج الشریعہ سرکار مفتی اعظم ہند کے بہت قریب تھے......روزانہ حاضری کا شرف حاصل کرتے تھے اور کبھی سرکار مفتی اعظم ہند خود بھی یاد فرمالیا کرتے تھے اس طرح آپ نے سرکار مفتی اعظم ہند سے براہ استفادہ کیا کرتے تھے......جہاں آپ نے ''شان فقاہت'' حاصل کرنے کیلئے مروجہ طریقوں سے کام لیا وہیں آپ نے اپنے نانا جان کی نگاہ کیمیا اثر کے تاثیری کرشموں سے اپنی ''شان فقاہت'' میں چار چاند لگا دیئے اور اسے اس قدر تاباں و درخشاں کر دیا کہ آپ کی ''شان فقاہت'' کو دیکھنے والی نگاہیں خیرہ ہو جایا کرتی تھیں......اس بابت ایک عبارت پیش کرنے کی جرأت کر رہا ہوں جس کا مطالعہ کرنے سے استفادی کیفیت کا اندازہ ہو جائے گا

حضرت تاج الشریعہ نے اس کام (فتویٰ نویسی) کا آغاز چودہ سال کی عمر شریف میں کیا......آپ نے اس دشوار گزار راہ کی منزل کو پانے کی خاطر آغاز میں نانا جان مفتی اعظم اور مفتی سید افضل حسین مونگیری کے نقوش قدم کی پیروی کی یعنی ان باکمال ہستیوں کی نگاہوں سے اپنے لکھے ہوئے فتاویٰ گزارتے رہے......پہلا فتویٰ لکھا تو مفتی افضل حسین مونگیری کو دکھایا۔ انہوں نے دیکھ کر شاباشی دی، تحسین کی اور حوصلہ بڑھانے کے لئے کہا: کہ نانا جان کی حسین نگاہ تک اس کی رسائی ہونی چاہئے۔ نانا جان نے دیکھا تو فرط مسرت سے چہرۂ انور کھل گیا، داد و تحسین سے نوازا......یہ سلسلہ زیادہ دنوں تک نہیں چلا......جلد ہی آپ کے نانا جان حضرت مفتی اعظم ہند نے یہ ذمہ داری بھی آپ کو سونپ دی......مفتی اعظم ہند کے الفاظ میں بقول مولانا شہاب الدین رضوی

''اختر میاں اب گھر میں بیٹھنے کا وقت نہیں۔ یہ لوگ جن کی بھیڑ لگی ہوئی ہے بیٹھنے نہیں دیتے اب تم اس (فتویٰ نویسی کے) کام کو انجام دو...... میں دار الافتاء تمہارے سپرد کرتا ہوں۔'' موجودہ لوگوں سے مخاطب ہوکر حضرت مفتی اعظم نے فرمایا:

اب آپ اختر میاں سلمہ سے رجوع کریں انہیں کو میرا قائم مقام اور جانشیں جانیں۔

(حیات تاج الشریعہ ص ۱۳۱ مولانا شہاب الدین رضوی)

حضرت تاج الشریعہ خود اپنی فتویٰ نویسی کے تعلق سے رقم طراز ہیں:

میں بچپن سے ہی حضرت (مفتی اعظم) داخل سلسلہ ہو گیا ہوں جامعہ ازہر سے واپسی کے بعد میں نے دلچسپی کی بنا پر فتویٰ کا کام شروع کیا...... شروع شروع میں مفتی سید افضل حسین صاحب علیہ الرحمہ اور دوسرے مفتیان کرام کی نگرانی میں یہ کام کرتا رہا اور کبھی کبھی حضرت (مفتی اعظم) کی خدمت میں حاضر ہوکر فتویٰ دکھایا کرتا تھا کچھ دنوں کے بعد اس کام میں میری دلچسپی زیادہ بڑھ گئی اور پھر میں مستقل حضرت کی خدمت میں حاضر ہونے لگا حضرت کی توجہ سے مختصر مدت میں وہ فیض حاصل ہوا جو کسی کے پاس مدتوں بیٹھنے سے بھی نہیں ہوتا ہے (مرجع سابق)

فیضان نظر تو کام کرتا ہے اور کرتا ہی رہتا ہے اور آئندہ بھی کرتا رہے گا مگر یہ اس وقت سونے پر سہاگہ کا کام کرتا ہے جب صاحب معاملہ خود بھی اپنے کاموں میں دلچسپی لیا کرتا ہے...... ''حضور تاج الشریعہ'' جہاں فیضان نظر کے سائے میں رہا کرتے تھے وہیں آپ نے از خود دلچسپی سے بھی کام لیا اور محنت ومشقت میں بھی سب سے آگے ہوا کرتے تھے...... اس بارے میں خود آپ فرماتے ہیں

میں نے دار العلوم منظر اسلام میں پڑھا اور پڑھایا جامعہ ازہر میں بھی پڑھا۔ شروع ہی سے مجھے مطالعہ کا بہت شوق تھا۔ اپنی درسی کتابوں کے علاوہ شروح وحواشی اور غیر متعلق کتابوں کا روزانہ کثرت سے مطالعہ کرتا اور خاص خاص چیزوں کو ڈائری میں نوٹ کر لیا کرتا تھا اس کے علاوہ سب سے اہم بات یہ ہے کہ مجھے جو کچھ بھی ملا حضور مفتی اعظم قدس سرہ کی صحبت استفادہ سے حاصل ہوا ان کے ایک لمحہ کی صحبت، استفسارات اور استفادہ سالوں کی محنت ومشقت پر

بھاری پڑتے تھے میں آج ہر جگہ حضور مفتی اعظم کا علمی و روحانی فیضان پاتا ہوں۔ آج جو میری حیثیت ہے وہ انہیں کی صحبت کیمیا اثر کا صدقہ ہے (حیات تاج الشریعہ ص ۱۲)

دیکھا بڑوں کی صحبت سے کس قدر فائدہ ہوتا ہے اور جب کوئی ذاتی طور پر شوق سے مطالعہ کرتا ہے تو یہ صحبت کسی بھی فن کے لئے چہرہ پر غازہ ملنے کے کام کرتی ہے......خواہ فن افتاء ہی کیوں نہ ہو......بریلی شریف کی یہ خصوصیت رہی ہے کہ جو یہاں کے بزرگوں کی صحبت میں رہتا ہے تو وہ اپنے فن کا امام بن کر نکلا ہے جسے بھی جو کچھ ملا ہے اسی در سے ملا ہے جب ہم سے بڑوں کو ملا ہے تو ہم جیسے چھوٹوں کو بھی مل سکتا ہے...... اس خاندان میں ایسے ایسے باکمال اور عظمت والے فرد گزرے ہیں جو ابھی تربت پاک میں آرام کرنے کے باوجود تربیتی امور کو انجام دے سکتے ہیں بشرطیکہ کوئی ان سے تربیت حاصل کرنے کا سلیقہ جانتا ہو......سلیقہ جانے بغیر کوئی تربیت کس طرح حاصل کرسکتا ہے......بریلی شریف علم فقہ اور فتویٰ نویسی کا ایک عظیم اسکول ہے جس کا فیض کل بھی جاری تھا آج بھی جاری اور آنے والے کل میں بھی جاری رہے گا......اسی اسکول کے روح رواں میرے "تاج الشریعہ" تھے......فقہ میں دلچسپی رکھنے کے سبب "حضور تاج الشریعہ" اپنے بزرگوں کے فتاویٰ کا زبردست مطالعہ کیا ہے اور میں نے بارہا مطالعہ کرتے ہوئے انہیں دیکھا ہے......مطالعہ کرنے سے نہ صرف معلومات حاصل ہوتے ہیں بلکہ صاحب کتاب اور صاحب تحریر کا فیض بھی ملتا ہے۔

اور یہ بھی ایک مسلمہ حقیقت ہے کہ جب کوئی اپنے باپ دادا اور اپنے خاندان کے بڑے لوگوں کی کتابوں کا مطالعہ کرتا ہے......تو صاحب تصنیف اور صاحب فتاویٰ کی جانب سے فیض و برکت کی اس پر موسلا دھار بارش ہوا کرتی ہے......اور خاص کر اس وقت اور بھی زیادہ بارش ہوا کرتی ہے جب کوئی اپنے کسی شہزادہ گرامی کو اپنے خاندان کے لئے سرمایۂ افتخار بنانا چاہتا ہو......اس جانب سے "حضور تاج الشریعہ" کے بزرگوں کی ان پر خاص التفات تھی اور دوسری جانب خود "تاج الشریعہ" اپنے خاندانی علمی فکری اور فقہی روایتوں کے امین و وارث ہونا چاہتے تھے......جب دونوں جانب سے جذبہ شوق کا یہ عالم ہو تو پھر مقصد میں انوکھا پن آ ہی جاتا ہے......اور اس مقام پر "شان فقاہت" کو ہی مقصد قرار دیا جاسکتا ہے......اس کے علاوہ میرے تاج الشریعہ کا اور کوئی مقصد نہیں

اسی وجہ سے ان کی ''شانِ فقاہت'' میں شب و روز بلکہ ہر آن اضافہ ہوتا رہا اور اس میں نکھار آتا رہا۔ ان کی زندگی میں ایک ایسا مقام بھی آیا کہ ان کی ''شانِ فقاہت'' عروج وارتقاء کے مدارج میں سے آخری درجہ پر فائز ہو گئی...... اور فتاویٰ رضویہ کی تعریب میں مصروف ہو گئے...... یہ ان کی ''شانِ فقاہت'' نہیں تو پھر کیا ہے؟...... ان کی شانِ فقاہت انجمادی کیفیت سے دوچار نہ تھی...... بلکہ حرکی نظام پر قائم تھی...... یعنی ادھر سے عطا کی بارش ہوتی اور ادھر سے اس عطا کا استقبال...... یوں ''حضور تاج الشریعہ'' کی ''شانِ فقاہت'' میں نکھار آیا اور خوب نکھار آیا اور آپ اس وصف خاص میں انفرادیت کے حامل ہو گئے اور درجۂ کمال پر فائز ہو گئے۔

شانِ فقاہت کی فضیلت:

ہم ثابت کر آئے ہیں کہ ''شانِ فقاہت'' کا ہی دوسرا نام **''تفقہ فی الدین''** ہے اور جو ت **''تفقہ فی الدین''** کا حامل ہوتا ہے عظمتیں اسے سلام کرتی ہیں اور رفعتیں اس کی آنکھوں اور پیشانی کا بوسہ لیتی ہیں...... حقیقت میں یہی شان ہمارے ''تاج الشریعہ'' کی تھی...... دیکھنے والوں ان کی اس شان کو اپنے ماتھے کی آنکھوں سے دیکھا ہے...... مشاہدہ کیا ہے ذیل میں شانِ فقاہت کی کچھ فضیلتوں کا ذکر کیا جارہا ہے

☆...... اللہ تعالیٰ ارشاد فرماتا ہے:

﴿وَمَا كَانَ الْمُؤْمِنُونَ لِيَنْفِرُوا كَافَّةً ۚ فَلَوْلَا نَفَرَ مِنْ كُلِّ فِرْقَةٍ مِنْهُمْ طَائِفَةٌ لِيَتَفَقَّهُوا فِي الدِّينِ وَلِيُنْذِرُوا قَوْمَهُمْ إِذَا رَجَعُوا إِلَيْهِمْ لَعَلَّهُمْ يَحْذَرُونَ ۝﴾ (التوبہ)

ترجمہ: اور مسلمانوں سے یہ تو ہو نہیں سکتا کہ سب کے سب نکلیں تو کیوں نہ ہو کہ ان کے ہر گروہ میں سے ایک جماعت نکلے کہ دین کی سمجھ حاصل کریں اور واپس آکر اپنی قوم کو ڈر سنائیں اس امید پر کہ وہ بچیں (ترجمہ رضویہ)

یوں تو علمِ دین سیکھنا ہر مسلمان پر فرض ہے مگر اس حد تک کہ فرائض کی ادائیگی میں کسی طرح کا خلل واقع نہ ہو...... لیکن دین میں اس قدر سمجھ حاصل کرنا کہ فتویٰ صادر کرنے کی صلاحیت پیدا ہو جائے یہ فرض عین نہیں بلکہ فرض کفایہ ہے جسے حاصل کرنے کا مقصد یہ ہے...... اپنی قوم میں آکر اس

کے مابین دعوت وتبلیغ کے امور کو انجام دیں اور انھیں سیدھی راہ کی جانب بلائیں...... تا کہ وہ گمراہوں سے بچ جائیں اور سیدھی راہ چلنے لگیں...... "حضور تاج الشریعہ" نے دین میں سمجھ حاصل کی اور اسے حاصل کرنے کے لئے ہندوستان سے باہر "قاہرہ" بھی گئے...... جب وہاں سے واپس ہوئے تو انھیں ریسیو کرنے کے لئے جہاں اور لوگ گئے ان میں "سرکار مفتی اعظم ہند" بھی دہلی اسٹیشن پر تشریف لے گئے اور اپنے پیارے "شہزادہ گرامی" کو اپنے ساتھ لے کر "سوداگران" واپس ہوئے...... "تاج الشریعہ" علم دین اور فہم دین کے حاصل کرنے کے بعد بیٹھے نہیں بلکہ دین کی تبلیغ کرنے میں جٹ گئے...... رشد وہدایت میں مصروف ہو گئے اور فتویٰ نویسی کو اپنا بہترین مشغلہ قرار دیا۔ اس محنت شاقہ اور شب وروز کتب فتاویٰ کے مطالعہ اور فتاویٰ نویسی میں خون پسینہ ایک کرنے کے بعد آپ کی "شان فقاہت" اس قدر نکھر گئی کہ "سرکار مفتی اعظم ہند" کے وصال کے بعد آپ ہی کو جانشینی کا حق ادا کرنا پڑا اور اپنی زندگی کے آخری لمحات تک ادا کرتے رہے اس میں ذرا بھی کوتاہی آپ کی ذات سے واقع نہیں ہوئی، یہ آپ کا امتیازی کمال ہے کہ اس سے بڑا کوئی کمال نہیں ہو سکتا ہے۔

مذکورہ بالا آیت سے یہ بھی ثابت ہوتا ہے کہ فہم دین کا مقصد دعوت وتبلیغ اور رشد وہدایت ہوا کرتا ہے...... میرے "تاج الشریعہ" اپنے مقصد میں کہاں تک کامیاب ہوئے؟ یہ کسی سے پوچھنے کی ضرورت نہیں...... ان کی یہ کامیابی آفتاب وماہتاب کی پیشانیوں پر لکھی ہوئی ہے جو پڑھنا چاہے اسے محبت کی آنکھوں سے پڑھ سکتا ہے...... بغض وحسد کی نگاہ سے کوئی دیکھنا چاہے تو نہیں دیکھ سکتا ہے کہ ایسی صورت میں آنکھ والا بھی اندھا ہو جایا کرتا ہے...... "حضور تاج الشریعہ" دعوت وتبلیغ کے لئے کہاں کہاں نہیں گئے؟ ان کی زندگی کے زیادہ تر ایام تو سفر ہی میں گزرے ہیں...... ہندوستان کے تمام علاقوں میں ان کے قدم ناز کے نشانات پائے جاتے ہیں اور ان کی زبان فیض ترجمان سے نکلے ہوئے لفظوں کی خوشبوئیں ہندوستان کے سارے علاقوں میں پھیلی ہوئی ہیں...... جن کے احساس ہی سے مردہ دلوں میں زندگی کی رمق بیدار ہو جاتی ہے...... اور غموں سے نڈھال زندگی میں کیف ونشاط کا سرمدی احساس ہونے لگتا ہے...... واہ کیا مہکے ہیں مہکتے چلے گئے...... آپ ہندوستان کی سرحدوں میں محصور نہ رہے بلکہ دوسرے ممالک میں بھی آپ کا فیض اور رشد وہدایت کا کرشمہ بلند

آسمان کی مانند چھایا ہوا ہے...... بتایا جائے کہ ان کی "شان تفاہت" نے انھیں کہاں تک پہونچا دیا ہے؟ کیا کوئی اس بات کا اندازہ لگا سکتا ہے؟ نہیں ہرگز نہیں!

☆...... اللہ تعالیٰ جب کسی بندہ کے لئے خیر کثیر اور فلاح و بہبود کا ارادہ فرماتا ہے...... تو اسے دولت نہیں ملک و سلطنت نہیں دیتا ہے بلکہ اسے فہم دین اور علم دین سے آراستہ کرتا ہے...... جیسا کہ حدیث پاک میں ہے **من یرد اللہ بہ خیرا یفقھہ فی الدین** یعنی اللہ تعالیٰ جس کے لئے خیر کثیر کا ارادہ فرماتا ہے اسے شان تفاہت سے نوازتا ہے اور اسے دین میں فہم عطا کرتا ہے...... اس حدیث پاک میں لفظ "**خیر**" کو نکرہ استعمال کیا گیا ہے اور اس پر جو تنوین لائی گئی ہے وہ برائے عظمت ہے۔

حضرت علامہ مفتی شریف الحق صاحب قبلہ اس کی وضاحت کرتے ہوئے فرماتے ہیں

خیرا نکرہ سیاق شرط میں ہونے کی وجہ سے عموم کا افادہ کرتا ہے تو معنی یہ ہوئے "کہ اللہ عزوجل جسے تمام دنیا وآخرت کی بھلائی عطا فرمانا چاہتا ہے اسے فقیہ بناتا ہے...... خیرا کی تنوین کو یہاں عظمت کے لئے لیں تو معنی ہو نگے" بہت زیادہ بھلائی عطا فرمانا چاہتا ہے" اس سے ثابت ہوا کہ امت کے فرادمیں سب سے افضل فقیہ ہے اسی لئے ایک حدیث میں رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے ارشاد فرمایا:

فقیہ واحد اشد علی الشیطان من الف عابد ایک فقیہ ہزار عابد غیر فقیہ سے زیادہ شیطان پر بھاری ہے...... نیز ایک لمبی حدیث میں فرمایا: **خیارکم فی الجاھلیۃ خیارکم فی الاسلام اذا فقھو** یعنی زمانہ جاہلیت میں جو لوگ تم میں سب سے بہتر تھے وہ اسلام میں بھی سب سے بہتر ہیں جب کہ فقیہ ہوں (نزھۃ القاری ج ۱: ۳۶۹)

اس حدیث پاک کو پیش نظر رکھ کر اس بات پر غور کریں کہ اللہ تعالیٰ نے اپنے فضل و کرم سے "حضور تاج الشریعہ" کو "فقیہ" بنایا...... اور وہ بھی کوئی عام فقیہ نہیں بلکہ ایسا "فقیہ" بنایا جنھوں نے "سرکار مفتی اعظم ہند" کی جانشینی کا صحیح حق ادا کر دیا...... تو اس کا مطلب یہ ہے اللہ تعالیٰ نے آپ کے ساتھ بھلائی کا ارادہ فرمایا...... دنیا میں بھی بھلائی آپ کو ملی اور آخرت میں بھی بھلائی نصیب ہوگی...... اور جس قدر بھی خیر ہو سکتا ہے وہ سب کے سب آپ کو ملے ہیں اور ملیں گے کہ اللہ تعالیٰ نے آپ سے خیر کا ارادہ

فرمایا ہے جیسا کہ حدیث سے ثابت ہوا...... اس طرح کے خیر کی امید ہی نہیں بلکہ یقین بھی ہے۔

☆......میرے "تاج الشریعہ" کہاں کہاں نہ گئے؟ اور وہ کون سا علاقہ ہے جو آپ کے قدم ناز کی برکت سے محروم رہا ہے؟ اور کبھی تو ایسا بھی ہوا ہے کہ آپ کسی اطلاع کے بغیر جلوہ بار ہو جایا کرتے تھے ......خود ہمارے بدایوں "دارالعلوم شاہ ولایت" میں دو بار اچانک تشریف لے آئے اور بدایوں کے قریب میں ایک قصبہ شیخوپور ہے جہاں کے ذروں نے ایک بار نہیں بلکہ دسیوں بار آپ کے چہرۂ مبارک کی زیارت کی ہے...... یہاں وہاں آنا جانا ......اور سفر کی صعوبتوں کو برداشت کرنا ......کبھی اندرونی ملک سفر میں رہنا اور کبھی ہندوستان سے باہر جانے کا ارادہ فرمانا ......کسی دنیوی منفعت سے نہ تھا......اور نہ دولت و ثروت حاصل کرنے کے مقصد تھا...... بلکہ رشد و ہدایت کو انجام دینے کے تحت تھا......آپ کی ذات سے جب کسی کو فائدہ ہو رہا تھا تو آپ کا مقصد عظیم اسے فائدہ پہونچانا ہی تھا ......یہ نکلنا خدا کی راہ میں نکلنا تھا......اور بھٹکے ہوئے مسافروں کو راہ راست پر لانے کا ارادہ ہوا کرتا تھا......آپ کی ذات و شخصیت سے رشد و ہدایت اور فلاح و بہبود اور علم و فقہ کا ایسا میٹھا چشمہ جاری ہوا کہ اس چشمہ سے لوگ سیراب ہو ہو کر مست و مدہوش ہوتے رہے......اس بنیاد پر کہا جا سکتا ہے...... نہیں! صرف کہا ہی نہیں جا سکتا ہے بلکہ ایسا ہی ہے کہ میرے "تاج الشریعہ" کا نکلنا خدا کی راہ میں نکلنا ہوا کرتا تھا......علم دین کے لئے نکلنا ہوا کرتا تھا خدا کی راہ اور علم کی راہ میں نکلنے سے متعلق جو خیر و برکت ہوا کرتی ہے......یہ ساری چیزیں "حضور تاج الشریعہ" کو حاصل تھیں......اس میں کیا اور کس قدر ثواب ملتا ہے اس کے تعلق سے حدیث پاک میں آیا ہے:

عن كثير بن قيس قال: كنت جالساً مع ابي الدرداء في مسجد دمشق فجاءه رجل فقال يا ابا الدرداء اني جئتك من مدينة الرسول صلى الله عليه وسلم لحديث بلغني انك تحدثه عن رسول الله صلى الله عليه وسلم ما جئت لحاجة قال: اني سمعت رسول الله صلى الله عليه وسلم يقول من سلك طريقاً يطلب فيه علماً سلك الله له طريقاً من طرق الجنة وان الملائكة لتضع اجنحتها لطالب العلم رضاء وان العالم ليستغفر له من في السموٰت

ومن فی الارض حتی الحیتان فی الماء وفضل العالم علی العابد کفضل القمر علی سائر الکواکب وان العلماء ورثۃ الانبیاء وان الانبیاء لم یورثوا دینارا ولا درھما وانما ورثوا العلم فمن اخذہ اخذ بحظ وافر

(رواہ ابو داؤد شریف ۳۲۳ حدیث نمبر ۳۶۴۱)

ترجمہ...... کثیر بن قیس سے روایت ہے میں ابو درداء کے ساتھ دمشق کی مسجد میں بیٹھا تھا کہ ایک شخص آیا اور انہوں نے کہا: میں مدینہ رسول صلی اللہ علیہ وسلم سے آیا ہوں مجھے معلوم ہوا ہے کہ آپ ایک حدیث رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم سے بیان کرتے ہیں اس کے علاوہ میں کسی اور کام سے نہیں آیا...... تو ابو درداء نے فرمایا: میں نے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کو یہ فرماتے ہوئے سنا جو علم کی تلاش میں کسی راہ پر چلتا...... تو اللہ اسے جنت کی راہوں میں سے کسی راہ پر چلاتا ہے ...... فرشتے اپنے پروں کو طالب علم کی رضا کے لئے اس راہ پر بچھا دیتے ہیں...... اور عالم کے لئے وہ تمام چیزیں دعائے مغفرت کرتی ہیں جو آسمان و زمین میں ہیں حتی کہ پانی میں مچھلیاں بھی...... عالم کی فضیلت عابد پر ایسی ہوتی ہے جیسی فضیلت چاند کو تمام ستاروں پر ہوا کرتی ہے...... علماء انبیاء کے وارث ہیں...... وہ انبیاء کے وارث نہ دینار میں ہوتے ہیں اور نہ درہم میں...... جس نے علم حاصل کیا تو انہوں نے بہت بڑا حصہ لے لیا۔

اس حدیث پاک کی روشنی میں آپ ''حضرت تاج الشریعہ'' کی زندگی اور انکی حیات پاک کے لمحات کو دیکھیں تو بات بڑی آسانی سے سمجھ میں آجاتی ہے......

الف...... انہوں نے جو راہ اپنائی وہ علم کی راہ تھی...... فقہ وتدبر کی راہ تھی۔

ب...... مولی کی رضا ان کی حیات پاک کا نصب العین تھا۔

ج...... اور وہ راہ جنت کی راہ ہے...... علم وحکمت کی راہ ہے...... اور فقہ وتدبر کی راہ ہے...... اس لئے سارے جہاں میں ان کے چاہنے والے ان کے لئے کچھ نہ کچھ ضرور کر رہے ہیں...... قرآن خوانی...... میلاد...... فاتحہ وغیرہ...... اس طرح میرے ''تاج الشریعہ'' کے لئے ایصال ثواب کا سلسلہ جاری ہے حیرت ہوتی ہے کہ ان کی شخصیت کس قدر عظیم ہے کہ آج ''تاج الشریعہ'' ہمارے درمیاں نہیں

ہیں۔ باوجود اس کے ان کے لیے محفلیں سجائی جا رہی ہیں اور ان کی یادوں کو تازہ کیا جا رہا ہے تو کس طرح کہہ دوں کہ اب "تاج الشریعہ" نہ رہے؟

کیں..... میرے "تاج الشریعہ" کو جو علم حاصل تھا اور انھیں وراثت میں جو "شانِ فقاہت" ملی تھی اور جس طرح انھوں نے اس میں نکھار پیدا کیا تھا وہ کوئی معمولی علم نہ تھا بلکہ اس علم کی حیثیت "آبِ حیات" کی سی ہے جو اسے ایک بار پی لیتا ہے اسے دائمی حیات مل جاتی ہے اور موت کے بعد بھی اس کا سلسلہ جاری رہتا ہے جیسا کہ حدیث پاک میں ہے:

عن ابی ہریرۃ رضی اللہ تعالیٰ عنہ قال: قال رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم اذا مات ابن آدم انقطع عملہ الا من ثلاث: صدقۃ جاریۃ او علم نافع او ولد صالح یدعو لہ۔ (رواہ مسلم)

ترجمہ..... ابو ہریرہ سے روایت ہے انھوں نے کہا: رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: جب ابن آدم مر جاتا ہے تو اس کے عمل کا سلسلہ بند ہو جاتا ہے مگر تین عمل کہ وہ جاری رہتا ہے ابن آدم کے مرنے کے بعد بھی اس کا سلسلہ چلتا رہتا ہے..... ان میں پہلا عمل "صدقہ جاریہ" ہے دوسرا عمل "علم نافع" ہے اور تیسرا عمل "ولد صالح" ہے جو اس کے لئے مغفرت کی دعائیں کرتا رہتا ہے۔

اس جہاں میں ایسے لوگ کثیر تعداد میں پائے جاتے ہیں جو دنیا میں رہ کر مال و دولت خوب کماتے ہیں لیکن اسے موج و مستی میں برباد کر دیتے ہیں اور کوئی ایسا صدقہ نہیں کرتے جو اس کے لئے آخرت میں کام آئے جس طرح خالی ہاتھ آتے ہیں اسی طرح خالی ہاتھ چلے جاتے ہیں..... اور ایسوں کی تعداد بھی کافی ہے جو دنیا میں رہ کر علم تو حاصل کرتے ہیں مگر وہ علم حاصل کرتے ہیں جو صرف دنیا ہی میں اس کے ساتھ رہتا ہے..... اب رہی بات آخرت کی تو وہ اسے آخرت میں نفع نہیں دیتا ہے یعنی اس کا علم "علم نافع" نہیں ہوتا ہے..... اور کچھ ایسے بھی ہیں جن کی اولاد کا یہ حال ہوتا ہے کہ وہ اپنے باپ کی نماز جنازہ بھی نہیں پڑھتی ہے..... مگر قربان جائیے کہ "حضور تاج" کے پاس "صدقہ جاریہ" بھی ہے اور "علم نافع" بھی اور کمال کی بات یہ ہے کہ "ولد صالح" بھی جن کی وجہ سے حضرت والا کے وصال کے بعد بھی

ان کے عمل کا سلسلہ جاری ہے اور جاری رہے گا کبھی ان کا عمل منقطع نہیں ہوگا...... ایک دور ایسا بھی آئے گا کہ دنیا والے اس شخص کو عظیم تصور کریں گے جس نے بھی ''حضور تاج الشریعہ'' کو اپنے ماتھے کی آنکھوں سے دیکھا ہے اور ان کی صحبت میں رہا ہے...... ذرا سوچئے کہ ان کی شخصیت کس قدر حیرت انگیز ہے...... اور میں تو کہتا ہوں کہ اس خوبصورت شخصیت پر موت کو بھی پیار آ گیا ہوگا اور وہ بھی اپنی قسمت پر نازاں ہوگی کہ ایک پھول سے بدن کو اپنے کاندھوں پر لئے جا رہی ہے۔

حرفِ حقیقت:

جب مجھ جیسے کم علم اور ناچیز سے فرمائش کی گئی کہ آپ ''حضور تاج الشریعہ'' کے تعلق سے کوئی مقالہ تحریر فرمادیں...... تو میں پریشان تھا کہ ان کے بارے میں کیا لکھوں؟...... کہاں سے لکھوں؟ اور کیسے لکھوں؟

رہ محبت میں ہم نے پوچھا سر جھکائیں کہاں سے پہلے
ہر ایک ذرہ پکار اٹھا یہاں سے پہلے یہاں سے پہلے

میں خود اور میری فکر کچھ اسی قسم کی کشاکش میں مبتلا تھا...... اور پھر میں جب لکھنے کے لئے بیٹھا تو ان کی شخصیت کے اس قدر زاویے میری نگاہوں کے سامنے کھلتے چلے گئے کہ ان زاویوں کو سمیٹنا میرے لئے مشکل ہو گیا اور میں اس منزل پر پہونچا کہ ان کی شخصیت کے ہر ایک زاویہ پر لکھا جا سکتا ہے مگر افسوس ہے کہ وقت کم اور بہت کم ہے ایسے محبوب کی بارگاہ خراج عقیدت پیش کرنے کیلئے تو برسوں محنت کی ضرورت ہے باوجود اس کے یہ ''خراج عقیدت'' اس نوعیت کی نہیں ہو سکتی جس کی ''تاج الشریعہ'' مستحق ہیں...... کیونکہ میرے لفظوں کا دامن تنگ ہے اور ان کی شخصیت کا ہر ایک زاویہ بہت زیادہ وسیع ہے کوئی سمیٹے تو کہاں تک سمیٹے...... میں اسی باب حیرت پر کھڑے ہو کر اپنی بات ختم کر رہا ہوں اس جذبہ کے ساتھ کہ پروردگار عالم ان کے درجات کو بلند فرمائے اور ان کے جانشین کو انھیں کی مانند کر دے...... اور ان کے مرقد انور پر رحمت و نور کی برسات کر دے اور ان کی مدح کرنے والوں کی فہرست میں اس ناچیز کو بھی شامل فرمادے آمین بجاہ سید المرسلین ......

ڈاکٹر مولانا غلام مصطفیٰ نجم القادری، اڑیسہ

حضور تاج الشریعہ اور مسلک اعلیٰ حضرت

ہزاروں آندھیوں میں بھی جو مشعل صبح روشن ہے　　　ہے مسلکِ اعلیٰ حضرت کا تو محنت تاج الشریعہ کی

اسلام وہ مبارک دین ہے جسے اللہ تعالیٰ نے اپنی پسندیدگی کی سند عطا کر دی ہے چونکہ یہ خدا کی پسند ہے اس لئے خزاں میں بھی ہرا بھرا، اور ہجوم آلام میں بھی مسکراتا ہی رہتا ہے۔ البتہ جہاں تک اس کی آزمائش اور امتحان کی بات ہے تو کبھی اس پر یزیدی بادل آئے اور کبھی حجازی طوفان، کبھی ماسونی طاقت نے آنکھ دکھانے کی جرأت کی اور کبھی تاتاری طاقت اس سے ٹکرائی، کبھی خارجی شورش نے اس سے پنجہ آزمایا اور کبھی رفض کے غرور نے اس کو زیر کرنے کی کوشش کی مگر وہ سب کی سب جرأتیں اس پہاڑ سے ٹکرا کر پاش پاش ہو گئیں۔ یہ وہ یادیں ہیں کہ ماضی کے جھروکوں سے جب بھی جھانکتی ہیں تو کلیجہ منہ کو آتا ہے۔ تاہم چودہویں صدی ہجری میں وہابیت کے نام سے جس فتنے نے جنم لیا وہ مذکورہ تمام فتنوں میں سب سے خطرناک فتنہ تھا۔ اتنا خطرناک کہ صرف ایک فتنہ نہیں تھا۔ بلکہ ام الفتن، اس کے بطن سے چھوٹے بڑے بدل بدل کر نئے رنگ و روپ میں متعدد ناموں سے مختلف فتنے جنم لیتے رہے اور آج بھی لے رہے ہیں۔

اعلیٰ حضرت امام احمد رضا کے دور میں وہابیت کا تلاطم تھا، تو آج کے دور میں صلح کلیت کا طوفان بلاخیز، جب وہابیت نے پر پرزے اُگے تو اللہ تعالیٰ نے امام احمد رضا کو تمام فکری و علمی اور عملی اسلحوں سے لیس کر کے مجدد اعظم بنا کر بھیجا اور آج جب صلح کلیت قیامت ڈھانے پر تلی ہے تو خدا نے اپنے دین کی حفاظت کے لئے مفتی اختر رضا کو تاج الشریعہ بنا کر دین کا سپر بنایا ہے۔

قدرت کا یہ نظام بھی بڑا نرالا اور البیلا ہے کہ اپنے دین حنیف کی حفاظت کے لئے مخصوص

بندوں میں سے کسی کو چن لیتا ہے۔ ہاں کسی شخصیت کا دائرہ کار دو اختیار ایک گاؤں ایک محلہ تک محدود ہوتا ہے تو کسی کسی کا پوری ریاست بلکہ کئی کئی ریاستوں کے لئے، کسی کسی کا ایک ملک کے لئے تو کسی کسی کا کئی ملکوں کے لئے، ان میں کچھ شخصیتیں ایسی بھی ہوتی ہیں جس کے علم وفضل، فیض وفیضان، احسان وعرفان، اثر ونفوذ اور قبولیت ومحبوبیت کا دائرہ پوری دنیا کو محیط ہوتا ہے۔ حضور امام اعظم، حضور غوث اعظم، حضور غریب نواز، حضور مخدوم بہار، حضور مخدوم سمناں، حضور اعلیٰ حضرت، حضور مفتی اعظم وغیرہم رضی اللہ عنہم اجمعین وہ شخصیات ہیں جنھوں نے بیک وقت پوری دنیا کو متاثر کیا اور متحیر کئے رکھا ۔ آج بھی ان کے نام اور کام کا دیپک اسی شان استغنا سے جل رہا ہے جیسے کل جلتا تھا، بلکہ دن پہ دن ان کی عظمت کی چاندنی پھیلتی ہی جارہی ہے۔ انھیں عالمگیر شخصیتوں میں حضور تاج الشریعہ کی ذات والا صفات بھی ہے جو اپنے فکر وفضل کی بلندی، حق گوئی وبے باکی، حق پسندی وحق نوائی، جرأت مندی وفکر آفرینی، شریعت کی پابندی اور امر بالمعروف ونہی عن المنکر میں اس وقت دنیا کے تمام اکابر مشائخ پر فوقیت رکھتی ہے۔

ظاہر ہے کہ جن افراد واشخاص سے خدا کو جیسا کام لینا منظور ہوتا ہے۔ ان کی سیرت وحیات کے دامن کو ویسے ہی لولو ولالہ سے سجاتا بھی ہے۔ اس کو علم ایسا دیتا ہے کہ ارباب علم کی انجمن میں جب وہ جلوہ گر ہوتا ہے تو پھر اس کے بعد چراغوں میں روشنی نہ رہی، کا منظر سامنے آجاتا ہے۔ اس کو ظاہری اوصاف سے اس طرح متصف کرتا ہے کہ جس زاویے سے دیکھئے "کرشمہ دامن دل می کشد کہ جا اینجاست" کا سماں نظر آتا ہے اور باطنی کمال میں اسے ایسا ممتاز فرمادیتا ہے کہ غوث اعظم کا تصرف، غریب نواز کی کرامت اور امام اعظم کی ژرف نگاہی کا جلوہ بکھیرتا دکھائی دیتا ہے۔ اگر اس وقت عالمی نگارخانے کے ان نگینوں کو جمع کیا جائے تو جو تصویر ابھرے گی وہ تصویر حضور تاج الشریعہ کی ہے۔ بلبل شیراز کا یہ شعر ؎

بالائے سرش زہوش مندی
می تافت ستارہ بلندی

کبھی پڑھا تھا اور آج اس کا مرقع حضور تاج الشریعہ کی شکل میں ہمارے سامنے ہے۔ آیئے تھوڑی

دیں ہم حضور تاج الشریعہ کے گلشن حیات کی سیر کرتے ہیں اور دیکھنے کی کوشش کرتے ہیں ان کے علم کے سدرۃ المنتہیٰ پر عمل کے کیسے عندلیب چہکتے ہیں۔

تاریخ و سیر کی کتابوں میں کچھ بچوں کی اعلیٰ ذہانت کا حیرت بدوش واقعہ ملتا ہے کہ انہوں نے اپنی پرواز سے استاذ کو حیران کر دیا۔ آج یہ ہم سب خواجہ تاشان رضویت کے لئے فخر کی بات ہے کہ ہمارے دور میں وہ شخصیت حضور تاج الشریعہ کی ہے جنھوں نے جامعہ ازہر مصر میں اپنی اعلیٰ ذہانت اور ہمہ جہت صلاحیت کا پرچم گاڑ دیا۔ جامع ازہر میں جب حضور تاج الشریعہ کا سالانہ امتحان ہوا تو ممتحن نے آپ کی جماعت کے طلبا سے علم کلام کے چند سوالات کئے۔ پوری جماعت میں سے کوئی ایک بھی طالب علم ممتحن کے سوالات کے صحیح جواب نہ دے سکا۔ ممتحن نے رو ئے سخن آپ کی طرف کرتے ہوئے سوالات کو دہرایا۔ آپ نے ان سوالات کا ایسا شافی وکافی جواب دیا کہ ممتحن تعجب کی نگاہ سے دیکھتے ہوئے کہنے لگے کہ ”آپ تو حدیث واصول حدیث پڑھتے ہیں علم کلام میں کیسے جواب دیا۔ آپ نے علم کلام کہاں پڑھا؟“ آپ نے جواب میں کہا کہ ”میں نے دارالعلوم منظر اسلام بریلی شریف میں چند ابتدائی کتابیں علم کلام میں پڑھی تھیں۔ مجھے مطالعہ کا بہت شوق تھا جس کی وجہ سے میں نے آپ کے سوالات کے جواب دے دیئے۔ اگر اس سے بھی مشکل سوال ہوتا تو بھی میں جواب دیتا اور بالکل صحیح جواب دیتا۔“ آپ کے جواب سے مسرور ہو کر ممتحن نے آپ کو پہلا مقام دیا اور آپ اول نمبر سے پاس ہوئے۔ یہ کمال درک کی برکت تھی کہ فائنل امتحان میں آپ نے ممتاز حیثیت حاصل کر کے سند فراغت حاصل کیا۔ کمال بالائے کمال یہ کہ اس سال پورے ملک مصر میں اتنے اعلیٰ نمبروں سے کہیں بھی کوئی پاس نہیں ہوا۔ (ماہنامہ ”اعلیٰ حضرت“ بریلی شریف ۱۹۶۵ء)

پورے جامعہ ازہر میں خوشی کی لہر دوڑ گئی، جامعہ کی مقتدر شخصیات نے جامعہ ازہر ایوارڈ عطا کیا۔ یہ وہی جامعہ ازہر ہے کہ مدت مدید کے بعد جب آپ دوبارہ تشریف لے گئے تو آپ کے وفور علم، کمال مہارت اور شریعت پر استقامت وتصلب فی الدین کو دیکھ کر فخر ازہر ایوارڈ سے نوازا گیا۔ طالب علمی کے دوران آپ کا معمول تھا کہ علی الصباح عربی اخبارات استاذ کو سناتے اور اردو، ہندی اخبارات کی خبروں کو عربی زبان میں ترجمہ کر کے استاذ کو بتاتے۔ جب جامعہ ازہر کے اساتذہ

وطلباء سے آپ کی گفتگو ہوتی تو آپ کی بے تکلف فصیح وبلیغ عربی گفتگو سن کر لوگ محو حیرت ہو جاتے۔ حضور محدث کبیر ارشاد فرماتے ہیں کہ جامعہ ازہر کے دور تحصیل میں جب آپ کا عربی کلام ازہر کے شیوخ سنتے تو کلام کی سلاست وفصاحت اور حسن ترتیب پر جھوم اٹھتے اور کہتے تھے کہ یہ کلام کسی غیر عربی کا محسوس نہیں ہوتا حضور محدث کبیر مزید فرماتے ہیں کہ:

"علامہ ازہری کو میں نے انگلینڈ، امریکہ، افریقہ، زمباوے وغیرہ میں برجستہ انگریزی زبان میں تقریر ووعظ کرتے دیکھا ہے اور وہاں کے تعلیم یافتہ لوگوں سے آپ کی تعریفیں سنی ہیں اور یہ بھی ان سے سنا کہ حضرت کو انگریزی زبان کے کلاسیکی اسلوب پر عبور حاصل ہے۔ حضرت تاج الشریعہ کو چالیس علوم وفنون پر ملکہ تامہ حاصل ہے۔" (حیات تاج الشریعہ ص ۱۵ وص ۱۶)

کوئی شخص یونہی بلندیوں کو نہیں پالیتا، کتنے مراحل سے گزرنا پڑتا ہے اور کتنی حسرتیں اس کی بلائیں لیتی ہیں یہ وہی جانتا ہے۔ بس یوں سمجھ لیجئے کہ جس طرح سورج کی روشنی، چاند کی چاندنی، شبنمی قطروں کا چھڑکاؤ، بھنوروں کی گدگداہٹ، نسیم صبا کی تھپکی، مالی کی نگہداشت جب یکجا ہوتی ہیں اور یہ وقت توجہ دیتی ہیں تب کوئی کلی پھول بن کر مسکراتی اور بشکل ہار محبوب کے گلے کی زینت بنتی ہے۔ اسی طرح شخصیت کے ارتقا میں بھی متنوع عوامل کا حصہ ہوتا ہے۔ حضور تاج الشریعہ کی زندگی کے تربیتی مراحل اور ارتقائی منازل بھی کچھ اسی انداز کے ہیں۔ نانا جان قطب عالم، حضور مفتی اعظم کی تقدس فرما نظر، والد گرامی حضور مفسر اعظم کی تعمیر بداماں تربیت، والدہ محترمہ کی نورانی گود اور گھر کے روحانی کہکشانی ماحول نے مل کر اسے بہت کچھ بننے کی فکر میں سہارا دیا ہے۔ والد گرامی کی ان پر توجہ خصوصی کا یہ حال تھا کہ دوران طالب علمی میں آپ کو قریب بلایا اور فرمایا کہ کل سے "دار العلوم منظر اسلام" کے طلبا کو "سیف الجبار" مصنفہ علامہ فضل رسول بدایونی علیہ الرحمہ پڑھ کر سنایا کرو گے۔ آپ نے عرض کیا "ابھی میری اردو اچھی نہیں ہے۔" فرمایا "زبان ٹھیک ہو جائے گی، یہ کام تمہارے ذمہ کیا جاتا ہے۔" آپ نے دوسرے دن اپنے ہم درس طلبا کو جمع کیا اور خانقاہ عالیہ رضویہ کی چھت پر بیٹھ کر "سیف الجبار" کا درس شروع کر دیا اس طرح کئی بار "سیف

الجبار" کا مطالعہ کیا اور درس دیا۔ والد ماجد کے اس میں کئی مقاصد پوشیدہ تھے، ایک تو یہ کہ اردو عبارت خوانی بہتر ہو جائے، دوسری چیز یہ کہ عقائد اہل سنت و جماعت کی خوب جانکاری حاصل ہو اور تیسری وجہ یہ کہ تقریر و خطابت میں تکلف اور جھجک ختم ہو جائے۔ حضور مفسر اعظم کے اس انداز کی شخصیت سازی میں باپ کی شفقت بھی ہے، مربی کی بصیرت بھی، عالمی مرکزی درسگاہ و خانقاہ کے ذمہ دار کی حیثیت سے عالمی ذمہ داری کا احساس بھی، مذہب اہل سنت و جماعت، مسلک اعلیٰ حضرت پر مستقبل میں ہونے والی تنقید کے لئے پیش بینی اور فکرمندی بھی، زبان دانوں کی مجلس میں بلا تکلف بول کر احقاق حق کے لئے جھجک توڑنے کی تمنا بھی، حضور مفسر اعظم اپنی اس کوشش میں کتنے کامیاب رہے، اسے حضور تاج الشریعہ کے کارناموں کی شکل میں دنیا آنکھوں سے دیکھ رہی ہے، کانوں سے سن رہی ہے اور دل سے محسوس کر رہی ہے۔

مفتی اعظم کی روحانیت حضور مفسر اعظم کی شفقت اور والدہ ماجدہ کی پاکیزہ تربیت نے آپ کو اس بلندی تک پہنچا دیا ہے کہ بلندیاں خود رشک کرنے لگی ہیں، کہتے ہیں کہ جب کوئی بڑی بے ریا شخصیت بڑی نظر سے دیکھنے اور بڑے جلوں سے یاد کرنے لگے تو سمجھ جائیے کہ یہ شخصیت بھی بڑی ہو گئی یا بڑائی اس کے انتظار و استقبال میں ہے۔ اس تناظر میں تاج الشریعہ کو اب دیکھنے کی سعی کرتے ہیں اور بڑائی کے کوہ طور کو جھانک کر کسب نور ضیا کرتے ہیں۔ مشہور خطیب مولانا عبد المصطفیٰ ردولوی بیان فرماتے ہیں کہ:

> "ردولی شریف میں ۱۴۰۰ھ میں سنی کانفرنس کے نام سے ایک جلسہ ہوا اس میں رئیس اعظم اڑیسہ سلطان التارکین حضرت علامہ مفتی حبیب الرحمن حضور مجاہد ملت علیہ الرحمہ اور جانشین مفتی اعظم علامہ ازہری میاں کی آمد ہوئی۔ جناب محمد عمر قریشی کے مکان میں دونوں بزرگوں کے قیام کا انتظام تھا۔ صاحب خانہ کا کلکتہ میں کاروبار چلتا تھا۔ وہ وہیں حضور مجاہد ملت کے دامن سے وابستہ ہو گئے تھے، صاحب خانہ کے صاحبزادے جاوید عمر صاحب نے کہا کہ میری والدہ بھی حضور مجاہد ملت سے مرید ہونا چاہتی ہیں۔ آپ حضرت سے گزارش کر دیں کہ قبول فرمالیں۔ میں نے مجاہد ملت سے عرض کیا۔ سرکار مجاہد ملت نے

فرمایا میاں حضور اعلیٰ حضرت کے شہزادے حضرت ازہری میاں صاحب کی موجودگی میں ایسا کیسے ہوسکتا ہے کہ میں مرید کروں، انھیں سے مرید کروائیں۔ مگر وہ اپنے شوہر کے حضور مجاہد ملت کی نسبت کی وجہ سے مصر رہیں کہ مجھے بھی حضور مجاہد ملت ہی کے کنیزوں میں داخل کروائیں۔ بہ اصرار میں نے حضرت کو راضی تو کرلیا مگر گھر کے اندر جانے کا جو راستہ تھا وہ حضور تاج الشریعہ کی قیام گاہ سے ہو کر گزرتا تھا۔ حضرت نے فرمایا میں ازہری میاں کے سامنے سے ہو کر کیسے گزر سکتا ہوں۔ آخر کار عقبی دروازے سے حضرت اندر تشریف لے گئے اور فرماتے تھے کہ کوئی تیز آواز میں نہ بولے کہ حضرت ازہری میاں تشریف فرما ہیں آہستہ بولو شہزادے آرام فرما رہے ہیں۔" (کرامات تاج الشریعہ ص ۳۹)

حضرت پیر سید علاء الدین صاحب پاکستان جن کی شخصی عظمت کا پورا پاکستان معترف ومداح تھا۔ ملک کے وزیر اعظم کو بھی ان کی چوکھٹ پر انتظار کرنا پڑتا۔ حضور تاج الشریعہ پاکستان کے دورے پر تھے، ان سے ملاقات کے لئے تشریف لے گئے تو حضرت نے بڑھ کر اکرام فرمایا اور فی البدیہ عربی میں ایک قطعہ پڑھا، جس کا خلاصہ یہ ہے کہ:

"اختر رضا ستارے کی طرح تابندگی بکھیرے گا"

بیشک ہمارے اسلاف نے حضور تاج الشریعہ کی حیات میں مستقبل کے افق پر چمکنے والے فقہی، تحقیقی، فکری، علمی ستاروں کی چمک دیکھ لی تھی۔ حضور مجاہد ملت کے ادب آموز رس گھولتے جملے پیر سید علاء الدین کی عظمت بار زبان پہ وقار باتیں مستقبل کے حجاب ہائے سربستہ کی نقاب کشائی کرتی ہیں۔ آخر وہ وقت بھی آہی گیا "بزرگوں کی دعائیں اور مشائخ کی تمنائیں جس کے انتظار میں تھیں۔ یہ دیکھئے حضور مفتی اعظم کیا ارشاد فرماتے ہیں:

"اختر میاں اب گھر میں بیٹھنے کا وقت نہیں، اب اس کام (فتاویٰ نویسی) کو انجام دو۔ میں دارالافتا تمہارے سپرد کرتا ہوں۔ اور موجودہ لوگوں سے مخاطب ہو کر فرمایا آپ لوگ اختر میاں سے رجوع کریں۔ ان کو میرا قائم مقام جانیں۔" (حیات تاج الشریعہ صفحہ ۱۳)

پھر جلسے جلوس میں اپنا قائم مقام بنا کر حضور مفتی اعظم نے آپ کو بھیجنا شروع کردیا اور سونے

پر سہاگہ یہ کہ اپنی موجودگی میں حضور مفتی اعظم نے لوگوں کو آپ سے بیعت کرایا اور فرمایا کہ ان کی بیعت میری بیعت ہے۔یاد رکھئے حضور مفتی اعظم وہ ہیں جن کی عبقریت اور تقویٰ و طہارت کا ذکر سن کر، پڑھ کر لوگ حیران ہیں بلکہ ان پر وجدانی کیفیت طاری ہے۔ جن کی نظر حق دیکھتی، زبان حق ہی بولتی، جن کے کان حق ہی سنتے، جن کا دماغ حق ہی سوچتا اور جن کے دل کی دھڑکن سے حق حق کی آواز آتی تھی۔ تقویٰ ایسا کہ اپنے مابعد زمانے کے لئے بھی تقویٰ کی لاج رکھ لی۔ حضور تاج الشریعہ کہتے ہیں ؎

متقی بن کر دکھائے اس زمانے میں کوئی

ایک میرے مفتی اعظم کا تقویٰ چھوڑ کر

جانشینی تو خیر بہت بڑی بات ہے، حضور مفتی اعظم جلد کسی کو خلافت بھی نہیں دیتے اور جن جن کو دیا وہ ممتاز اوصاف کے حامل ہیں۔ وہ خلافت دینے سے پہلے نگاہ قلب آشنا سے پرکھتے، جانچتے، میزان استقامت پر تولتے پھر خلافت دیتے۔ ہم نے دیکھا ہے کہ کئی جید علما اور مشہور خطبا نے حضرت سے اجازت کی گزارش کی بات نہ بنی تو بھاری بھرکم سفارش کروائی مگر پھر بھی حضور مفتی اعظم کی پیشانی پر خوشگواری کے اثرات ظاہر نہ ہوئے تو وہ خاموش ہو گئے۔ کچھ مہینوں بعد معلوم ہوا کہ وہ مسلک اعلیٰ حضرت سے منحرف ہو گئے۔ یہ مفتی اعظم کے نگاہ حق پناہ کا معیار، ان کی دور اندیشی اور دینی غیرت تھی وہ کسی بھی حال میں اعلیٰ حضرت کی خلافت کی سفید چادر پر معمولی سا دھبہ پڑ جائے، اس کو برداشت نہیں کرتے تھے۔ وہ اس معاملے میں بہت محتاط اور کڑی نگاہ کے مالک تھے۔ اس چھان پھٹک اور تلاش و تفحص کے بعد اگر حضور تاج الشریعہ کو اپنی جانشینی کا تاج بخشا ہوگا تو یوں ہی نہیں حضور مفتی اعظم کی عقابی نگاہ نے پرت در پرت تہوں کا محاسبہ کر کے اعتماد و یقین سے مکمل طور پر اپنے کو دل کو مطمئن پایا ہوگا تب جا کر اپنی جانشینی کی مسند تفویض کی ہوگی، پھر اس کے بعد حضور تاج الشریعہ کی زندگی میں جو انقلابات آئے وہ حیرت انگیز بھی ہیں اور اہل وفا کے لئے مسرت بیز بھی۔ اس کے بعد جو آپ اڑے ہیں تو اڑتے چلے گئے، آگے بڑھے ہیں تو بڑھتے چلے گئے، آفاق میں چھائے تو چھاتے چلے گئے، دنیا میں چمکے تو چمکتے چلے گئے، حضور تاج الشریعہ کو ان کیفیات کا بھرپور احساس ہے، اس لئے اعتراف کرتے ہوئے لکھتے ہیں کہ ؎

نگاہ مفتی اعظم کی ہے سب جلوہ گری
چمک رہا ہے جو اختر ہزار آنکھوں میں

حضور مفتی اعظم نے آپ کو کہاں سے کہاں پہنچا دیا۔ ذیل کا اقتباس پڑھئے اور غور کیجئے کہ ہماری محفل میں رہنے والا، ہمارے ساتھ اٹھنے بیٹھنے والا، ہمارے جلسے جلوس میں شرکت کرنے والا وہ شخص کس قدر بلند مقام پر فائز ہے اور اندازہ کیجئے کہ اس دور وفا نا آشنا میں کیسی عظیم المرتبت ہستی کے زیر سایہ کرم ہم جی رہے ہیں۔ خدا کی کتنی بڑی نشانی ہم میں موجود ہے، حضور مفتی اعظم کی رفاقت ومصاحبت اور دعا وتمنا نے اس بلندی پر ان کو پہنچا دیا ہے کہ بلندی خود رقص کرنے لگی ہے۔ کوئی حد ہے ان کی عروج کی، ذرا دیکھئے ان کی حیات اور ارتقا کے اس انداز کو، کیسے فلک دیں شجر کی شاخ طوبیٰ پر آپ مکیں ہیں۔

ایک بار حضور احسن العلما علیہ الرحمہ سے کسی نے دریافت کیا کہ حضور آپ کی خانقاہ کے بزرگوں کی کون کون سی کرامات مشہور ہیں۔ جواب دیا کہ ہمارے خاندان میں بزرگوں کی کرامتوں کا زیادہ بیان نہیں کیا جاتا، ہمارے بزرگ یہ سبق دے گئے ہیں کہ دین پر استقامت کی کرامت سے زیادہ بلند ہوتی ہے۔ وہ صاحب پھر بھی بضد رہے تو حضور احسن العلما نے ارشاد فرمایا کہ نئے ماضی قریب میں ہماری خانقاہ کی دو کرامتیں ہیں۔ ''ایک احمد رضا'' اور دوسری ''مصطفیٰ رضا'' سبحان اللہ! ع

قدر والے جانتے ہیں قدر وشان اہل بیت

شرف ملت حضرت سید محمد اشرف میاں برکاتی نے اپنے والد گرامی قدر کے اس جامع متن پر حضور تاج الشریعہ کو ذہن میں رکھ کر جو حاشیہ آرائی کی ہے۔ ان کا ایک آخری جملہ حضور تاج الشریعہ پر لکھی جانے والی کتاب کے ہزاروں صفحات پر تنہا بھاری ہے۔ فرماتے ہیں:

''زندگی ایک بیحد پیچیدہ نظام کا نام ہے، دینی افکار، دنیا کی رفتار، روایت کی پاس داری، علم کے حاصل شدہ تصلب اور روحانیت سے کشید کردہ رواداری، اپنی جڑوں سے وابستگی اور اپنے شجر کی استواری، ایک دگرگوں، متلاطم گیر پر عمل درآمد اور خود اپنے دریچے کو وا کر کے تازہ ہوا کی آمد، اسلاف کی دانش سے فیض اٹھانا اور اخلاف کی تربیت کرنا، احباب کی ہمہ

جماعت ترقی کے لئے ان میں جوش بھرنا، اور خود ہر موقع پر باہوش رہنا، جو بظاہر دور رہتے ہیں ان میں خلوص وللّٰہیت تلاش کرنا اور ہر وقت قریب رہنے میں ان کے افعال کی نگرانی کرنا ، جمعیت کو مربوط رکھنے کیلئے تصلب کو کام میں لانا اور فتنوں سے دور رہنے اور فتنوں کو دور کرنے کے لئے ضروری لچک پیدا کرنا، یہ ان گنا گوں امیدوں میں سے چند ہیں جنھیں میں حضرت کی ذات سے وابستہ رکھتا ہوں اور دعا کرتا رہتا ہوں کہ کاش ایسا ہو کہ ہماری خانقاہ برکاتیہ کی اگلی پیڑھیاں اپنے زمانے والوں سے یہ کہہ سکیں کہ سنو ماضی قریب میں ہماری خانقاہ کی تین کرامات ہیں۔ احمد رضا، مصطفی رضا اور اختر رضا۔" (تجلیات تاج الشریعہ ص)

درگاہ معلی مارہرہ شریف کے سائبان کے نیچے آرام فرما شخصیات میں غوث بھی ہیں، قطب بھی ، ابدال بھی ہیں، اوتاد بھی، عظمت جن کے پاؤں کی دھوان اور وقار و افتخار جن کے تن نازنین کا اترن ہے۔ ایسی شخصیتیں آسودہ خواب ہیں، ایسے تمام بزرگوں کی بے شمار کرامتیں جو تب سے اب تک ظاہر ہوئیں ہیں ان تمام کرامتوں کا عطر مجموعہ جن ہستیوں کو قرار دیا گیا ہے، بار بار سوچئے وہ کیسی ہستیاں ہیں۔ یہ ہم سنیوں رضویوں کا فخر ہے کہ وہ احمد رضا ہیں، مصطفی رضا ہیں اور اختر رضا ہیں۔ ان میں اول دو شخصیتیں تو ہم سے اوجھل ہے تاہم ہم بڑے خوش نصیب ہیں کہ ان میں کی تیسری اور آخری شخصیت حضور تاج الشریعہ کی شکل میں ہم میں نور افشاں اور جلوہ کناں ہے۔

صد افسوس ان لوگوں پر ہے جو حب علی اور بغض معاویہ میں حضور تاج الشریعہ جیسی مارہروی کرامت پر تنقید کرتے، بلا جھجک نازیبا لفظوں کے پتھر چلاتے اور ان کی شرعی وفقہی تحقیق کے مقابلے میں اپنی خود ساختہ، من مانی تحقیق پیش کرتے ہیں۔ ایسے ہی لوگوں کے جری اور بیباک انداز نے صلح کلیت کو جنم دیا ہے۔ ایسے اشخاص مسلک اعلیٰ حضرت سے خود منحرف ہو رہے ہیں اور دوسروں کو منحرف کر کے ان کی آخرت تباہ کر رہے ہیں۔ اتنی لمبی تعارفی تمہید میں نے صرف دو وجہ سے تحریر کی ہے کہ پہلی بات تو یہ کہ لوگ ان کی علمی گیرائی وگہرائی، تفوق و برتری کو جانیں، ان کی حیثیت عمومی وخصوصی کو ملحوظ رکھ کر بلا اختلاف انھیں دنیائے سنیت کا قائد اور امیر تسلیم کریں، بریلی کی مرکزیت پر ماضی کی طرح سب جمع ہو جائیں، کسی انتشار کو ہوا نہ دیں، بلکہ ہر انتشار کو "فتاویٰ رضویہ"

کے صدور سے فنا کردیں۔ دوسری بات یہ کہ جن موضوعات کو بلاوجہ کچھ دانا دوستوں نے معرض بحث میں ڈال دیا ہے، وہ انھیں اپنے اسلاف کا ورثہ سمجھ کر بلا تردد قبول کریں۔ حق یہ ہے کہ اس میں اپنی عافیت اور ملت کی خیریت ہے۔

مسلک اعلیٰ حضرت کوئی نیا اور کسی کا ذاتی مسلک نہیں، بلکہ بقول حضور شیخ الاسلام علامہ مدنی میاں صاحب:

''پورے دین اسلام کا نام مسلک اعلیٰ حضرت ہے۔'' (مقدمہ تفسیر اشرفی)

اور جب یہ پورے دین اسلام کا نام ہے تو اس کے کسی جز پر اعتراض کرنا اسلام کے جز پر اعتراض کرنا ہے۔ اس کے کسی ضابطے کو شک کی نگاہ سے دیکھنا اسلام کے ضابطے کو شک کی نگاہ سے دیکھنا ہے اور اس سے آنا کانی کرنا اور گریز فرار کی صورت اپنانا اسلام ہی سے پھرنا ہے۔

آخر پورا دین اسلام مسلک اعلیٰ حضرت کیسے ہوگیا؟ مذہب اہلسنت وجماعت مسلک اعلیٰ حضرت کیوں بن گیا تو اس کا نہایت مختصر جواب یہ ہے کہ اعلیٰ حضرت کے دور میں جب انگریزوں نے اپنے وہابی ایجنٹوں کے ذریعہ اسلام کی جڑ کھودنے کی کوشش کی اور ہر اس چیز پر جس سے عظمت ومحبت رسول کی شعاع پھوٹتی ہو شرک وبدعت کے گولے برسا کر ایک نیا اسلام دنیا کے سامنے پیش کیا تو یہ چیلنج کسی ایک جگہ کے لئے نہیں بلکہ تمام دینی اسلامی مراکز کے لئے تھا۔ اسلام خطرے میں تھا، ایسے میں ضروری تھا کہ لوگ آگے بڑھتے۔ وہابیت کے منہ زور طوفان کے سامنے سینہ سپر ہو جاتے۔ مگر نہیں ایسے بھیانک اور ہولناک ماحول میں اس شخص کو آگے بڑھنا تھا جسے خدا نے اپنے دین کی حفاظت کے لئے چن لیا تھا۔ وہ آگے بڑھے حق وصداقت کا پیغام لے کر، وہ آگے بڑھے ایک ہاتھ میں علم اور دوسرے ہاتھ میں عمل کا علم لیکر، وہ آگے بڑھے دل میں خوف خدا اور روح میں عشق مصطفیٰ کا ولولہ لے کر، وہ آگے بڑھے دماغ میں نظام شریعت کے تحفظ کا جذبہ لے کر، اسلام کے جن متوارث ومتواتر ضابطوں، اصولوں کو نشانہ بنایا جارہا تھا، آپ اس کے دفاع میں قرآن وحدیث، اجماع امت اور قیاس کا فولادی ساز وسامان لے کر محاذ آرا ہو گئے۔ دلائل وحقائق سے مزین ایسی وزنی کتابیں تحریر فرمائی کہ وہابیت کے محلات میں بھونچال آگیا۔ یہ امام احمد رضا کی

حقانیت وصداقت کی کیسی منھ بولتی دلیل ہے کہ جب سے اب تک ان کی ایک چھوٹی سے چھوٹی تصنیف کا بھی کسی سے جواب نہ بن سکا۔ اعلیٰ حضرت نے اس ایک تیر سے دو شکار کیا۔ ایک تو یہ کہ انگریزوں کی بیساکھی، حکومتی طمطراق اور منشی کر وفر کے بل بوتے پر وہابیت جو ھل من مبارز پکار رہی تھی۔ امام احمد رضا نے اس کے کس بل نکال دیے اور دواسبج کر دیا ؎

سنبھل کر پاؤں رکھنا مکہ تربت مسیں ذرا واعظ

مجلی اس میں رہتا ہے جسے استاذ کہتے ہیں

اور وہ نعرہ مستانہ لگایا کہ وہابیت کے بڑھتے ہوئے قدم بہت حد تک تھم گئے اور دوسرا فائدہ یہ ہوا کہ مذہب اہلسنت وجماعت وہابیت کے نرغے سے آزاد ہو کر کھلی فضا میں مسکرانے لگا۔ وہابیت کے ذریعہ پڑے ہوئے گرد وغبار کو عشق مصطفیٰ کے نور سے اس طرح صاف کیا کہ سنیت پکار اٹھی ؎

بجتا ہے آج دین کا جو ساز دوستو

یہ بھی اسی جرس کی ہے آواز دوستو

امام احمد رضا کے اس مجاہدانہ کردار کو دیکھ اور سمجھ کر ملک کے تمام اکابر ومشائخ، خانقاہ کے سجادہ نشینوں، درس گاہ کے خوشہ چینیوں، حساس دانشوروں، معاملہ فہم سنی بھائیوں نے نہ صرف یہ کہ متحدہ پلیٹ فارم سے آپ کا ساتھ دیا بلکہ آپ کو اہل سنت کا امام اور آپ کے مجموعہ افکار ونظریات کو مسلک اعلیٰ حضرت کے نام سے دنیا کے سامنے پیش کیا۔

ان سب کی سوچ یہ تھی کہ حالات اچھے نہیں ہیں، نہ جانے کب، کس چور دروازے سے کوئی شب خون مار دے۔ اس لئے مذہب اہلسنت وجماعت کو غیر مسخر فولادی قلعہ میں محفوظ کر دینا ضروری ہے۔ ان کے نزدیک مسلک اعلیٰ حضرت کے سوا دوسرا کوئی اس سے مضبوط اور محفوظ قلعہ نہیں تھا لہٰذا سب نے مل کر مذہب اہل سنت وجماعت کو مسلک اعلیٰ حضرت کے نام سے دنیا کے اسٹیج پر پیش کر دیا۔

اغیار کی نظر میں اسلام وسنت کے تحفظ کا یہ کارنامہ امام احمد رضا کا ناقابل معافی جرم ثابت ہوا کہ ایں قدر آں قدر سب نے مل کر آپ کی کردار کشی شروع کر دی۔ "کھسیانی بلی کھمبا نوچے" کے مصداق تمام باطل افکار ونظریات کے لوگ صرف اور صرف اعلیٰ حضرت پر حملہ آور ہو گئے۔ وہ جانتے تھے کہ ان کو

مجروح کر دو، سب مجروح ہو جائیں گے بالکل اسی طرح آج کے دور میں تمام آزاد خیال، آوارہ فکر، صلح کلی صرف اور صرف حضور تاج الشریعہ پر حملہ کر رہے ہیں۔ وہ جانتے ہیں کہ اس دیوار میں شگاف ڈال دو مسلک اعلیٰ حضرت کا محل ناکارہ ہو جائے گا، مگر وہ شاید ماضی کی تاریخ بھول رہے ہیں کہ کل اعلیٰ حضرت سے منھ لگا کر بدعقیدہ و بددین اپنے انجام کو پہنچے۔ یہ بھی اپنے وقت کا انتظار کریں۔

یہ وقت اور زمانہ کی نیرنگی ہے کہ پہلے کے لوگ اپنے پیش روؤں کی گرد راہ کو سرمۂ نگاہ بنانے کی تمنا کرتے تھے۔ آج کے یہ نئی روشنی کے مارے ان کے نقوش فکر سے دور بھاگنے کے جتن کر رہے ہیں۔ مقلد ہونے کا دعویٰ رکھتے ہوئے تقلید کی زنجیر توڑ دینے کے درپے ہیں۔ خدانخواستہ اگر یہ مسلک اعلیٰ حضرت سے الگ ہو گئے تو پھر در در بھٹکنے، مارے مارے پھرنے کے سوا ان کے لئے کوئی چارہ نہ ہوگا۔ یہ مسلک اعلیٰ حضرت کی زنجیر ہے، جو اپنے ماننے والوں کو ہمیشہ باندھ کر رکھتی ہے۔ ایسے میں جو لوگ آزادی چاہتے ہیں وہ کیا کر رہے ہیں۔ سنئے! معروف محقق ڈاکٹر غلام یحییٰ انجم کی زبان میں: لفظ بریلویت اور مسلک اعلیٰ حضرت کو لے کر بریلویوں کے درمیان کافی معرکہ آرائیاں ہوئیں ایک عہد نو کے پروردہ نے ماضی کے ان تمام اکابر علما کے خیالات کو جنھوں نے مسلک اعلیٰ حضرت کو اپنی زندگی کا اوڑھنا بچھونا بنایا۔ ان پر طعن اور تشنیع کے تیر چلائے اور موجودہ دور میں مسلک اعلیٰ حضرت کے نعرے کو غیر ضروری قرار دے کر یہ ذہن دینے کی کوشش کی گئی کہ مسلک اعلیٰ حضرت کوئی جداگانہ مسلک ہے۔" (حیات تاج الشریعہ ص ۱۷۳)

چونکہ مسلک اعلیٰ حضرت قرآن و حدیث کا حقیقی ترجمان، صحابہ و ائمہ و فقہا کے اقوال و آثار کا سچا پاسبان اور مذہب اہل سنت و جماعت کا واقعی نگہبان ہے۔ اس لئے اس میں قدم قدم پر تنبیہ ہے، ہدایات کے سنگ میل ہیں تو بھلا سود و زیت سے متاثر مذہبیات سے مرعوب پادریات کی چکاچوند کے دریوزہ گر وحید الدین خانیات کے الفاظی چٹخاروں کے دست نگر لوگ اسے کیسے گوارہ کریں؟ اور کچھ تو وہ کر نہیں سکتے بس یہ سوچ کر دل کو تسلی دے رہے ہیں اس میں عیب نکالو اور عیب کی اتنی تشہیر کرو کہ لوگ ہمارے جھوٹ کو سچ سمجھنے لگیں۔ اس مذموم کوشش کو کار خیر سمجھ کر ایسے ایسے لوگ، ایسے ایسے ادارے اور ایسی ایسی تنظیمیں جھوٹ کو سچ بنانے کی مہم انجام دے رہی ہیں کہ ان کی

اس منحرفانہ روش پر بہت دیر تک یقین نہیں ہوتا اور جب یقین ہو جاتا ہے تو الٹے قدم فوراً لوگ پرانے آشیانے میں پناہ لے کر دارین کی عافیت محسوس کرتے ہیں اور اب تو جرأت یہاں تک جا پہنچی ہے کہ یہ ناعاقبت اندیش لوگ حضور تاج الشریعہ پر ڈائریکٹ وار کر رہے ہیں۔

یہ لوگ خوب سمجھ رہے ہیں کہ اس وقت قافلۂ سنیت کے سالار آپ ہی ہیں اور وہ یہ بھی دیکھ رہے ہیں کہ ان لوگوں کی سالوں کی محنت پر جس شخصیت کی کسی جلسے میں ایک آدھ گھنٹہ کی آمد سے پانی پھر جاتا ہے وہ صرف تاج الشریعہ کی ذات ہے۔ ایسے لوگوں کو ایک بار یا دو لا دوں کہ حضور تاج الشریعہ اکابروں کی امانت اور ماہر دین کی کرامت ہیں۔ ان کو زد میں لانے کی سعی نامحمود کرنے والے اپنی فکر کریں۔

ایسا نہیں ہے کہ مسلک اعلیٰ حضرت سے سچی ہمدردی رکھنے والے احباب دیکھ رہے ہوں اور چپ ہوں، نہیں ماشاء اللہ جب سے یہ فاموشی کا رد ذر شروع ہوا ہے تب سے دفاعی اقدام جاری ہے۔ تر کی بہ تر کی ان کا جواب دینے میں اپنے اپنے طور پر جو جہاں ہیں فکر مند ہیں اور کام میں لگے ہیں۔ مسلک اعلیٰ حضرت، صلح کلیت اور بریلویت جیسے عنوان پر درجنوں کتاب کی موجودگی اس کا بین ثبوت ہے۔

اس نکتے پر جب دوسرے اتنے حساس ہیں تو پھر تاج الشریعہ جن کے گھر کی یہ امانت ہے انہیں کتنا درد ہوگا مگر حضرت کے مزاج میں تحمل کا جوہر ہے قوت برداشت کی ایسی فراوانی ہے کہ بار بار طوفان آتا ہے گزر جاتا ہے آپ کی پیشانی پر وہی بشاشت کا نور رہتا ہے اور چہرے پر اطمینان کی جھلک۔ ”اپنی کلاہ کج ہے اسی بانکپن کے ساتھ“ کا مرقع کسی کو دیکھنا ہو تو وہ تاج الشریعہ کو دیکھ لے۔

باوجودیکہ آپ بالکل دینی، روحانی، خانقاہی، زندگی گزار رہے ہیں۔ مرنجان مرنج کی صفت سے آراستہ صرف مذہب اہلسنت وجماعت کی ترویج، اشاعت کی فکر میں لگے رہتے ہیں۔ ہاں صرف ایک بات ہے آپ کے اندر جس کا کوئی جواب کہیں نہیں ہے اور وہ ہے استقامت علی الشریعت، حق کو حق ہی کہنے کی عادت۔ حالات چاہے جتنے پیچیدہ ہو جائیں مگر اپنے موقف سے سرمو انحراف نہ کرنا، کسی بھی جدید مسئلے میں غور و خوض کے بعد فیصلہ صادر فرمانا اور فیصلہ فرما دینے کے بعد اس پر سختی سے عمل کرنا اور عمل کرانے کی فکر کرنا، اس چیز نے مفتی اعظم کی فقیرانہ دہلیز پر شاہوں کو

جھکنے پر مجبور کیا۔ وہی چیز آج حضور تاج الشریعہ کے لئے لوگوں کے دلوں کے بند دروازے ان سے محبت کے لئے کھول رہی ہے۔ جوں جوں حالات ابتری کی طرف جا رہے ہیں آپ نے دفاعی سعی تیز کر دی ہے۔ اپنے بیان میں نجی محفلوں میں، ارباب دانش کے جھرمٹ میں، سوشل میڈیا میں، برملا اپنے احساس کا اظہار فرماتے ہیں۔ سنیوں کو مسلک اعلیٰ حضرت سے دلی محبت کرنے اور اپنے مریدوں کو مسلک اعلیٰ حضرت کے مطابق زندگی گزارنے کی تلقین کرتے ہیں اور بتاتے ہیں کہ مسلک اعلیٰ حضرت کی نشر و اشاعت کرتے رہنا ہی قرآن وسنت کا راستہ ہے۔ یہی صراط مستقیم ہے، حضور تاج الشریعہ کے اس بانگ دہل احقاق حق اور ابطال باطل سے لوگ اب ہیجانی کیفیت میں مبتلا ہو رہے ہیں۔ اب تو اسلاف شناسی کے نام پر رضا و رضویات فراموشی، مسلک اعلیٰ حضرت، ذکر بریلی اور تذکرہ رضا سے کھلم کھلا لوگوں کو روکنے کی منظم تحریک چل رہی ہے۔ اگر یقین نہ ہو تو زمینی حقائق پر مبنی ذیل کا واقعہ پڑھئے اور پڑھ کر دوسروں کو سنایئے کر لوگوں کی نظروں سے پردے اٹھ جائیں گے اور اسلاف شناسی کا حقیقی چہرہ سامنے آجائے گا۔ پڑھئے اور غور کیجئے کہ کتنی بڑی سازش مسلک اعلیٰ حضرت اور خانوادہ بریلی کے تعلق سے چل رہی ہے اور ہم ہیں کہ گلستاں کی ہوا دیکھ رہے ہیں۔ عتیق الرحمن مالیگاؤں لکھتے ہیں کہ:

"ہمارے قریب کے رشتے کی خالہ جو عالمہ ہیں اور ہمارے شہر کی مشہور مقررہ بھی، انہوں نے ہمیں طلب کیا۔ ہم ان کے مکان پر پہنچے۔ علیک سلیک خیر خیریت کے بعد انہوں نے بتلایا کہ مدرسے میں یوپی بہار وغیرہ سے کچھ لوگ آئے تھے اور کہہ رہے تھے کہ وہ لوگ اہل سنت میں بیداری پیدا کرنا چاہتے ہیں، اسلاف کرام کی خدمات کو جو دانستہ یا غیر دانستہ فراموش کیا جا رہا ہے، اب اس پر روک لگانی ہے اور عوام اہل سنت کو اپنے ان اسلاف سے روشناس کرانا ہے جنھوں نے اہل سنت کے لئے زریں خدمات انجام دیں۔ اسلاف شناسی کے عنوان سے کام کرنا ہے، میں نے کہا کہ اچھی سوچ ہے کہ عوام پر اسلاف کے کارنامے اجاگر ہونے چاہئیں۔ میں اس میں آپ کی کیا مدد کر سکتی ہوں۔ وفد کے ایک جوان نے کہا کہ آپ اچھی مقررہ ہیں، آپ کو اپنی تقریر میں ہمارے اسلاف کرام کی

حیات خدمات کو بیان کرتا ہے۔میں نے کہا یہ تو ہمارا طریقہ ہے، ہم اسلاف کی تعلیمات ہی عام کر رہے ہیں۔ہاں اس سے مزید اعلیٰ پیمانے پر کرنے کی ہم کوشش کریں گے۔اس پر اس نے کہا مگر پانچ سال تک آپ دیگر کسی موضوع پر تقریر نہیں کریں گی۔بالخصوص مسلک اعلیٰ حضرت اور اہل بریلی کو موضوع سخن نہیں بنائیں گی۔اس بات پر مجھے تشویش ہوئی میں نے کہا، ایسا ممکن نہیں ہے مسلک اعلیٰ حضرت ہماری پہچان ہے اور میں اس پر نہ بولوں یہ ہو نہیں سکتا تو آنجناب نے فوراً کسی صاحب کو فون کیا انہوں نے اپنا تعارف اس طرح دیا کہ یوپی کے فلاں شہر سے بات کر رہا ہوں، ہماری خانقاہ اہل سنت کے قدیم ترین خانقاہوں میں سے ہے۔اتنی اتنی سو سالہ ہماری تاریخ رہی ہے آپ ہمارے مشن سے جڑ جائیے، ہماری تحریک کا کام کیجئے تو میں نے کہا کہ مجھے اسلاف کی خدمات پر کام کرنے میں کوئی اعتراض نہیں اور ہم الحمد للہ یہ کام کر رہے ہیں، مگر جو پابندی آپ لگا رہے ہیں کہ مسلک اعلیٰ حضرت اور اہل بریلی پر آپ کو پانچ سال تک کچھ نہیں بولنا ہے، یہ تو سراسر زیادتی ہے اور یہ مجھے منظور نہیں۔وہ سجادہ موصوف جو فون پر گفتگو فرما رہے تھے کہتے ہیں کہ جیسا وہ کہتے ہیں کیجئے، پانچ سال کی بات ہے اس کام کے عوض آپ کو ہر سال پانچ لاکھ روپے بھجوادیے جائیں گے۔بہر کیف میں نے اس وفد کے ساتھ تعاون سے انکار کر دیا۔''

(الرضا پٹنہ جنوری فروری ص ۱۶)

اس متن پر جو تبصرہ عتیق الرحمن مالیگاؤں نے کیا ہے وہ بڑا ہی مبنی بر حقائق ہے، لکھتے ہیں:

''اللہ اکبر یہ ہیں نقلی اسلاف شناسوں کے اصلی چہرے، ہم بھی کہتے ہیں اسلاف شناسی ضرور عام ہو مگر اس کی آڑ میں دیگر خانقاہوں یا بریلی شریف کی مخالفت کیوں کی جارہی ہے۔کیا یہ اسلاف شناسی کے نام پر دھوکہ نہیں، کیا یہ اسلاف شناسی کے نام پر بریلی مخالفت کی پالیسی نہیں، کیا سمجھا جائے اس کا۔بریلی کی شہرت مسلم ہے۔الحمد للہ بریلی اور اہل بریلی نے ایسی تحریکیں نہیں چلائیں کہ لوگوں کے پاس جا جا کر انہیں پیسوں کی لالچ دے کر رضویات اور بریلی یا اہل بریلی کی خدمات پر کام کرایا جائے۔نہ بریلی اور اہل

بریلی نے لوگوں کے ہاتھ پیر باندھ رکھے ہیں کہ ہمارے علاوہ کسی پر کام نہ کیا جائے۔ بریلی کی یہ شہرت جو آج اہل سنت کا شیرازہ بکھیرنے والوں کو کھٹک رہی ہے، یہ خداداد ہے، منجانب اللہ ہے، ہاں یہ کسی کے ماننے سے روٹھنے یا گھٹنے کی چیز نہیں۔ اگر لوگ اسلاف شناسی میں اتنے ہی مخلص ہوتے تو انہیں اسلاف شناسی کے معاوضے نہیں دینے پڑتے اور نہ ہی بریلی کی مدح سرائی میں لوگوں کی زبانیں بند کروانا پڑتی۔ اس سے صاف ظاہر ہوتا ہے کہ نام اسلاف شناسی کا لیا جارہا ہے مگر در پردہ بریلی اور اہل بریلی سے بیزاری کو فروغ دینا مقصد ہے۔" ("الرضا" پٹنہ جنوری فروری ص ۔۔)

بالکل وہابیوں دیوبندیوں کی طرح یہ لوگ الگ الگ عنوان سے سامنے آتے اور بہت پر فریب انداز میں دعا رکھتے ہیں اور بات نہ بنے تو یہودیوں عیسائیوں کی طرح روپے کی لالچ دیتے ہیں۔ دوسروں کی بات تو جانے دیجئے سوچئے خود اپنا ایمان بچانا کتنا مشکل ہو رہا ہے۔ تیز اور ان رجحانوں کے پھول برسیں خاندان بریلی کی تربت پر جنھوں نے سر ہاتھ میں لے کر ایمان بچانے کا حوصلہ بخشا اور عمر میں بے پناہ برکتیں عطا فرمائے اللہ تعالیٰ حضور تاج الشریعہ کی کہ ایسے پر الم پر ستم دور میں آپ عالمی سنی مسلمانوں کی قیادت کا سچا فریضہ انجام دے رہے ہیں اور مسلک یا لوازمات مسلک پر جب بھی کوئی انگلی اٹھاتا ہے تو بلا خوف لومۃ لائم وہی کہتے ہیں جو دین اور شریعت کا تقاضہ ہوتا ہے۔ بروقت ٹوکتے ہیں، تنبیہ فرماتے ہیں اور حق وصحیح کی منزل کی رہنمائی کرتے ہیں۔ ابھی دو سال ہوئے ۱۶، ۱۷ اپریل ۲۰۱۴ء کو مسجد اعظم الہ آباد میں حضرت علامہ مفتی محمد عاشق الرحمن صاحب حبیبی کے اہتمام میں پانچواں فقہی سیمینار ہوا، اپنے زعم پندار میں گرفتار کچھ مفتیوں نے یہ شوشہ چھوڑا تھا کہ مسلک اعلیٰ حضرت صرف عقائد کو محیط ہے۔ عمل اس میں داخل نہیں ہے، جب یہ سوال سیمینار میں پیش ہوا جس میں ایک سو پچاس سے زیادہ علما اور ستر سے زیادہ مفتیان کرام موجود تھے تو حضور تاج الشریعہ کی طرف سے یہ اعلامیہ جاری ہوا کہ:

"مسلک اعلیٰ حضرت سے مراد وہ اعتقادات اور اعمال ہیں جن کی آئینہ دار تصانیف اعلیٰ حضرت ہیں، ان سے انحراف کی اجازت نہیں دی جائے گی، سوائے اس صورت کے

> جبکہ فروع فقہیہ میں سے کسی مسئلے پر حکم کی تبدیلی کے لئے معتمد عصر ماہرین مسلک اعلیٰ حضرت کے روبرو متحقق ضروریات یا حاجت کے ثبوت کے بعد طریقہ تغیر کے جواز پر کئے ہوئے استدلال کو ثابت کر دیا جائے۔"

یہ ایسا فقہی تازیانہ تھا کہ پھر اس کے بعد "کوئی جانے منھ میں زباں نہیں" کی کیفیت طاری ہو گئی۔ شاید ایسی ہی ضروری تنبیہات وہدایات کی وجہ سے لوگوں کی پیشانیاں شکن آلود ہیں اور وہ اس جھنجھلاہٹ میں گرفتار ہیں کہ ان کے منصوبے خاک بسر کیوں ہو جاتے ہیں اور ان کے منظم اقدامات پر قدغن کیوں لگائی جاتی ہے

اس تناظر میں آج ملک کا جو مذہبی منظر نامہ ابھر کر سامنے آرہا ہے وہ اندیشہ ہائے دور دراز کا حامل نظر آتا ہے۔ خانقاہوں میں تفقہ اور شخصیات میں تدبر کے فقدان کی وجہ سے اس وقت بہت سی خانقاہیں اور شخصیات بریلی کے مد مقابل متحد ہو رہی ہیں، انھیں اپنے تشخص اور شناخت کی کوئی فکر نہیں ہے ورنہ اس کا غم ہے کہ اس کا نتیجہ ملت کے لئے کتنا بھیانک نکلے گا۔ اس سے ور جو کچھ ہوگا وہ تو آنے والا وقت بتائے گا تاہم مسلک اعلیٰ حضرت سے صرف نظر کرنے کا جو عمومی نتیجہ نکلے گا وہ اس کے سوا کچھ نہیں کہ اس سے صلح کلیت کا بھلا ہوگا علی الاتفاق لوگ کہیں گے کہ یہ عہد کہن کے پروردہ اور عہد نو کے پرداختہ حضرت صلح کلیت کے نمائندہ مبلغ کارگزار اور داعی ہیں۔ اس سے ملک آگے گی خود غرضی خود پسندی اور خودرائی کا ماحول بنے گا پھر اماں ایسے اٹھ جائے گا کہ لوگ قیامت کو یاد کرنے لگیں گے۔

مزید براں احسانات پر حضور تاج الشریعہ کا یہ احسان تنہا بھاری ہے کہ وہ غلط فہمی، غلط روی اور غلط اقدامی پر ٹوکتے ہوئے اور مفید مشورہ دیتے ہیں۔ کوئی تو ہے جو چراغ راہ لئے منزل کی رہنمائی کر رہا ہے۔ ہونا تو یہ چاہئے تھا کہ یاران میکدہ اپنا احتساب کرتے مگر یہ منفی سوچ کا خمیازہ ہے جو انھیں اپنا محاسبہ کرنے نہیں دیتا یہاں تک کہ وہ الٹا بریلی کے خلاف محاذ آرائی کرنے لگتے ہیں اگر بریلی کے خلاف تمام آزاد خیال متفق ہو رہے ہیں تو ہو جائیں۔ بریلی تنہا بھی رہے گا تو سواد اعظم ہی رہے گا۔ اگر تاج الشریعہ کے خلاف فضا بن رہی ہے تو بن جائے، تاج الشریعہ ہر حال میں پیش لفظ، دیباچہ اور مقدمہ ہی رہیں گے، امر بالمعروف ان کا منصبی فریضہ ہے اسے وہ ادا کرتے ہی رہیں گے، مولانا

شہاب الدین رضوی لکھتے ہیں:

"اللہ تعالیٰ کا حکم ہے کہ امت محمدیہ علی صاحب الصلوٰۃ والسلام تمام دوسری امتوں سے اس لئے ممتاز ہے کہ یہ بھلائی کا حکم دیتی اور برائی سے روکتی ہے، اس لئے امت محمدیہ کی یہ خصوصیت برقرار ہے اور آپ (تاج الشریعہ) اپنے تمام معاصر علما اور مشائخ میں فوقیت رکھتے ہیں کہ جب ممبئی میں سنی، شیعہ، بوہرہ، خوجہ، غیر مقلد، ندوی، دیوبندی اور جماعت اسلامی وغیرہ باطل فرقوں سے اتحاد کیا گیا تو آپ نے اس کی شدت سے مخالفت کی۔ اتر پردیش میں جب سیاسی طور پر اتحاد و محبت کی فضا ہموار کی جارہی تھی اور اس روش خام کو عین اسلام بتلایا جارہا تھا تو آپ نے مخالفت کر کے اس اتحاد کے شیرازے کو منتشر کر دیا۔ کراچی اور لندن میں بھی وہابی سنی کو سیاسی اور بین الاقوامی مسائل کے نام پر ایک پلیٹ فارم پر لانے کی بات ہو رہی تھی تو آپ نے اس اتحاد امت کے متعلق فرمایا تھا کہ حق اور باطل کا اتحاد صبح قیامت تک نہیں ہو سکتا۔ آزاد انٹر کالج بریلی میں آل انڈیا جماعت رضائے مصطفیٰ نے عظمت مصطفیٰ کانفرنس ۲۰۰۲ء کا انعقاد کیا تھا حضرت نے ہزاروں کے مجمع سے خطاب کرتے ہوئے فرمایا کہ آپ لوگوں کو نصیحت کرتا ہوں اور وصیت کرتا ہوں کہ مسلک اعلیٰ حضرت پر قائم رہنا وہابیوں اور دوسرے فرقوں سے میل جول، کھانا پینا یا کسی طرح کا اتحاد جائز نہیں ہے۔ ان فرقہ ہائے باطلہ سے تا قیامت اتحاد نہیں ہو سکتا میرے خاندان کے لوگ ہوں یا میرا بیٹا ہی کیوں نہ ہو اگر آپ دیکھیں کہ مسلک اعلیٰ حضرت سے ہٹ گیا ہے تو دودھ سے مکھی کی طرح نکال باہر کردیں۔ یہ تیور مومن کامل کے ایمان کا پتہ دے رہا ہے اور آپ کا یہ تیور صرف اپنے گھر تک محدود نہیں بلکہ یہ ایمانی نشہ ہر وقت آپ پر طاری رہتا ہے جو خمار اپنے ملک میں، وہی خمار بیرون ملک بھی نظر آتا ہے۔ رمضان المبارک ۱۴۰۲ھ میں الھدیٰ ابوظہبی نے خصوصی نمبر شائع کیا جس میں یہ لکھا تھا کہ بریلویت ایک نیا فتنہ ہے۔ تاج الشریعہ کو یہ خبر پڑھ کر شدید بے چینی ہوئی آپ نے متحدہ عرب امارات سے شائع ہونے والے گیارہ عربی اخبارات سے رجوع کیا اور رسالہ الھدیٰ کا جواب عربی میں لکھ کر شائع

کرلیا اور پھر باضابطہ طور پر ایک مہم چلائی تاکہ ان اخبارات پر مایۂ بہنے اور اعلیٰ حضرت قدس سرہ کے مسلک کو بدنام کرنے والوں کی سازش ناکام ہوجائے، حضرت نے ہندوستان، پاکستان اور بنگلہ دیش میں دستخطی مہم کی اپیل بھی جاری کی۔‘‘ (حیات تاج الشریعہ ص ۸۶)

ہزاروں علماء کا فرمان ایک طرف اور حضور تاج الشریعہ کا فرمان ایک طرف اور اگر نتیجہ کے اعتبار سے غور کیا جائے تو ہزاروں لوگوں کی محنت اتنی کارگر نہیں ثابت ہوتی جتنی حضور تاج الشریعہ کی توجہ کارگر ثابت ہورہی ہے، آپ کے فرمودات، ارشادات اور احکامات انقلابی طوفان لے کر نمودار ہوتے اور نسیم سحر کا جھونکا عطا کر کے سرشاری میں شرابور کردیتے ہیں، اس لئے جلسے وغیرہ میں حضرت کی زبان سے نکلے ہوئے دو بول سننے کے لئے لوگ مضطرب رہتے ہیں اور اتنے جذباتی ہوکر سنتے ہیں کہ داد وتحسین کی صداؤں سے مجلس گونج اٹھتی ہے، گویا جو آپ بول دیں وہ اصول ہے جو کہہ دیں وہ اصول ہے اور جو لکھ دیں وہ اصول ہے۔ حضرت مولانا عبد المبین نعمانی صاحب لکھتے ہیں:

’’حضرت تاج الشریعہ کے علمی مقام ومرتبہ کو اجاگر کرنے کے لئے ضروری ہے کہ حضرت کے آثار علمیہ کو محفوظ کیا جائے اور اچھے ڈھنگ سے شائع کیا جائے، بالخصوص حضرت کی عربی تصانیف مثلاً الحق المبین، مرآۃ النجدیہ وغیرہا کو عالم عرب میں پھیلایا جائے تاکہ اعلیٰ حضرت قدس سرہ کے تعلق سے جو غلط فہمیاں پھیلائی جاچکی ہیں ان کا زیادہ سے زیادہ تدارک کیا جاسکے میری ایک رائے یہ بھی ہے کہ مسلک اہل سنت وجماعت یعنی مسلک اعلیٰ حضرت اور بریلی کے تعلق سے جو غلط پروپگنڈے عالمی پیمانے پر ہورہے ہیں ان سب کا یکجا جواب حضرت کے ارشادات پر مبنی اردو، انگریزی اور عربی میں شائع کیا جائے، خانوادہ کے باہر کے افراد جو جوابات دے رہے ہیں اس کے مقابلے حضرت تاج الشریعہ کی تحریریں زیادہ موثر ثابت ہوں گی اور مخالفین کا جھوٹ اچھی طرح طشت ازبام ہوگا۔‘‘ (حیات تاج الشریعہ ص ۱۱۶)

بریلی، فخر بریلی اور افکار بریلی پر جو کچھ ہورہا ہے وہ حسد کی آگ میں جلنے کی وجہ سے ہورہا ہے۔ لوگ بغض وکینہ میں چور ہوکر چاہے جو کریں، جو کہیں بریلی چوں کہ حق کا آئینہ دار اور سچائی کا

علم بردار ہے اس لئے جس طرح شیشے پر غبار زیادہ دیر نہیں ٹھہرتا آئینۂ بریلی پر غیروں کا چڑھایا ہوا غبار بھی صاف ہوتا رہا ہے اور صاف ہوتا رہے گا۔ کسی بڑی سے بڑی خانقاہ میں یہ پاس داری نہیں کہ سب کو یکساں نظر سے دیکھا جائے، یہ خوبی صرف خانقاہ بریلی کی ہے جس کی زندہ تصویر تاج الشریعہ کی ذات ہے۔ غلطی چاہے کوئی کرے، کوتاہی چاہے جس سے ہو، اپنا ہو یا بیگانہ تاج الشریعہ کی مشفقانہ نظر میں سب ایک ہیں، سب کے ساتھ یکساں سلوک ہے، وہ دوسرے لوگ ہیں جو مریدوں کا چہرہ دیکھ کر فیصلہ کرتے ہیں اور یہ تاج الشریعہ ہیں جو شریعت کا چہرہ دیکھ کر فیصلہ کرتے ہیں۔ اس پس منظر میں یہ واقعہ پڑھئے:

> "دوحہ میں عبدالرزاق نامی ایک شخص جو سونے کا بہت بڑا تاجر ہے سیکڑوں لوگ اس کے یہاں کام کرتے ہیں۔ بلا شبہ وہ تاجر کھرب پتی ہے وہ تاج الشریعہ کے مریدوں میں سے ہے، دوحہ کے قیام کے دوران وہ حضرت سے ملنے آیا کسی شخص نے حضرت تاج الشریعہ سے یہ بتا دیا کہ ان کے یہاں تراویح کی امامت کوئی دیوبندی یا وہابی کرتا ہے اتنا سننا تھا کہ تاج الشریعہ کے جلال کا عالم نہ پوچھئے اس شخص سے مصافحہ نہیں کیا کافی دیر تک آپ شرعی تنبیہ فرماتے رہے۔ آخر کار اس نے معذرت کی توبہ کیا اور عذر پیش کیا کہ ہمیں اس بات کا علم نہیں ہے۔ ہماری کمپنی میں سیکڑوں لوگ کام کرتے ہیں اس لئے ہمیں نہیں معلوم ہو سکا کہ کون امامت کرتا ہے ان شاء اللہ آئندہ ایسا نہیں ہوگا۔ جب سب کے سامنے اس نے توبہ کیا تو حضور تاج الشریعہ نے اسے نرمی سے سمجھایا اور عقائد وہابیہ سے آگاہ کیا اور اس کے سامنے مسائل شرعیہ پیش کیا وہ شخص عجز و انکساری کا مجسمہ بنا رہا، موقع پا کر اس نے عرض کیا حضور غریب خانے پر تشریف لے چلیں تو حضرت نے صاف لفظوں میں فرمایا کہ اس بار میں نہیں جا سکوں گا اگر تم توبہ پر قائم رہے تو آئندہ سفر میں ضرور چلوں گا حالاں کہ اس سے پہلے کئی بار اس کے گھر جا چکے تھے۔" (کرامات تاج الشریعہ ص ۱۴۷)

یہ ہے شریعت پر استقامت اور صحیح معنی میں مسلک اعلیٰ حضرت کی اشاعت، سچی بات یہ ہے کہ کوئی دوسرا پیر ہوتا تو مصلحت اور درگزر سے کام لیتا، یہ تاج الشریعہ کا دربار ہے جہاں ساری

مصلحتیں شریعت کی عظمت پر قربان ہیں، عموماً لوگ آج کل مالدار مریدوں کی پیشانی دیکھتے ہیں کہ کہیں کوئی بل تو نہیں ہے، اور یہ تاج الشریعہ ہیں جو یہ دیکھتے ہیں کہ کسی کی پیشانی پر بل پڑے تو پڑے کتاب وسنت کی پیشانی پر بل نہ پڑے۔ یہ شریعت مطہرہ سے آپ کے کامل محبت کی دلیل ہے کہ کسی بھی حال میں کبھی بھی شریعت کا علم نیچے نہیں ہونے دیے بلکہ جب جب دامن شریعت کو شریعت سے وفاداری کے دعویٰ داروں نے غیر شعوری ہی سہی داغدار کرنے کی کوشش کی تو آپ نے اپنا دامن بڑھا کر شریعت کا دامن بچالیا۔

شریعت کے متواتر اور متوارث مسائل میں نرمی ونزاکت پیدا کرنے اور مصلحت کی دعوت دینے کی وجہ سے آج پوری سنیت خطرے میں ہے، لوگ کچھ نہیں کرتے اگر خاموش بھی رہ جاتے تو آج صلح کلیت کی جو گرم بازاری ہو رہی ہے، ہرگز نہیں ہو پاتی۔ ان لوگوں کی غیر سنجیدہ حرکات سے ہی صلح کلیت کی اصطلاح آج عام ہو رہی ہے مگر غلامان تاج الشریعہ سلامت رہیں کہ جب جب شریعت پر آنچ آتی ہے یہی دیوانے فرزانے کے روپ میں آگے بڑھے اور ان کے تکلم کا رخ اور فکر کا قبلہ تبدیل کر دیا ہے۔

آج جب حالات قابو سے باہر ہو رہے ہیں تو یہی دیوانے سر سے کفن باندھ کر دین کی حفاظت کے لئے میدان فکر وعمل میں ڈٹے ہیں اور انہوں نے تحفظاتی اقدام کی رفتار تیز کر دی ہے۔ آج تحفظ شریعت کے نام سے جتنے چراغ جل رہے ہیں ان میں لو مسلک اعلیٰ حضرت کی اور روشنی تاج الشریعہ کی ہے، اتنا کہنے سننے اور افہام وتفہیم کی اتنی مخلصانہ کوششوں کے باوجود جو لوگ نہیں سمجھ پا رہے ہیں ان کے تعلق سے ہم صرف اتنا کہہ سکتے ہیں کہ ان سے خدا سمجھے۔

فریب دہندگی اور فریب خوردگی کا ایسا ماحول بن گیا ہے کہ دن کے اجالے میں ہم دیکھ رہے ہیں کہ کچھ لوگ اپنے آپ کو تاج الشریعہ کا مرید، عقیدت مند اور وفادار سمجھتے اور کہتے ہیں، جلسے وغیرہ میں تاج الشریعہ کے نام کا فلک شگاف نعرہ لگاتے ہیں، پروانہ وار تاج الشریعہ کے جلسے میں شریک ہوتے ہیں مگر دوسری طرف تاج الشریعہ کے باغیوں سے دوستانہ مراسم بھی رکھتے ہیں، ان کے حاسدوں سے ربط وضبط بھی بنائے ہوئے ہیں، ان کی شان میں کاناپھوسی کرنے والوں سے ان کی

رفاقت اور مصاحبت بھی ہے، ایسے دورخی پالیسی کے خوگروں کے لئے باب العلم حضرت علی رضی اللہ تعالیٰ عنہ کا یہ قول آئینۂ حق نما، چشم کشا اور بصیرت فروز ہے، آپ فرماتے ہیں:

”دشمن تین طرح کے ہوتے ہیں (۱) اپنا دشمن (۲) اپنے دوست کا دشمن (۳) اپنے دشمن کا دوست“

اگر تاج الشریعہ سے آپ کو سچی محبت کا دعویٰ ہے تو تقاضائے محبت یہ ہے کہ آپ ان کے باغیوں کو، ان کے حاسدوں کو اپنا حاسد تسلیم کریں ورنہ حضرت علی کا قول قول فیصل ہے۔ دنیا کے ہر دعوائے محبت کے لئے یہ قول معیار ہے اس پر اپنے آپ کو دیکھنا اور پرکھنا چاہئے کہ محبت کا دعویٰ کر کے ہم جھوٹے تو نہیں ثابت ہو رہے ہیں اور یہی مسلک اعلیٰ حضرت ہے کہ محبت ہو تو اللہ کے لئے اور عداوت ہو تو اللہ کے لئے۔ اللہ کے دوستوں سے سچی دوستی اور اللہ کے دشمنوں سے سچی دشمنی کمال ایمان کی دلیل ہے۔ وہ سب اللہ کے دوست ہیں جو اللہ کے دوستوں سے دوستی کرتے ہیں اور وہ اللہ کے دشمن ہیں جو اللہ کے دوستوں سے دشمنی کرتے ہیں یا دشمنی کرنے والوں کا ساتھ دیتے ہیں۔

آدمی کو اپنے موقف کا اظہار کھل کر کرنا چاہئے۔ آدھا ادھر آدھا اُدھر والی پالیسی شخصیت کو مشکوک بنائے رکھتی ہے۔ ایسے شخص سے دونوں کا اعتماد اٹھ جاتا ہے۔ دورنگی اسلامی سیاست نہیں، ہمہ رنگی میں یک رنگی، اسلامی سیاست ہے۔ لوگ نہیں سمجھتے کہ اس دورنگی سے فتنۂ صلح کلیت کی نشوونما ہوتی ہے جو دور حاضر کا سب سے بھیانک خطرہ ہے، بھیانک اس لئے کہ دوسرے جتنے فرقے ہیں وہ دور سے پہچانے جاتے ہیں، مگر صلح کلی تو ہم میں رہ کر ہمارے لئے سم بنا ہوا ہے۔ ہمارے ساتھ ہی اٹھتا بیٹھتا اور کھاتا پیتا ہے، اس لئے الگ سے ابھی اس کا علامتی نشان نہیں، ہاں یہ اس وقت ظاہر ہوتا ہے جب اکابر وہابیہ دیابنہ کے کفری باتیں ہوتی ہیں، ان کے ارتداد پر بحث چھڑتی ہے اس وقت اس کا چہرہ دیکھنے کے لائق ہوتا ہے، ایک رنگ آتا ہے اور ایک رنگ جاتا ہے، بہت کشاکش اور گھٹن اس وقت وہ محسوس کرتا ہے جس کا اثر اس کے چہرے بشرے پر نمایاں ہوتا ہے۔ اضطراب پیشانی کی شکن سے ٹپکتا ہے اور اکوادی اس کی وحشت سے جھلکتی ہے۔ دوسری چیز یہ کہ بلا تکلف کسی بھی امام کی اقتدا کر لیتا ہے اور کبھی کبھی تو تقلید کو نفاق بھی سمجھتے ہوئے تقلید کا قلادہ گردن

سے اتار پھینکتا ہے اب نہ وہ حنفی رہتا ہے نہ شافعی نہ مالکی رہتا ہے نہ حنبلی، سیدھا غیر مقلد ہو جاتا ہے ۔ اس طرح ٹھوکر کھانا اور در در بھٹکنا اس کا مقدر ہو جاتا ہے یہ سب علاماتی کیفیات جب کسی میں ظاہر ہوتے ہیں تب لوگ سمجھتے ہیں کہ ادھر والا نہیں رہا ادھر والا ہو گیا۔ ایسے میں نہ وہ نبی کا وفادار رہ جاتا ہے نہ امتی کا۔ حضور تاج الشریعہ فرماتے ہیں:

صلح کلی نبی کا نہیں دوستو!　　سنی مسلم ہے سچا نبی کے لئے

حق اور سچ یہ ہے کہ عصر حاضر میں جو شخصیت وہابیت کے طوفان، دیوبندیت کی آندھی اور صلح کلیت کے سامنے سد سکندری بن کر سب کو تحفظ فراہم کر رہی ہے وہ صرف تاج الشریعہ کی ذات ہے یہ حقیقت اب ڈھکی چھپی نہیں رہی، جو بھی مسلک اعلیٰ حضرت سے منہ موڑتا ہے سب سے پہلے وہ صلح کلیت کے کنویں میں گرتا ہے بعد میں ترقی کر کے جو چاہے بنے۔ دیوبندی بنے، وہابی بنے قادیانی بنے، چکڑالوی بنے مگر اتنا یاد رکھئے وہ کچھ بھی بن سکتا ہے لیکن جو جنت آخرت کی فلاح کا ضامن ہے وہی نہیں بن سکتا۔ بنے گا کیسے کہ آخرت کی نجات کا دار و مدار تو عقیدہ اہل سنت و جماعت یعنی مسلک اعلیٰ حضرت پر سختی سے قائم رہنے پر ہے اور یہی روح اس سے نکل جاتی ہے۔ اب وہ سب کچھ رہتا ہے سنی صحیح العقیدہ نہیں رہتا۔

جس حرکت و عمل سے عقیدہ کا تاج محفوظ نہ رہے آدمی خوش گمانی میں اچھے اعمال کی پابندی کے بعد بھی جہنمی بن رہا ہو بدبخت، جیسے سب برباد ہو رہے ہوں ایسے میں ہر آدمی کی اولین ترجیح یہ ہونی چاہئے کہ وہ صدق و کذب کو پہچانے نور و ظلمت میں تمیز کرے اور حسن و قبح میں کچھ فرق سمجھ میں آجائے تو یکلخت اپنا قبلہ بدل دے، اس خیال سے یکسر دور ہو جائے، اپنے دوستوں کو بھی دور کرنے کی کوشش کرے، آپ کے طرز زندگی سے آپ کے بیداغ دامن پر صلح کلیت کا داغ نہ لگنے پائے۔

صلح کلیت کی جن نشانیوں کی میں نے اوپر نشاندہی کی ہے ان نشانیوں کو ہمیشہ ذہن میں رکھئے اس سے آسان پہچان آج کے دور کے لئے آپ سب کی بھلائی اور بھائی چارگی کی خاطر عرض کر دوں، وہ یہ کہ اعلیٰ حضرت کے دور میں حضرت علامہ قادر بخش سہسرامی علیہ الرحمہ سے کسی نے پوچھا کہ سنی اور وہابی کے درمیان جو فرق ہے اس کو ایسے سادہ انداز میں بیان کر دیں کہ سب لوگوں کی سمجھ

میں آجائے تو حضرت موصوف نے یہ جملہ فرمایا تھا کہ جس آدمی کے بارے میں یہ سمجھنا ہو کہ یہ سنی ہے یا وہابی تو اس کے سامنے اعلیٰ حضرت کا ذکر چھیڑ دو اعلیٰ حضرت کا ذکر سن کر چہرہ مسرت سے کھل اٹھے تو سمجھ لینا کہ وہ سنی ہے، اپنا ہے اور اگر اعلیٰ حضرت کا نام سن کر چہرے پر ناگواری کا اثر ظاہر ہو تو سمجھ لینا کہ وہابی ہے، بیگانہ ہے۔

بالکل یہی حال آج ہمارے دور کا ہے سنی اور صلح کلی کو آج لوگ گڈمڈ کر دینے کی فکر میں ہیں۔ ایسے میں آج اگر کوئی سنی اور صلح کلی کا فرق سمجھنا چاہے تو بلا تامل عرض کر دوں کہ اس آدمی کے سامنے حضور تاج الشریعہ کا ذکر چھیڑ دیجئے، اگر چہرے پر بشاشت کی کرن نظر آئے تو سمجھ جائیے کہ سنی ہے اور چہرے کا جغرافیہ بدل جائے تو فیصلہ کر لیجئے کہ وہ صلح کلی ہے اور حاصل کلام کے طور پر عرض کر دوں کہ جب دنیا میں نمرودیت چلی تو خدا نے اپنا دین بچایا حضرت خلیل اللہ کے ذریعہ، جب فرعونیت چلی تو خدا نے اپنا دین بچایا حضرت کلیم اللہ کے ذریعہ، جب بوجہلیت چلی تو خدا نے دین بچایا سید الانبیاء کے ذریعہ، جب یزیدیت چلی تو خدا نے اپنا دین بچایا سید الشہداء کے ذریعہ اور اگر ماضی قریب میں جھانک کر دیکھیں تو جب دنیا میں الحادیت چلی تو خدا نے اپنا دین بچایا مجدد الف ثانی کے ذریعہ، جب دنیا میں وہابیت چلی تو خدا نے اپنا دین بچایا امام احمد رضا کے ذریعہ اور جب دنیا میں لاقانونیت چلی تو خدا نے اپنا دین بچایا مفتی اعظم کے ذریعہ، اور آج جب دنیا میں صلح کلیت چل رہی ہے تو خدا اپنا دین بچا رہا حضور تاج الشریعہ کے ذریعہ۔

اعلیٰ حضرت کے تفقہ، حجۃ الاسلام کے تدبر، مفسر اعظم کی نکتہ آفرینی اور مفتی اعظم کے جلوہ تصوف کا نام تاج الشریعہ ہے، اس دور کے امیر المومنین کا نام تاج الشریعہ ہے اور میرا وجدان بولتا ہے کہ آج مسلک اعلیٰ حضرت کا نام تاج الشریعہ ہے۔

مولانا انیس عالم سیوانی

حضور تاج الشریعہ کی مقبولیت

فاعوذ باللہ من الشیطن الرجیم

بسم اللہ الرحمن الرحیم

﴿قُلِ اللّٰهُمَّ مٰلِكَ الْمُلْكِ تُؤْتِی الْمُلْكَ مَنْ تَشَآءُ وَ تَنْزِعُ الْمُلْكَ مِمَّنْ تَشَآءُ٘ وَ تُعِزُّ مَنْ تَشَآءُ وَ تُذِلُّ مَنْ تَشَآءُؕ بِیَدِكَ الْخَیْرُؕ اِنَّكَ عَلٰى كُلِّ شَیْءٍ قَدِیْرٌ۝﴾

ترجمہ: اے محبوب آپ کہئے کہ اے اللہ ملک کا مالک! تو جسے چاہے ملک عطا فرمائے اور جس سے چاہے ملک چھین لے اور جسے چاہے عزت دے اور جسے چاہے ذلیل کرے تیرے ہی دست قدرت میں بھلائی ہے بیشک تو ہر شئی پر قدرت رکھتا ہے۔ (قرآن کریم سورہ آل عمران: ۲۶)

حدیث شریف میں سرکار مدینہ سرور قلب وسینہ جناب آقا صلی اللہ علیہ وسلم ارشاد فرماتے ہیں:

وعن ابی ہریرۃ قال قال رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم ان اللہ اذا احب عبدا دعا جبرئیل فقال انی احب فلانا فاحبہ قال فیحبہ جبرئیل ثم ینادی فی السماء فیقول ان اللہ یحب فلانا فاحبوہ فیحبہ اہل السماء ثم یوضع لہ القبول فی الارض واذا ابغض عبدا دعا جبرئیل فیقول انی ابغض فلانا فابغضہ قال فیبغضہ جبرئیل ثم ینادی فی اہل السماء ان اللہ یبغض فلانا فابغضوہ قال فیبغضونہ ثم یوضع لہ البغضاء فی الارض۔ (رواہ مسلم، کتاب البر والصلۃ والادب)

حضرت ابوہریرہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا:

جب اللہ تعالیٰ اپنے کسی بندے سے محبت کرتا ہے تو جبرئیل کو بلا کر فرماتا ہے کہ میں فلاں سے محبت کرتا ہوں لہٰذا تم بھی اس سے محبت کرو پس جبرئیل اس سے محبت کرنے لگتے ہیں پھر آسمان میں

منادی کرتے ہوئے کہتے ہیں کہ اللہ تعالیٰ فلاں سے محبت کرتا ہے لہٰذا تم بھی اس سے محبت کرو پس آسمان والے اس سے محبت کرنے لگتے ہیں پھر زمین میں اس کی مقبولیت رکھ دی جاتی ہے اور جب اللہ تعالیٰ کسی بندے سے ناراض ہوتا ہے تو جبرئیل کو بلا کر فرماتا ہے کہ میں فلاں سے ناراض ہوں لہٰذا تم بھی اس سے ناراض ہو جا، پس جبرئیل اس سے ناراض ہو جاتے ہیں پھر آسمان والوں میں ندا کرتے ہیں کہ اللہ تعالیٰ فلاں سے ناراض ہے تم بھی اس سے ناراض ہو جاؤ پس وہ اس سے ناراض ہو جاتے ہیں اور زمین میں اس کے لیے بغض رکھ دی جاتی ہے۔

اور دوسری روایت میں ہے: **إِنَّ اللّٰهَ تَعَالٰى يَقُولُ يَوْمَ الْقِيَامَةِ أَيْنَ الْمُتَحَابُّونَ بِجَلَالِي الْيَوْمَ أُظِلُّهُمْ فِي ظِلِّي يَوْمَ لَا ظِلَّ إِلَّا ظِلِّي۔ (رواہ مسلم)**

اللہ تعالیٰ قیامت کے روز فرمائے گا کہ میرے جلال کے باعث محبت والے کہاں ہیں کہ میں انہیں اپنے کرم کا سایہ دوں جبکہ آج میرے سایۂ کرم کے سوا کوئی سایہ نہیں ہے۔

(مشکوٰۃ المصابیح باب الحب فی اللہ ومن اللہ حدیث نمبر ۴۸۲ ج ۲ ص ۴۲۶)

قرآن کریم کی پیش کردہ آیت مبارکہ اور مذکورہ حدیثوں پر غور کرنے سے یہ بات روز روشن کی طرح عیاں ہو جاتی ہے کہ دولت وثروت، غربت وافلاس، عزت وعظمت اور ذلت ورسوائی سب میں خدا کی قدرت جاری ہے، دنیا میں شاید ہی کوئی کوتاہ عقل ہو جو دولت وثروت نہ چاہے یا عزت وشہرت کا خواہشمند نہ ہو بلکہ ہر شخص یہ چاہتا ہے کہ لوگوں کے مابین اس کی اپنی ایک شناخت ہو، لوگ اس کی قدر کریں، عزت کی نظر سے دیکھیں، لیکن تھوڑے سے افراد ملیں گے جو اپنی خواہشوں کے مطابق زندگی کے ایام کاٹ پاتے ہیں۔ ہر آدمی یہ چاہتا ہے کہ لوگ اسے محبت کی نظر سے دیکھیں، عوام وخواص میں اس کی بڑائی ہو، احترام اور قدر حاصل ہو، لیکن ایسا سب کے ساتھ نہیں ہوتا ہاں اللہ تعالیٰ جسے چاہتا ہے اسے مخلوق خدا میں عزت حاصل ہوتی ہے لوگ اس کی طرف مائل ہوتے ہیں عزت وذلت دو طریقوں سے حاصل ہوتی ہے، ایک تو یہ کہ اللہ جسے عزت دے اور ایک یہ کہ دنیاوی اسباب کی بنیاد پر کسی سبب ظاہری کی وجہ سے مقبولیت حاصل ہو جائے، جیسے اہل حکومت واقتدار کہ جب تک وہ حکومت واقتدار میں ہوتے ہیں ان کی بڑائی اور عزت ہوتی ہے، لیکن جیسے ہی

حکومت اور منصب سے علیحدہ ہوتے ہیں وہ عزت بھی ختم ہو جاتی ہے اس کے برخلاف اللہ رب العزت جن بندوں کو محبوب رکھتا ہے ان کی عزت ان کے رب کے کرم سے دائمی ہوتی ہے، جب تک وہ زمین کے اوپر رہتے ہیں تو عزت وعظمت ہوتی ہے اور اس دنیا سے جانے کے بعد بھی لوگوں کی زبانوں پر ان کا نام زندہ رہتا ہے، دنیا کے لوگ ان کی عظمت ومقبولیت کے مخالف ہو کر بھی ان کی اہمیت اور قدر وقیمت نہیں گھٹا پاتے، اللہ کی جانب سے ملنے والی عزت ہی در حقیقت عزت ہے اور اہل دنیا کسی اور ذریعہ سے مثلاً اہل سیاست سیاست کے ذریعے، اہل دولت دولت کے ذریعہ، اہل فن اپنے فنکارانہ کاموں کے ذریعہ دنیا داروں کی نظروں میں جو مقبولیت حاصل کرتے ہیں اسکی پائیداری نہیں ہوتی، اسکی زندہ مثالیں انبیا، صحابہ، اہل بیت، اولیا، علما، صلحا کی زندگی میں ہم تلاش کر سکتے ہیں، دنیا میں جتنے کلمہ پڑھنے والے ہیں ما سوا روافض کے سب اصحاب رسول اکرم صلی اللہ علیہ وسلم سے قلبی محبت کا دم بھرتے ہیں۔ دنیا کا ہر مسلمان اہل بیت اطہار رضی اللہ عنہم اجمعین سے عقیدت رکھتا ہے، سوائے وہابیہ دیابنہ کے غیر مقلد وہابیوں کے علاوہ عالم اسلام کا ہر فرد ائمہ مجتہدین بالخصوص سیدنا امام اعظم ابو حنیفہ رضی اللہ عنہ اور سردار اولیا سرکار غوث اعظم پیران پیر دستگیر شیخ عبد القادر محی الدین جیلانی بغدادی کی بارگاہوں میں جبین عقیدت خم کرتا ہے، برصغیر کا ہر صاحب ایمان اپنے ایمان کا محافظ سلطان الہند سرکار خواجہ غریب نواز رضی اللہ عنہ کو سمجھتا ہے، حالانکہ جن بزرگوں سے لوگ محبت کرتے ہیں، صدیاں گذر گئیں لیکن ان کی محبت میں کوئی کمی واقع نہیں ہوئی، جبکہ نہ کوئی خاندانی رشتہ ہے نہ خون کا تعلق پھر بھی محبت وجذبات کا عالم یہ ہے کہ آدمی سال میں اپنے باپ دادا کو یاد کرتا ہے یا نہیں لیکن اللہ ورسول کے محبوبوں اور نیک بندوں کو ضرور یاد کرتا ہے، اس لیے کہ اللہ نے خلق کے دلوں میں ان کی محبت رکھ دی ہے، مخلوق کے قلوب کو ان کے لیے مسخر کر دیا ہے، دنیا میں اللہ کے ایسے بہت سے محبوب بندے ہیں جن کو گذرے ہوئے ہزار بارہ سو سال، اور بعض کو کئی کئی سو سال گذر گئے، لیکن ان کی یاد باقی ہے، ان کے لیے لوگوں کے دلوں میں محبت ہے، عامۃ الناس کا قلبی رجحان ان سے وابستہ ہے، اور عالم اسلام کا بڑا طبقہ ان کو اپنے حق میں حاجت روا اور مددگار تصور کرتا ہے، اور اللہ کی بارگاہ میں انھیں بھلائی کا مقبول ترین وسیلہ مانتا ہے،

ایسے مقبول انام بندوں کی فہرست بہت طویل ہے، اگر اجمالی طور پر ذکر کیا کریں تو آپ کہہ سکتے ہیں کہ اللہ نے جن کے لیے مخلوق کے دلوں کو مسخر فرمایا ہے ان گروہوں کے سردار انبیا کی ذوات ہیں ،اصحاب انبیا، ائمہ، علما، شہدا، فقہا، محدثین کا گروہ ہے، انبیا میں ہر اعتبار سے سب سے بڑا مرجع قدر واکرام پیغمبر آخر الزماں صلی اللہ علیہ وسلم کو پھر اصحاب پیغمبر میں سب سے زیادہ قدر و منزلت خلفائے راشدین کو ان میں افضل الخلق بعد الانبیا سیدنا صدیق اکبر کو، تابعین میں سیدنا اویس قرنی، سیدنا حسن بصری اور امام اعظم ابوحنیفہ کو، اولیاء اللہ میں سید الطائفہ خواجہ جنید بغدادی، سیدنا غوث اعظم، سیدنا خواجہ معین الدین چشتی، محدثین میں امام بخاری، ائمہ مذاہب میں امام اعظم اور آپ کے تلامذہ، فقہائے احناف میں دور اخیر کے علامہ شامی اور برصغیر میں حنفیت کے علمبردار سیدنا اعلیٰ حضرت امام احمد رضا خاں فاضل بریلوی کو جو مقبولیت حاصل ہے، یہ فضل خداوندی ہے، اس طویل تمہید کے بعد میں اصل موضوع کی طرف رخ کرتا ہوں، اس دور کے رازی وغزالی جن کی ادنیٰ محبت علوم وفنون کے حصول کا قرب واتصال وسیلہ ہے، جن سے محبت اور احترام ایمان وعقیدے کی پختگی کا ضامن، جن سے نفرت وعداوت نقص ایمان، اور صلح کل کے مرض کا سبب، جو اپنے عہد میں نیابت انبیا کا حقدار ہے، امت پیغمبر کا مشکل کشا ہے، تفقہ میں امام اعظم کا سچا غلام ہے، حدیث دانی میں ائمہ محدثین کا پرتو ہے، زہد وورع میں غوث الثقلین کے نقش کف پا کا حقیقی محافظ ہے، قاضیٔ اسلام اور صاحبان فتح ودر رغرر کے زلف برہم کو سنوارنے والا ہے، امام احمد رضا کا علمی جانشین ہے، حجۃ الاسلام علامہ حامد رضا خاں کا عکس جمیل اور مفتی اعظم کے تقوی وتدین کا امین ہے، یعنی جانشین سرکار مفتی اعظم، آبروئے اسلام وسنیت، وارث علوم امام اہل سنت، تاج الاسلام والمسلمین، قاضی القضاۃ فی الہند، مرشد عرب وعجم، عالم اسلام میں بسنے والے کروڑوں سنیوں کے دلوں کی دھڑکن، حضرت علامہ شاہ مفتی محمد اختر رضا خاں قادری ازہری مد ظلہ العالی (اللہ تعالیٰ آپ کا سایہ کرم اہل سنت پر تا دیر قائم رکھے آمین) کی ذات گرامی ہے۔

حضور تاج الشریعہ کو حیات ظاہری میں جو مقبولیت حاصل ہے وہ شاید باید ہی لوگوں کو حاصل ہوتی ہے، دور حاضر میں آپ کا مقام ومنصب وہی ہے جو کسی امام برحق اور امیر المومنین کا ہوتا ہے،

پچھلے ڈیڑھ سو سالوں سے بریلی کے علاوہ اگر ان کو بالخصوص برصغیر اور بالعموم عالم اسلام میں جو اعتبار اور مرکزیت حاصل ہے وہ کوئی ڈھکی چھپی بات نہیں، شہر بریلی کی مقبولیت کا اندازہ اس سے بخوبی لگایا جاسکتا ہے کہ دنیا کے کسی بھی حصے میں بسنے والے مسلمان کی سنیت کی پہچان بریلی سے کرائی جاتی ہے، یہ شناخت امام احمد رضا خان فاضل بریلوی کے حمایت حق اور اماتت باطل کے سبب قائم ہوئی، آج بھی وہ شناخت باقی ہے، جو کوئی بریلی کا مخالف ہوتا ہے عام تاثر یہی ہے کہ بریلی کی مخالفت کا اصل سبب یا تو حسد وجلن ہے یا پھر بدمذہبیت وصلح کلیت، اس لیے کہ بریلی نے کبھی بھی مداھنت فی الدین کو برداشت نہیں کیا، بریلی کی آواز کبھی دبی نہیں، احقاق حق اور ابطال باطل کا فریضہ بحسن وخوبی انجام دیا جاتا رہا، یہ فرض علامہ شاہ رضا علی بریلوی پھر ان کے فرزند وجانشین امام المتکلمین علامہ نقی علی خاں پھر ان کے جانشین ووارث امام اہل سنت مجدد دین وملت اعلیٰ حضرت اور ان کے جانشین حجۃ الاسلام علامہ حامد رضا خاں اور خلف اصغر علامہ مصطفیٰ رضا خاں مفتی اعظم اور دور حاضر میں اس ذخیرہ کو حقیقی صورت میں ان بزرگوں کے ظاہر وباطن کے وارث علامہ شاہ مفتی محمد اختر رضا خاں ازہری مدظلہ العالی نبھارہے ہیں، آسمان وزمین اپنی جگہ سے ٹل سکتے ہیں مگر بریلی کی بولی اور فتویٰ نہیں بدلتا، بعض بزرگوں سے منقول ہوا ہے کہ اللہ تعالیٰ نے اعلیٰ حضرت کی زبان وقلم کو اپنی حفاظت میں لے لیا تھا، ایسا لگ رہا ہے کہ بطفیل سیدنا امام ابوحنیفہ وسرکار غوث اعظم وہ سلسلہ حفاظت زبان وقلم اب بھی جاری ہے۔

انسان کی مقبولیت کے کئی اسباب ہوتے ہیں، آدمی کوئی بڑا منصب حاصل کر لے یا دولت مند ہو اور اپنی دولت لوگوں پر صرف کرے، کوئی رفاہی کام کرے، یا پھر اتنا خوبصورت ہو کہ لوگ اس کے حسن وجمال سے متاثر ہوں، یا کسی ایسے خاندان میں پیدا ہو جو خاندان لوگوں میں مشہور ومقبول ہو علم وفضل میں یکتا ہو وغیرہ وغیرہ۔

ان عوامل واسباب پر نظر رکھیں پھر تجزیہ کریں حضور تاج الشریعہ کی مقبولیت کا تو ضرور اندازہ ہو جائے گا کہ حضور تاج الشریعہ اپنے ظاہری حسن وجمال کیساتھ ساتھ باطنی فضل وکمال، خاندانی عزت وشرافت کیساتھ ذاتی فضائل وکمالات میں بھی بے مثال اور باکمال ہیں، علم وفضل اور تقویٰ وطہارت میں اپنا ثانی نہیں رکھتے بڑے بڑے علم وفن کے دعویدار آپ کی بارگاہ میں طفل مکتب نظر

آتے ہیں، علوم اسلامی میں جو درک و کمال آپ کو حاصل ہے وہ بہت کم لوگوں کو میسر آتا ہے تفقہ فی الدین تو آپ کی میراث ہے، اپنے آبا و اجداد کی طرح جو بولتے ہیں اور جو تحریر کراتے ہیں وہ اٹل اور پتھر کی لکیر کی مانند ہوتا ہے علمائے اہل سنت آپ کی تقریروں اور تحریروں سے سندیں لاتے ہیں ،آپ کے افعال و اعمال کو لوگ بطور دلیل پیش کرتے ہیں علمائے دہر اور فقہائے عصر آپ کو اپنا فیصل اور حکم تسلیم کرتے ہیں سوائے بد مذہبوں اور صلح کلیوں کے حالات اتنے بدتر ہو چکے ہیں، علما کی زبانیں بدل رہی ہیں، فقہا کے فتوے منڈیوں میں بک رہے ہیں، کفر و اسلام کے فرق کو مٹانے کے لیے کتنے نام کے مفتی تگ و دو کر رہے ہیں، دین کا لبادہ اوڑھنے والے دین کی تحقیر کر رہے ہیں ایسے پرفتن دور میں حضور تاج الشریعہ مدظلہ العالی ایک عالم ربانی کا فرض ادا کر رہے ہیں، حق گوئی اور بیباکی میں اپنی مثال آپ ہیں، بلا خوف لومۃ لائم حق کا پیغام نشر کرنے اور باطل کی سرکوبی میں بڑھ چڑھ کر حصہ لیتے بلکہ قائدانہ رول ادا کرنے میں اپنا ثانی نہیں رکھتے، خانقاہیں، مدارس، علما، مراکز دینیہ بہت ہیں لیکن لوگ دین کے معاملے میں اس قدر گروہی عصبیت کے شکار ہیں کہ ایک ہی مسئلہ میں دو رائے دیتے ہیں اگر اپنا ہے تو جدا اور غیر ہے تو جدا، الحمد للہ تاج الشریعہ اور علمائے حق کا ہمیشہ سے یہ شیوہ رہا کہ بات حق کہی جائے اس کی زد میں چاہے اپنا آئے یا بیگانہ اور احتیاط کا دامن کبھی ہاتھ سے چھٹنے نہ پائے، کبھی آپ نے خاندان کے لیے یا اپنے سلسلے کے لیے مریدوں اور خلفا کے لیے یا عقیدت مندوں کے لیے کوئی رعایت نہیں برتی، جو بات اپنوں میں کہی وہی غیروں میں کہی، کسی فرد کے لیے دین و شریعت کو نیلام نہیں کیا، ایسے ایسے لوگ جن کے سامنے چرب زبان علما اور فقہا کی زبانیں نہیں کھلتیں وہاں حق کا پیغام پہنچایا اور شریعت کے احکام کو بیان کرنے میں کبھی جھجک نہ محسوس کی، جماعت علما میں درجۂ ریاست، گروہ فقہا میں مرتبۂ حجیت، عامۃ المسلمین میں رتبۂ امامت و قیادت کے آپ حق دار ہیں، لوگ ایک نظر دیکھنے کو بے قرار رہتے ہیں علما آپ کی توجہ کے متمنی ہوتے ہیں، عالم اسلام میں آپ کے چاہنے والوں کی تعداد کروڑوں میں ہوگی، شاید ہی کسی دینی شخصیت کو یہ مقام حاصل ہو، حالت یہ ہے کہ

تم جدھر ہو جاؤ زمانہ ادھر ہو جائے ؎

دنیائے اسلام کے ہر خطے میں آپ کے عقیدت مند پائے جاتے ہیں، ایک طرف جہاں آپ سے والہانہ لگاؤ رکھنے والوں کی کمی نہیں، وہیں دوسری طرف آپ کے مخالفین اور حاسدین بھی کم نہیں ہیں، آپ کی مخالفت کے اصل اسباب آپ کی قبولیت اور عزت ووجاہت ہے، آپ کے مخالفین بھی اتنی بات تسلیم کرتے ہیں کہ جس بات کی تائید وتوثیق حضور تاج الشریعہ فرمادیں کے وہ بات اکثر لوگوں کے نزدیک مقبول ہوگی، یہی وجہ ہے کہ جن لوگوں کے خلاف اگر کوئی بات آتی ہے تو وہ رجوع کرتے ہیں یا پھر سرکشی پر آمادہ ہوتے ہیں اور حق سے معارض ہوتے ہیں۔

علما اور مشائخ زمانہ میں جتنی بڑی انی حضور تاج الشریعہ کو حاصل ہے اس طرح کی مقبولیت آدمی کوشش کر کے نہیں حاصل کرسکتا، جب اللہ تعالیٰ چاہتا ہے تو لوگوں کو اپنے کسی بندے کی طرف مائل فرمادیتا ہے، جیسا کہ سلطان الہند حضرت خواجہ غریب نواز رضی اللہ عنہ کے سیرت نگار لکھتے ہیں کہ آپ کے دست حق پرست پر لگ بھگ نوے لاکھ غیر مسلم ایمان لائے، یہ بات عقل بظاہر نہیں تسلیم کرتی، لیکن حقیقت ہے، اپنوں کے ساتھ ساتھ غیروں نے بھی اس حقیقت کو مانا ہے کہ لاکھوں کی تعداد میں غیر مسلم سرکار خواجۂ خواجگان خواجہ معین الدین چشتی اجمیری کے ذریعہ دولت اسلام سے مشرف ہوئے، آخر یہ طاقت وقوت ایک بندے کے اندر کہاں سے آئی، اتنی تاثیر کیسے پیدا ہوئی کہ چند سال میں لاکھوں لوگوں نے ایک شخص کے کہنے پر اپنا دین ومذہب بدل دیا، اس کا جواب اس کے سوا کیا ہوسکتا ہے کہ یہ آسمانی طاقت کی کرشمہ سازی ہے، اللہ نے غیر مسلموں کو ان کی جانب پھیر دیا، ان کی تقریر، عمل، زندگی کے طور طریقے ہر بات سے لوگوں کو ہدایت مل رہی تھی، الغرض یہ کہ جب اللہ تعالیٰ کسی کو شرف ومنزلت بخشتا ہے تو وہ چیز احاطۂ عقل وادراک سے باہر ہوتی ہے، بلاشبہ آج کے دور میں تاج الشریعہ کی مقبولیت وشہرت کا اصل سبب یہی ہے کہ اللہ چاہتا ہے کہ ان کی ذات سے دین کو فائدہ پہنچے دوسرے یہ کہ اللہ جل شانہ نے ذاتی طور پر علمی عملی اعتبار سے انھیں خوب سے خوب تر نوازا ہے، سیکڑوں افراد میں جتنی خوبیاں ہوتی ہیں وہ تنہا آپ کی ذات میں موجود ہیں، آپ کا ظاہر اتنا پرکشش کہ جہاں پہنچ جائیں سب کی نظریں آپ ہی کی طرف ہوجائیں، آپ کو دیکھنے والا شاید ہی کسی کی طرف رخ کرے، علمی جلالت کا یہ عالم ہے کہ لکھ دیں تو دلیل اور ثبوت کا درجہ اختیار

کر لے، بولیں تو سامعین اور اہل علم ہر ہر لفظ کو اپنے ذہن وفکر میں بسائیں، آپ کے شب و روز کے معمولات کو لوگ نمونۂ عمل بنائیں، آپ کا نام گویا کہ اس عہد میں حق کی علامت اور آپ کی ذات معیار انصاف قرار پا گئی ہے، حق یہ ہے کہ پچھلے دور میں حقانیت کی دلیل امام احمد رضا اور مفتی اعظم تھے آج کے پریڈ میں سچائی کی دلیل وارث علوم امام احمد رضا حضور تاج الشریعہ ہیں، گویا کہ جو اختر رضا کا ہوگا وہی احمد رضا کا ہوگا اور جو اختر رضا کا نہیں وہ احمد رضا کا نہیں، یہ بات دل کو لگتی ہے، آج بہت سے علما نام تو اعلیٰ حضرت کا لیتے ہیں، مسلک اعلیٰ حضرت کا نعرہ بھی لگاتے ہیں، اپنے کو رضوی نوری بھی کہتے ہیں، لیکن امام احمد رضا کی تصریحات کی کھلم کھلا دھجیاں اڑاتے نظر آرہے ہیں، مختلف بہانوں سے فتاویٰ رضویہ اور حسام الحرمین کے نہر پیچر کو کم کرنے کی سدا بہار کوشش کر رہے ہیں، اس کی تازہ مثالیں مائک پر اقتدا کے جواز، چلتی ٹرین پر فرض و واجب اور ملحق بواجب نمازوں کی ادائیگی کا جواز، موبائل اور فون کے ذریعہ مسئلۂ رویت ہلال میں استفاضہ کا ثبوت وغیرہ ان تمام مسائل میں امام احمد رضا کا موقف یہ ہے کہ چلتی ٹرین میں فرض و واجب نماز جائز نہیں اگر وقت جاتا دیکھے تو جس طرح ہوسکے پڑھ لے بعد زوال مانع اعادہ کرے، مفتی اعظم کا فتویٰ ہے کہ مائک پر اقتدا درست نہیں، پڑھی گئی نماز واجب الاعادہ ہے، ٹیلی فون کے ذرائع سے استفاضہ متحقق نہیں، اسی طرح تبلیغ دین کے نام پر ٹی وی کا استعمال ناجائز وحرام ہے اس لیے کہ پردے پر جو صورتیں نظر آتی ہیں وہ سب تصویر ہی ہیں اور اسلام میں تصویر کشی حرام ہے، نیز تبلیغ دین کے لیے تصاویر دکھانا ضروری نہیں، بات سمجھنی چاہیے جبکہ بہت سے رضوی نوری کہلانے والے مفتیوں نے اپنے مرشد برحق کے صریح احکام کے خلاف کھلم کھلا فتویٰ دیا اور عوام کو دھوکہ دیا کہ ہمارا فتویٰ بھی فتاویٰ رضویہ ہی سے ماخوذ ہے جو کہ سراسر ظلم اور انصاف کے خلاف بات ہے، ”چوری اور سینہ زوری“ اسی کو کہتے ہیں، ان حالات میں باوجود علالت اور کبر سنی وکثرت اسفار ومشاغل کے حضور تاج الشریعہ نے پیغام حق پہنچایا اور قطعاً اس بات کی پرواہ نہ کی کہ حق کا پیغام سن کر کون کون بدکے گا، کتنے اور کیسے کیسے لوگ مخالفت پر آمادہ ہوں گے بلکہ اللہ ورسول کی رضا وخوشنودی کے لیے نیابت انبیا کا فرض ادا کیا، زبان کھلی تو حق کی آواز سنائی دی، قلم چلا تو اہل محبت نے غیبی تائید سمجھا،

حضور تاج الشریعہ کا ظاہر اتنا پرکشش ہے کہ دیکھنے والوں کو خدا یاد آتا ہے، قول وفعل کی یکسانیت سے ایک مخلص داعی کی تصویر ابھر کر آتی ہے، دنیا میں جانشین اور سجادہ نشین بہت ملیں گے مگر بیشتر وں کا حال یہ ہے کہ جانشین کا مطلب باپ دادا کے مریدوں کو بیوقوف بنانا، خود علم وعمل سے کورے، نہ دین کا علم نہ خدا کا خوف، جہاں عیش دنیا مل جائے ادھر ہی رخ کرلیں، اس کے برخلاف تاج الشریعہ صحیح معنوں میں مفتی اعظم کے تقوی اور تدین کے جانشین ہیں، حجۃ الاسلام کی قطعیت اور حجیت کے وارث ہیں، اور امام اہل سنت فاضل بریلوی کے فضل وکمال اور مہارت علمیہ کے مظہر و مثبت ہیں، اب تک پچیسوں کتابوں کے مصنف، محشی، شارح اور معرب ہیں، مختلف زبانوں پر قدرت کاملہ رکھتے ہیں، انگریزی، عربی، فارسی، اردو وغیرہ میں بولنے، لکھنے اور خطاب کرنے کی صلاحیت سے معمور ہیں،

جب کسی بات کا اعادہ فرماتے ہیں تو جدیدیوں کو لگتا ہے کہ بات بے دلیل ہے لیکن علم وتحقیق کے شاہ سوار جو علوم وفنون کے صحرا کی خاک چھانتے ہیں انھیں پتہ چلتا ہے کہ تاج الشریعہ کے دعووں کو غیب سے تائید حاصل ہوتی ہے، بڑے بڑے علم والے ان کے مقالات اور مباحث کو پڑھکر ان کی باتوں کو من وعن کہنے پر مجبور ہو جاتے ہیں کہ یہ علم وفضل وکمال یہ فتوے یہ باتیں یہ تحقیق کسی ادارے کی تعلیم کی دین نہیں بلکہ فیض رضا کی کرشمہ سازیاں ہیں، علم رضا کی جلوہ باریاں ہیں، مفتی اعظم کی دعائے سحر گاہی کے نتائج ہیں، حجۃ الاسلام کی تمناؤں کے ثمرات ہیں۔

مولانا مفتی ڈاکٹر ساحل سہسرامی علیگ

حضرت تاج الشریعہ ——ایک مرشد کامل

[یہ مقالہ "حضرت تاج الشریعہ سیمینار" منعقدہ بتاریخ ۱۹ رمئی ۲۰۱۶ء بمقام اردو اکیڈمی، پٹنہ زیر اہتمام الجامعۃ الرضویہ، پٹنہ سٹی میں پیش کیا گیا]

بسم اللہ الرحمٰن الرحیم

مرشد برحق، عارف کامل، عالم صالح، پاسدار شریعت، رازدار طریقت، صوفی باصفا، پیکر زہد اتقا، مرشد الانام، عاشق خیر الانام، مظہر غوثیت مآب حضرت تاج الشریعہ دامت برکاتہم القدسیہ کی ذات قدسی صفات وہبی اور اضافی خوبیوں کے ساتھ ساتھ ذاتی محاسن وکمالات کا ایک بحر بے کراں ہے۔ آپ کے قدزیبا پر شریعت وطریقت کے سارے محاسن پھبتے ہیں لیکن آپ کا موروثی امتیاز تقوٰی اور تقوٰی ہے جو آپ کے گلستان وجود میں پوری شان کے ساتھ جلوہ گر ہے۔ آپ کے کمالات کی جہتیں بہت متنوع اور وسیع ہیں۔ اس مختصری تحریر میں صرف آپ کے وصف بیعت وارشاد کے کمالات کی ایک جھلک دکھانی مقصود ہے اور بس۔

اللہ تعالیٰ نے جہاں آپ کو بے شمار علمی، دینی اور فنی کمالات سے سرفراز فرمایا ہے، وہیں آپ کو سلسلہ عالیہ قادریہ رضویہ کو عالمی سطح پر فروغ دینے کا شرف عالی بھی عطا فرمایا ہے اور ایک مرشد کامل کی حیثیت سے آپ کی مقبولیت ایسی ہے کہ ایک جہان گرویدہ نظر آتا ہے۔ آپ کے شیفتگان کی صف میں صرف عوام اہل سنت ہی نہیں بلکہ خواص میں علماء، صلحا، سادات، صوفیا، زاہدین، عاملین، مفکرین، دانشوران اور دنیوی سطح کے اعلیٰ تعلیم یافتگان کی ایک بڑی تعداد ہے۔ یہ آپ کے اللہ ورسول جل جلالہ وصلی اللہ علیہ وسلم کی بارگاہ میں مقبول ہونے کی روشن نشانی ہے۔

حضرات صوفیائے کرام نے ایک مرشد کامل کی جو شرائط وخصوصیات اپنی کتابوں میں بیان

فرماتی ہیں، ان کی روشنی میں مرشد کامل، ہادی برحق تاج الشریعہ سراج الطریقہ عارف باللہ حضرت علامہ قاضی مفتی محمد اختر رضا قادری ازہری دامت برکاتہم القدسیہ کے وجود با مسعود میں موجود مرشدانہ اوصاف کا تعارف عامہ اہل سنت کی درمیان پیش کرنے کی سعادت حاصل کرتا ہوں تا کہ دنیا ادراک کرے کہ ہمارے شیخ شریعت و طریقت کے جامع اور پیر طریقت مرشد کامل ہیں۔ ہاں مشائخ سلسلہ عالیہ قادریہ رضویہ کا شیوہ یہی رہا ہے کہ اپنے کمالات باطنی پر اخفاء کے احوال کا پردہ ڈالے رہتے ہیں۔ سیدنا اعلیٰ حضرت قدس سرہ عموماً فتویٰ نویسی اور نقوش میں اپنی کرامات پوشیدہ رکھتے۔ یہی حال سرکار مفتی اعظم قطب عالم اور حجۃ الاسلام مرشد نا م رضی اللہ تعالیٰ عنہم کا تھا۔ گرچہ ان بزرگ ہستیوں سے کثیر حسی کرامات کا صدور بھی ہوا۔ یہی حال تاج الشریعہ سراج الطریقہ دامت برکاتہم القدسیہ کا بھی ہے کہ آپ اپنے مدارج روحانیہ پر اخفا کا پردہ ڈالے رہتے ہیں لیکن آپ کے روحانی مدارج بہت عالی ہیں اور آپ کا کشف بہت بڑھا ہوا ہے لیکن اس کا اظہار نہیں ہونے دیتے۔ آپ کے بعض روحانی تصرفات اور کشف کا میں خود شاہد ہوں لیکن اس کا تذکرہ پھر کبھی۔

عارف باللہ صوفی کامل حضرت علامہ میر عبدالواحد بلگرامی قدس سرہ ''سبع سنابل شریف'' میں تحریر فرماتے ہیں:

''پیر کی بنیادی شرطوں میں سے ایک شرط یہ ہے کہ پیر صحیح مسلک رکھتا ہو۔ دوسری شرط یہ ہے کہ پیر شریعت کے حقوق کی ادائیگی میں پیچھے رہ جانے والا اور سستی برتنے والا نہ ہو۔ تیسری شرط یہ ہے کہ پیر کے عقیدے اہل سنت و جماعت کے موافق درست ہوں۔

لہٰذا پیری اور مریدی کی جو رسم باقی ہے، ان تین شرطوں کے بغیر درست نہیں ہوگی۔ ان تین شرطوں کی مختصر وضاحت کرتا ہوں:۔

پہلی شرط کہ پیر کا مسلک صحیح ہو، اس کی توضیح یہ ہے کہ سچے مرید کو صحیح سلسلہ تلاش کرنا چاہیے کہ اکثر جگہ غلط اور خبط ہو گیا [یعنی سلسلہ متصل ہونا چاہیے]

پیری کی دوسری شرط یہ ہے کہ پیر جملہ عبادات کا فرائض اور واجبات اور سنتوں نوافل اور مستحبات کا عامل و عالم ہو اور ان احکام کی پابندی میں کوتاہ اور سست نہ ہو۔

پیری کی تیسری شرط یہ ہے کہ پیر کے عقیدے درست ہوں مذہب اہل سنت وجماعت کے مطابق اور متعصب پکا سنی ہو۔

یہی تین شرطیں اصل شریعت ہیں۔ اگر ان سے قدم باہر رکھے گا تو راہ دین سے گر جائے گا۔" (صحیح مسائل اردو ص ۱۱۰-۱۱۶ ملخصاً)

قطب الارشاد مجدد اسلام امام اہل سنت اعلیٰ حضرت امام احمد رضا قادری قدس سرہ نے فتاویٰ افریقہ میں اس کی مفصل بحث پیش فرمائی ہے۔ میں یہاں اس کی متعلقہ بحث کی تلخیص پیش کرتا ہوں۔ اعلیٰ حضرت رضی اللہ تعالیٰ عنہ رقم طراز ہیں:

"مرشد بھی دو قسم کے ہیں:

اول عام: کہ کلام اللہ وکلام الرسول وکلام ائمہ شریعت وطریقت وکلام علماء دین اہل رشد وہدایت ہے۔ اسی سلسلہ صحیحہ پر کہ عوام کا ہادی کلام علماء، علماء کا رہنما کلام ائمہ، ائمہ کا مرشد کلام رسول، رسول کا پیشوا کلام اللہ جل وعلا وصلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم۔

دوم خاص: کہ بندہ کسی عالم سنی صحیح العقیدہ صحیح الاعمال جامع شرائط بیعت کے ہاتھ میں ہاتھ دے۔

یہ مرشد خاص جسے پیر وشیخ کہتے ہیں پھر قسم دوم ہے:

اول شیخ اتصال یعنی جس ہاتھ پر بیعت کرنے سے انسان کا سلسلہ حضور پرنور سید المرسلین صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم تک متصل ہو جائے۔ اس کے لیے چار شرطیں ہیں:

۱- شیخ کا سلسلہ باتصال صحیح حضور اقدس صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم تک پہنچا، بیچ میں منقطع نہ ہو کہ منقطع کے ذریعے سے اتصال ناممکن۔ بعض لوگ بلا بیعت محض برعم وراثت اپنے باپ دادا کے سجادے پر بیٹھ جاتے ہیں یا بیعت تو کی تھی مگر خلافت نہ ملی تھی، بلا اذن مرید کرنا شروع کر دیتے ہیں۔ یا سلسلہ ہی وہ ہو کہ قطع کر دیا گیا، اس میں فیض نہ رکھا گیا، لوگ براہ ہوس اس میں اذن وخلافت دیتے چلے آتے ہیں یا سلسلہ فی نفسہ اچھا تھا مگر بیچ میں کوئی ایسا شخص واقع ہوا جو بوجہ انتفائے بعض شرائط قابل بیعت نہ تھا اس سے جو شاخ چلی، وہ بیچ میں سے منقطع ہے۔ ان صورتوں میں اس بیعت سے ہرگز اتصال نہ ہوگا۔ بیل سے دودھ یا بانجھ سے بچہ مانگنے کی مثل ہے۔

۲- شیخ سنی صحیح العقیدہ ہو۔ بدمذہب گمراہ کا سلسلہ شیطان تک پہنچے گا، نہ کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم تک۔ آج کل بہت کھلے ہوئے بددینوں بلکہ بے دینوں حتی کہ وہابیہ نے کہ سرے سے منکر و دشمن اولیاء ہیں مکاری کے لئے پیری مریدی کا جال پھیلا رکھا ہے۔ ہوشیار خبردار احتیاط احتیاط۔

۳- عالم ہو۔ **اقول:** علم فقہ اس کی اپنی ضرورت کے قابل کافی اور لازم کہ عقائد اہل سنت سے پورا واقف، کفر و اسلام و ضلالت و ہدایت کے فرق کا خوب عارف ہو ورنہ آج بدمذہب نہیں کل ہو جائے گا۔ صدہا کلمات و حرکات ہیں جس سے کفر لازم آتا ہے اور جاہل براہ جہالت ان میں پڑ جاتے ہیں .... لہٰذا عالم عقائد ہونا لازم۔

۴- فاسق معلن نہ ہو۔ **اقول:** اس شرط پر حصول اتصال کا توقف نہیں کہ مجرد فسق باعث فسخ نہیں، مگر پیر کی تعظیم لازم ہے اور فاسق کی توہین واجب، دونوں کا اجتماع محال۔

دوم شیخ ایصال: کہ شرائط مذکورہ کے ساتھ مفاسد نفس [نفس کے فسادات] و مکائد شیطان [شیطان کی مکاریوں] و مصائد ہوا [خواہش نفسانی کی شکارگاہوں] سے آگاہ ہو۔ دوسرے کی تربیت جانتا اور اپنے متوسل پر شفقت تامہ رکھتا ہو کہ اس کے عیوب پر اسے مطلع کرے، ان کا علاج بتائے۔ جو مشکلات اس راہ میں پیش آئیں حل فرمائے۔ نہ محض سالک، نہ نرا مجذوب۔ عوارف شریف میں فرمایا: یہ دونوں [سالک اور مجذوب] قابل پیری نہیں۔

اقول: اس لیے کہ اول [سالک محض] خود ہنوز راہ میں ہے اور دوسرا طریق تربیت سے غافل، بلکہ مجذوب سالک ہو یا سالک مجذوب اور اول اولیٰ ہے۔ **اقول:** اس لیے کہ وہ مراد ہے اور یہ مرید ہے۔" [فتاویٰ رضویہ جدید، ۲۱/ ۵۰۵ - ۵۰۷ ملخصاً]

عارف باللہ سراج طریقت تاج شریعت جانشین اعلیٰ حضرت فقیہ اسلام علامہ مفتی قاضی شاہ اختر رضا قادری ازہری دامت برکاتہم القدسیہ کی ذات والا صفات ان تمام شرائط و اوصاف کی جامع ہے جو ایک شیخ کامل میں ہونے چاہئیں۔ آیئے ان پیرانہ اوصاف اور محاسن معیت کی جھلکیاں حضرت کی حیات مبارکہ کے روشن روشن صفحات میں ملاحظہ کرتے ہیں۔

حضرت تاج الشریعہ دامت برکاتہم القدسیہ کی ولادت مبارکہ ۲۴ ذیقعدہ ۱۳۶۲ھ ۲۳

نومبر ۱۹۶۳ء میں ہوئی اور سن فراغ ۱۹۶۶ء ہے۔ جامعہ ازہر سے فارغ التحصیل ہونے کے بعد بریلی شریف ۱۹۶۶ء میں تشریف لائے اور ایک مرشد کامل ہم شبیہ غوث اعظم سرکار مفتی اعظم قطب عالم شاہ مصطفیٰ رضا قادری نوری قدس سرہ کی خدمت بابرکت میں رہ کر آپ نے آداب شریعت و طریقت سیکھے اور ظاہری و باطنی تربیت حاصل کی۔ آپ خود فرماتے ہیں کہ میری زندگی کے سب سے قیمتی لمحات وہی ہیں جو حضور مفتی اعظم رضی اللہ تبارک و تعالیٰ عنہ کی خدمت بابرکت میں گذرے، اور نظم میں فیضان مرشد کی تاثراتی ہمہ گیری کو بیان کرتے ہوئے فرماتے ہیں ؂

نگاہ مفتی اعظم کی ہے یہ جلوہ گری چمک رہا ہے جو اختر ہزار آنکھوں میں

آپ نے عرفان و آگہی کی جو منزلیں سرکار مفتی اعظم قطب عالم قدس سرہٗ کی رہنمائی میں طے کی ہیں، اس کا علم تو اصحاب نظر رکھتے ہیں لیکن ہم جیسے تہی دامنوں کو بھی آئے دن آپ کے جلوۂ عرفان کے مظاہر دیکھنے کو ملتے رہتے ہیں۔

شیخ کامل کی دونوں جہتوں کی جامع ہے آپ کی ذات گرامی۔ شیخ اتصال اور شیخ ایصال دونوں کے اوصاف آپ کی ذات اقدس میں بدرجۂ اتم جلوہ گر ہیں۔ شیخ اتصال کی شرائط حضرت میر عبدالواحد بلگرامی کے مطابق تین اور اعلیٰ حضرت کے بیان کے مطابق چار ہیں۔ وہ چاروں شرطیں بہت خوبی کے ساتھ آپ کے اندر موجود ہیں۔

شرط اول: شیخ کا سلسلہ باتصال صحیح حضور اقدس صلی اللہ علیہ وسلم تک پہنچا ہو۔ اسی کی تعبیر حضرت میر نے یہ فرمائی کہ پیر صحیح مسلک رکھتا ہو۔ حضرت تاج الشریعہ سراج الطریقہ دامت برکاتہم القدسیہ کا سلسلہ سرکار مفتی اعظم قطب عالم اور اعلیٰ حضرت رضی اللہ تعالیٰ عنہما سے ہوتا ہوا سرکار غوث اعظم قطب اکرم سیدنا شیخ عبدالقادر جیلانی رضی اللہ تعالیٰ عنہ تک بسند صحیح متصل جا پہنچتا ہے۔ یہ ایسا مستحکم اور زریں سلسلہ عالیہ قادریہ ہے کہ عارفین اسے سلسلۃ الذہب کہتے ہیں۔

حضرت تاج الشریعہ کے اس سلسلے میں کہیں انقطاع نہیں اور آپ کے شیخ و مرشد سرکار مفتی اعظم قطب عالم رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے نہ صرف یہ کہ آپ کو اجازت و خلافت اور خرقہ مرحمت فرمایا بلکہ آپ کو اپنا جانشین بھی قرار دیا جس کی سند سرکار مفتی اعظم کی یہ تحریر ہے:

''میں اختر میاں کو اپنا قائم مقام اور جانشین مقرر کرتا ہوں'' [اوکما قال]

[اصل تحریر کا عکس حیات تاج الشریعہ اور تجلیات تاج الشریعہ میں ملاحظہ کریں]

شرط سوم: صحیح سنی صحیح العقیدہ ہو۔ پیر صاحب نے اسے تیسری شرط کے طور سے بیان فرمایا۔ حضرت تاج شریعہ دامت برکاتہم القدسیہ کی سنیت اور خوش عقیدگی ایسی تام کامل اور اکمل ہے کہ آپ سے وابستگی خوش عقیدگی اور سنیت خالص کی ضمانت سمجھی جاتی ہے۔ آپ کی پوری زندگی مذہب مہذب اہل سنت وجماعت کی اشاعت، حمایت اور صیانت میں گذری ہے۔ آپ کی کثیر تحریریں حمایت حق اور رد بد مذہباں میں ہیں جن میں الحق المبین خاص طور سے قابل ذکر ہے اور عقیدے کی پختگی اور دین وسنیت کا یہ دفاع واستحکام کئی سو سال سے آپ کی خاندانی وراثت ہے۔

شرط دوم: پیر عالم ہو۔ حضرت تاج الشریعہ دامت برکاتہم القدسیہ عالم ہی نہیں علم وفن کی آبرو ہیں۔ دینی ومتعلقہ عصری فنون کا کون سا ایسا گوشہ ہے جسے آپ کے دامان فکر وفن کی وسعت میں جگہ نصیب نہیں۔ قرآنیات، تفسیر، حدیث، اصول حدیث، علم کلام، فقہ، اصول فقہ، تصوف، منطق، فلسفہ، ریاضی، فلکیات، توقیت، جفر، تکسیر، علم الاعداد، رد ومناظرہ، فن شعر، فن تنقید، عربی ادب، اردو ادب، فارسی ادب، انگریزی ادب، غرض بیسیوں علوم وفنون میں آپ کو مہارت حاصل ہے۔ اور فقہ وفتویٰ اور سیر وکلام تو آپ کی خاص پہچان ہیں۔ فقہی اور کلامی امور میں آپ کا قول، قول فیصل ہوتا ہے۔ یہ ایسی عالمگیر روشن حقیقت ہے جسے آئینہ دکھانے کی ضرورت نہیں کہ ؎

آفتاب آمد دلیل آفتاب

شرط چہارم: فاسق معلن نہ ہو۔ پیر صاحب نے تیسری اور چوتھی شرط کو ایک ہی شق میں بیان فرمادیا کہ عالم باعمل ہو فرائض وواجبات اور سنن ومستحبات کا پابند ہو۔ حضرت تاج الشریعہ دامت برکاتہم القدسیہ کی شفاف آئینہ مسعود زندگی کے لمحات کس قدر شریعت وطریقت کے سانچے میں ڈھلے اور الٰہی رنگ میں رنگے ہوئے ہیں، کوئی چند لمحات آپ کی خدمت اقدس میں گذار کر دیکھے۔ ایک معروف فیض یافتہ عالم دین کا بیان ہے جنھوں نے جلوت وخلوت میں ایک عرصے تک حضرت کو دیکھا ہے کہ

''میں نے سالہا سال حضرت کی خدمت میں گذارے، میں نے حضرت کا کوئی عمل

شریعت سے ہٹ کر نہیں دیکھا۔"

بظاہر یہ ایک مختصر جملہ معلوم ہوتا ہے لیکن اس کا مصداق بننا کس قدر مشکل ہے، اس کا اندازہ کرنا بھی ہر کس وناکس کے بس کا نہیں۔ مزید گفتگو آگے آتی ہے۔

شیخ اتصال ہونے کے لیے ان چار شرائط کا جامع ہونا کافی ہے لیکن حضرت تاج الشریعہ دامت برکاتہم القدسیہ شیخ اتصال ہی نہیں بلکہ شیخ ایصال ہیں۔ البتہ آپ نے اپنے کمالات باطنی پر شریعت طاہرہ کی ردا ڈال رکھی ہے۔ اس لیے بہت سی نگاہوں سے آپ کے کمال باطنی کا یہ گوشہ مخفی ہے۔

حضرت میر عبدالواحد بلگرامی قدس سرہٗ "سبع سنابل شریف" میں تحریر فرماتے ہیں:

"اور طریقت کی طرف آئیں تو طریقت میں پیری کی شرطیں بہت زیادہ ہیں۔ ان میں سے بعض ہم لکھتے ہیں:

۱- **پہلی شرط:** اکل حلال ہے۔ پیر کو اکل حلال میں احتیاط کلی برتنا چاہیے۔ ہرگز ہرگز کوئی ایسا لقمہ جو غیر حلال طریقے سے حاصل کیا گیا ہو یا مشتبہ ہو، اس کے پاس نہ پھٹکے۔

۲- **دوسری شرط:** صدق مقال، سچا بول ہے۔ پیر کو چاہیے کہ ہرگز جھوٹ، غیبت اور فحش زبان پر نہ لائے کہ سچائی نجات دلاتی ہے اور جھوٹ ہلاک کرتا ہے۔

۳- **تیسری شرط:** دنیا کی حرص، اس کی لذتیں، اس کی خواہش ترک کر دینا اور مخلوق کے اس کی جانب رجوع اور قبولیت پر کوئی توجہ نہ دینا ہے۔ اگر مالدار اور تمام دنیا والے اس کی طرف رجوع کریں تو پیر پر واجب ہے کہ کسی رغبت اور دل کا میلان اس سے ظاہر نہ ہو اور ان کے درمیان قبولیت کی وجہ سے پیر میں کوئی غرور اور گھمنڈ نہ اس کے ظاہر میں آنے پائے اور نہ باطن میں۔

۴- **چوتھی شرط:** مال کا جمع نہ کرنا ہے۔ اگر اسے کثرت سے فتوحات اور نذرانے میسر ہوں تو چاہیے کہ ان سے حاصل شدہ سب مال راہ خدا میں خرچ کر دے۔ انھیں سمیٹ کر نہ رکھے۔ ہاں اگر متواتر مال نہ آتا ہو اور دوسری جگہ سے کبھی کبھی مال کثیر مل جاتا ہو۔ اس حالت میں اگر اہل وعیال کے نفقہ کی طرف سے دلجمعی اور عبادت کے لیے فراغت قلبی کی نیت سے مال کو حفاظت سے رکھے تو جائز ہے۔

۵- **پانچویں شرط:** اچھی خصلتیں اور مخلوق کی خیر خواہی ہے۔ پیر کو چاہیے کہ مخلوق کو ایذا رسانی

اور رنج دینے سے دور رہے اور ترش رو اور بد اخلاق نہ بنے۔ اس لیے کہ جو شخص لوگوں کو آزار پہنچاتا ہے، اللہ تعالیٰ اس سے بیزار رہتا ہے۔

۶- چھٹی شرط: یہ ہے کہ اپنے آپ کو عزت کی نظر سے کبھی نہ دیکھے اور خود بینی اور خود نمائی کی صفت کو صدق اور اخلاص کے مقام پر اتار دے یعنی ان کے بجائے صدق و اخلاص حاصل کرے۔

۷- ساتویں شرط: یہ ہے کہ مرید بنانے پر حریص نہ ہو۔ اگر کوئی شخص سچے دل سے اس کی طرف رجوع لائے، اسے بیعت کرے ورنہ فراغ خاطری سے خدائے برتر کی عبادت میں مشغول رہے اور اپنے وقت عزیز کی پونجی کو برباد نہ کرے۔

۸- آٹھویں شرط: مخلوق کی زیادتیوں کو برداشت کرنا اور لوگوں سے جو تکلیف پہنچے، اس پر صابر رہنا ہے۔ اس لیے کہ درویشوں کا خرقہ، رضائے الٰہی کا جامہ ہے تو جو شخص اس خرقہ کو پاکر اپنی نامرادیوں کو برداشت نہ کرے وہ محض فقر کا مدعی ہے اور خرقہ اس پر حرام۔

۹- نویں شرط: گناہوں اور نافرمانیوں کو یکسر چھوڑ دینا ہے۔ پیر کو چاہیے کہ اللہ تعالیٰ کے فرمان کو بجالانا اور اس کی نافرمانیوں سے پرہیز کرنا اپنے اوپر نہایت اہتمام سے لازم کرلے۔

۱۰- دسویں شرط: یہ ہے کہ کشف اور کرامتوں کا متوالا نہ ہو بلکہ استقامت کا شیدائی ہو۔ اس لیے کہ خلاف عادت امور اور کشف تو بے دینوں سے بھی ظاہر ہو جاتا ہے۔ اسی وجہ سے کہا جاتا ہے: "**الاستقامۃ فوق الکرامۃ**"۔ حق پر ثابت قدم رہنا کرامت سے بڑھ کر ہے۔ یاد رکھنا چاہیے کہ وہ پہلی تین شرطیں ان دس شرطوں کے ساتھ شامل ہیں۔" [سبع سنابل، ص ۱۱۸-۱۱۶ ملخصاً]

آیئے ان شرائط کی روشنی میں حضرت تاج الشریعہ کے کمالات باطنی کا عکس ملاحظہ کریں:

۱- حضرت تاج الشریعہ دامت برکاتہم القدسیہ وہ محتاط بزرگ ہیں کہ رزق حلال سے پرے کسی لقمہ کو حلق کے نیچے اتارنا تو دور کی بات ہے، مشتبہ لقمے کو بھی پاس آنے نہیں دیتے بلکہ اسے اپنے نور باطن سے دریافت کر کے دسترخوان پر بیٹھ کر بھی دست کش ہو جاتے ہیں۔

کشن گنج، بہار کے پاس موضع بہادر گنج میں ایک صاحب کے توسط سے ایک صاحب ثروت کے یہاں حضرت تاج الشریعہ دامت برکاتہم القدسیہ مدعو تھے۔ دسترخوان لگ چکا تھا۔ لوگ

دسترخوان پر بیٹھ چکے تھے۔ حضرت کو بھی لوگ لے کر آئے۔ حضرت بھی دسترخوان پر نشست فرما ہو چکے تھے کہ اچانک آپ نے ہاتھ کھینچ لیا۔ پھر فرمایا: میں نہیں کھا سکوں گا۔ بعد میں معلوم ہوا کہ صاحب خانہ سود خور تھا۔

خانوادۂ اعلیٰ حضرت کے فرد فرید حضرت تاج الشریعہ کے گھرانے میں نذر میں بھی خلط ملط ہونے سے احتیاط برتی جاتی ہے۔ اگر کسی نے تو شہ غوثیہ نذر کرنے کے لیے رقم پیش کی تو اسی میں صرف ہوتی ہے۔ اعلیٰ حضرت اور مفتی اعظم کی نذر الگ خانے میں رکھی جاتی ہے۔ غرض ہر طور سے رزق مشتبہ یا غیر محتاط سے بھی بچا جاتا ہے۔ اور یہ سلسلہ پشت ہا پشت سے چلا آرہا ہے۔

۲- صدق مقال کا اہتمام اس قدر ملحوظ ہے کہ جلوت و خلوت میں ہر جگہ زبان کی حفاظت ملحوظ رہتی ہے۔ کسی کی غیبت کرتے آج تک نہ سنا گیا۔ مبتذل الفاظ ناراضگی کے عالم میں بھی زبان مبارک پر جاری نہیں ہوتے۔ فحش کلامی تو دور کی بات ہے۔ کسی کو زبان دے دی تو ہر ممکن حد تک اس کی پاسداری کی جاتی ہے۔ اس کی ایک مثال پیش کرتا ہوں۔ بریلی شریف میں ایک قطعہ اراضی کا معاملہ کئی دہائی پہلے ایک صاحب سے طے ہوا جس کی قیمت اس زمانے میں پچاس ہزار روپے تھی صرف پانچ ہزار باقی رہ گئے تھے۔ ابھی حال میں اس کی بولی پچیس لاکھ تک بعض صاحبان نے لگائی اور گذارش کی وہ قطعۂ زمان مجھے دے دیا جائے لیکن حضرت تاج الشریعہ نے اس گذارش پر قطعاً توجہ نہ فرمائی اور اپنے صاحب زادے سے فرمایا کہ پانچ ہزار لے کر صاحب معاملہ سے بیع مکمل کر دو۔ یہ صرف وہی کر سکتا ہے جو صدق و وفا کا پیکر ہو اور جسے دنیا چھو کر نہ گذری ہو۔

۳- حرص و ہوس دنیا سے کنارہ کشی اور لذات دنیوی سے دوری کا یہ عالم ہے کہ بڑے بڑے رؤسا اور اصحاب ثروت حضرت کی ایک نگاہ توجہ کے منتظر رہتے ہیں لیکن حضرت اپنے معاملے میں ان سے کبھی کچھ نہیں فرماتے۔ حضرت مفتی عابد علی رضوی صاحب کی روایت کے مطابق حضرت نے اس معاملے میں استفسار پر فرمایا: ”اللہ تعالیٰ جب مجھے بے مانگے عطا فرماتا ہے تو میں کسی سے کچھ کیوں کہوں؟“

آپ کا سادہ لباس، سادہ مزاج، بے تکلف طرز گفتگو، سادہ سی مختصر غذا، رنگا رنگ پر تعیش دنیا

سے بے نیازی کے آثار نہیں تو اور کیا ہیں۔ میں نے بڑے بڑوں کو بنتے سنورتے دیکھا ہے لیکن حضرت تاج الشریعہ دامت برکاتہم القدسیہ اپنے کرامت آثار سادہ سے وجود کے ساتھ رونق منبر ہوتے ہیں۔ سنت کے مطابق عمامہ مبارکہ زیب سر فرماتے ہیں اور وہ بھی اس درجہ بے تکلف انداز میں کہ اسے باندھنے سے زیادہ لپیٹنا کہنا زیادہ مناسب ہوگا لیکن عمامہ مبارکہ آپ کے سعادت آثار وجود اقدس پر اس قدر جچتا ہے کہ اس کی پھبن دیکھنے سے تعلق رکھتی ہے۔

آپ نے صاحبان ثروت نیاز مندوں پر اہل علم وعمل کو ہمیشہ ترجیح دی ہے۔ کبھی غفلتی میں بعض ارد گرد رہنے والے افراد حضرت کی زیارت وملاقات کی غرض سے آنے والے علمائے کرام کے ساتھ سرد مہری کا برتاؤ کرتے اور ٹال مٹول سے کام لیتے تھے۔ حضرت کو علم ہوا تو ان صاحبان سے سخت مواخذہ فرمایا اور کڑی تنبیہ فرمائی کہ علمائے کرام جس وقت بھی تشریف لائیں، انھیں بلا تاخیر ملاقات کا موقع فراہم کیا جائے، چاہے وہ رات کا آخری پہر ہی کیوں نہ ہو۔

ہاں دلداری اور شفقت آپ کی سب پر عام ہے چاہے وہ امیر ہو یا غریب عالم ہو یا بے علم چھوٹا ہو یا بڑا۔ جو دین اور لوازمات دین سے جس قدر زیادہ قریب ہے آپ کی شفقت اس پر اتنی ہی زائد ہے۔ اکابر علما وسادات تشریف لاتے ہیں تو آپ اس کبرسنی کے عالم میں بھی اٹھ کر استقبال فرماتے ہیں اور حسب مراتب نذر پیش فرماتے ہیں۔ یہ آنکھوں دیکھی عرض کر رہا ہوں۔ گذشتہ رمضان میں جب میں یہ فقیر رضوی حاضر خدمت ہوا تو حضرت نے مجھے بھی نذرانہ کا تحفہ عطا فرمایا۔ آپ کی جانب خلقت کا جیسا رجوع اور گرویدگی ہے، اگر کوئی دنیا دار ہوتا تو اس کی باچھیں کھل اٹھتیں لیکن حضرت پر وہی بے نیازی کا عالم رہتا ہے۔

میں نے بہت قریب سے دیکھا اور محسوس کیا ہے کہ حضرت کو مرید بنانے یا ان کی تعداد کثیر کرنے کا کوئی اشتیاق نہیں ہوتا۔ شوق ہے تو علم اور دین کی خدمت کرنے کا۔ ایک مرتبہ میں بریلی شریف میں حاضر خدمت تھا۔ جمعرات کا دن تھا۔ اس دن آستانہ عالیہ قادریہ رضویہ پر بھی زائرین کا ہجوم رہتا ہے اور حضرت بریلی شریف میں تشریف رکھتے ہوں تو حضرت کی خدمت اقدس میں حاضر ہونے والوں کا بھی تانتا لگا رہتا ہے۔ حضرت کی خدمت میں حاضر ہونے والوں کی کثیر تعداد مرید

ہو چکی تھیں ۔چار پانچ مرتبہ تو میرے سامنے لوگ آدھے گھنٹے کے اندر مرید ہوئے ۔ایک ہجوم آیا ، دوسرا گیا ۔تیسرا گروہ آیا ، چوتھا تیار ہے ۔حضرت سب کو داخل سلسلہ فرمارہے ہیں ۔اسی دوران علمی کام بھی چل رہا ہے ۔پھر ایک نئی صف داخل سلسلہ ہونے کو حاضر ہوئی ۔خادم نے داخل سلسلہ کرنے کے لیے عرض کیا گیا تو حضرت پر جھنجھلاہٹ طاری ہوگئی ناراض ہو کر فرمایا : حضرات کو عجب مصیبت رہتی ہے ۔ابھی تو دسیوں بار داخل سلسلہ کر چکا ہوں ۔کیا میں صرف مرید ہی کرتا رہوں کوئی اور علمی اور دینی کام بند کر دوں ۔بتاؤ ان لوگوں کو کچھ بعد میں آئیں ۔یہ دنیا اور کثرت اعوان وانصار اور فراوانی قوت سے بے نیازی نہیں تو اور کیا ہے ۔میں نے بڑے بڑے پیروں کو دیکھا ہے کہ عوام کو اپنی مریدی کے حلقے میں لانے کے لیے کیا کیا جتن نہیں کرتے کون سے حربے ہتھکنڈے نہیں اپناتے ، ایجنٹ چھوڑے جاتے ہیں مختلف انداز سے لبھاتے اور گرویدہ بنانے کی کوشش کرتے ہیں ۔لیکن خدا داد مقبولیت کچھ اور ہی ہوتی ہے ۔بقول شخصے :

> "حضرت تاج الشریعہ کے ایک دن اور ایک محفل میں جتنے مرید ہوتے ہیں ، بہت سے پیروں کے پوری زندگی میں اتنے مرید نہیں ہوتے" ۔

یہ آپ کی دنیا اور جاہ وحشمت سے بے نیازی کا ہی فیضان ہے کہ اللہ تعالیٰ نے اپنے بندوں کے دلوں کو آپ کا شیفتہ بنا رکھا ہے ۔**ذلك فضل الله يؤتيه من يشاء والله ذو الفضل العظيم** ۔

۲- حضرت تاج الشریعہ دامت برکاتہم القدسیہ نے اوائل عمر میں دین وعلم اور اشاعت سنیت کی خاطر کافی مشقت خیزیاں گوارا فرمائیں ۔۱۹۶۶ء سے ۱۹۸۱ء سرکار مفتی اعظم رضی اللہ تعالیٰ عنہ کے وصال تک آپ مرکزی دارالافتاء بریلی شریف دار العلوم منظر اسلام سے وابستہ رہے اور درس وافتاء کی خدمات انجام دیتے رہے اور ساتھ ہی سرکار مفتی اعظم کی معیت میں تبلیغی دورے پر بھی تشریف لے جاتے ۔سرکار مفتی اعظم قدس سرہ کے وصال کے بعد خود بنفس نفیس بے شمار دورے فرمائے ۔گاؤں کھیڑے میں مشقت خیز سفر کئے ۔کہیں بیل گاڑی پر ، کہیں کہیں پیدل بھی چلنا پڑا ۔آپ کا عمومی سفر ٹرین کے ذریعہ ہوتا ۔بریلی شریف میں کہیں آنا جانا ہوتا تو رکشہ ذریعہ سفر ہوتا ۔پشتینی زمینداری آپ کا ورثہ تھا ۔واضح حقیقی رب تبارک وتعالیٰ نے آپ کی خدمات جلیلہ

مقبولیت کے اعزاز میں مزید اسباب کی راہیں کشادہ کیں۔ فتوحات کی کثرت اور وسائل کی وسعت کے ساتھ ساتھ دست کرم بھی مزید کشادہ ہوتا گیا۔ کئی سو سال سے ایک خلقت آپ کے در سے فیض اٹھاتی رہی ہے۔ اب ان فیض یاب ہونے والوں کے دائرے میں اور وسعت ہوتی گئی۔ آپ نے کبھی مادیت کی جانب توجہ نہیں فرمائی اور نہ خود اور دولت کو سمیٹ کر رکھنے کا داعیہ بیدار ہوا بلکہ اس کو خلق خدا کے مفادات علمیہ، دینیہ اور دنیویہ کے لیے خاص فرما دیا۔ جامعۃ الرضا، مہمان خانہ، قادری لنگر، مرکزی دار الافتا اور اس کے لوازمات سب آپ کے ذمۂ کرم پر ہیں۔

۵- خصائل کریمانہ، اوصاف حسنہ، شمائل نبیلہ اور عادات طیبہ کا سدا بہار گلشن ہے آپ کی ذات گرامی۔ بڑوں کی تکریم، نسبت بزرگاں کا پاس و لحاظ، چھوٹوں پر شفقت، علما و مشائخ کا اکرام، نیاز مندوں کی دلداری، ضرورت مندوں کی حاجت روائی، مشکلات میں دستگیری، مصائب میں صبر جمیل، نعمتوں اور نوازشات الٰہیہ میں بے شمار شکر، دوسروں کی جانب سے کی گئی دل آزاریوں سے عفو و درگذر، پے در پے سفر کے باوجود اس کبر سنی میں بھی کلفت کا اظہار نہ کرنا بلکہ خندہ پیشانی سے ملنا، لوگوں کے بے پناہ ہجوم کو برداشت کرنا، حاسدین اور معاندین کی ریشہ دوانیوں کی جانب توجہ نہ کرنا اور خود کو اللہ و رسول کی رضا کے کاموں میں مصروف رکھنا آپ کے اوصاف حسنہ کے ایسے پاکیزہ، دلکش اور بابرکت گوشے ہیں جن سے آپ کا مقدس وجود سجا سجا نظر آتا ہے۔ اگر میں آپ کے ان دل آویز وصفی گوشوں کی تفصیل پیش کروں تو ایک مستقل کتاب تیار ہو جائے۔ یہاں صرف چند اشارے پیش کرتا ہوں۔

جولائی ۱۹۸۶ء میں جامعہ اشرفیہ مبارک پور حصول تعلیم کی غرض سے حاضر ہوا۔ اس وقت سے لے کر تا ہنوز حضرت کی زیارت و خدمت اقدس میں حاضری، جلوت و خلوت میں حضرت کی گفتگو سننے اور علما و مشائخ سے ملاقات کے مناظر دیکھنے کا شرف بارہا حاصل رہا ہے۔ حضرت تاج الشریعہ دامت برکاتہم القدسیہ کو ہر صاحب عظمت و نسبت کا احترام کرتے ہوئے پایا۔ حضرت محدث کبیر، حضرت مفتی اشفاق حسین راجستھانی، اور کثیر اکابر علمائے کرام کو کبر سنی کے باوجود آپ اٹھ کر تعظیم پیش فرماتے ہیں، انھیں مسند پیش کرتے ہیں۔ خانقاہی سادات کرام کے سجادگان ان کی دست

بھی بھی فرماتے ہیں، اٹھ کر تعظیم دیتے اور انہیں خصوصی نذر پیش کرتے ہیں۔ مخدوم گرامی حضرت مولانا حافظ سید اویس مصطفی قادری واسطی دامت برکاتہم القدسیہ کے ساتھ متعدد بار حضرت تاج الشریعہ دامت برکاتہم القدسیہ کی خدمت میں حاضری کا شرف حاصل ہوا۔ میں نے یہی منظر اکرام و تعظیم اپنی نگاہوں سے دیکھا۔ اصاغر اور نیازمندوں پر شفقت کا یہ عالم ہے کہ ہر ایک یہی سوچتا ہے کہ حضرت مجھے سب سے زیادہ مانتے اور چاہتے ہیں بلکہ بہت سے افراد کو حضرت کی شفقتوں کا تذکرہ کرکے روتے ہوئے دیکھا ہے۔ ایسی مجسم شفقت ہستی صرف خاصان خدا کی صف میں ہی مل سکتی ہے۔ حاجت روائی مخلوق کے لئے تو آپ کی زندگی کا ہر لمحہ خاص ہے۔ اس کی گواہی آپ کے ارد گرد رہنے والے اور حاضر باش، ستم رسیدہ افراد بخوبی دے سکتے ہیں۔ خدام تو خیر خدام رہے عام انسان بھی اگر کوئی مشکل لے کر حاضر ہوتا ہے تو آپ اس کی مشکل کشائی کی جانب توجہ فرماتے ہیں ۔ مصیبت زدوں کے لئے دعائیں کرنا، پانی پر دم کر کے انہیں عطا کرنا حاجت مندوں کی حسب ضرورت مالی امداد کرنا آپ کے معمولات سے ہے۔ اس کی اتنی کثیر نظیریں ہیں کہ بیان کرنا مشکل ہے۔ میں سحر و ساحری کے اثرات بد کا شکار رہتا ہوں۔ حاضر خدمت ہو کر عرض کی تو حضرت تاج الشریعہ دامت برکاتہم القدسیہ نے دعا فرمائی اور ارشاد فرمایا کہ مفتی ناظم علی رضوی صاحب سے اس سلسلے میں ذکر کرتا ہوں۔ اصاغر نوازی ایسی ہے کہ مجھ جیسا معمولی فرد جب حاضر خدمت ہوتا ہے تو ضیافت کے لئے خصوصی اہتمام کا حکم فرماتے اور ظہرانے یا عشائیے کے وقت یاد فرماتے اور حکم فرماتے ہیں کہ مولانا کے لئے قیام کا انتظام کرو۔ صدر العلما حضرت علامہ تحسین رضا قادری رضوی علیہ الرحمہ کے اچانک سانحہ ارتحال اور امین شریعت حضرت علامہ سبطین رضا قادری رضوی علیہ الرحمہ کی رحلت کے وقت آپ کو صد درجہ غمزدہ لیکن صبر جمیل کا پیکر پایا۔ جزع فزع یا بے صبری کہیں نہ دیکھی گئی۔ آپ کو فخر ازہر ایوارڈ سے نوازا گیا جس کے اعزاز میں متعدد جلسے ہوئے لیکن آپ پر اس کا کوئی فخریہ اثر نہ دیکھا گیا بلکہ بریلی شریف کی ایک اعزازی نشست میں، میں خود حاضر تھا۔ حضرت تاج الشریعہ دامت برکاتہم القدسیہ نے اپنے تأثراتی کلمات کے دوران ارشاد فرمایا:

" پتہ نہیں لوگ کیوں اس ایوارڈ کو اتنی اہمیت دے رہے ہیں۔ میں تو سب سے قیمتی لمحات ان

یادگار ساعتوں کو لکھتا ہوں جو میں نے حضرت مفتی اعظم رضی اللہ تعالیٰ عنہ کی خدمت میں گذارے اور میں جو لمحتیں بھی دیکھتا ہوں، انھیں لمحات سعید کی برکتیں لکھتا ہوں۔"

یاران بے صفا کی حاسدانہ ریشہ دوانیوں پر آپ کے صبر اور عفو و درگذر کا معاملہ آنکھوں دیکھی چیز ہے۔ پہلے کچھوچھوی پھر مارہروی فتنوں نے آپ کی دل آزاری اور اہمیت کم کرنے کی کوششوں میں کوئی کسر باقی نہ رکھی لیکن آپ نے اف تک نہ کیا بلکہ عزیزوں کو بھی ان کی جانب توجہ نہ کرنے اور رضائے الٰہی اور رسالت پناہی کے کاموں میں مصروف رہنے کی تلقین فرمائی۔ جب کہ بفضلہ تعالیٰ آپ کے پاس خدا داد و فرہوی قوت ایسی اور اتنی ہے کہ آپ صرف اشارہ فرما دیتے تو ان فتنہ گروں کا ناطقہ بند ہو جاتا۔ آج کے پیران بے صفا اور پیرزادے تو اپنے مخالفین کو دھمکیاں دلواتے ہیں، غنڈہ گردی پر آمادہ رہتے ہیں بلکہ معاذ اللہ جان لینے سے بھی گریز نہیں کرتے، لیکن ہمارا پیر، پیر کامل ہے اور اسلاف کی یادگار ہے۔ یہ آپ کی بے نفسی اور استقامت کی ایسی مثال ہے جس کی نظیر مشکل سے ملے گی۔ یہ صرف وہی کر سکتا ہے جو نفسانیت سے بالکل دست بردار ہو کر خود کو رضائے الٰہی میں گم کر چکا ہو۔

جناب اقبال فقیر رضوی نے خود مجھ سے بیان کیا کہ ساؤتھ افریقہ کے ایک سفر میں حضرت تاج الشریعہ دامت برکاتہم القدسیہ کے ساتھ تھا۔ طویل سفر کے بعد میں جوان ہونے کے باوجود تکان سے چور تھا لیکن حضرت تاج الشریعہ دامت برکاتہم القدسیہ نے آرام کے معمولی وقفے کے بعد خود کو تبلیغی دورے کے لئے تیار کر لیا اور چہرۂ اقدس پر طویل سفر یا تکان کا کوئی شائبہ بھی نہ تھا۔ یہ حضرت کی روحانی قوت تھی۔

حضرت کو جو بھی اعزاز و توقیر اور مقبولیت حاصل ہے وہ خدا داد ہے۔ آپ نے خود کو کرم بنا کر پیش کرنے عزت اور مقبولیت حاصل کرنے کی قطعاً کبھی کوئی کوشش نہ فرمائی۔ آپ کی مقبولیت کا تو عالم ہے کہ لوگ غبار راہ کو آنکھوں سے لگاتے ہیں، جس گاڑی پر تشریف رکھتے ہیں، لوگ اسے کاندھوں پر اٹھا لیتے ہیں۔ لعاب دہن کو ہاتھوں اور رومال میں بطور تبرک لے لیتے ہیں، زیارت کے بعد **"ان ھذا الا ملک کریم"** کا نعرہ بلند کرتے ہیں لیکن آپ کے چہرۂ اقدس پر ان باتوں

سے محبت وانبساط کا شائبہ بھی نہیں گذرتا فخر ومباہات کا اثر ہونا تو دور کی بات ہے، بلکہ آپ ناراضگی کا اظہار فرماتے ہیں۔ معظمان دینی کی قدمبوسی شرعاً جائز ہے لیکن اس میں نفس کے مغرور ہونے کا اندیشہ رہتا ہے اس لئے آپ قدمبوسی کرنے پر سخت ناراضگی کا اظہار فرماتے ہیں، جبکہ میں نے معاذ اللہ پیروں کو سجدہ کراتے اور اس پر صد درجہ مسرور ہوتے دیکھا ہے۔ بعض نیاز مندوں نے آپ کو سونے اور چاندی میں تول کر عقیدت کا خراج پیش کرنا چاہا، آپ نے کسی طور سے اس کی اجازت نہ دی۔ جواہرات سے مرصع چاندی کا تاج بنا کر آپ کی تاج پوشی کرنا چاہی جس پر کروڑوں کی لاگت آتی۔ اچھا خاصا کام ہو بھی چکا تھا لیکن آپ نے سختی سے منع فرمادیا۔ یہ وہی تاج ہے جس کا نقشہ حضرت تاج الشریعہ دامت برکاتہم القدسیہ کے اسم گرامی کے ساتھ عام طور سے رائج ہے۔ اسے ممبئی میں ڈیزائن کیا گیا تھا۔ اس سے بڑھ کر بے نفسی اور جاہ پسندی سے بے نیازی کی دلیل اور کیا ہوگی؟

اس سے پہلے بیان ہو چکا کہ پیر کامل ہونے کے باوجود آپ کو مرید بنانے اور ان کی تعداد میں اضافہ دیکھنے کا قطعاً کوئی اشتیاق نہیں۔ آپ کا مزاج خالص عالمانہ اور عارفانہ ہے۔ آپ علم اور دین کی خدمت میں مصروف رہتے ہیں اور علم دین کے خدمت گذاروں سے بہت خوش رہتے ہیں۔ مفتی یونس رضا اویسی رضوی صاحب نے مجھ سے بتایا کہ آپ کی ''فتاویٰ ملک العلما'' شائع ہونے کے بعد حضرت تاج الشریعہ دامت برکاتہم القدسیہ کی نگاہ میں آپ کی قدر بڑھ گئی اور شفقت میں اضافہ ہو گیا۔ ایک مرتبہ میں نے حضرت تاج الشریعہ دامت برکاتہم القدسیہ سے دعا کی تو آپ نے دعا فرمائی: ''اللہ تعالیٰ آپ سے زیادہ سے زیادہ اپنی رضا کے کام لے''۔ میں اپنی تو فیقات خدمات کو اس دعائے اقدس کی برکت سمجھتا ہوں۔ حضرت کے ایک ارادت مند جناب اقبال فقیر صاحب رضوی نے مجھ سے بیان کیا حضرت تاج الشریعہ دامت برکاتہم القدسیہ نے ایک مرتبہ فرمایا: ''لوگ صرف دنیاوی کاموں کے لئے دعا کی درخواست کرتے ہیں۔ کوئی دین اور آخرت کے لئے دعا کا طالب بن کر نہیں آتا۔ کیا دعا کی جائے''۔ اس سے حضرت تاج الشریعہ دامت برکاتہم القدسیہ کا دین پسند اور عارفانہ مزاج معلوم ہوتا ہے اور دنیا سے بے نیازی اور حب جاہ وشوکت سے بے تعلقی نمایاں ہوتی ہے۔

حضرت تاج الشریعہ دامت برکاتہم القدسیہ کی ذات گرامی صبر ورضا کا پیکر ہے۔ دنیا آپ

سے صبر و استقامت کا سبق سیکھتی ہے۔ آپ کی خداداد عظمت، عبقریت اور مقبولیت ابتدا سے ہی لوگوں کے لئے وجہ حسد رہی ہے۔ آپ نے حاسدین کی ریشہ دوانیاں، سازشیں، ایذا رسانیاں، سحر طرازیاں جس قدر جھیلی ہیں، شاید ہی کسی نے جھیلی ہوں جبکہ آپ بالکل بے ضرر اور مرنجاں مرنج شخصیت کے مالک ہیں۔ یاروں کے ان تمام مراحل ستم میں آپ سراپا صبر و استقامت رہے ہیں۔ شکوہ زبان پر نہیں آیا۔ ہاں کہیں کہیں دل کا درد بارگاہ خدا اور رسول اور دربار غوثیت میں استغاثہ بن کر زبان پر آگیا ہے۔ بارگاہ غوثیت میں عرض پرداز ہیں ؎

رنج و الم کثیر ہیں یا غوث المدد ہم عاجز و اسیر ہیں یا غوث المدد
کس دل سے ہو بیان یہ بیداد ظالماں ظالم بڑے شریر ہیں یا غوث المدد
دل کی سنائے اختر دل کی زبان میں کہتے یہ جتنے تیر ہیں یا غوث المدد

اور کبھی یاروں کی جفا کاریوں پر خود کو تسلی دیتے ہوئے فرماتے ہیں ؎

وہ جو ہیں ہم سے گریزاں تو بلا سے اپنی جب یہی طور جہاں ہے تو بھلا غم کیا ہے

حضرت تاج الشریعہ دامت برکاتہم القدسیہ کے صبر و استقامت کی داستان اتنی طویل، صبر آزما اور تکلیف دہ ہے کہ اسے سوچ کر طبیعت دل گیر ہو جاتی ہے لیکن اللہ کا یہ مقدس بندہ، حسین صبر کا پیکر ساری دنیا کی ایذا رسانیوں کا سادگی اور متانت کے ساتھ سامنا کرتے ہوئے اللہ و رسول کے ذکر، اس کے مقدس دین اور محبوبین کی خدمت میں ہمہ تن مصروف رہتا ہے۔ زبان پر کسی قسم کا نہ شکوہ، نہ غیبت، نہ گروپ بندی، نہ انتقام کا جذبہ۔ سارے معاملات سپرد خدا کر کے راہ خدا میں قدم آگے بڑھاتا چلا جاتا ہے۔ اس کا اجر بارگاہ رب صبور و شکور سے یہ ملتا ہے کہ آپ کے سارے مخالفین معاندین اور جملہ حاسدین خائب و خاسر رہتے ہیں۔ ان کے سینے حسد کی آگ سے دہکتے رہتے ہیں اور آپ کی مقبولیت اور فیض کی وسعت میں دن رات اضافہ ہوتا رہتا ہے۔ یہ تو دنیا کا اجر ہے۔ آخرت میں تو آپ جیسے صابرین امت کے لئے رب تبارک و تعالیٰ کا وعدہ ہے:

﴿إِنَّمَا يُوَفَّى الصَّابِرُونَ أَجْرَهُم بِغَيْرِ حِسَابٍ﴾ [زمر:۱۰]

ترجمہ: صابروں ہی کو ان کا ثواب بھرپور دیا جائے گا بے گنتی۔

ابھی ماضی قریب میں خانقاہ برکاتیہ مارہرہ پر قابض اور متصرف غیر برکاتی النسل پیروں اور پیر زادوں نے حضرت کے خلاف قسم قسم کے فتنے برپا کئے۔ غیر اہم بنانے، دائرۂ مقبولیت کو مختصر کرنے، مرجعیت کو ختم کرنے، سید العلما کی از خود دی گئی خلافت کو رد کرنے اور لوگوں کو حضرت تاج الشریعہ دامت برکاتہم القدسیہ اور بریلی شریف سے دور کرنے کی بھرپور کوشش کر ڈالی لیکن حضرت تاج الشریعہ دامت برکاتہم القدسیہ نے صرف صبر کی ڈھال سے ان فتنوں کا سامنا کیا اور ایک لفظ بھی ان کے تعلق سے نہ کہا۔ خلافت والے معاملے میں میرے سامنے ایک صاحب کا فون آیا۔ حضرت تاج الشریعہ دامت برکاتہم القدسیہ اس وقت ممبئی ساتا کروز میں تشریف رکھتے تھے۔ حضرت نے برملا ارشاد فرمایا:

"اس معاملے میں ہم سے کچھ نہ پوچھیں۔ جنھوں نے کہا ہے، ان سے دریافت کریں کہ انہوں نے ایسا کیوں کیا۔ ہم اس معاملے میں سکوت اختیار کرتے ہیں۔ وہ سید ہیں، ہم ان کا احترام کرتے ہیں۔ میں نے عسجد میاں سے بھی کہہ دیا ہے کہ وہ کسی کی باتوں کا جواب نہ دیں۔"

دنیا اس صبر و استقامت کی مثال تو لائے۔ اللہ تعالیٰ کی بارگاہ سے آپ کو اجر یہ ملا کہ آپ کو اور بریلی شریف کو مٹنے کا خواب دیکھنے والے خائبین خود ہی مٹ گئے۔ ﴿وَسَيَعْلَمُ الَّذِينَ ظَلَمُوا أَيَّ مُنقَلَبٍ يَنقَلِبُونَ﴾

حضرت تاج الشریعہ دامت برکاتہم القدسیہ کو اللہ تعالیٰ کی نافرمانیوں سے کیا واسطہ! آپ کا ہر لمحہ خشیت الٰہی اور اللہ و رسول کی یاد میں بسر ہوتا ہے۔ آپ بارگاہ الٰہی میں حضوری کی کیفیت رکھتے ہیں۔ ہاتھوں میں تسبیح کی گردش نہیں ہوتی لیکن دل ہمیشہ رب تبارک و تعالیٰ کی جانب متوجہ اور عشق رسالت مآب ﷺ سے معمور رہتا ہے۔ آپ ان بزرگوں میں ہیں جنہیں دیکھ کر خدا یاد آجاتا ہے ؎

فرشتوں سے بڑھ کر وہی آدمی ہے جسے دیکھ کر کے خدا یاد آئے

حضرت تاج الشریعہ دامت برکاتہم القدسیہ کے مقدس اور تقویٰ شعار وجود کی زیارت سے دلوں کے زنگار دور ہوتے ہیں۔ معصیت شعار آپ کی نگاہ کیمیا اثر سے تقویٰ شعار بن جاتے ہیں۔ کئی ایک خوش نصیب دولت ایمان سے بھی مشرف ہو جاتے ہیں۔ اس کی متعدد مثالیں تو خود

میری نگاہوں کے سامنے ہیں۔ آپ ہادیٔ برحق اور مرشد کامل ہیں۔ آپ کی دستگیری اور رہنمائی غائبانہ طور پر ہر مسترشد کے ساتھ رہتی ہے۔ اس کے بھی کئی واقعات لوگوں نے بیان کئے ہیں۔ بقول شخصے: ''آپ ان بزرگوں میں ہیں جن کا ہر لمحہ جلوت وخلوت، شب وروز اللہ ورسول کے دین کے لئے وقف رہتے ہیں''۔

فرائض وواجبات، سنن ومستحبات، اوراد ووظائف کی پابندی، منہیات، مکروہات، مشتبہات سے مکمل گریز واحتراز اور ہمہ دم دین وعلم مصطفیٰ علیہ التحیۃ والثنا کی خدمت میں مصروف رہنا آپ کی عارفانہ زندگی کے اعلامیہ کے لئے بس ہے۔ اللہ تعالیٰ علم ومعرفت کے اس شجر طوبیٰ کو سلامت رکھے آمین بجاہ سید المرسلین صلی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وصحبہ وبارک وسلم۔

حضرت تاج الشریعہ دامت برکاتہم القدسیہ کی ذات والا صفات اسلاف کا آئینہ اور الاستقامۃ فوق الکرامۃ کی چلتی پھرتی تصویر ہے۔ آپ کی ذات گرامی سے متعدد کرامات کا صدور ہو چکا ہے لیکن اس کے عمومی اظہار سے صدر درجہ احتراز رہتا ہے۔ خود میں کئی کرامات کا شاہد ہوں لیکن ابھی اس کے بیان سے دست کش ہوتا ہوں۔ آپ کی عرفانی تہہ داریوں اور بحر توحید میں شناوری کا شاید ہی کسی عامی کو اندازہ ہو لیکن اہل نظر آپ کے مقام عشق وعرفان سے خوب آشنا ہیں۔ عرب وعجم، ہلاد افریقہ ویورپ کے لاکھوں سادات، مشائخ، علما، فضلا، ماہرین کی آپ کے دامان کرم سے وابستگی یونہی نہیں ہے۔ آپ کے حلقہ بگوشوں میں صرف انسان ہی نہیں بلکہ اللہ کی بہت ساری غیر مرئی مخلوقات بھی ہیں۔ ایک اہل نظر نے صادق لب ولہجے میں مجھ سے بیان کیا کہ حضرت تاج الشریعہ دامت برکاتہم القدسیہ کے دولاکھ سے زیادہ جنات مرید ہیں۔ واقعہ یہ ہے کہ اس زمانے میں ہندوستان کے اندر آپ غوث اعظم رضی اللہ تعالیٰ عنہ کی نیابت کے منصب پر فائز ہیں۔ اللہ تعالیٰ حضرت تاج الشریعہ دامت برکاتہم القدسیہ کے فیوض دینیہ، علمیہ اور روحانیہ سے ہم نیازمندوں کو خصوصا اور جملہ اہل سنت کو عموما سرفراز فرمائے آمین بجاہ سید المرسلین صلی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وصحبہ وبارک وسلم۔

مولانا غلام مصطفیٰ نعیمی
مدیر اعلیٰ سواد اعظم دہلی

آثار قیامت: ایک تحقیقی مطالعہ

تاج الشریعہ کے علمی اسلوب اور تحقیقی مزاج پر روشنی ڈالتی ایک تجزیاتی تحریر

دنیا بھر میں ایسے کئی خانوادے گزرے ہیں جنہوں نے نسلاً بعد نسلٍ قوم وملت کی بیش بہا خدمات انجام دی ہیں اور اپنے خانوادے کی نیک نامی میں اضافہ کیا اور اپنی خاندانی روایتوں کی پاسداری کرتے ہوئے ملت و وطن کی مذہبی سماجی اور تعلیمی امور میں رہنمائی کا فریضہ انجام دیا۔ انہیں خانوادوں میں ایک انتہائی مشہور ومعروف خانوادہ "خانوادۂ اعلیٰ حضرت" بھی ہے جو کم وبیش پچھلے دو سو سالوں سے تعلیم وتدریس اور دعوت وتبلیغ کے میدانوں میں ملت اسلامیہ کی مثالی خدمت انجام دے رہا ہے۔

یوں تو اس خانوادے کی ہندوستان میں آمد شجاعت جنگ بہادر سعید اللہ خان قندھاری افغانی سے ہوئی جو نادر شاہ درانی کے زمانے میں **1731**ء میں لاہور سے دہلی آئے۔ فطری بہادری، سپاہیانہ صلاحیت اور اعلیٰ فوجی خدمات کے عوض میں ایک بڑا منصب ملا۔ روہیل کھنڈ میں ایک بڑا معرکہ سر کرنے کے بدلے میں بریلی کا صوبے دار بنائے جانے کا پروانہ بھی جاری ہوا۔ اس طرح یہ افغانی گھرانہ لاہور سے دہلی ہوتے ہوئے خطہ روہیل کھنڈ کے بریلی میں سکونت پذیر ہو گیا۔

سعید اللہ خاں کے صاحبزادے سعادت یار خان بھی بڑے حکومتی عہدوں پر فائز رہے۔ ان کے بعد ان کے صاحبزادے اعظم خان علائق دنیا سے کنارہ کش ہوکر زہد وریاضت میں مستغرق ہو گئے۔ انہیں اعظم خاں کے پوتے مولانا رضا علی خاں نے اپنے خاندان کی نیک نامی کو بڑھاتے ہوئے علم دین حاصل کیا اور مسند افتا پر رونق فرما ہوکر خاندان کو نئی بلندیوں سے ہمکنار کر دیا۔

مولانا رضا علی خاں کا وصال ۱۲۸۶ھ/ ۱۸۶۹ء میں ہوا لیکن علم دین اور خدمت افتا کا جو

سلسلہ شروع ہوا تھا وہ نہیں تھا بلکہ ان کے بلند اقبال فرزند ہوئے حضرت مفتی نقی علی خان نے بحسن وخوبی جاری رکھا۔ مولانا نقی علی خان کے چمن میں پھر ایک ایسا پھول کھلا جس کی خوشبو کے آگے دنیا کے سارے چمن کی خوشبوئیں پھیکی پڑ گئیں جن کے نام سے یہ خانوادہ پہچانا گیا یعنی **امام اہل سنت اعلیٰ حضرت امام احمد رضا قادری قدس سرہ العزیز**

آپ نے ایک ہزار سے زائد کتابیں تصنیف فرمائیں، آپ کے خلفا، شاگردان، وابستگان اور اہل خاندان نے ہر شعبہ ہائے زندگی میں قابل قدر خدمات انجام دیں، اور آج بھی یہ خانوادہ اپنی علمی وتبلیغی خدمات کی بنیاد پر پوری دنیا میں اپنا منفرد مقام رکھتا ہے۔ اسی سلسلۃ الذہب کی ایک خوبصورت کڑی کا نام ہے تاج الشریعہ مفتی محمد اختر رضا قادری ازہری قدس سرہ العزیز۔

تاج الشریعہ علیہ الرحمہ اس خانوادہ کے چشم وچراغ تھے جہاں علم وفن گھٹی میں پلایا جاتا تھا۔ یہی وجہ تھی کہ تاج الشریعہ کی زندگی بھی علم وتحقیق کے معیار ومنہج پر قائم رہی جو خاندان رضویہ کی دیرینہ روایت کی ایک روشن وسنہری تاریخ ہے۔ ہماری موجودہ تحریر تاج الشریعہ کی ایک علمی تصنیف "آثار قیامت" کے علمی وتحقیقی پہلوؤں پر ہوگی اور اس کتاب کے علمی اسلوب، استدلال، نکات اور قاری کے تئیں پیغامات پر روشنی ڈالنے کی بھرپور کوشش رہے گی۔

آثار قیامت: یہ کتاب اصلاً سیدنا شیخ علی متقی الہندی علیہ الرحمہ کی معروف کتاب کنز العمال میں درج ایک حدیث پاک کے ترجمے کے طور پر منصۂ شہود پر آئی۔ اس حدیث پاک میں **72** علامات قیامت بیان کی گئیں ہیں، حضور تاج الشریعہ نے اسی حدیث کا ترجمہ کیا پھر اپنی جودت طبع سے اس ترجمہ پر دیگر آیات واحادیث اور دلائل کثیرہ کا اضافہ فرما کر اس کو مستقل ایک تصنیفی کتاب ہی بنا ڈالا، اس طرح اب یہ کتاب محض ایک ترجمہ نہیں رہ گئی بلکہ مستقل تصنیف ہو چکی ہے اور پڑھنے والا کسی جہت سے یہ محسوس ہی نہیں کر سکتا کہ اصلاً یہ کتاب ترجمے کے طور پر لکھی گئی تھی۔ اس مقالہ کے تین حصے ہوں گے:

[الف] پہلے حصے میں قیامت کے متعلق ۷۲ علامات پر گفتگو ہوگی۔

[ب] دوسرے حصے میں کنز العمال اور صاحب کنز العمال کا تعارف۔

[ج] تیسرے حصے میں تاج الشریعہ کے علمی اسلوب و استدلال پر گفتگو ہوگی۔

[الف]
قیامت کے متعلق اسلامی عقائد

اسلامی عقائد میں قیامت ایک بنیادی عقیدے کے طور پر شامل ہے۔قیامت کا انکار کرنے والا کافر اور خارج اسلام ہے۔اللہ تعالیٰ فرماتا ہے:

﴿إِنَّ السَّاعَةَ لَآتِيَةٌ لَّا رَيْبَ فِيهَا﴾

اور بے شک قیامت آنے والی ہے اور اس میں کوئی شک نہیں۔

﴿وَاتَّقُوا يَوْمًا تُرْجَعُونَ فِيهِ إِلَى اللَّهِ ثُمَّ تُوَفَّىٰ كُلُّ نَفْسٍ مَّا كَسَبَتْ وَهُمْ لَا يُظْلَمُونَ﴾

اور ڈرتے رہو اس دن سے لائے جاؤ گے جس دن میں اللہ کی طرف پھر پورا پورا بدلہ دیا جائے گا ہر شخص کو جو اس نے کمایا اور ان پر زیادتی نہیں کی جائے گی۔ [سورۃ البقرۃ:281]

﴿يَوْمَ تَبْيَضُّ وُجُوهٌ وَتَسْوَدُّ وُجُوهٌ﴾

اس دن (جبکہ) روشن ہوں گے کئی چہرے اور کالے ہوں گے کئی چہرے۔ [سورہ آل عمران:106]

اس آیت کریمہ کے تحت پیر کرم شاہ ازہری لکھتے ہیں:

قیامت کے روز دل کی کیفیت چہروں پر عیاں ہوگی۔جن کے دل نور سے منور ہیں قیامت کے دن ان کے چہرے آفتاب کی طرح روشن ہوں گے۔اور جن کے باطن میں گمراہی کی تاریکی جمی ہوتی ہے اس روز ان کے چہرے سیاہ ہوں گے۔بعض علما نے فرمایا کہ کامیابی اور نجات پر فرحت و سرور کی کیفیت جو چہرے پر نمایاں ہوگی اس کو بیاض وجہ یعنی چہرے کی سفیدی اور کفار و فساق رحمت الٰہی سے محرومی کے باعث جس اندوہ و الم کا شکار ہوں گے اور جس کے اثرات چہروں پر بالکل واضح ہوں گے اسے سواد وجہ سے تعبیر کیا گیا ہے۔[تفسیر ضیاء القرآن جلد اول:262/263]

﴿ثُمَّ إِلَيْهِ مَرْجِعُكُمْ ثُمَّ يُنَبِّئُكُم بِمَا كُنتُمْ تَعْمَلُونَ﴾

پھر اسی کی طرف تمہیں لوٹنا ہے پھر وہ بتائے گا تمہیں جو تم کیا کرتے تھے۔ [سورہ الانعام:60]

قیامت کے دن کی طوالت:

قیامت کا دن کس قدر طویل ہوگا اس کے بارے میں اللہ رب العزت فرماتا ہے:

﴿وَإِنَّ يَوْمًا عِنْدَ رَبِّكَ كَأَلْفِ سَنَةٍ مِّمَّا تَعُدُّونَ﴾ [سورۃ الحج:47]

اور بیشک تمہارے رب کے یہاں ایک دن ایسا ہے جیسے تم لوگوں کی گنتی میں ہزار برس۔

علامہ قاضی عیاض شفا شریف میں تحریر فرماتے ہیں:

"من انکر الجنۃ او النار او البعث او الحساب او القیامۃ فھو کافر باجماع للنص علیہ واجماع الامۃ علی صحۃ نقلہ متواترا۔

جو جنت، جہنم مرنے کے بعد زندہ ہونے حساب وکتاب، اور قیامت کا انکار کرے وہ کافر ہے۔ اس پر اجماع نص ہے اور اس کی صحت نقل کے تواتر پر اجماع امت ہے۔"

قیامت کی تین قسمیں:

قیامت تین قسم کی ہے:

① قیامت صغریٰ: یہ موت ہے۔ **من مات فقد قامت قیامتہ**۔ جو مر گیا اس کی قیامت ہو گئی۔

② قیامت وسطیٰ: وہ یہ کہ ایک قرن (یعنی ایک زمانے) کے تمام لوگ فنا ہو جائیں اور دوسرے قرن کے نئے لوگ پیدا ہو جائیں۔

③ قیامت کبریٰ: تیسری قیامت کبریٰ کہ زمین وآسمان سب فنا ہو جائیں۔

اعلیٰ حضرت سے علامات قیامت کے بارے میں دریافت کیا گیا:

حضور قرب قیامت کی علامات احادیث صحیحہ سے ثابت ہیں؟ اس کے جواب میں آپ فرماتے ہیں:

"ان (علامات قیامت) کے بارے میں صحیح حدیثیں بھی آئیں ہیں اور حسن وضعیف وموضوع بھی، مگر دجال کا خروج، امام مہدی رضی اللہ تعالیٰ عنہ کا ظہور، حضرت عیسیٰ علیہ الصلاۃ والسلام کا نزول، آفتاب کا مغرب سے طلوع، یہ سب احادیث متواترہ سے ثابت ہے۔"

[الملفوظ حصہ سوم ص385، مطبوعہ مکتبۃ المدینہ کراچی]

[ب]

کنز العمال اور مؤلف کا تعارف

کنز العمال کا پورا نام "کنز العمال فی سنن الاقوال والافعال" ہے۔ یہ مشہور زمانہ کتاب محدث شہیر علامہ علی بن حسام الدین عبد الملک بن قاضی خان متقی ہندی (متوفی ۹۷۵ھ) کی ہے۔ آپ شیخ علی متقی الہندی کے نام سے مشہور و معروف ہیں۔ آپ کی اس کتاب کی ضخامت کافی بڑی ہے اور 18 جلدوں پر مشتمل ہے۔

ولادت:

شیخ علی متقی الہندی علیہ الرحمہ کی ولادت ہندوستان کے مشہور شہر برہان پور میں ۸۸۵ھ میں ہوئی۔ ان کے والد شیخ حسام الدین نے آٹھ سال کی عمر میں انہیں شیخ بہاؤ الدین برہان پوری کی خدمت میں پیش کیا۔ شیخ نے انہیں بیعت کیا اور جوان ہونے تک اپنے ساتھ ہی رکھا۔ ان کے بعد ان کے صاحبزادے شیخ عبد الحکیم سے سلوک کے مراحل طے کئے اور سلسلہ چشتیہ میں خرقۂ خلافت سے نوازے گئے۔ اس کے بعد آپ شیخ حسام الدین متقی ملتانی کی بارگاہ میں پہنچے اور ان سے تفسیر بیضاوی، عین العلم جیسی کتابیں پڑھیں اور دو سال تک رہتے ہوئے اکتساب فیض کیا۔

سفر حرمین:

شیخ حسام الدین ملتانی کے پاس رخصت ہو کر آپ حرمین شریفین کے لئے عازم ہوئے اور مکہ مکرمہ پہنچ کر شیخ ابو الحسن شافعی بکری علیہ الرحمہ کی درس گاہ میں داخل ہو گئے۔ ان سے آپ نے علم حدیث پڑھا اور انہیں سے طریقہ قادریہ شاذلیہ مدنیہ حاصل کیا۔ ان کے علاوہ شیخ محمد بن محمد سخاوی مصری علیہ الرحمہ، شیخ شہاب الدین احمد بن حجر مکی علیہ الرحمہ سے بھی درس حدیث لیا اور بیت اللہ شریف میں ہی مقیم ہو گئے۔

ہندوستان واپسی:

تعلیم سے فراغت کے بعد آپ نے ہندوستان کا پہلا سفر محمود شاہ گجراتی کے عہد میں کیا۔ جو شیخ علی متقی کے مرید تھے۔ جب آپ ہندوستان پہنچے تو محمود شاہ گجراتی نے آپ کا بہت اکرام کیا۔ کچھ

وقت گزارنے کے بعد آپ موسم حج میں واپس مکہ مکرمہ تشریف لے گئے۔

ہندوستان میں شیخ علی متقی کی مقبولیت

شیخ عبد الحق محدث دہلوی علیہ الرحمہ (شاگرد شیخ علی متقی) کے مطابق اس زمانے میں شیخ کی مقبولیت اور شہرت کا یہ عالم تھا کہ جس جگہ تشریف لے جاتے خلق خدا کا ہجوم ان کے پیچھے ہو جاتا اور ان کے ارد گرد اس طرح پھرتے تھے جس طرح پروانے شمع کے چاروں اور منڈلاتے ہیں۔ آپ اکثر اپنے حجرے کا دروازہ بند رکھتے اور یاد الٰہی میں مصروف رہتے۔ نمازوں کے وقت ہی آپ کی زیارت ہوتی تھی۔

تصانیف

حضرت شیخ علی متقی کی اپنی تصانیف کا ایک بڑا ذخیرہ چھوڑا ہے، چند اہم کتابیں یہ ہیں:

٭البرھان الجلی فی معرفۃ الولی۔ ٭البرھان فی علامات مہدی آخر الزمان۔ ٭الفصول شرح جامع الاصول۔ ٭المواہب العلیۃ فی جمع الحکم القرآنیۃ والحدیثیۃ۔ ٭ارشاد العرفان وعبارۃ الایمان۔ ٭النہج الاتم فی ترتیب الحکم۔ ٭الوسیلۃ الفاخرۃ فی سلطنۃ الدنیا والآخرۃ ٭جوامع الکلم فی المواعظ والحکم۔ ٭شمائل النبی ﷺ ٭مختصر النہایۃ۔ ٭الرق المرقوم فی غایۃ العلوم۔ ٭نعم المعیار والمقیاس لمعرفۃ مراتب الناس۔ ٭ہدایۃ ربی عند فقد المربی۔ ٭ کنز العمال فی سنن الاقوال والافعال۔

زیارت رسول

حضرت شیخ علی متقی ایک عاشق رسول شخصیت تھے آقائے کریم علیہ السلام کو آپ کے بے حد وابستگی تھی۔ چنانچہ ایک دن آپ کی قسمت نے یاوری کی اور انھیں خواب میں زیارت رسول ﷺ کی دولت حاصل ہوئی اور ساتھ ہی ساتھ زبان رسول ﷺ سے ایک بڑا انعام بھی حاصل ہوا۔

رمضان المبارک کی ۲۷ ویں تاریخ یعنی شب قدر میں آپ کو حضور پر نور علیہ الصلوٰۃ والسلام کی زیارت سے شادکامی ہوئی۔ مقدس مہینہ، مقدس رات اور پیارے آقا کی زیارت! ایک بندہ مومن کو بھلا اور کیا چاہیے لیکن آج حضرت شیخ کا نصیبہ بلندی پر تھا، اس لیے آپ نے آقائے کریم سے ایک

سوال کیا یا رسول اللہ ﷺ اس زمانے میں سب سے افضل کون ہے؟

یہ سن کر پیارے آقا مسکرائے:

یوں مسکرائے جان سی کلیوں میں پڑ گئی

اور شیخ علی سے فرمایا: اس زمانے میں سب سے افضل تم ہو!

دلچسپ بات یہ ہے کہ اسی رات میں شیخ علی متقی کے شاگرد شیخ عبدالوہاب علیہ الرحمہ نے بھی یہی خواب دیکھا، یہی سوال کیا اور آقائے کریم علیہ السلام نے انھیں بھی یہی بتایا کہ اس زمانے میں سب سے افضل شیخ علی متقی ہیں۔ صبح کو شیخ عبدالوہاب اپنے استاذ کی خدمت میں حاضر ہوئے اور یہ خواب بیان کیا تو استاذ نے فرمایا کہ یہی خواب میں نے بھی رات کو دیکھا ہے۔

وصال پر ملال

علم و ہدایت کا نور عام کرنے والی یہ عظیم ذات جس نے ساری زندگی عشق مصطفی اور اطاعت خدا میں بسر کرتے ہوئے علم دین کی گرانقدر خدمات انجام دیں۔ بیانوے (۹۲) سال کی عمر گزار داعی اجل کے بلاوے پر لبیک کہتے ہوئے اللہ تعالی کی مہمان ہو گئی اور علم کی محفلوں میں سناٹا چھا گیا۔ **<u>اناللہ وانا الیہ راجعون</u>**

آپ کا وصال مکہ مکرمہ کی مقدس سرزمین پر ہوا۔ حدیث نبوی صلی اللہ علیہ وسلم سے شغف کا یہ عالم تھا کہ وفات سے چند لمحے قبل آپ نے فرمایا: آخر سانس تک حدیث کی کتابیں ہمارے سامنے سے نہ ہٹانا۔ آخر سانس کی نشانی یہ ہے کہ جب ہماری شہادت کی انگلی ذکر کے ساتھ حرکت کرتی رہے، اور جب انگلی حرکت کرنا چھوڑ دے سمجھ لینا روح قبض ہو گئی ہے۔

ایسا ہی ہوا، آخر سانس تک شہادت کی انگلی مسلسل حرکت میں تھی، دوسرے کسی عضو میں حرکت نہیں تھی مگر یہی ایک انگلی تھی جو ذکر الٰہی کے ساتھ مسلسل رواں تھی۔

آپ کی تاریخ وفات **[illegible]** سے نکلتی ہے۔ اس کے علاوہ "شیخ مکہ، ادر متابعت نبی ﷺ" سے مادہ تاریخ وفات [illegible] ہے۔

خدا رحمت کند ایں عاشق پاک طینت را

[ج]

آثارِ قیامت کا تحقیقی جائزہ

کنز العمال کی جس حدیث پاک کو تاج الشریعہ نے اپنی اس کتاب "آثارِ قیامت" کا موضوع بنایا ہے سب سے پہلے ہم اسے نقل کرتے ہیں:

حدیث نمبر: **38538 (مسند علی) عن زید بن واقد عن مکحول عن علی قال قال رسول اللہ ﷺ من اقتراب الساعة اذا رأیتم الناس اضاعوا الصلاة واضاعوا الامانة واستحلوا الکبائر، واکلوا الربا، واخذوا الرشی وشیدوا البناء، واتبعوا الهوی وباعوا الدین بالدنیا، واتخذوا القرآن مزامیر، واتخذوا جلود السباع صفافا، والمساجد طرقا والحریر لباسا، وکثر الجور وفشا الزنا، وتهاونوا بالطلاق وائتمن الخائن وخون الامین وصار المطر قیظا، والولد غیظا، وأمراء فجرة ووزراء کذبة وامناء خونة وعرفاء ظلمة وقلت العلماء وکثرت القراء، وقلت الفقهاء، وحلیت المصاحف وزخرفت المساجد وطولت المنابر، وفسدت القلوب واتخذوا القینات واستحلت المعازف وشربت الخمور، وعطلت الحدود ونقصت الشهور، ونقضت المواثیق وشارکت المرأة زوجها فی التجارة ورکب النساء البراذین وتشبهت النساء بالرجال والرجال بالنساء، ویحلف بغیر الله ویشهد الرجل من غیر ان یستشهد وکانت الزکاة مغرما، والامانة مغنما واطاع الرجل امرأته وعق امه واقصی اباه وصارت الامارات مواریث وسب آخر هذه الامة اولها، واکرم الرجل اتقاء شره وکثرت الشرط وصعدت الجهال المنابر، ولبس الرجال التیجان وضیقت الطرقات وشید البناء واستغنی الرجال بالرجال والنساء بالنساء. وکثرت خطباء منابرکم ورکن علماؤکم الی ولاتکم فاحلوا لهم الحرام وحرموا علیهم الحلال وافتوهم بما یشتهون، وتعلم علماؤکم العلم لیجلبوا به دنانیرکم ودراهمکم واتخذتم القرآن تجارة وضیعتم حق الله فی اموالکم، وصارت**

أموالكم عند شراركم، وقطعتم أرحامكم، وشربتم الخمور في ناديكم، ولعبتم بالميسر، وضربتم بالكبر (الكبر: الكبر - بفتحتين - = الطبل ذو الرأسين. وقيل: الطبل الذي له وجه واحد النهاية ۴/۱۴۲ ب) والمعزفة والمزامير، ومنعتم محاويجكم زكاتكم، ورأيتموها مغرما، وقتل البريء ليغيظ العامة بقتله واختلفت أهواؤكم، وصار العطاء في العبيد والسقاط، وطفف المكاييل والموازين، ووليت أموركم السفهاء.

(أبو الشيخ في الفتن وحويس في جزئه والديلمي)

چونکہ یہ حدیث پاک خاصی طویل ہے اور مضمون اتنی طوالت کا متحمل نہیں اس لئے ہم مکمل ترجمہ کی بجائے اہم امور کو ذکر کریں گے اور انہیں پر گفتگو بھی کریں گے۔

اس حدیث پاک میں **72** علامات قیامت کا بیان کیا گیا ہے جس میں چند اہم یہ ہیں:

① نماز کو ضائع کرنا۔ ② امانت کو ضائع کرنا۔ ③ کبیرہ گناہوں کو حلال ٹھہرانا۔ ④ سود خوری کی کثرت۔ ⑤ رشوت خوری کی کثرت۔ ⑥ قرآن کو گانے کی طرز پر پڑھنا۔ ⑦ اولاد باعث تکلیف ہونا۔ ⑧ علما کا اہل دولت کے سامنے جھکنا۔ ⑨ عورت مرد کا باہم مشابہت اختیار کرنا۔ ⑩ عورت مرد کا ایک دوسرے سے بے نیاز ہونا۔ ⑪ عہدوں کا میراث ہونا۔

اس حدیث میں ذکر کردہ ۷۲ علامات میں سے ہم نے گیارہ کا تذکرہ کیا ہے۔ اور اس میں بھی کچھ تخفیف کرتے ہوئے ان علامات پر بات کرتے ہیں جو اس وقت بڑی تیزی کے ساتھ معاشرے میں پھیلتی جارہی ہیں۔ ان میں سے کچھ یہ ہیں:

[الف] نمازوں کا ضائع کرنا۔

[ب] علما کا اہل دولت کے لئے جھکنا۔

[ج] عورت مرد کا ایک دوسرے سے بے نیاز ہونا۔

درج بالا تینوں علامات وہ ہیں جو ہمارے معاشرے میں اپنے پنجے بڑی مضبوطی سے گاڑ چکی ہیں۔ کیا چھوٹا کیا بڑا! عوام وخواص کی ایک بہت بڑی تعداد ان بلاؤں میں گرفتار ہے۔ ان مصائب

میں سب سے اہم ہے نمازوں سے غفلت ولاپرواہی برتنا۔سب سے پہلے ہم اسی پر حضور تاج الشریعہ کا عالمانہ وناصحانہ تبصرہ نقل کرتے ہیں:

نمازوں کے ضیاع پر تاج الشریعہ کا عالمانہ تبصرہ

"نماز کو ضائع کرنا چند طور سے ہے نجاست سے پرہیز نہ کرے، کپڑے میں اس قدر نجاست ہو جس سے نماز فاسد ہو جاتی ہے، یا ناپاک جگہ میں نماز پڑھے یا وضو صحیح طور پر نہ ہو، یا نماز میں کوئی شرط یا رکن ادا نہ ہو، یا معاذ اللہ دل طہارت باطنی ونور ایمانی سے خالی ہو بایں طور کہ رسول اللہ ﷺ کی تعظیم سے خالی ہو اور ضروریات دین میں سے کسی امر ضروری دینی مثلاً اللہ کی پاکی، نبی کے علم غیب یا خاتم الانبیاء ﷺ کی ختم نبوت وغیرہ کا منکر ہو اگرچہ زبان سے کلمہ پڑھتا ہو اور یہ آخری صورت بدترین حالت ہے"۔[آثار قیامت:۱۸]

اس تبصرہ میں حضور تاج الشریعہ نے نماز کے ضائع کرنے کو چند وجوہ پر محمول کیا ہے۔چونکہ حدیث پاک میں مطلقاً یہ الفاظ آئے ہیں:**اذا رأیتم الناس اضاعوا الصلاۃ**۔جب تم دیکھو لوگوں نے نماز ضائع کر دیا۔اب اس سے عام ذہن تو شاید یہ سمجھے گا کہ اس سے مراد نماز کا چھوڑنا ہو گا لیکن حضور تاج الشریعہ کی دقت نظر کا اندازہ لگائیں کہ آپ نے اس قول رسول کی تشریح میں درج ذیل معانی بیان فرمائے:

(۱) نجاست سے پرہیز نہ کرنا۔

چونکہ نماز کی درستی کے لئے طہارت شرط ہے۔جب شرط ہی مفقود تو وجود مشروط بھی مفقود تو اگر کسی نے بغیر خیال طہارت رکھے نماز ادا کی تو گویا اس نے اپنی نماز کو ضائع کر دیا۔آج کل یہ بات خوب مشاہدہ میں ہے کہ لوگ احکام طہارت سے مجرمانہ حد تک غفلت برت رہے ہیں جس کی وجہ لوگوں کی نمازیں تلاوت وغیرہ ضائع ہو رہی ہیں۔جس پر توجہ کی بڑی سخت ضرورت ہے۔

(۲) وضو صحیح طور پر نہ ہونا۔

صحت نماز کے لئے وضو کا درست ہونا ضروری ہے۔لیکن آج کل دیکھنے میں آتا ہے کہ لوگ اتنی تیزی کے ساتھ وضو کرتے ہیں کہ اعضاء وضو مکمل تر نہیں ہوتے، کچھ اعضا خشک رہ جاتے ہیں

لیکن چونکہ عجلت پسندی کی وجہ سے توجہ نہیں دے پاتے اور اسی حالت میں نماز ادا کر کے رخصت ہو جاتے ہیں۔ اب ایسے آدھے ادھورے وضو سے پڑھی گئی نماز کو یا پڑھی نہیں بلکہ ضائع کر دی گئی۔

(۳) نماز میں کسی شرط یا رکن کا ادا نہ ہونا۔

نماز کی درستی کے لیے فرائض نماز اور شرائط نماز کا پایا جانا لازم ہے۔ شرائط نماز اس طرح ہیں:
۱۔ طہارت۔ ۲۔ ستر عورت۔ ۳۔ استقبال قبلہ۔ ۴۔ وقت۔ ۵۔ نیت۔ ۶۔ تکبیر تحریمہ۔

فرائض نماز:

۱۔ تکبیر تحریمہ۔ ۲۔ قیام۔ ۳۔ قرأت۔ ۴۔ رکوع۔ ۵۔ سجدہ۔ ۶۔ قعدہ اخیرہ۔ ۷۔ خروج بصنعہ۔

موجودہ زمانے میں اسلامی احکام سے غفلت کا عالم یہ ہے کہ لوگوں کی عمریں 30,40 کو پار کر جاتی ہیں لیکن انھیں فرائض نماز کا اتا پتا بھی نہیں ہوتا بس جیسے تیسے وقت
نکال کر مسجد پہنچ جاتے ہیں اور نماز پڑھ کر واپسی کا راستہ لیتے ہیں۔ اس انداز میں نماز پڑھنا اسے ضائع ہی کرنا ہے اور قیامت کی اس نشانی کا آج ہر جگہ مشاہدہ کیا جا سکتا ہے۔

(۴) دل کا طہارت باطنی اور ایمانی سے خالی ہونا

ظاہری احکام طہارت اور وجود شرائط و فرائض کے ساتھ دل کی طہارت اور دل کا محبت رسول کی نورانیت سے منور ہونا بھی بڑا ضروری ہے ورنہ یہ سجدے حشر میں کسی کے کام نہیں آئیں گے۔ اس ضمن میں یہ حدیث پاک ملاحظہ فرمائیں:

قیامت کے دن ایک شخص حساب کے لئے بارگاہ رب العزت میں لایا جائے گا۔ اس سے سوال ہوگا: کیا لایا؟ وہ کہے گا: "میں نے اتنی نمازیں پڑھیں علاوہ فرض کے، اتنے روزے رکھے علاوہ ماہ رمضان کے، اس قدر خیرات کی علاوہ زکاۃ کے اور اس قدر حج کیے علاوہ حج فرض کے وغیرہ وذالک۔ ارشاد باری ہوگا:

ھل والیت لی ولیا وعادیت لی عدوا۔ کبھی میرے محبوں سے محبت اور میرے دشمنوں سے عداوت بھی رکھی؟۔ [تفسیر الدر المنثور ملفوظ: اول 165]

اس حدیث پاک سے معلوم ہوا کہ جو نمازیں اس حال میں پڑھی جائیں کہ اللہ کے محبوبوں

سے محبت سے دل خالی ہوتو ایسی نمازیں کل قیامت میں برباد ہو جائیں گی۔ غور کریں کہ اس حدیث میں مطلقاً محبوبانِ خدا کی محبت کا ذکر ہے جبکہ سید المحبوبین سید عالم صلی اللہ علیہ وسلم کی محبت کس قدر ضروری ہے۔ اب اگر نماز پڑھنے والے کا عقیدہ ملعونہ یہ ہو کہ نماز میں حضور کا خیال آنے سے نماز فاسد ہو جاتی ہے تو اس کی نماز تو سرے سے ہی ضائع ہو گئی اور آج ایسی نماز پڑھنے والے بھی خوب پائے جارہے ہیں جو علامات قیامت میں سے ایک بڑی نشانی ہے۔

(۵) کسی ضروری دینی کا انکار کرنا:

نماز کی درستی کے لیے عقائد کی درستی بھی بہت ضروری ہے۔ اگر کوئی کلمہ گو نمازیں خوب پڑھے لیکن کسی ضرورت دینی کا منکر ہو تو وہ بھی اپنی نماز کو ضائع کرنے والا ہے۔ آج یہ بات بھی دیکھنے میں آرہی ہے کہ لوگ کھلے بندوں ضرورت دینی کا انکار بھی کرتے ہیں اور ظاہراً نمازیں بھی پڑھتے ہیں، مثلاً وہابیہ کہ اللہ رب العزت کی شان اقدس میں کذب جیسا عیب لگاتے ہیں، تجسم و جسمانیت کا فاسد عقیدہ رکھتے ہیں۔

قادیانی، جو آقائے کریم علیہ السلام کی ختم نبوت کے منکر ہیں بظاہر کلمہ پڑھتے ہیں نمازیں پڑھتے ہیں لیکن ضرورت دینی کے انکار کی وجہ سے ان کی پڑھی ہوئی نمازیں ضائع ہو رہی ہیں جو قیامت کی نشانیوں میں ایک بڑی نشانی ہے۔

حضور تاج الشریعہ فرماتے ہیں:

"آج کل اس کے مصداق وہابیہ، نیاچرہ، قادیانی، روافض اور تمام منکران ضروریات دین ہیں۔ انھیں کے لئے مخبر صادق صلی اللہ علیہ وسلم نے غیب کی سچی خبر دی ہے:

سیصلی قوم لا دین لھم۔ یعنی ایک ایسی قوم نماز پڑھے گی جس کا دین نہ ہوگا۔

[ب] علما کا اہل دولت کے لئے جھکنا

علامات قیامت میں ایک بڑی نشانی علما کا اہل ثروت سے مرعوب ہونا اور ان کی غیر شرعی تعظیم و توقیر کرنا اور ان کے سینے پر ہاتھ باندھ کر جھکنا بھی ہے۔ تاج الشریعہ فرماتے ہیں:

اس سے مراد علما کے گروہ میں وہ فساق ہیں جو مال و جاہ کی لالچ میں اہل ثروت کے لیے جھکیں

کے۔جس کا نتیجہ یہ ہوگا کہ حلال کو حرام ٹھہرائیں کے اور دنیا داروں کو ان کی خواہش کے مطابق فتویٰ دیں کے جیسا کہ آگے حدیث میں بیان ہوا اس سے مقصود علما اور عوام کی تخذیر و تنبیہ ہے"۔[آثار قیامت:۴۴]

آج یہ وبا بڑی تیزی کے ساتھ معاشرے میں پیر پسار رہی ہے۔حالت یہ ہے کہ بڑے علما مشائخ سے ایک عام آدمی کا ملنا اس قدر دوبھر اور مشکل ہو گیا ہے کہ پوچھیں مت! جبکہ اہل ثروت دولت کا عالم یہ ہے کہ بڑے علما اور مشائخ خود دولت مندوں کے گھروں پر جا کر مقیم ہوتے ہیں۔یعنی ایک غریب مسلمان خود پیر صاحب سے ملنے جائے تو ملاقات تک نہ ہوسکے لیکن پیر صاحب خود امیر مرید کو اپنا دیدار کرانے اس کے گھر پہنچ جاتے ہیں،وجہ؟ امیروں کی دولت کا لالچ!!

تاج الشریعہ اس کے بارے میں یہ روایت نقل فرماتے ہیں:

قال رسول اللہ ﷺ ان الصفا الزلازل الذی لایثبت علیہ اقدام العلماء الطمع واللہ اعلم۔[اللآلی المصنوعۃ جلد اول،ص ۲۱۰]

ترجمہ:رسول اللہ ﷺ نے فرمایا:بے شک وہ چکنی پھسلنی چٹان جس پر علما کے پیر نہیں جمتے"طمع"(لالچ) ہے۔[آثار قیامت:۴۴]

[۲۳] عورت و مرد کا ایک دوسرے سے بےنیاز ہونا

واستغنی الرجال بالرجال والنساء بالنساء،

یعنی علامات قیامت میں ایک بڑی نشانی یہ ہے کہ مرد مرد سے لواطت ہوگا اور عورت عورت سے زنا کرے گی۔آج دنیا اس غلیظ ترین فعل کو دیکھنے پر مجبور ہے،جہاں مرد مردوں سے اپنی جنسی خواہشات پوری کر رہا ہے اور عورت اپنی خواہشات کی تکمیل مردوں کی بجائے عورتوں سے ہی کر رہی ہے اور آج کی بے غیرت دنیا نے اس کا نام (Homosexuality) رکھ کر اپنی زندگی اپنی شرطوں پر گزارنے کا نعرہ دیا ہے۔

بے غیرتی کی انتہا یہ ہے آج کی اس"مہذب دنیا"کے ۲۴ ملکوں میں ایسے ہم جنس پرستوں کو باقاعدہ شادی کرنے کی قانونی اجازت بھی دی گئی ہے۔

ان ممالک کی فہرست یہ ہے:

۱، ہالینڈ۔ ۲، ناروے۔ ۳، بیلجیم۔ ۴، اسپین۔ ۵، ساؤتھ افریقہ۔ ۶، تائیوان۔ ۷، برازیل۔
۸، ارجنٹینا۔ ۹، کولمبیا۔ ۱۰، فرانس۔ ۱۱، آئرلینڈ۔ ۱۲، آئس لینڈ۔ ۱۳، پرتگال۔ ۱۴، ڈنمارک۔
۱۵، امریکہ۔ ۱۶، جرمنی۔ ۱۷، مالٹا۔ ۱۸، نیوزی لینڈ۔ ۱۹، میکسیکو۔ ۲۰، سویڈن۔ ۲۱، لکسمبرگ۔
۲۲، اروگوے۔ ۲۳، فن لینڈ۔ ۲۴، کناڈا۔

ابھی تک یہ قبیح ترین رسم امریکہ ویورپ میں ہی پھیلی ہوئی تھی لیکن امریکہ ویورپ کی نقالی میں اب یہ بری رسم وطن عزیز ہندوستان تک آپہنچی ہے۔ چھتیس گڑھ میں 27 مارچ 2001ء کو ضلع سرگجا اسپتال کی دو نرسوں تنوجا چوہان اور جیا ورما نے ایک دوسرے کے ساتھ شادی رچا کر ہندوستان میں اس بری رسم کو کھل کر عام کیا۔

ہم جنس مردوں کو 'گے' (Gay) اور ہم جنس عورتوں کو 'لیسبین' (Lesbian) کہا جاتا ہے۔

2009ء میں ہندوستانی کورٹ نے بھی اس بے غیرتی کی یہ کہتے ہوئے اجازت دی تھی:

دو بالغ افراد آپسی رضامندی سے اگر اکیلے میں جنسی تعلقات بناتے ہیں تو وہ آئی پی سی (IPC) کی دفعہ 377 کے تحت جرم نہیں مانا جائے گا۔

سرکار دوعالم صلی اللہ علیہ وسلم نے قرب قیامت کی جو نشانیاں بیان فرمائیں ان میں سے اکثر نشانیاں ظاہر ہو چکی ہیں جس کا مشاہدہ آئے دن کیا جارہا ہے اللہ تعالیٰ اہل اسلام کو ثابت قدم رکھے۔

یہ تھا حضور تاج الشریعہ کی اس کتاب کا ایک ہلکا سا تحقیقی جائزہ۔ جس سے قارئین کو بخوبی اندازہ ہوا ہوگا کہ تاج الشریعہ واقعی وارث علوم اعلیٰ حضرت ہیں۔

اگر بالتفصیل حضرت کی کتابوں کے تحقیقی گوشوں پر کلام کیا جائے تو خاصا وقت اور دفتروں کے دفتر درکار ہیں لیکن فقیر اس وقت بہت زیادہ مصروف ہونے کے باعث اتنے پر ہی اکتفا کرتا ہے ان شاء اللہ دیگر مواقع پر تاج الشریعہ کی علمی نگارشات پر خامہ فرسائی کی جائے گی۔

اللہ تعالیٰ ہمیں اپنے بزرگوں کی علمی خدمات کو عام کرنے کی توفیق اور اسباب عطا فرمائے۔

مولانا سید اولاد رسول قدسی
نیویارک، امریکہ

حضور تاج الشریعہ اور استحضار علم

حضور تاج الشریعہ حضرت علامہ مفتی اختر رضا خاں ازہری علیہ الرحمہ کی ذات بابرکات بلا شبہ رب کائنات کی ایک عظیم نعمت تھی۔ آپ کے اندر قادر مطلق نے اس قدر خوبیاں ودیعت فرمائی تھیں کہ انہیں اس مختصر مقالہ کے چند صفحات پر سمیٹا نہیں جا سکتا۔ عزیز القدر صحافی عصر، محافظ مسلک اعلیٰ حضرت حضرت مولانا محمد رحمت اللہ صدیقی صاحب کا پیہم اصرار کہ حضور تاج الشریعہ کی پاکیزہ حیات وخدمات پر معارف تاج الشریعہ کی تیاری مکمل ہو چکی ہے اور یہ پریس کے حوالے ہوا چاہتا ہے۔ لہذا آپ اپنا مقالہ فوراً ارسال کریں۔

احباب کو معلوم ہے کہ ابھی دو ڈھائی ماہ پہلے نیویارک میں میری چودہ ۱۴؍ گھنٹے کی میجر سرجری ہوئی ہے۔ اب بھی علاج جاری ہے اس پر مستزاد حضور تاج الشریعہ کے سانحہ ارتحال نے نڈھال کر رکھا ہے۔ اس کے باوجود قلم کاپی لیکر بیٹھا تو میرے ذہن میں محفوظ حضور تاج الشریعہ سے متعلق بہت ساری اہم علمی باتیں اس طرح یاد آنے لگیں کہ اب قلم بے کرکے کا نام نہیں لیتا۔ اب میرے سامنے یہ انتہائی مشکل مرحلہ حائل ہو گیا ہے کہ باتوں کو کیسے سمیٹوں اور اس مقالہ کا عنوان رکھوں تو کیا رکھوں۔ فوراً ذہن نے یہ فیصلہ کیا کہ کیوں نہ اس مقالہ کا نام حضور تاج الشریعہ اور استحضار علم رکھا جائے اور ۱۹۹۸ء میں ہمارے "ازہر ہاؤس" کے اندر حضرت سے تفصیلی ملاقات پر جو علمی گفتگو ہوئی تھی اسے سفیہ قرطاس کی زیب وزینت بنا لیا جائے یہ چند اں بتانے کی ضرورت نہیں کہ رب قدیر نے حضور تاج الشریعہ کو کس قدر غیر معمولی مقبولیت عطا کی تھی۔ میرے اس دعوی کی پشت پناہی آپ کے جنازہ میں متوسلین، معتقدین اور مریدین کا امنڈتا ہوا سیلاب ہے۔ آپ کی حیات ظاہری میں یہ

منظر بار بار دیکھا گیا ہے کہ آپ جہاں جلوہ بار ہوتے لوگوں کی بہت بڑی بھیڑ اس طرح جمع ہو جاتی جیسے شمع کے ارد گرد پروانے، ظاہر ہے کہ ایسی صورت میں ہندوستان میں جب بھی حضرت سے ملاقات کی سعادت حاصل ہوتی تو تفصیلی گفتگو کا بہت ہی کم موقع فراہم ہو پاتا حتیٰ کہ ۱۹۹۰ء میں جب حضور تاج الشریعہ میرے والد گرامی حضور مفتی اعظم اڑیسہ حضرت علامہ مفتی سید شاہ عبد القدوس علیہ الرحمہ کے عرس چہلم کے موقع پر تشریف لائے تھے اور اپنے مقدس ہاتھوں سے ہزاروں کے مجمع میں بندۂ احقر کے سر پر دستار خلافت باندھی تھی اور دو دن قیام بھی فرمایا تھا مگر بھیڑ بھاڑ کے سبب ہم چاہ کر بھی حضرت سے علمی استفادہ نہ کر سکے یہی حال ممبئی کے قیام کے دوران بھی رہا، میری انتہائی فیروز بختی رہی کہ ملازمت کے زمانے میں ہرارے زمبابوے (جس کی لوساکا سے کم و بیش ۵ ر گھنٹے کی بائی روڈ مسافت ہے) میں حضور تاج الشریعہ تقریباً ہر سال تشریف لاتے تھے۔ دراصل ہرارے میں سیدی اعلیٰ حضرت امام احمد رضا قدس سرہ العزیز کے نامور خلیفہ حضرت مفتی محمد جان، جودھپوری، علیہ الرحمہ کے داماد قاری احمد رضا صاحب کی فیملی رہتی ہے۔ مفتی صاحب علیہ الرحمہ کے نواسے الحاج منصور رضوی صاحب اور ان کے برادران ہر سال عرس اعلیٰ حضرت بڑے ہی تزک و احتشام کے ساتھ مناتے ہیں۔ ۱۹۹۸ء کی بات ہے کہ الحاج منصور رضا صاحب نے عرس اعلیٰ حضرت کے زریں موقع پر ناچیز کو مقرر خصوصی کے طور پر دعوت دی اور بتایا کہ اس بار حضور تاج الشریعہ کی تشریف آوری ہو رہی ہے۔ حضرت کی آمد کی نوید جانفزا سن کر مجھے بے حد مسرت ہوئی اور میں نے بخوشی دعوت قبول کر لی۔ میں نے سوچا کہ اس سے بڑھ کر پھر شاید کوئی اور سنہری موقع میرے لئے میسر آئے حضرت سے علمی استفادہ کا کیوں کہ یہ فریقہ ہے نہ کہ ہندوستان کہ جہاں لوگوں کا ہجوم کثیر ہو۔ میں نے کیا کیا قلم اور کاغذ لیکر بیٹھ گیا ان سوالوں کو ترتیب دینے لگا جو میرے لئے تردد کے باعث تھے اور کتابوں کی قلت کی بنیاد پر جوابات کی تشنگی بخش تحصیل ہو نہیں پا رہی تھی۔ میں قلبی طور پر بہت خوش تھا چلو اس بہانے حضرت کی زیارت سے بہرہ ور ہو جاؤں گا اور ساتھ ساتھ جوابات حاصل کر کے اپنے ذوق تجسس کو تسکین کی دولت فراہم کر لوں گا۔ علاوہ ازیں میں نے سوچا کہ کیوں نہ اس وقت انگریزی میں کوئی ایسی کتاب لکھی جائے اور اس کی رسم اجرا حضور تاج الشریعہ کے مقدس ہاتھوں سے کرائی جائے۔ مع خیال

آیا کہ گزشتہ سال الحاج منصور رضا صاحب نے اپنے نانا حضرت مفتی جان علیہ الرحمہ کی تصنیف "ذکر رضا" دی تھی (جو سیدی اعلیٰ حضرت قدس سرہ العزیز کی پہلی اردو منظوم سوانح ہے) کا انگریزی میں ترجمہ کر دیا جائے میں نے ابھی اس کا ترجمہ شروع ہی کیا تھا کہ اچانک میرے کرم فرما جناب عبدالمجید عثمان (جو انگریزی زبان وادب میں بہت مہارت رکھتے ہیں) سے لوساکر کی غوثیہ مسجد کے آفس میں ملاقات کی۔ انھیں میں نے ترجمہ شدہ چند صفحات دکھائے تو موصوف نے مشورہ دیا کہ حضرت بہتر یہ ہوگا کہ آپ اس کا انگریزی میں منظوم ترجمہ کریں تاکہ اردو منظوم کتاب سے اس کی مطابقت رہے۔ جناب کا مشورہ مجھے پسند آیا اور میں نے انگریزی میں اس کا بحر ٹرانسلیشن کرنا شروع کیا۔ گوکہ یہ کام بہت مشکل تھا مگر حضور سیدی اعلیٰ حضرت کے فیضان کرم سے یہ کام تکمیل تک پہنچا۔ جناب منصور رضا نے ادارے میں اسے شائع بھی کرادیا۔

جوں توں کر کے وقت گزرتا گیا اور وہ مسعود ومبارک عرس اعلیٰ حضرت آپہنچا۔ الحمدللہ حضور تاج الشریعہ کے متبرک ہاتھوں سے میری ترجمہ شدہ کتاب "دی ریمیمبرنس آف رضا" کی رسم اجرا عمل میں آئی۔

پہلی بار میرا ادارے میں حضور تاج الشریعہ کی انگریزی زبان میں جب تقریر سنی تو میری حیرت کی انتہا نہ رہی۔ جلسہ کے اختتام پر جب حضرت جناب منصور رضا صاحب کے دولت کدہ پر تشریف لائے تو مجھ سے فرمایا کہ چھوٹے سید صاحب! (حضرت مجھے پیار سے چھوٹے سید صاحب کہہ کر مخاطب ہوتے تھے) آپ نے میری انگریزی تقریر سنی؟ کوئی غلطی تو نہیں ہوئی؟ کیوں کہ میں نے صرف ۸/ جماعت تک انگریزی پڑھی ہے اور جب کہ آپ نے انگریزی میں ایم اے کیا ہے۔ میں نے عرض کیا کہ حضرت! آج آپ کا انگریزی خطاب سن کر ایسا محسوس ہوا گویا آپ نے انگریزی میں ایم اے کیا ہے اور میں نے آٹھ جماعت انگریزی پڑھی ہے۔ یہ جواب سن کر حضرت مسکرا پڑے۔

ابھی باتیں چل ہی رہی تھیں کہ ایک شخص آیا اور آپ سے کہنے لگا کہ آپ بتائیں کہ اعلیٰ حضرت نے اپنے وصیت نامہ میں جو یہ لکھا ہے کہ وہ تمہارا کیسا ہی عزیز ومعظم ہو اگر اسے گستاخ رسول پاؤ تو اسے اس طرح نکال دو جیسے دودھ سے مکھی نکالی جاتی ہے کیا اس میں تشدد نہیں ہے؟ کیا یہ

انسانیت، رواداری، اور بھائی چارگی کے منافی نہیں ہے؟۔ حضرت تاج الشریعہ نے انتہائی متانت وسنجیدگی کے ساتھ فرمایا کہ جناب آپ حضرت امام ابو یوسف رضی اللہ عنہ کو جانتے ہیں؟ اس نے کہا نہیں، پھر آپ نے فرمایا کہ حضرت ابو یوسف رضی اللہ عنہ حضرت امام اعظم ابوحنیفہ رضی اللہ عنہ کے جلیل القدر شاگرد گزرے ہیں۔ ان کا واقعہ سننے سے پہلے "بخاری شریف" جسے اصح الکتب بعد کتاب اللہ تعالیٰ کہا جاتا ہے کی جلد ثانی "کتاب الاطعمہ باب المرق" کی حضرت انس رضی اللہ عنہ سے مروی حدیث سنئے۔ حضور تاج الشریعہ نے پہلے باضابطہ عربی زبان میں پوری حدیث پڑھی پھر اس کا اردو زبان میں سلیس ترجمہ پیش فرمایا۔ جب حضرت حدیث پیش فرما رہے تھے تو میں حیرت زدہ آپ کے رخ زیبا کو دیکھ رہا تھا اور سوچ رہا تھا کہ آپ کی زندگی ایک مشینی زندگی سے کم نہیں، اکثر ایام سفر میں گزرتے ہیں دنیا بھر کا آپ تبلیغی دورہ کرتے ہیں، گوناگوں مصروفیات کے باوجود آپ کے استحضار علم کا یہ عالم کہ مع اسماء رجال پوری حدیث اس انداز سے پڑھ رہے تھے گویا آپ کے سامنے صحیح البخاری کی جلد ثانی موجود ہے۔ اور "کتاب الاطعمہ" کا باب المرق کھلا ہوا ہے۔

قارئین بھی ذیل میں پوری حدیث مع ترجمہ ملاحظہ کریں اور اپنے ایمان کو جلا بخشیں۔

عن عبداللہ بن ابی طلحۃ انہ سمع انس بن مالک ان خیاطا دعا النبی ﷺ لطعام صنعہ فذھبت مع النبی ﷺ فقرب خبز شعیر ومرقا فیہ دباء وقدید فرأیت رسول اللہ ﷺ یتتبع الدباء من حوالی القصعۃ فلم ازل احب الدباء بعد یومئذ

یعنی حضرت عبداللہ ابن طلحہ فرماتے ہیں کہ میں حضرت انس کو یہ بیان کرتے ہوئے سنا کہ میں ایک درزی کی دعوت پر حضور سید عالم صلی اللہ علیہ وسلم کے ہمراہ اس کے گھر پہونچا تو جو کی روٹی اور شوربہ آپ کے سامنے پیش کیا گیا جس میں خشک گوشت کی بوٹیاں اور کدو کے ٹکڑے تھے۔ میں نے دیکھا کہ حضور پر نور صلی اللہ علیہ وسلم پیالے کے اطراف سے کدو کے ٹکڑے تلاش کر کے تناول فرماتے تھے اس لئے میں اس دن سے کدو سے بڑی محبت کرتا ہوں۔

مذکورہ حدیث مع ترجمہ پیش کرنے کے بعد حضور تاج الشریعہ نے فرمایا کہ جب امام ابو یوسف رضی اللہ عنہ کے سامنے اس حدیث کا ذکر آیا تو مجلس کے شرکاء میں سے ایک شخص نے کہا "**انا لا**

اسمہ "یعنی میں اسے (کدو) پسند نہیں کرتا۔ اتنا سنتے ہی حضرت امام ابو یوسف رضی اللہ عنہ غضب وجلال کے پیکر بن گئے اور میان سے تلوار نکال کر فرمانے لگے "**جدد الایمان والا لا قتلنک**" یعنی دوبارہ ایمان لاؤ ورنہ میں ضرور بالضرور تجھے قتل کر دوں گا۔ حضرت امام ابو یوسف رضی اللہ عنہ کا واقعہ بیان کرنے کے بعد حضور تاج الشریعہ نے انتہائی محبت آمیز اور شفقت خیز لب ولہجہ میں فرمایا کہ انسان کی طبیعت کی بات ہے۔ کسی کو کچھ پسند ہے کسی کو کچھ اور یہاں معاملہ بھی کچھ اور ہے۔ چونکہ سرکار ابد قرار ﷺ نے کدو کو محبوب رکھا ہے تو ہمیں بھی محبوب رکھنا ہے۔ یہ محبت عقلی اور محبت ایمانی کا تقاضہ ہے۔ پھر آپ نے صحیحین شریفین کی ایک اور حدیث جو حضرت انس رضی اللہ عنہ سے ہی مروی ہے پیش فرمائی: "**قال رسول اللہ ﷺ لا یؤمن احدکم حتی اکون احب الیہ من والدہ وولدہ والناس اجمعین**" یعنی رسول اللہ ﷺ نے ارشاد فرمایا کہ تم میں سے کوئی بھی اس وقت تک مومن نہیں ہو سکتا جب تک کہ میں اس کے والدین اور اولاد اور تمام لوگوں سے زیادہ محبوب نہ ہو جاؤں۔ اس حدیث کے بعد آپ نے حضرت عمر فاروق رضی اللہ عنہ والی حدیث اشکبار آنکھوں کے ساتھ سنائی کہ ایک مرتبہ سرور عالم ﷺ نے حضرت عمر فاروق رضی اللہ عنہ سے استفسار فرمایا کہ اے عمر! یہ بتاؤ! کیا تم مجھ سے محبت کرتے ہو؟ حضرت عمر فاروق نے عرض کیا "**بلی یا رسول اللہ ﷺ**" یعنی کیوں نہیں اے اللہ کے رسول ﷺ میں آپ سے بے حد محبت کرتا ہوں یہاں تک کہ دنیا کے تمام لوگوں سے بھی زیادہ محبت کرتا ہوں اپنی جان کے علاوہ۔ آپ ﷺ نے فرمایا اے عمر! تمہارا ایمان اب بھی نامکمل ہے۔ اتنا سننے کے بعد حضرت عمر رضی اللہ عنہ آبدیدہ ہوئے اور عرض کرنے لگے آقا! آپ پر میرے والدین قربان ہوں آپ بتائیں کہ میرا ایمان کیسے مکمل ہوگا؟ تو آپ نے فرمایا کہ جب تک میں تمہارے نزدیک تمہاری جان سے بھی زیادہ محبوب نہ ہو جاؤں اس وقت تک تمہارا ایمان تام نہیں ہوگا۔ حضرت عمر رضی اللہ عنہ نے عرض کیا یا رسول اللہ ﷺ اب میں اپنی جان سے بھی زیادہ آپ سے محبت کرتا ہوں۔ یہ سن کر نبی اکرم ﷺ نے فرمایا اب تمہارا ایمان مکمل ہو گیا۔

حضور تاج الشریعہ کی زبان فیض ترجمان سے یہ ساری باتیں سن کر وہ شخص جس نے سیدی اعلیٰ

حضرت قدس سرہ العزیز کی وصیت پر سوال اٹھایا تھا آپ کے قدموں میں گر گیا اور بآواز بلند کہنے لگا حضور اب میں نے ایمان کی اہمیت و افادیت سمجھ لی میرے سارے شبہات دور ہو گئے اس سے پہلے میں مذبذب اور متزلزل تھا۔ اب میرا ایمان مستحکم اور راسخ ہو گیا۔ حضور دعا فرمائیں کہ میں تا حیات مسلک اعلیٰ حضرت پر سختی سے قائم رہوں۔ حضرت نے اسے دعاؤں سے نوازا پھر تھوڑی دیر کے بعد وہ شخص اپنے گھر کی طرف روانہ ہو گیا۔

میں نے موقع کو غنیمت جانتے ہوئے اپنے چند مرتب سوالوں سے پہلا سوال یوں پیش کیا کہ حضرت میرے ذہن میں بہت دنوں سے ایک خلجان ہے کہ اس میں اللہ تبارک وتعالیٰ کی کیا مشیت ہے کہ حضرت کلیم اللہ علیہ السلام کا نام موسیٰ اور سامری کا نام بھی موسیٰ تھا۔ حضرت موسیٰ کلیم اللہ علیہ السلام کی پرورش اور موسیٰ سامری کی پرورش حضرت سیدنا جبرئیل علیہ السلام نے اپنی نورانی انگلی سے دودھ پلا کر کی مگر اس کے باوجود موسیٰ سامری ایسا کافر بنا کہ اس نے بنی اسرائیل سے بچھڑے کی پرستش کروائی اور برخلاف اس کے کہ حضرت موسیٰ علیہ السلام منصب نبوت پر فائز کئے گئے۔ حضرت تاج الشریعہ نے اس کے جواب میں برجستہ مع حوالہ صاوی شریف کی جلد اول صفحہ ۱۰ پر مرقوم ایک عارف باللہ کے دو شعر عربی میں پڑھے ؎

اذا المرء لم یخلق سعیدا من الازل	فقد خاب من ربی وخاب المؤمل
فموسی الذی رباہ جبریل کافر	وموسی الذی رباہ فرعون مرسل

اجمالی سلیس اردو میں اس کا ترجمہ بیان فرمایا کہ جب کوئی شخص ازلی شقی ہوتا ہے تو نہ صرف یہ کہ وہ نامراد ہوتا ہے بلکہ اس کی پرورش کرنے والا بھی مراد کو نہیں پہنچتا۔ جیسے موسیٰ سامری جس کی پرورش حضرت جبرئیل علیہ السلام نے کی وہ کافر ٹھہرا اور حضرت موسیٰ کلیم اللہ علیہ السلام جو فرعون کی پرورش میں رہے وہ خداوند قدوس کے برگزیدہ رسول ہوئے۔ میں نے عرض کیا حضور اگر اس کی مزید تشریح ہو جائے تو یہاں موجود دیگر اشخاص کے اذہان بھی صیقل ہو جائیں کیوں کہ اس قسم کا سوال لوگ آئے دن ہم سے بھی کرتے رہتے ہیں۔ حضرت نے اس کی مختصر اور جامع یوں تشریح فرمائی کہ عارف کے ان اشعار کا لب لباب اور ماحصل یہ ہے کہ موسیٰ سامری چونکہ ازلی طور پر بدبخت تھا اس

لئے حضرت جبرئیل علیہ السلام کی پرورش نے اسے کوئی فائدہ نہ دیا اور وہ کافر کا کافر ہی رہا۔ اس کے برعکس حضرت موسیٰ کلیم اللہ علیہ السلام چونکہ ازلی سعید الحظ یعنی نیک بخت تھے اس لئے فرعون جیسے بڑے ہوئے کافر کی پرورش سے انھیں کسی قسم کا ضرر نہیں پہونچا۔

میں نے حضور تاج الشریعہ کی بارگاہ میں دوسرا سوال کیا کہ سورہ مائدہ میں جس دسترخوان کا ذکر ہے اس سلسلہ میں تفسیر جلالین کے اندر یہ لکھا ہے کہ اس میں سات مچھلیاں اور سات روٹیاں تھیں کیا وہ مچھلیاں اور روٹیاں دنیا کے کھانوں میں سے تھیں یا یہ آخرت کے کھانوں کی قبیل سے ہے؟ آپ نے اس سوال کے جواب سے پہلے تفسیر جلالین کے حوالے سے فرمایا کہ تفسیر جلالین کی روایت کے علاوہ دیگر روایتیں بھی آئی ہیں۔ مثلاً رئیس المفسرین حضرت عبداللہ ابن عباس رضی اللہ عنہما کا قول ہے کہ اس دسترخوان پر سات نہیں بلکہ پانچ روٹیاں تھیں اور مچھلیوں کے بجائے گوشت تھا اور بعض روایتوں میں سات مچھلیاں نہیں بلکہ ایک ہی ایسی مچھلی تھی جس میں کانٹے کا وجود نہیں تھا۔ اس میں گوشت ہی گوشت تھے اور اس میں سے تیل ٹپک رہا تھا اور اس کے سرہانے نمک اور دم کے پاس سرکہ اور اس کے اطراف میں مختلف انواع کی سبزیاں تھیں۔ اسی طرح روٹیاں سات نہیں بلکہ پانچ تھیں مزید برآں ان روٹیوں میں کوئی بھی روٹی فقط روٹی نہیں تھی بلکہ ہر روٹی کے اوپر رب قدیر کی کوئی نہ کوئی نعمت ضرور تھی۔ مثلاً ایک روٹی پر زیتون کا تیل دوسری پر شہد، تیسری پر گھی، چوتھی پر پنیر اور پانچویں پر گوشت کی بوٹیاں تھیں۔

یقین جانئے حضرت بولے جارہے تھے اور میں حیرت و استعجاب کی انوکھی تصویر بنا ہوا یہ سوچے جارہا تھا کہ یا اللہ! جب حضور تاج الشریعہ کے استحضار علم کا یہ عالم ہے تو پھر سیدنا اعلیٰ حضرت کے وفور علم کی کیا کیفیت رہی ہوگی۔

حضور تاج الشریعہ نے اسی تفسیر کی پہلی جلد کا صفحہ نمبر بتاتے ہوئے فرمایا کہ وہ کھانا نہ دنیاوی تھا اور نہ اخروی بلکہ اللہ تبارک وتعالیٰ نے اسی وقت اس کھانے کو ایجاد فرماکر بھیجا تھا جیسا کہ تفسیر جمل میں یہ بھی قلمبند ہے کہ حضرت عیسیٰ روح اللہ نے ان کے ایک حواری (جس کا نام شمعون تھا) کے مذکورہ سوال پر یہ جواب مرحمت فرمایا تھا۔

میرے والد گرامی حضور مفتی اعظم اڑیسہ علیہ الرحمہ کی عادت کریمہ تھی کہ آپ نماز فرض کے بعد استغفار پڑھتے تھے پھر کلمۂ طیبہ۔ میں نے بھی یہ عادت بنائی۔ لوسا کہ غوثیہ مسجد میں امامت کے زمانہ میں بعد فرض نماز حسب عادت میں استغفار پڑھتا پھر کلمۂ طیبہ کا ورد۔ ایک بار ایک شخص نے مجھ سے سوال کیا کہ مولانا صاحب ہم نے علماء سے سنا ہے کہ سرور عالم ﷺ بعد فرض **لاالٰہ الااللہ** پڑھتے تھے مگر آپ استغفار پڑھتے ہیں۔ اس سلسلے میں کوئی حدیث ہو تو بتائیں۔ غوثیہ مسجد لوسا کہ کی چھوٹی سی لائبریری میں کچھ کتابیں ہیں مگر تلاش بسیار کے باوجود مجھے ایسی کوئی حدیث نہیں مل پائی جو میرے عمل کی پشت پناہی کر سکے۔ میں نے موقع کا فائدہ اٹھاتے ہوئے حضور تاج الشریعہ سے اس سلسلے میں پوچھا تو آپ نے فوراً فرمایا کہ حضور مفتی اعظم اڑیسہ کا یہ عمل بلاشبہ حدیث کی روشنی میں صحیح تھا بلکہ آپ کا یہ عمل لائق تقلید بھی ہے۔ کیوں کہ احادیث میں دونوں روایتیں یعنی استغفار اور کلمہ کی موجود ہیں۔ پھر اس کے بعد آپ نے استغفار والی حدیث مع حوالہ پیش فرمایا کہ مشکوٰۃ المصابیح صفحہ ۸۸ ، میں باب الذکر بعد الصلوٰۃ میں موجود ہے۔

"**کان رسول اللہ ﷺ اذا انصرف صلوته استغفر ثلاثا وقال اللھم انت السلام ومنک السلام تبارکت یا ذا الجلال والاکرام**" یعنی جب رسول اللہ ﷺ نماز سے فارغ ہوتے تو تین بار استغفار پڑھتے اور یوں کہتے **اللھم انت السلام الخ**

حضور تاج الشریعہ نے اس حدیث کے پہلو بہ پہلو دو حدیثیں اور بیان فرمائیں۔ حوالہ جات مجھے یاد نہیں رہے مگر عربی عبارتیں اب بھی میری ڈائری میں محفوظ ہیں وہ عبارتیں من وعن قارئین کی نذر ہیں۔

کان رسول اللہ ﷺ اذا سلم من صلوته یقول بصوته الاعلیٰ لا الٰہ الا اللہ وحدہ لاشریک له له الملک وله الحمد وھو علیٰ کل شیء قدیر۔ لاحول ولاقوۃ الا باللہ العلی العظیم۔ اللھم لامانع لما اعطیت ولا معطی لما منعت ولا ینفع ذا الجد منک الجد

اس حدیث کے بعد دوسری حدیث پیش فرمائی۔ **ان النبی کان یقول فی دبر کل صلوۃ مکتوبة لا الٰہ الا اللہ وحدہ۔**

جونہی آپ نے مذکورہ حدیث بیان فرمائیں میں نے عرض کیا حضور یہ بھی فرمائیں کہ کون سی

اوقات میں ہماری دعائیں زیادہ سنی جاتی ہیں۔آپ نے برجستہ فرمایا کہ ترمذی کی دوسری جلد صفحہ ۱۹۳ میں آپ دیکھ لیجئے گا کہ یہ حدیث سوال وجواب کے ساتھ اس طرح موجود ہے

"قلنا یارسول اللہ ﷺ ای الدعاء اسمع قال جوف اللیل ودبر الصلوۃ المکتوبۃ" یعنی ہم نے عرض کیا یا رسول اللہ ﷺ کون سی دعا زیادہ سنی جاتی ہے؟ فرمایا رات کے نصف آخر میں اور فرض نمازوں کے بعد۔

مسجد غوثیہ لوساکر کی بات ہے ایک بار ایک دیوبندی آپہنچا۔اس نے میری اقتدا میں نماز عصر پڑھی وہاں میرا طریقہ یہ تھا کہ بعد عصر میں ایک مختصر حدیث مع تشریح و ترجمہ انگلش اور اردو میں پیش کرتا تھا۔درس حدیث میں وہ بھی بیٹھتا۔درس حدیث کے بعد میں نے دعا مانگی جیسا کہ ہمارا طریقہ ہے کہ ہم بزرگوں کے وسیلہ سے دعائیں مانگتے ہیں۔دعا ختم ہوتے ہی اس نے کہا کہ وسیلہ سے دعا مانگنا شرک ہے ارشاد باری تعالیٰ ہے "ادعونی استجب لکم" یعنی تم مجھ سے دعا مانگو میں اسے پورا کروں گا۔میں نے بہت سی دلیلیں قرآن مقدس اور حدیث نبویہ ﷺ سے دیں لیکن اس نے کہا کوئی ایک ایسی حدیث آپ پیش کریں کہ خود نبی کریم ﷺ نے وسیلہ سے دعا کی ہو یا کسی کو تلقین کی ہو۔معا میرے ذہن میں حضور پرنور ﷺ کی چچی مولائے کائنات کی والدہ محترمہ حضرت فاطمہ بنت اسد رضی اللہ تعالیٰ عنہا کا بعد وصال والا واقعہ یاد آگیا اور میں نے کہا کہ بالکل ایسی روایت موجود ہے سرور کائنات ﷺ نے اپنی مشفقہ چچی حضرت فاطمہ بنت اسد رضی اللہ عنہا کے وصال کے بعد جب ان کی قبر تیار ہو گئی تو اپنے دست مبارک سے ان کی قبر کی لحد کھودی پھر قبر میں لیٹ کر یہ دعا کی کہ اے اللہ اپنے نبی اور گذشتہ انبیاء کے وسیلہ سے میری ماں فاطمہ بنت اسد کو بخش دے۔علاوہ ازیں ترمذی شریف کی نابینا صحابی رسول والی حدیث پیش کی کہ بارگاہ رسالت مآب ﷺ میں ایک بار ایک نابینا صحابی حاضر ہوئے اور عرض گذار ہوئے یا رسول اللہ آپ دعا فرمادیں کہ میری بینائی واپس جائے آپ نے فرمایا کہ صبر کرو صبر تیرے حق میں اچھا ہے مگر بے حد اصرار کیا تو آپ نے فرمایا کہ تم اچھی طرح وضو کر کے اس طرح دعا کرو

"اللھم انی اسئلک واتوجہ الیک بنبیک محمد نبی الرحمۃ یا محمد انی اتوجہ

بك الی ربی فی حاجتی هذه لتقضی لی اللهم فاشفعه فی واشفعه لی " یعنی اے اللہ میں تیری بارگاہ میں سوال کرتا ہوں اور تیرے رحمت والے نبی حضرت محمد ﷺ کا وسیلہ پیش کرتا ہوں اے محمد ﷺ میں نے اپنے رب کے دربار میں آپ کو وسیلہ پیش کیا ہے اپنی اس ضرورت کے لئے تاکہ اس کی تکمیل ہو جائے تیا اللہ تو میرے حق میں ان کی یعنی رسول اللہ ﷺ کی سفارش قبول فرمایا۔

میرے مذکورہ دلائل سننے کے بعد اس دیوبندی مولوی نے کہا کہ آپ نے نبی کریم ﷺ کی چچی سے متعلق جو حدیث بیان کی ہے وہ کہاں ہے مع عربی عبارت بتائیے۔ میں نے کہا ٹھیک ہے تلاش کرکے بتلاؤں گا۔ ہندوستان ہوتا تو بآسانی میں حوالہ کو ڈھونڈ لیتا لیکن باہر کے ملکوں میں کتابوں کی بڑی قلت ہوتی ہے ہر چند کہ میں نے جستجو کی تگ ودو کا م رہا۔

میں نے مرتب سوالوں میں یہ بھی لکھ رکھا تھا کہ حضرت تاج الشریعہ سے ملاقات پر اس کا حوالہ پوچھوں گا۔ میں نے جونہی آپ سے اس کا حوالہ جاننا چاہا تو آپ نے فوراً وفاء الوفا کی جلد اور اس کا صفحہ بتاتے ہوئے عربی عبارت پڑھی:

"اللهم بحق نبیك والانبیاء من قبله ان تغفرلی لامی فاطمة "

یعنی اے اللہ اپنے نبی اور گذشتہ نبی کے وسیلہ سے میری ماں فاطمہ کو بخش دے۔

اس طرح غوثیہ مسجد لوساکا میں محفل نعت منعقد ہوئی تو کچھ مذبذب لوگ نعت خوانی پر اعتراض کرتے تو میں جواباً کہتا کہ نعت کہنا صحابہ کرام کی سنت ہے اور نعت سننا خود سرور عالم ﷺ کی سنت ہے اس پر کچھ لوگ دلیل طلب کرتے تو میں حضرت حسان بن ثابت رضی اللہ تعالیٰ عنہ والا واقعہ پیش کرتا کہ تاجدار ﷺ ان کے لئے مسجد نبوی میں منبر بچھواتے، اس پر کھڑے ہو کر حضرت حسان بن ثابت رضی اللہ تعالیٰ عنہ نعت پاک سناتے اور کافروں کی ہجو کرتے اور سرکار ابد قرار ﷺ ان کے لئے دعائے خیر فرماتے کہ اے اللہ حسان کی جبرئیل امین کے ذریعہ مدد فرما۔

کسی نے حوالہ طلب کیا تو میں نے موجودہ کتب احادیث دیکھیں تو مجھے حوالہ مل نہ پایا۔ میں نے جونہی حضرت سے اس سلسلے میں پوچھا تو آپ نے برجستہ فرمایا کہ مشکوۃ صفحہ ۴۱۶ میں یہ حدیث اس طرح موجود ہے۔

"کان رسول اللہ ﷺ یضع لحسان منبرا فی المسجد یقوم علیہ ویفاخر عن رسول اللہ ویقوم رسول اللہ ﷺ ان اللہ یؤید حسان بروح القدس ما نافح عن رسول اللہ"

یعنی رسول اللہ ﷺ حضرت حسان رضی اللہ تعالیٰ عنہ کے لئے مسجد میں منبر رکھواتے جس پر کھڑے ہوکر حضرت حسان نبی کریم ﷺ کی مدح فرماتے اور کافروں کی ہجو کا جواب دیتے تو آقائے کریم ﷺ فرماتے کہ اے اللہ اس کار خیر میں حسان کی جبرئیل امین کے ذریعہ مدد فرما۔

مشکوۃ شریف میں باب الاستغفار کے مطالعہ کے وقت جب یہ مندرجہ ذیل حدیث آئی

"قال رسول اللہ ﷺ انہ لیغان علی قلبی وانی لاستغفر اللہ فی الیوم مأۃ مرۃ"

"یعنی رسول اللہ ﷺ نے فرمایا کہ بے شک جب میرے دل پر پردہ چھا جاتا ہے بے شک میں اللہ سے ایک دن میں ایک سو مرتبہ استغفار کرتا ہوں۔

تو میرے ذہن میں یہ سوال ابھرا کہ نبی کریم ﷺ سید المعصومین ہونے کے باوجود سو مرتبہ روزانہ استغفار کرتے تھے۔ اس کی وجہ عام طور پر علماء بیان کرتے آئے ہیں کہ یہ استغفار امت کی تعلیم کے لئے تھا لیکن اس عبارت میں لفظ "**لیغان فی قلبی**" آیا ہے یعنی میرے دل پر پردہ چھا جاتا ہے۔ آخر اس سے کیا مراد ہے۔ میں نے کافی غور وخوض کیا لیکن اس کی معقول وجہ سمجھ میں نہیں آئی تو میں نے یہ سوال حضور تاج الشریعہ کی بارگاہ میں پیش کیا تو آپ نے اس کی ایسی وجوہات بیان فرمائیں کہ میں عش عش کرتا رہ گیا اور مجھے یہ ماننے میں ذرہ برابر بھی تامل نہ ہوا کہ آپ صحیح معنوں میں صرف جانشین مفتی اعظم ہند ہی نہیں بلکہ وارث علوم رضا بھی ہیں۔

حضرت نے فرمایا کہ حدیث میں **علیٰ قلبی** سے مراد **صدار اللہ ربی** ہے یعنی سرکار دو عالم ﷺ یہ فرما رہے ہیں کہ میں اس وقت استغفار کرتا ہوں جب کوئی چیز توجہ الی اللہ کے وقت میرے سامنے حائل ہو جاتی ہے۔ میں نے عرض کیا حضور! کون سی چیزیں ہو سکتی تھیں جو حضور اکرم ﷺ کی توجہ الی اللہ کی راہ میں حائل ہوتی تھیں۔ آپ نے فرمایا ان چیزوں کا تعلق بشری تقاضے اور انسانی ضروریات سے تھا جیسے کھانا پینا وغیرہ۔

آپ نے مزید اس کی وضاحت کرتے ہوئے فرمایا کہ اس کی وجہ یہ تھی کہ سرورِ عالم صلی اللہ علیہ وسلم چاہتے تھے کہ ہر لحظہ ذکر الٰہی میں مستغرق و منہمک رہیں۔

پھر حضور تاج الشریعہ نے ایک اور بڑی اہم وجہ بیان فرمائی کہ جب آپ گنہگار امتوں کے حالات پر نگاہ ڈالتے تو آپ پر درد و غم کے اثرات مرتب ہونے لگتے تو اس کو زائل کرنے کے لئے بھی آپ استغفار کرتے تھے۔

یوں تو اگر حضور تاج الشریعہ کی عظمت شان تبحر علمی اور تفقہ فی الدین تحریر کروں تو کئی ہزار صفحات لکھے جا سکتے ہیں مگر یہاں خوف طوالت دامن گیر ہے۔ یقیناً حضرت والا تبار کی رحلت عالم اسلام کے لئے نا قابل تلافی نقصان ہے۔

میں اپنا یہ مختصر سا مقالہ اس شعر پر ختم کرتا ہوں

ہزاروں سال نرگس اپنی بے نوری پہ روتی ہے
بڑی مشکل سے ہوتا ہے چمن میں دیدہ ور پیدا

مولانا مفتی محمد شمشاد حسین رضوی
صدر مدرس مدرسہ شمس العلوم بدایوں

حضور تاج الشریعہ اور ''کار افتاء'' کی ذمہ داری

سرکار مفتی اعظم ہند...... عارف باللہ اور مردِ حق آگاہ تھے...... جن آنکھوں نے انھیں دیکھا ہے آج بھی ان میں ان کے فیض و برکات کی چمک پائی جاتی ہے...... اور جن لبوں نے ان کے مقدس ہاتھوں کا بوسہ لیا ہے وہ ہاتھ آج بھی ہر قسم کے گرد و درد سے محفوظ ہے...... میں تو یہاں تک کہتا ہوں کہ ان ہاتھوں کے پاس سے جہنم کی آتش بھی نہ گزر پائے گی...... سرکار مفتی اعظم ہند کے وصال کو تقریبا ۳۹ر سال ہو چکے ہیں...... اس کے باوجود ان کا نام ہر ایک کی زبان پر ہے اور ان کے چرچوں کی بات کیجئے تو ان کا چرچہ کہاں کہاں نہیں ہے...... علم و ادراک اور فکر و شعور کی ہر ایک محفل میں ان کا ذکر خیر ہوا کرتا ہے...... اور ان کی محفلوں میں بھی ان کا چرچا ہوا کرتا ہے جنھیں ہم نہیں دیکھ پاتے ہیں کیونکہ ان کے چاہنے والوں میں ان دیکھی مخلوقات بھی شامل ہیں...... میرے سرکار مفتی اعظم ہند ایسی نادر و نایاب شخصیت کا نام ہے جن کی طرف آج تک کسی نے انگلی اٹھا کر اشارہ تک نہیں کیا ہے...... ان پر تنقید کرنا تو بڑی بات ہے...... اور جب بھی کسی نے بدبختی سے ان کا نام لیا ہے میں جانتا ہوں کہ وہ بری موت مرا ہے اور ایسی حالت میں مرا ہے کہ ان کے مرنے کی کیفیت درس عبرت بن گئی ہے...... خدا کے محبوب بندوں کی شان میں گستاخی کرنے کا یہی انجام ہوا کرتا ہے...... سرکار مفتی اعظم ہند نے ایک مرتبہ ارشاد فرمایا:

> اختر میاں! اب گھر میں بیٹھنے کا وقت نہیں...... یہ لوگ جن کی بھیڑ لگی ہوتی ہے بیٹھنے نہیں دیتے اب تم اس کام (فتوی نویسی) کو انجام دو...... میں ''دار الافتاء'' تمہارے سپرد کرتا ہوں ...... موجود لوگوں سے مخاطب ہو کر حضرت مفتی اعظم ہند نے فرمایا: اب آپ اختر میاں سے رجوع کریں انھیں کو میرا قائم مقام اور جانشین جانیں...... (حیات تاج الشریعہ ص ۱۳)

''سرکار مفتی اعظم'' نے فرمایا: ''اختر میاں اب گھر میں بیٹھنے کا وقت نہیں'' اس لئے فرمایا کہ اس وقت تک ''حضور تاج الشریعہ'' کسی ''دارالافتاء'' سے متعلق نہ تھے بلکہ اپنے گھر بیٹھ کر ہی فتاوے لکھتے تھے اور ''سرکار مفتی اعظم ہند'' سے اصلاح لیا کرتے تھے...... جب میرے ''مفتی اعظم ہند'' نے مناسب جانا ''حضرت قبلہ ازہری میاں'' کو گھر میں بیٹھنے سے منع کیا...... اور ان کے ذمہ ''دار الافتاء'' کر دیا گیا...... صرف آپ نے اپنے ''اختر میاں'' کو ''دارالافتاء'' ہی کا ذمہ دار نہیں بنایا بلکہ صریح لفظوں میں ارشاد فرمایا: انھیں کو میرا قائم مقام اور جانشین جانیں...... یہاں مقام غور یہ ہے کہ ''دارالافتاء'' اس قدر ذمہ دار ادارہ ہوا کرتا ہے کہ اس کا کوئی نہ کوئی ذمہ دار بنایا جاتا ہے...... ذمہ داری دی ''سرکار مفتی اعظم ہند'' نے اور قبول کی ''حضور تاج الشریعہ'' نے...... انہوں نے ان میں کیا دیکھا اور خود ''تاج الشریعہ'' نے اپنے آپ میں کیا دیکھا...... یہ سمجھنے کی بات نہیں ہے بلکہ احساس کرنے کی بات ہے...... ماما اور نواسہ کے درمیان ''اخذ وعطا'' کی جو بات ہے وہ نہایت ہی غور طلب ہے...... اس بات کو ہم یا آپ کیا جانیں؟ ہاں! ہمارے بزرگوں نے اسے جانا ...... حضور احسن العلماء اور حضرت برہان ملت نے جانا اور اپنے فیصلہ میں ''حضور تاج الشریعہ'' کو ''قائم مقام دارالافتاء سرکار مفتی اعظم'' بنادیا...... کیا کہیں بھی کسی کو ''کار افتاء'' اس طرح سونپا گیا ہے؟ نہیں ہرگز نہیں! اس کی وجہ یہ ہے کہ کہیں کا بھی ''دارالافتاء'' بریلی شریف کے ''دارالافتاء'' کی مانند نہیں ہے...... اس لئے یہاں کا ''انتخابی عمل'' اپنے آپ میں منفرد اور بے مثال ہے...... کوئی اپنے آپ کو کتنا ہی بڑا تصور کرے...... اور چاہے وہ اپنے ادارہ کو کتنا ہی بڑا ذمہ دار بتائے...... اور اوج ثریا کی بلندی کا دعویٰ کرے باوجود اس دعوے کے بریلی شریف اور اس کے علمی فقہی اور فکری شعوری ادارہ کے سامنے تو بہت چھوٹا ہے اور پھر بھی آنکھیں دکھانا کس قدر گھٹیا بات ہے...... اس بات میں کوئی شک نہیں کہ بریلی شریف کا ''دارالافتاء'' کوئی عام ''دارالافتاء'' نہیں ہے...... یہ شرعی علوم وفنون...... فکر وشعور اور فقہ وفتاویٰ کا ایک بڑا ''اسکول'' ہے...... یہ وہ ''اسکول'' ہے جہاں فتاووں کو دینی، مذہبی، فقہی اور مسلکی صورتوں میں ڈھالا جاتا ہے...... یہاں کیسے کیسے لوگوں کو ڈھالا گیا ہے؟ آپ سنیں گے تو حیرت میں پڑ جائیں گے...... حضرت بحر العلوم مفتی عبد المنان صاحب علیہ الرحمہ فرماتے ہیں

"تنقیح مناط.....تخریج دلائل دقت نظر اور حقیقت رسی تو اس اسکول کا خاصہ رہا ہے جس سے صدر الشریعہ کا تعلق رہا ہے۔(فتاوی امجدیہ میں رض)

ایک "صدر الشریعہ" ہی نہیں.....اس اسکول سے تعلق رکھنے والوں میں ملک العلماء و محدث اعظم ہند شیر بیشۂ اہل سنت اور مولانا عبد العلیم صدیقی صاحب جیسی نایاب شخصیتیں بھی ہیں.....جنہوں نے اس اسکول سے افادہ تام کیا ہے اور کائنات کے افق پر آفتاب و ماہتاب بن کر چمکے ہیں.....ان کی ضیا بارکرنوں سے نہ جانے کتنوں کے دل منور ہوئے ہیں اس کے احساس ہی سے ذہن و فکر اور قلب و جگر میں کیف و نشاط کی کیفیت طاری ہو جاتی ہے.....اس اسکول کا افتادی پہلو ہر دور میں درخشاں رہا ہے.....اس دور سے اب تک اس کی روشنی کم نہیں ہوئی ہے.....اور اگر کسی دور میں کسی قسم کا تغیر آیا ہے تو یہ تغیر فطری ہے.....غیر فطری نہیں ہے.....اہل علم سے یہ بات مخفی نہیں کہ "فطری تغیر" کوئی عذر نارو انہیں ہوتا ہے بلکہ اسے "عصری معنویت" سے تعبیر کیا جاتا ہے.....حضرت بحر العلوم نے بریلی کے "دار الافتاء" کو مدرسہ نہیں فرمایا کیونکہ انہیں اس بات کا علم تھا کہ مدرسہ کہنے میں وہ لذت نہیں جو اسکول کہنے میں ہے جس طرح ادب و شاعری کی دنیا میں لکھنؤ کو دبستان کا مدرسہ نہیں بلکہ اسکول کہا جاتا ہے اسی طرح دہلوی مزاج کی شاعری کے پیش نظر "دہلوی اسکول کہا جاتا ہے دہلوی مدرسہ نہیں.....ٹھیک اسی طرح فتاوی کے مزاج کو جانتے ہوئے حضرت مفتی صاحب قبلہ نے اسے مدرسہ نہیں کہا ہے اسکول کہا ہے.....فتاوے تو دار العلوم دیو بند اور ندوۃ العلماء لکھنؤ میں بھی لکھے جاتے ہیں مگر ان مقامات کو اسکول کا درجہ حاصل نہیں.....اچھے مدرسوں سے بھی فتاوے صادر کئے جاتے ہیں مگر انہیں بھی اس فن کا اسکول نہیں کہا جاتا ہے بلکہ بریلی اور صرف بریلی کے دار الافتاء کو اسکول کہا گیا ہے.....بس اسی اسکول کی ذمہ داری حضور تاج الشریعہ کو سونپی گئی ہے.....جس طرح بریلی کے اس اسکول کو اہمیت و انفرادیت حاصل ہے ٹھیک اسی طرح کی اہمیت اس کے ذمہ دار کو بھی حاصل ہوگی اور اب اس کے ذمہ دار کون قرار دیئے گئے.....؟ یہ ظاہر ہے! یعنی میرے اور سب کے محبوب و مہربان قائد و رہنما "حضور تاج الشریعہ".....جب تک سرکار مفتی اعظم ہند حیات ظاہری میں رہے "تاج الشریعہ" کو مروجہ طریقوں سے ذمہ داری کا احساس دلاتے رہے اور کار افتاء کے اسرار و رموز

سے بھی آگاہ کرتے رہے یہاں تک کہ ان کی صحبت میں رہنے سے وہ تمام خوبیاں حاصل ہو گئیں اور تاج الشریعہ کی شخصیت میں اس طرح سما گئیں کہ ان کی شخصیت سے کسی وقت بھی الگ نہیں کیا جا سکتا ہے...... اور نگاہوں سے وہ فیض عطا کیا کہ زندگی کے کسی موڑ میں میرے تاج الشریعہ کو تشنگی کا احساس تک نہ رہا......

کارِ افتاء کی اہمیت و انفرادیت:

میری اوپر کی تحریر سے اس بات کا اندازہ لگایا جا سکتا ہے کہ ”افتاء“ کا کام کوئی آسان کام نہیں ہوتا ہے اس کے لئے شعوری طور پر کسی کو تیار کیا جاتا ہے...... تب کہیں جا کر ”افتاء“ کے مشکل ترین کاموں کو حل کیا جاتا ہے...... اسلامی مدارس سے بہت سارے بچے فارغ ہوا کرتے ہیں...... سب کو عالم ہونے کی سند دی جاتی ہے...... ان میں مدرس بھی ہوتے ہیں اور شاعر و خطیب بھی...... مگر ہر ایک کو فتوی لکھنے کی شدھ بدھ نہیں ہوتی ہے...... کسی بھی مدرسہ میں آپ چلے جائیں...... ایک سے بڑھ کر ایک قابل اور اعلی صلاحیت والے مدرسین دستیاب ہو جائیں گے...... لیکن انہیں فتوی لکھنے کے لئے کہئے تو بہت سے فارغین انکار کر بیٹھیں گے...... ایسا اس لئے کرتے ہیں کہ انہوں نے ”کارِ افتاء“ کے بارے میں کچھ سیکھا ہی نہیں...... کارِ افتاء بھی ایک فن ہے جیسا فن سے حاصل ہوتا ہے اور اس فن کے اسرار و رموز کے حاصل کرنے کے بعد ہی فتوی لکھنے کی صلاحیت پیدا ہوتی ہے بلکہ اس کے لئے ”تخصص فی الفقہ“ کے ساتھ ساتھ کسی مفتی کی نگرانی میں بہت کچھ سیکھنا پڑتا ہے اس کے بعد ہی فتوی لکھنا آتا ہے

کوئی محنت کئے اور ریاضت کا سہارا لئے بغیر انہیں کسی بھی حال میں فتوی لکھنے کی صلاحیت نہیں ہو سکتی ہے...... اس تناظر میں کہا جا سکتا ہے کہ ہر فقیہ عالم ہوتا ہے مگر ہر عالم فقیہ نہیں ہوتا ہے...... محدث ہونا اور بات ہے مفسر ہونا اور بات اس کے علاوہ کسی فن میں کمال حاصل کرنا اور بات ہے اور فتوی نویسی کے فن میں درکِ تام حاصل کرنا دوسری بات ہے...... فتوی لکھنے کی اہمیت و انفرادیت سے کسی کو انکار نہیں...... مگر اس دور میں کچھ ایسے فتنے پیدا ہو رہے ہیں جو اس فن کی اہمیت کو جانتے ہی نہیں...... اور اگر جانتے ہیں اور پھر بھی ایسا کر رہے ہیں تو اس کا مطلب یہ ہوا کہ وہ اس فن کی توہین کر رہے ہیں...... کسی نے کہا تفقہ فی الدین کا مطلب علم فقہ میں کمال حاصل کرنا نہیں...... کسی نے کہا

عالم کا یہ معنی نہیں کہ دس سال تک مدرسوں میں رہ کر پورا نصاب پڑھا جائے بلکہ اس کے پاس جس چیز کا علم ہے..... وہ عالم ہے اور کسی نے کہا مفتی کا کام صرف مسئلہ بتانا ہے اس کے علاوہ ان کا اور کوئی کام نہیں..... یہ تمام باتیں اوہام و اباطیل ہیں..... بلکہ یہ ضلالت گمراہیت کی نشانیاں ہیں..... حضور تاج الشریعہ کے جد مکرم حجۃ الاسلام مولانا حامد رضا صاحب فرماتے ہیں کہ

مقدمہ اولی ..... مسلمانو! میں پہلے تمہیں ایک سہل پہچان گمراہوں کی بتاتا ہوں جو خود قرآن مجید اور حدیث حمید میں ارشاد ہوئی۔ اللہ عزوجل نے قرآن عظیم میں اتارا **﴿تِبْيَانًا لِكُلِّ شَيْءٍ﴾** یعنی جس میں ہر چیز کا روشن بیان ..... تو کوئی ایسی بات نہیں جو قرآن میں نہ ہو مگر ساتھ ہی فرما دیا: **﴿وَمَا يَعْقِلُهَا إِلَّا الْعَالِمُونَ﴾** یعنی اس کی سمجھ نہیں مگر عالموں کو اس لئے فرماتا ہے: **﴿فَاسْأَلُوا أَهْلَ الذِّكْرِ إِنْ كُنْتُمْ لَا تَعْلَمُونَ﴾** یعنی علم والوں سے پوچھو اگر تم نہیں جانتے ہو ..... اور پھر یہی نہیں کہ علم والے آپ سے آپ کتاب اللہ کے سمجھ لینے پر قادر ہوں، نہیں بلکہ اس کے متصل ہی فرمایا: **﴿وَأَنْزَلْنَا إِلَيْكَ الذِّكْرَ لِتُبَيِّنَ لِلنَّاسِ مَا نُزِّلَ إِلَيْهِمْ﴾** یعنی اے نبی ہم نے یہ قرآن تیری طرف اس لئے اتارا کہ تو لوگوں سے اس کی (شرح) بیان فرمادے اس چیز کی جو ان کی طرف اتاری گئی۔

اللہ اللہ قرآن عظیم کے لطائف و نکات ختم ہی نہ ہونگے ان دو آیتوں کے اتصال سے رب العلمین نے ترتیب وار سلسلہ فہم کلام الٰہی کا منتظم فرمادیا۔ کہ اے جاہلو! تم کلام علما کی طرف رجوع کرو اے عالمو! تم ہمارے رسول کا کلام دیکھو تو ہمارا کلام سمجھ میں آئے غرض ہم پر تقلید ائمہ واجب فرمائی اور ائمہ پر تقلید رسول اور رسول پر تقلید قرآن۔ وللہ الحجۃ البالغۃ والحمد للہ رب العلمین۔ اللہ ہی کے لئے حجت بالغہ ہے اور اللہ ہی کے لئے حمد ہے جو رب العالمین ہے ..... امام عارف باللہ عبدالوہاب شعرانی قدس سرہ الربانی کتاب مستطاب ”میزان الشریعۃ الکبری“ میں اس معنی کو جابجا بتفصیل تام بیان فرمایا از اں جملہ فرماتے ہیں۔

لولا ان رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم فصل بشریعۃ ما اجمل فی قرآن بقی علی اجمالہ کما ان الائمۃ المجتہدین لولم یفصلو ما اجمل فی السنۃ لبقیت علی اجمالہا ھکذا الی عصرنا ھذا... پس اگر رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم اپنی شریعت سے مجملات قرآن کی تفصیل نہ فرماتے تو قرآن یوں ہی مجمل رہتا اور اگر ائمہ مجتہدین مجملات حدیث کی تفصیل نہ کرتے تو حدیث تو یوں ہی مجمل رہتی۔ اور اسی طرح ہمارے زمانہ تک کہ اگر کلام ائمہ کی علمائے مابعد شرح نہ فرماتے تو ہم اسے سمجھنے کی لیاقت نہ رکھتے۔ تو یہ سلسلہ ہدایت رب العزت کا قائم فرمایا ہوا ہے جو اسے توڑنا چاہے وہ ہدایت نہیں چاہتا بلکہ صریح ضلالت کی راہ چل رہا ہے اسی لئے قرآن عظیم کی نسبت ارشاد فرمایا: **یضل بہ کثیرا ویہدی بہ کثیرا** اللہ تعالیٰ اسی قرآن سے بہتیروں کو گمراہ کرتا اور بہتیروں کو سیدھی راہ عطا فرماتا ہے...... جو سلسلے سے چلتے ہیں بفضلہ تعالیٰ ہدایت پاتے ہیں اور جو سلسلہ توڑ کر اپنی ناقص اندھی سمجھ کے بھروسے قرآن عظیم سے بذات خود مطلب نکالنا چاہتے ہیں چاہ ضلالت میں گرتے ہیں اسی لئے امیر المومنین عمر فاروق اعظم رضی اللہ تعالیٰ عنہ فرماتے ہیں: **سیاتی ناس یجادلونک بشبہات القرآن فخذوھم بالسنن فان اصحاب السنن اعلم بکتاب اللہ** یعنی قریب ہے کہ کچھ لوگ ایسے آئیں گے جو تم سے قرآن عظیم کے مشتبہ کلمات سے جھگڑیں گے تم انہیں حدیثوں سے پکڑو کہ حدیث والے قرآن کو خوب جانتے ہیں۔

رواہ الدارمی وابونصر المقدسی فی الحجۃ واللالکائی فی السنۃ وابن عبد البر فی العلم وابن ابی زمنین فی اصل السنۃ والدارمی والدار قطنی والاصبہانی فی الحجۃ ابن النجار یعنی دارمی نے ابونصر مقدسی نے "حجۃ" میں اور لالکائی نے "سنۃ" میں اور ابن عبد البر نے "العلم" میں اور ابن ابوزمنین نے "اصول السنۃ" میں اور دار قطنی اور اصبہانی نے "حجۃ" میں اور ابن نجار نے اس حدیث پاک کو روایت کی ہے۔ اسی لئے امام سفیان بن عیینہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ فرماتے ہیں **الحدیث مضلۃ الا الفقہاء** یعنی

حدیث گمراہ کردینے والی ہے مگر ائمہ مجتہدین کو..... تو جو وہی ہے کہ قرآن مجمل ہے جس کی توضیح حدیث نے فرمائی اور حدیث مجمل ہے جس کی تشریح ائمہ مجتہدین نے کر دکھائی..... تو جو ائمہ کا دامن چھوڑ کر قرآن وحدیث سے اخذ کرنا چاہے بہکے گا۔ اور جو حدیث چھوڑ کر قرآن مجید سے لینا چاہے وادی ضلالت میں پیاسا مرے گا۔

تو خوب کان کھول کر سن لو اور لوح دل پر نقش کر رکھو کہ جسے کہتا سنو "ہم اماموں کا قول نہیں جانتے ہمیں تو قرآن وحدیث چاہیئے جان لو یہ گمراہ ہے اور جسے کہتا سنو کہ ہم حدیث نہیں جانتے ہمیں تو قرآن درکار ہے سمجھ لو یہ دین وایمان خدا کا بدخواہ ہے۔

مسلمانو! تم ان گمراہوں کی ایک نہ سنو اور جب تمہیں قرآن میں شبہ ڈالیں تم حدیث کی پناہ لو اگر اس میں ایں آں نکالیں تم ائمہ کا دامن پکڑو اس تیسرے درجے پر آکر حق وباطل صاف کھل جائے گا اور ان گمراہوں کا اڑایا ہوا سارا غبار حق کے برستے ہوئے بادلوں سے دھل جائے گا اس وقت یہ ضال مضل خائفے بھاگتے نظر آئیں گے۔ **کانھم حمر مستنفرۃ فرت من قسورۃ** یعنی گویا وہ بھڑکے ہوئے گدھے ہوں کہ شیر سے بھاگے ہوں ۔۔ اول تو حدیثوں ہی کے آگے انہیں کچھ نہ بولنے گی اور وہاں کچھ چوں چرا کی تو ارشادات ائمہ معانی حدیث کو ایسا روشن کردیں گے کہ پھر انہیں یہی کہتے بن آئے گی کہ ہم حدیث کو نہیں جانتے یا اماموں کو نہیں مانتے اس وقت معلوم ہو جائے گا کہ ان کا امام ابلیس لعین ہے جو انہیں لئے پھرتا ہے جہاں چاہے (فتاوی حامدیہ ص۱۲۶ تا ۱۳۳)

"فتاوی حامدیہ" کی اس پوری عبارت کے پڑھنے کے بعد یہ نتیجہ اخذ کیا جاسکتا ہے کہ من جانب اللہ قائم کردہ سلسلہ ہدایت کی ایک اہم کڑی ہمارے علمائے کرام کی ذات گرامی ہے اور مفتیان کرام کی شخصیتیں ہیں...... کیونکہ ائمہ کرام اور دوسرے ماہرین علم فقہ کے مجملات کی تشریح کا حق صرف انہیں مفتیان عظام کو حاصل ہے...... جو لوگ اس دور میں اجتہاد کی بات کرتے ہیں گویا ان کے نزدیک علم فقہ کی کوئی اہمیت نہیں ہے...... یہ بات تو ہمارے ائمہ کرام کو بھی معلوم تھی کہ آنے والے دنوں میں علم وفن کا اسقدر انحطاط ہو جائیگا کہ کوئی بھی انسان قرآن حدیث سے مسائل کا استنباط

نہیں کرسکتا ایسی صورت میں کیا ہوگا اس لئے حضرت امام اعظم ......حضرت امام شافعی...... حضرت امام احمد بن حنبل اور حضرت امام مالک جیسی عبقری شخصیتوں نے علم فقہ کی بنیاد رکھی اور اس کے ساتھ ساتھ اصول وکلیات نیز مسائل کا ایک ذخیرہ جمع کرکے ہمارے حوالہ کردیا تاکہ امت محمدیہ قیامت تک پیش آنے والے لئے نت نئے حوادث کا شرعی حل نکال سکے...... اس لئے کوئی بھی علم فقہ کی ضرورت کا انکار نہیں کرسکتا اور نہ ہی کوئی اس کی اہمیت وافادیت سے نظریں چرا سکتا ہے...... اس علم کے جو افراد حامل ہوا کرتے ہیں وہی علماء کہلائے جاتے ہیں اور انہیں کو فقہاء کے لقب سے پکارا جاتا ہے اور مفتیان عظام بھی اسی زمرہ میں آتے ہیں...... یہ ضرورت دارالافتاء سے پوری کی جاتی ہے اس لئے اس کی بھی زمانے میں ضرورت پڑتی ہے...... وہ ادارہ جو انسانوں کی شرعی ضرورتوں کو پورا کرتا ہے اسے تنقید کا نشانہ بنانا کہاں تک درست ہے؟

حضور تاج الشریعہ نے نہایت ہی کامیابی کے ساتھ "دارالافتاء" کی ذمہ داری نبھائی...... خود بھی فتاوے تحریر کئے اور دوسرے لوگوں سے بھی فتاوے تحریر کروائے اس لئے آپ نے ملک کے کونے کونے سے آئے ہوئے سوالات کے جوابات دیئے اور ان کی ضرورتوں کا بھرپور انداز میں پورا کیا...... میں ان کی ان خدمات کو کیسے فراموش کردوں؟...... اور یہ بھی ایک حقیقت ہے کہ انہوں نے اپنی خدمات کے عوض میں قوم سے اور سوال لے کر آنے والوں میں سے کسی سے بھی ایک حبہ تک کا مطالبہ نہ کیا...... یہ ان کا خلوص اور ان کا پیار ہے اور امت کے ساتھ ان کی ہمدردی ہے ...... حضور تاج الشریعہ کے انہیں اوصاف وکمالات نے ان کی شخصیت کو اوج ثریا کی بلندی عطا کردی ...... اور ان کی شخصیت کی خوشبوؤں کو گھر گھر تک پہونچادی ہے...... یہ مقام تو انہیں ان کی حیات پاک میں حاصل ہوگیا تھا...... اور بعد وصال ان کی شخصیت کا جو جادو دیکھنے کو ملا اس نے تو ہر دانشور کو حیرت ہی میں ڈال دیا اور یہ بلندی کیوں نصیب نہ ہو کہ

نبی مختار کل ہیں جسے چاہیں جو عطا کردیں زمیں کو آسماں کردیں ثریا کو ثرا کردیں

اس بات میں کیا شک؟ کہ نبی مختار کل صلی اللہ علیہ وسلم نے "حضور تاج الشریعہ" کو آسمان کردیا ہے اور ان کے مخالفین کو ثرا کردیا ہے...... یہ کوئی میرا حسن عقیدت نہیں ہے بلکہ حقیقت اور آنکھوں دیکھا حال

ہے جسے دنیا والوں نے اپنے ماتھے کی آنکھوں سے مشاہدہ کیا ہے...... اور آج بھی مشاہدہ کر رہے ہیں

افتا کی "تعریف" و توضیح

لوگوں نے کارِ افتا کو آسان سمجھ لیا ہے...... حالانکہ یہ اتنا آسان نہیں ہے جتنا کہ لوگوں نے سمجھ رکھا ہے...... آسان سمجھنے سے کیا ہوتا ہے؟ مزہ تو جب ہے کہ کوئی میدان میں آ کر اس کام کو انجام دے اور پھر بتائے کہ یہ آسان ہے یا دشوار ہے...... جو "جوئے شیر" جاری کرنے کو لوگ آسان کہا کرتے ہیں فرہاد سے پوچھئے کہ یہ کس قدر آسان ہے...... اب ذیل میں اس کی توضیح کی جا رہی ہے......

"افتاء" کا مطلب فتویٰ دینا ہے اور فتویٰ مشتق ہے فتی سے اور فتی کا معنی نوجوان طاقت والا، لسان العرب میں ہے:

قال : الفتيا تبيين المشكل من الاحكام اصله من الفتى وهو الشاب الحدث الذى شب وقوى فكأنه يقوى ما اشكل ببيانه فيشب ويصير فتيا قويا افتى المفتى اذا احدث حكما. (لسان العرب ۳۲۱۱)

فتویٰ احکام میں سے مشکل کو بیان کرتا ہے اور اس کی اصل **"فتی"** ہے...... **"فتی"** کا معنی "نو عمر، قوی، جوان" ہے گویا فتویٰ مشکل امر کو اپنے بیان سے قوی کرتا ہے یہاں تک کہ وہ مشکل امر قوی اور جوان ہو جاتا ہے...... اور جب مفتی حکم بیان کرتا ہے تو بولا جاتا ہے "**افتى المفتى**" یعنی "مفتی" نے فتویٰ دیا

اور اسلامی شریعت میں...... صورت مسئلہ کے جواب کو فتویٰ کہا جاتا ہے...... فتویٰ دینا ایک مشکل امر ہے اور خطروں سے بھرا ہوا ہے...... ذرا سی خطا واقع ہونے سے فتویٰ صادر کرنے والا لوگوں کی نظروں سے گر جاتا ہے یہ ایسا کٹھن کام ہے کہ ہمارے بہت سے اسلاف نے فتویٰ لکھنے سے پہلو تہی فرمائی ہے

عن عبد الرحمن بن ابي ليلى قال ادركت عشرين ومائة من الانصار من اصحاب رسول الله صلى الله عليه وسلم يسئل احدهم عن المسئلة فيردها هذا الى هذا وهذا الى هذا حتى ترجع الى الاول وفي رواية ما منهم من يحدث

بحدیث الا ود ان اخاہ کفاہ ایاہ ولا یستفتی عن شیء الا ود ان اخاہ کفاہ ایاہ

ترجمہ..... عبدالرحمان بن ابی لیلی سے روایت ہے انہوں نے کہا: میں نے اصحاب رسول صلی اللہ علیہ وسلم میں سے ۱۲۰ انصاری صحابہ کو اس طرح پایا کہ جب ان سے کوئی مسئلہ پوچھا جاتا تو وہ دوسرے کی جانب بھیج دیا کرتے تھے اور وہ دوسرا کسی تیسرے کے پاس..... اور تیسرا چوتھے کے پاس یہاں تک کہ وہ لوٹ پھیر کر پھر پہلے کے پاس آجاتا..... انہیں سے ایک اور روایت میں ہے کہ ان میں سے کوئی بھی کوئی حدیث بیان نہیں کرتے تھے مگر وہ یہی کہتے کہ اس کے لئے میرا بھائی کافی ہے ان میں سے کوئی بھی کسی مسئلہ کا جواب نہیں دیتے مگر یہ کہ وہ یہی چاہتے کہ اس کے لئے میرا بھائی کافی ہے

عن الشعبی والحسن وابی حصین التابعین قالوا ان احدکم لیفتی فی المسئلۃ ولو وردت علی عمر رضی اللہ تعالی عنہ لجمع لھا اھل بدر

ترجمہ..... شعبی حسن اور ابی حصین تابعی نے فرمایا: بیشک تم میں ہر ایک مسئلہ کا جواب دے دیتے ہو اگر یہ مسئلہ حضرت عمر رضی اللہ تعالی عنہ کے سامنے پیش کیا جاتا تو اس کے جواب دینے کے لئے حضرت عمر تمام بدری صحابہ کو جمع کرتے۔

ہمارے بعض اسلاف جب کسی مسئلہ کا جواب دیا کرتے تو ان کے اوپر اس قدر وحشت طاری ہوجاتی کہ لرزہ بر اندام ہوجایا کرتے تھے اور بہت سے افراد اس بات کو کہنے میں کوئی شرم محسوس نہیں کرتے کہ ہم جانتے ہی نہیں ہیں..... اسی لئے مفتی کے لئے یہ بھی ضروری ہوتا ہے کہ وہ ہر مسئلہ کا جواب نہ دے بلکہ جواب دینے سے پہلے اس بات کو خوب سوچ سمجھ لے کہ کہیں سائل میرے اس جواب سے قوم میں کوئی انتشار تو نہیں پھیلائے گا اور لوگوں میں میرے اس جواب سے کوئی غلط پیغام تو نہیں دے گا..... اسی لئے "افتاء" کے اصولوں میں سے یہ بھی ہے کہ **من لم یعرف اھل زمانہ فھو جاھل** کہ جو اہل زمانہ کے مزاج کو نہ پہچانے..... وہ جاہل ہے حضرت ابن مسعود اور حضرت ابن عباس نے فرمایا: **من افتی عن کل ما یسئل فھو مجنون** کہ جو ہر مسئلہ کا جواب دے وہ مجنون ہے..... کسی بھی مفتی کے لئے یہ بھی ضروری ہوتا ہے کہ کسی مسئلہ کے تعلق سے "**لا ادری**

(میں نہیں جانتا) کہنے سے عار نہ سمجھے کہ ہمارے اکابر اور اسلاف سے **لا ادری** کہنے کی روایت ملتی ہے...... حضرت امام مالک کے سامنے ۴۴ مسائل پیش کئے گئے ان میں سے صرف آپ نے ایک مسئلہ کا جواب دیا اور بقیہ مسائل کے بارے میں امام مالک نے فرمایا: **لا ادری** یعنی میں نہیں جانتا، ان تمام عبارتوں کو پیش کرنے کا مقصد یہ ہے کہ افتاء کا کام بہت مشکل اور خطروں کا کام ہے...... اس دور میں تو اور بھی زیادہ خطرے کا کام ہے اس کی وجہ یہ ہے کہ ہمارے ہندوستان میں جس قدر بھی دار الافتاء ہیں...... ان میں سے کسی میں بھی جواب دینے کی کوئی اجرت نہیں لی جاتی ہے...... بے بنائے ہمدردی اور خلوص کے جذبوں سے سرشار ہو کر جواب دیا جاتا ہے...... اور اگر کوئی مفتی اپنے کسی جواب میں پھنس جاتا ہے اور اس بنا پر مقدمہ درج ہو جاتا ہے تو کوئی اس کا پرسان حال نہیں ہوتا، مفتی بیچارہ خود روپے خرچ کرتا ہے اور مقدمہ کی پیروی میں بھاگ دوڑ کرتا ہے کوئی جھوٹ کو تسلی دینے بھی نہیں آتا ہے...... اس کے علاوہ عوام وخواص کی زبانیں مانند تیشہ چلتی ہیں وہ الگ مسئلہ ہے، اس کے باوجود کوئی مفتی اور کوئی دار الافتاء ہمت نہیں ہارتا ہے اور جہاں جواب دینا ضروری سمجھتا ہے وہ جواب دیتا ہے...... میں کسی اور دار الافتاء کی بات نہیں کرتا ...... بلکہ میرے ساتھ جو معاملہ پیش آیا اسی کو بیان کر دینا مناسب سمجھتا ہوں......

واقعہ نمبر (۱)...... میرے سامنے ایک صاحب نے تحریری صورت میں ایک سوال پیش کیا ...... جس میں لکھا ہوا تھا کہ زید نے بیوی کی بدزبانی سے تنگ آکر اپنی بیوی سے تین مرتبہ کہا: میں تجھے طلاق دیتا ہوں...... میں تجھے طلاق دیتا ہوں...... میں تجھے طلاق دیتا ہوں...... سائل نے زبانی طور پر کہا جوبات صحیح ہے وہ میں نے بیان کر دی ہے اس میں کوئی بات جھوٹی نہیں ہے اور مجھے یہ حکم چاہیے کہ کوئی طلاق واقع نہیں...... روپے بتاؤ کتنے پیش کروں...... چونکہ میں سائل کو جانتا تھا۔ میں نے ان سے کہا: یہ دار الافتاء ہے جو بھی بکتا نہیں ہے اور نہ ہی اسے خریدا جا سکتا ہے...... کسی وکیل کے پاس جائیے ان سے جیسا چاہیں لکھوالیں اور جیسا چاہیں آرڈر کروالیں...... اور سماج کا کوئی فرد وکیل سے کچھ نہیں کہتا ہے اور نہ اسے کوئی برا سمجھتا ہے اس کے جھوٹ کو سچ اور سچ کو جھوٹ بنانے کے عمل کو ہنر جانا جاتا ہے...... اور جب کوئی مفتی کسی مسئلہ میں سچی بات کہتا ہے تو اسے نہ جانے کیا سے کیا کہا جاتا ہے؟

واقعہ نمبر (۲)...... ایک اور صاحب سوتھہ بدایوں سے تین طلاق کا مسئلہ لے کر آئے میں نے طلاق مغلظہ کا حکم بیان کر دیا...... چونکہ یہ جواب اس کے مزاج اور نفس کے موافق نہ تھا...... اس وقت ان کے غصہ کا عالم یہ تھا کہ انہوں نے اسی وقت جواب کے ٹکڑے ٹکڑے کیا اور میرے ہی دارالافتاء میں پھینک کر چلا گیا...... بتائیے یہ کس قدر بڑی جرأت ہے...... میں نے انھیں اپنی زبان سے کچھ نہ کہا اور خاموش رہا اور کہتا بھی کیا؟

واقعہ نمبر (۳)...... تین چار لوگ پھر تین طلاق کا مسئلہ پوچھنے آئے اور میں نے زبانی طور پر بتا دیا کہ تینوں طلاقیں واقع ہو گئیں...... وہ سب کے سب یہاں سے اٹھ کر اہل حدیث یعنی وہابی کے مدرسہ میں چلے گئے انہوں نے کہا صرف ایک طلاق ہوئی...... وہاں سے پھر میرے دارالافتاء میں آئے اور انہوں نے اس قدر ہنگامہ کیا کہ بس مت پوچھئے اور ہم خاموش تماشائی بنے بیٹھے رہے

یہ اور اسی قسم کے خطرات ہر "دارالافتاء" اور ہر "مفتی" کے سامنے پیش آتے ہی رہتے ہیں ...... اس دور میں "دارالافتاء" چلانا اور مسئلہ کا جواب دینا آگ کی چنگاریوں پر کھڑے ہونے کے مترادف ہے۔

"حضور تاج الشریعہ" اور ان کا "دارالافتاء" تو مرکزی حیثیت کا حامل ہے...... نہ صرف ملکی پیمانے پر بلکہ اسے عالمی پیمانہ پر مرکزی حیثیت حاصل ہے...... تو ظاہری بات ہے ان کے سامنے بھی خطرات آتے ہوں گے اور پریشانیاں بھی لاحق ہوتی ہوں گی...... باوجود اس کے بریلی شریف کا یہ علمی فکری مذہبی مسلکی اور فقہی اسکول اپنی آن بان اور آب و تاب و توانائی کے ساتھ برقرار ہے اور ان شاء اللہ اس کی یہ توانائی برقرار ہی رہے گی...... اس اسکول کو کامیاب بنانے اور اس چمنستان کو ہرا بھرا رکھنے کے لئے "حضور تاج الشریعہ" نے اپنے خون جگر کو صرف کیا ہے...... اور اس کی رگ رگ میں اپنے خون کی ایک ایک بوند لگا دی ہے...... اس فقہی اسکول کے در و دیوار کو گرانے میں جہاں اوروں نے ایڑی چوٹی کا زور صرف کیا ہے وہیں کچھ اپنے لوگوں نے بھی کچھ کم ستم نہ ڈھایا ہے مگر اس کا کون کیا بال بیکا کر سکتا ہے؟ جس کی بنیاد میں خلوص و پیار...... ایثار و قربانی اور بے لوث جذبوں کے گارے لگے ہوں...... ہم سلام کرتے ہیں اور اس کے در و دیوار کو...... اسے خراج عقیدت پیش کرتے ہیں جس

کے در و دیوار سے عشق و محبت اور جان جاناں کی باتیں ، عشق ہوتی محسوس ہوتی ہیں......

اس فقہی اسکول کی سب سے بڑی خصوصیت

بریلی شریف کا یہ ادارہ نظریہ ساز ادارہ ہے یہاں سے جو پیغام جاتا ہے پورے عالم اسلام میں پھیل جاتا ہے اپنے لوگ جہاں اس پیغام کا استقبال کرتے ہیں غیروں نے بھی اس کا استقبال کیا ہے...... یہ اور بات ہے کہ اس کے استقبال کرنے کی وجہ یہ ہو کہ اس پیغام کے متبادل غیروں کے پاس کوئی پیغام نہیں ہے...... علم فقہ کے کتب متون اور شروح میں سے کسی عبارت کے نقل کر دینے کا نام "فتویٰ" نہیں ہے کوئی بھی اور کہیں بھی کسی کتاب کی کسی عبارت کو نقل کر دیتا ہے باوجود اسکے اس نقل کو فتویٰ نہیں کہا جاتا ہے اگر نقل عبارت کا نام ہی فتویٰ ہوتا تو کوئی مفتی اپنے فتویٰ کا ذمہ دار نہیں ہوتا ...... لیکن زمینی حقیقت یہ ہے کہ کسی فتویٰ میں قرآن مقدس کی آیت پیش کی جاتی ہے...... احادیث پیش کئے جاتے ہیں در مختار...... بحر الرائق اور فتاوی عالمگیری کی عبارتوں سے فتاوی سجائے جاتے ہیں مگر کوئی ان کتابوں کے مصنفین کو ذمہ دار نہیں ٹھہراتا ہے بلکہ اس کا الزام بیچارے مفتیوں پر عائد کیا جاتا ہے...... رسائل و جرائد والے تو یہ کہہ کر اپنا دامن بچا لیتے ہیں کہ ان میں جس قدر مشمولات ہیں ان سے ادارہ کا متفق ہونا ضروری نہیں...... مگر مفتی ایسا نہیں کرتا ہے بلکہ وہ سب کی ذمہ داری اپنے سر لے لیتا ہے...... یہی خصوصیت اس اسکول کی ہے جو برسوں سے بریلی کی سرزمین پر قائم ہے اسی نظریہ کو بیان کرتے ہوئے اعلیٰ حضرت فاضل بریلوی ارشاد فرماتے ہیں

الافتاء ليس حكاية قول العالم به فانا لمحكى الا الاعبارة من المذهب ولا يتوهم احد انا نعنى بها انما الافتاء ان تعتمد على شئ تجيب لسائلك ان هذا حكم الشرع فى ما سالت وهذا لا يحل لاحد من دون معرفة عن دليل شرعى والا كان ذالك جزافا والتزاما على الشرع ودخولا تحت قوله عز وجل ام تقولون ما لا تعلمون وقوله تعالى قل الله اذن لكم ام على الله تفترون

(فتاوی رضویہ ۱/۲۸۲)

قاضی شہید عالم صاحب اس عبارت کا ترجمہ کرتے ہوئے لکھتے ہیں

ترجمہ...... محض کسی قول کو بیان کر دینا اس کا فتوی دینا نہیں اس لئے کہ ہم بہت سے ایسے اقوال بیان کرتے ہیں جو مذہب (مفتی بہ) سے خارج ہوتے ہیں اور کوئی بھی اس بات کا وہم نہیں ہوتا کہ ہم ان اقوال کا فتوی دے رہے ہیں بلکہ فتوی دینا یہ ہے کہ کسی چیز پر اعتماد کرتے ہوئے اپنے سائل کے لئے یہ بیان کیا جائے کہ تم نے کسی واقعہ سے متعلق جو سوال پیش کیا ہے اس بارے میں حکم شرع یہ ہے...... اس معنی کر فتوی دینا کسی کے لئے اس وقت تک حلال وروا نہیں جب تک کہ دلیل شرعی اس کی کامل معرفت نہ ہو ورنہ جزاف اور شریعت پر افترا اور اللہ تعالی کے مندرجہ ذیل اقوال وآیات کی وعیدوں کے تحت داخل ہوتا ہے...... اللہ تعالی فرماتا ہے تم اللہ پر وہ بات کہتے ہو جو جانتے نہیں...... اور اللہ تعالی فرماتا ہے تم فرماؤ کیا اللہ نے تمہیں اجازت دے دی یا تم اللہ تعالی پر افترا کرتے ہو

(فتاوی تاج الشریعہ ۱/ ۱۵۴)

ہر مفتی اپنے فتوے میں سند کے طور پر جو عبارتیں پیش کرتا ہے وہ محض حکایت نہیں بلکہ ایک قسم کی انشاء ہے اور اس پر اعتماد کرتا ہے...... اور پھر دلیل شرعی سے ثابت کرتا ہے کہ سائل نے جو کچھ پوچھا ہے یہی اس کا حکم شرعی ہے...... فتوی میں جو بات یا جو حکم بیان کیا جاتا ہے وہ ایک مستحکم بات ہوتی ہے اور مضبوط حکم ہوا کرتا ہے اس لئے مفتی اپنے فتوی کا ذمہ دار ہوا کرتا ہے...... مفتی کا کام صرف حکم بیان کرنا ہی نہیں ہوتا ہے بلکہ "صورت مسئولہ پر" اس "حکم شرعی" کا انطباق بھی ہوا کرتا ہے اگر مفتی اس عملی انطباق سے کام نہ لے تو پھر دار الافتاء سے رجوع کا کیا معنی؟ علامہ جرجانی تحریر کرتے ہیں

ان عمل الفقيه لا يقتصر على العلم بالاحكام الفقهية وفهمها وانما يمتد الى الكشف عن علل الاحكام وماخذها ومقاصدها وغير ذالك مما يساعد فى عملية استنباط الاحكام الشرعية ولذالك عرف الفقه بانه الاصابة والوقوف على المعنى الذى يتعلق به الحكم. ([illegible])

ترجمہ...... فقیہ کا عمل صرف احکام شرعیہ کے جاننے اور اس کے سمجھنے پر محصور نہیں ہوتا

ہے بلکہ اس کی رسائی احکام شرعیہ کی علتوں اور اس کے ماخذوں اور مقاصد کی وضاحت تک

ہوا کرتی ہے اور اس کے علاوہ ان امور کی تشریح تک ہوا کرتی ہے احکام کی توضیح میں مدد

کرے اسی لئے علامہ جرجانی نے فرمایا: فقہ نام ہے اس معنی خفی تک پہونچنے کا جس حکم

متعلق ہوا کرتا ہے

ایک مفتی میں کیا کیا خوبیاں ہونی چاہئے: اس کی وضاحت کرتے ہوئے قاضی شہید عالم صاحب لکھتے ہیں:

امام احمد رضا قدس سرہ کے اس فرمان کے مطابق ایک جلیل القدر فقیہ اور مفتی کے لئے مندرجہ ذیل خوبیاں ہونا ضروری ہیں

☆......اصول فقہ واصول افتا پیش نظر ہو

☆......فقہ کے متون وشروح اور فتاوی کے جزئیات پر استحضار ہو

☆......احوال زمانہ سے کامل آگاہی ہو

☆......فتوی تحریر کرنے میں سوال کے تمام پہلوؤں پر نظر ہو اور جواب سب کو محیط ہو......

☆......بعض مسائل میں حکم شرع کا اظہار دوسرے علوم وفنون کے اصول وقواعد پر مبنی ہوتے ہیں اس لئے ان علوم وفنون کے اصول وقواعد پر گہری نظر ہو

☆......جزئیات فقہ سے استناد کرے

یہ بالکل صحیح بات ہے کہ "حضور تاج الشریعہ" ان تمام خوبیوں کے جامع تھے...... ان کے جس قدر فتاوے دستیاب ہیں ان کا مطالعہ کرنے سے یہ تمام خوبیاں ثابت ہوتی ہیں...... اوروں کی تو میں اس وقت بات نہیں کرتا...... البتہ جہاں تک میں نے جانا ہے اور "حضور تاج الشریعہ" کو جاننے کی کوشش کی...... اس سے میں نے یہی نتیجہ اخذ کیا ہے کہ "کار افتاء" کے تمام تقاضوں کو اسی وقت پورا کیا جاسکتا ہے جب کسی کی شخصیت میں "فقہی ملکہ" پایا جائے...... "حضور تاج الشریعہ" کی ذات مقدسہ میں یہ ملکہ بدرجہ اتم پایا جاتا ہے...... اسی لئے کسی بھی مسئلہ کا جواب تحریر کرنے میں انھیں کسی طرح کی دشواری محسوس نہیں ہوتی تھی...... سوال کی نوعیت کو اور ان کے تمام گوشوں کو پیش نظر رکھتے

ہوئے فوری طور پر قلم برداشتہ جواب تحریر فرمادیا کرتے تھے...... ان کے فتاویٰ کا ایک مجموعہ میرے پاس ہے جو عقائد وکلام سے متعلق ہے...... اس میں مختصر فتاوے بھی ہیں اور طویل سے طویل فتاوے بھی...... ان تمام فتاویٰ میں فقہی ملکہ دیکھا جاسکتا ہے...... اس کے علاوہ ان کے فتاوے میں تنقیدی شعور اور علمی تعاقب بھی پائے جاتے ہیں...... تنقیدی شعور سے فن میں نکھار پیدا ہوتا ہے اور کسی بھی تحریر میں پائے جانے والی جوہری خصوصیت بھی ابھر کر نمودار ہوتی ہے جس کی کشش اور رونق وبہار اہل فکر کے دلوں کو باغ وبہار کر دیتی ہے اور جہاں تک علمی تعاقب کی بات ہے حضور تاج الشریعہ نے اس علمی تعاقب کے سہارے سماج ومعاشرہ میں پیدا ہونے والے غیر مفید اور مضر چیزوں کو روکا ہے ...... اب ہم ذیل میں حضور تاج الشریعہ کی کچھ ایسی خصوصیات پیش کرنے جارہے ہیں جن کی وجہ سے فتاوے تحریر یں اس قدر اہم بیش بہا ہو جایا کرتی ہیں...... کیونکہ یہ خصوصیات کسی بھی شخصیت کے لئے مقومات کی حیثیت رکھتی ہیں اور خاص طور سے ''فقہی ملکہ'' کے لئے ......

اول...... عقلی استعداد:

ایک فقیہ اور ایک مفتی کے لئے یہ بھی ضروری ہے کہ اس کی عقلی استعداد کامل ہو...... ادراک کی قوت میں سرعت پائی جائے جب اس کے سامنے کوئی لفظ بولا جائے یا کوئی تحریر لائی جائے...... اس کے معانی اور مفاہیم کے سمجھنے میں کسی طرح کی دقت نہ ہو...... چاہے قرائن موجود ہوں یا موجود نہ ہوں ...... اسی کو ذکاوت اور سرعت فہم کہا جاتا ہے...... اور علم فقہ کی اصطلاح میں ''فقہ النفس'' کہا جاتا ہے...... یہ کس قوت کا نام ہے یہ تو میں بتا ہی چکا ہوں مگر میں اس کی ایک مثال دکھلانا چاہتا ہوں...... اسی سال ''شرعی کونسل آف انڈیا'' کے فقہی سیمینار میں جو مولانا حسن رضا خاں ہال میں منعقد ہوا تھا...... اس میں یہ بحث چل رہی تھی کہ سود کے متحقق ہونے کی وجہ کسی بھی مال میں ''عصمت'' کا پایا جانا ہے...... اور جہاں یہ عصمت نہیں پائی جاتی ہے اس میں سود متحقق نہیں ہوتا...... ایک مسلمان دوسرے مسلمان سے زیادہ مال لے تو یہ زیادتی سود ہے اور اس کا لینا اور دینا دونوں حرام کہ یہاں مال میں عصمت پائی جاتی ہے...... حربی اور مسلمان کے مابین سود ثابت ہی نہیں اس لئے اس کا لینا جائز ہے...... اس بحث میں حصہ لیتے ہوئے حضرت قاضی شہید عالم مدرس جامعہ نوریہ باقر گنج بریلی شریف نے کہا کہ حربی سے زیادہ

مال لینا تو جائز ہے کہ اس کے مال میں عصمت نہیں پائی جاتی ہے لیکن کوئی مسلمان کسی حربی کو زیادہ مال دے یہ حرام ہے...... اس لئے کہ مسلمان کے مال میں عصمت پائی جاتی ہے...... اب تک عام تصور یہ رہا ہے کہ حربی اور مسلمان کے مابین لین دین میں زیادہ مال لیا بھی جاسکتا اور دیا بھی جاسکتا ہے...... لیا جاسکتا ہے اور دیا نہیں جاسکتا کا جو تصور قاضی صاحب قبلہ نے پیش کیا یہی "تفقہ النفس" ہے...... جس فتاوی میں حضور تاج الشریعہ نے تنقیدی شعور سے کام لیا ہے یا علمی تعاقب کا جلوہ رنگیں پیش کیا ہے ...... ان میں حضور تاج الشریعہ نے ایک نہیں "تفقہ النفس" ہزاروں جلوؤں کو پیش کیا ہے جس کا مطالعہ کرنے سے دلوں میں مسرت کی لہریں بیدار ہوتی ہیں...... اور ذہن وفکر کے صحن میں اتنے اجالے پھیل جاتے ہیں کہ جسم وبدن کا انگ انگ نورانی بن جاتا ہے...... خدا سلامت رکھے ان جلوؤں کا تا کر مطالعہ کرنے والے اپنے قلب وذہن کو منور وتاباں کرتے رہیں...... حضور تاج الشریعہ کی اس خوبی کو دیکھ کر اعلی حضرت فاضل بریلوی کے علم وفن اور فکر وشعور کا خوبصورت جلوہ آنکھوں میں پھر جاتا ہے۔

دوم...... روحانی استعداد

علم ایک نور ہے ایک خوبصورت روشنی ہے اور اس میں بھی سب سے زیادہ افضل واعلی اور اشرف واکرم علم شرعی ہے اور اس میں بھی علم فقہ ہے...... تمام انواع علوم میں با کمال اور حسن وخیر والا ہے...... اسی کے تعلق سے حضرت امام شافعی فرماتے ہیں

> **ان العلم نور یقذفہ فی قلوب الطائعین ویحجبہ عن العاصین ۔فقال شکوت الی وکیع سوء حفظی فارشدنی الی ترک المعاصی واخبرنی بان العلم نور ونور اللہ لا یہدی لعاصی۔**
>
> ترجمہ...... علم ایک نور ہے جو نیک بندوں کے دلوں میں رکھا جاتا ہے اور گنہگاروں سے روک لیا جاتا ہے امام شافعی نے کہا میں نے وکیع سے اپنے کند ذہن ہونے کی شکایت کی...... تو انہوں نے گناہوں کو ترک کرنے کی جانب رہنمائی کی اور مجھے خبر دی کہ علم نور ہے اور اللہ کا نور گنہگار کو نہیں دیا جاتا ہے

کیا یہ حقیقت نہیں؟ کہ علم فقہ اور پھر اس میں مہارت تامہ تو اللہ تعالی کی جانب سے ایک قسم کا

ہدیہ ہے نعمت اور فضل باری ہے...... بایں سبب یہ اسی کو دیا جاتا ہے جس کا دل صاف شفاف ہوا کرتا ہے...... وہ لوگ اس کے مستحق ہی نہیں جن کے دلوں میں کدورت ہوا کرتی ہے اور جن کے سینے حسد وجلن کی تپش میں جلتے رہتے ہیں...... اس تناظر میں دیکھا جائے تو مجھے کچھ کہنے کی ضرورت ہی نہیں کہ حضور تاج الشریعہ کی روحانی استعداد کیسی تھی اور دل نازک کیسا صاف ستھرا تھا...... یہ بات سب کو معلوم ہے کہ جب دل روشن ہوا کرتا ہے تو رخ زیبا چودھویں کا چاند بن جاتا ہے...... اور جبیں مبارک سے ایسی سنہری کرنیں نکلتی ہیں کہ مضطرب دلوں کو سکون مل جاتا ہے...... جس کسی نے تاج الشریعہ کو دیکھا ہے وہ جانتا ہے اور خوب جانتا ہے کہ آپ کا مبارک چہرہ کیسا تھا؟ بہر حال اس بات سے انکار نہیں کہ آپ کی روحانی استعداد لائق دید تھی...... اور اس بات کا استحقاق رکھتی تھی کہ ان کی زیارت کی جائے اور ان سے شرف ملاقات حاصل کیا جائے...... اسی لئے آپ کو اللہ تعالیٰ نے ''مفتی ملک'' سے نوازا تھا...... اور اس میں بھی آپ کو درجہ کمال حاصل تھا......

سوم...... استعداد خلقی:

استعداد خلقی سے مراد کردار وعمل کی بلندی ہے اور اخلاق وآداب سے مزین ہونا ہے فرائض کو ان کے وقتوں پر ادا کرنا ہے اور آداب ومستحبات کے بجالانے میں لیت ولعل سے احتراز کرنا ہے۔ ٹھیریں مقابل ان کی عادت میں شامل ہو...... اس کی وجہ یہ ہے کہ ایک شیخ کا رابطہ قوم اور اس کے فرد سے ہوا کرتا ہے...... بایں سبب ان میں ایسی کوئی بات نہ پائی جائے جس سے لوگوں کے دلوں میں ان کے تئیں کسی قسم کی نفرت پائی جائے...... ہر قسم کے عیوب ونقائص سے دور رہیں اور اپنے آپ کو بری عادتوں سے منزہ کریں...... تا کہ ان کا قلب وذہن اور ان کی شخصیت انوار وتجلیات کی آماجگاہ بن جائے...... حضور تاج الشریعہ کو اس تناظر میں دیکھیں تو یہ خوبیاں ان کی شخصیت میں جمع تھیں...... ان کی ذات سے کوئی ایسا کام صادر نہیں ہوا جس کی بنیاد پر ان کے بارے میں کچھ ایسا ویسا کہا جا سکے...... یہی سبب ہے...... انھیں زندگی میں بھی قبولیت عامہ حاصل تھی اور بعد وصال بھی لوگوں کے دلوں میں جو ان کی قدریں برقرار ہیں ان کی پیمائش نہیں کی جا سکتی ہے...... یہ بہت بڑی سچائی ہے کہ حضور تاج الشریعہ جن نگاہوں کے کرشموں سے ہو کر ہم تک پہونچے تھے اور جس آغوش تربیت میں رہ کر انہوں نے تربیت

پائی تھی...... وہاں خاک بھی سونا بن جاتی ہے اور ذرہ بھی آفتاب بن جاتا ہے اس آغوش سے تاج الشریعہ نے کیا کیا نہیں پایا ہوگا...... میں کہتا ہوں کہ انہوں نے اسی آغوش سے ہر قسم کی استعدادیں لے کر "دارالافتاء" میں قدم رکھا اور انہیں استعدادوں نے ان کی شخصیت میں "فقہی ملکہ" کو شامل کر دیا پھر یہ کہ ان کی ذاتی کوششیں بھی کیا کم تھیں اور ذاتی مطالعہ نے ان کے ذہن فکر میں کیا کیا جمع نہ کیا ہو؟ اس بارے میں کسی کو کوئی شک نہیں ہو سکتا ہے بلکہ ہر ایک کو اس بات کا یقین ہے کہ انہوں سرکار مفتی اعظم ہند سے وہ تمام چیزیں کشید کر کے اپنی شخصیت میں شامل کر لیا ہوگا جو فقہی ملکہ کے لئے ضروری تھا...... چونکہ اسی ملکہ فقہیہ پر کار افتاء کا دارومدار ہوا کرتا ہے اور وہ حاصل ہے تو پھر تاج الشریعہ اپنے دور میں "سرخیل مفتیان عظام" ٹھہرے ......اور اس بات پر تمام اہل علم کا اتفاق ہے۔

دارالافتاء اور سوالوں کی نوعیت

بریلی شریف کا دارالافتاء اس قدر اہمیت رکھتا ہے کہ ہم یا آپ اس کا اندازہ نہیں لگا سکتے ہیں ......اس دارالافتاء میں نہ جانے کہاں کہاں سے سوالات آتے ہیں ہندوستان کے تمام علاقوں سے سوالات آتے ہیں اور ہندوستان سے باہر کے بھی سوالات آتے ہیں...... سائل بھی مختلف قسم کے ہوا کرتے ہیں ان کی نفسیات بھی الگ الگ ہوا کرتی ہے اور ان کی سوچیں بھی جداگانہ کیفیات کی حامل ہوا کرتی ہیں...... ایک مفتی کی یہ ذمہ داری ہوتی ہے کہ سوال کو اور اس کے مختلف پہلوؤں پر نظر رکھے ......اور اس بات پر غور کرے کہ سائل کس پہلو پر اضطراب کا شکار ہے اور وہ چاہتا کیا ہے؟ اور دریافت امر کے تحت سائل مفتی سے کیا مطالبہ کر رہا ہے...... جو سائل مطالبہ کر رہا ہے مفتی اسی کا جواب دے مگر اس بات کا خیال رہے کہ سوال کے تمام پہلو اس جواب میں سما جائیں...... اور سائل کو ایسا کوئی موقع نہ دیا جائے کہ جواب میں سے اپنے مطلب کی بات لے لیں اور بقیہ پہلوؤں کو نظر انداز کر دیں...... ایسے بہت کم سائل ہوا کرتے ہیں جو اپنے سوال میں صحیح صورت حال بیان کرتے ہوں......اور حد تو یہ ہے کہ دارالافتاء میں حاضر ہو کر بھی دروغ بیانی سے نہیں چوکتے ہیں......اسی طرح کا ایک واقعہ ہے...... حضور مفتی اعظم ہند کے دور میں ایک سائل آیا اور وہ بیان کرنے لگا ......سرکار مفتی اعظم ہند سر جھکائے اس کے بیانات سن رہے تھے...... اچانک آپ نے سر اٹھایا اور

تیز نگاہ سے بیان کرنے والے کو دیکھا اور ارشاد فرمایا: آپ کیا کہہ رہے ہیں...... سائل لرز اٹھا اور پھر وہ بیان کیا جو سچ تھا اس سے پہلے جو بتا رہا تھا وہ غلط تھا...... اسی بزرگ شخصیت نے میرے تاج الشریعہ کے حوالہ دار الافتاء کیا تھا...... تو بتایا جائے کہ میرے تاج الشریعہ کیا تھے اور کیسے تھے؟...... اور ان میں کیا کیا خوبیاں پائی جاتی تھیں؟ کیا کوئی بتا سکتا ہے؟ نہیں!...... یہی وہ مقام ہوا کرتا ہے جہاں کسی بھی دانشور کی زبان گنگ ہو جاتی ہے اور قلم خاموش ہو جاتا ہے...... میرے "تاج الشریعہ" سوال اور اس کے مختلف گوشوں اور سائل کی نفسیات پر نہایت ہی گہری نظر رکھتے تھے...... اب رہی بات جواب لکھنے کی...... تو اس بارے میں عرض یہ ہے کہ جواب کوئی مفتی دے...... بڑا مفتی دے یا کوئی چھوٹا مفتی دے...... اور کسی بھی "دار الافتاء" کا مفتی دے...... وہ جواب کسی اجتہاد یا استنباط کا نتیجہ نہیں ہو سکتا...... کیونکہ اس دور میں اجتہاد کا کوئی بھی حامل نہیں...... حضرت امام احمد بن حنبل کے بعد کوئی مجتہد مطلق نہیں...... ہاں اجتہاد بمعنی کوشش ہے تو یہ اجتہاد کہیں بھی دستیاب ہو سکتا ہے...... ہاں اس کو انطباقی جواب کہا جا سکتا ہے اس کا سبب یہ ہے کہ مفتی صاحبان کسی نئی صورت اور نئے حادثات پر حکم شرع کا انطباق کرتا ہے اجتہاد نہیں...... جواب اس نوعیت کا حامل نہیں کہ کسی مقام سے اسے اٹھا لیا جائے اور سوال پر اسے منطبق کر دیا جائے بلکہ اس کے لئے کوشش کرنی پڑتی ہے اور کبھی کبھی تو بہت سی کتابوں کا مطالعہ کرنا پڑتا ہے...... اس کے بعد ہی جواب دیا جاتا ہے...... اس لئے جواب کو "انطباقی حیثیت" حاصل ہے...... اس "انطباقی حیثیت" کو کون؟ اور کس قدر؟ خوبصورت بنا سکتا ہے...... یہ مفتیان عظام کی ظاہری اور باطنی صلاحیتوں پر منحصر ہوا کرتا ہے...... اور اس کا انحصار اس بات پر بھی ہوتا ہے کہ سائل کی نفسیات کیسی ہے؟ اور اس کا اضطراب کس قسم کا ہے؟...... کیا بالکل سادہ ہے؟ یا اس میں کسی طرح کی ذہلیگی پائی جاتی ہے؟...... اگر سادہ ہے تو اس کا جواب بھی اسی انداز میں دیا جاتا ہے...... اور ذہلیگی والا ہے...... تو اس کے جواب کے لئے ایسا جواب تیار کیا جاتا ہے جو فکر وفن کے تقاضوں اور منطقی ترتیب پر مشتمل ہوا کرتا ہے اور اس میں دلائل و براہین اور جزئیات بھی کثیر تعداد میں پیش کئے جاتے ہیں...... جواب کیسا بھی ہو؟ مگر سوال کے عین مطابق ہونا چاہئے کیونکہ "**السوال معاد للجواب**" کہ سوال پر ہی جواب کا دارومدار ہوا کرتا

ہے۔میرے ’’تاج الشریعہ‘‘ کو اللہ تعالیٰ ایسی حساس طبیعت اور سرعت ذہن وفکر کے ساتھ ساتھ ایسا فقیہ النفس بنایا تھا کہ آپ اس منزل کو نہایت ہی آسانی کے عبور کر جاتے تھے۔جیسے قصیدوں میں ’’گریز‘‘ کی کیفیت ہوا کرتی ہے جہاں شاعروں کے قدم پھسل جایا کرتے ہیں اور کچھ شاعر ایسے بھی ہوا کرتے ہیں جو تمہید سے مدح کی جانب اپنے رخ کو موڑ لیا کرتے ہیں اور کسی کو احساس تک نہیں ہوتا کہ اس نے تمہید کس طرح چھوڑ دی......اور کس پامردی کے ساتھ مقام مدح پر آن کھڑے ہوئے کچھ اسی طرح کی کشمکش سوال اور جواب کے مابین کی کیفیت میں ہوا کرتی ہے۔اس کشمکش والی حالت سے نکلنے کے لئے سرعت فہم کی ضرورت پڑتی ہے اور مختلف قسم کے استعدادوں کی بھی حاجت ہوا کرتی ہے اور میرے ’’تاج الشریعہ‘‘ کی شخصیت میں یہ دونوں خوبیاں بدرجہ اتم پائی جاتی تھیں۔

’’حضور تاج الشریعہ‘‘ کا جواب کیسا ہوتا تھا؟

’’حضور تاج الشریعہ‘‘ نے ایک دو اور سیکڑوں نہیں بلکہ ہزاروں سوالوں کے جوابات تحریر فرمائے ہیں......جو فتاویٰ کی شکل میں پائے جاتے ہیں......ابھی تک اس کی دو جلدیں آئی ہیں اور ۶ جلدیں اشاعت سے محروم ہیں......دعا ہے پروردگار عالم انہیں بھی زیور طباعت سے آراستہ کر دے......اصل حقیقت یہ ہے فتاوے سوالوں کے جوابات ہوا کرتے ہیں لیکن ’’علم فقہ‘‘ کی اصطلاح میں ان جوابات کو ’’فتویٰ / فتاویٰ‘‘ کہا جاتا ہے......فتاوے میں دعوے بھی ہوا کرتے ہیں جنہیں حکم شرع کہا جاتا ہے اور اس میں دلائل و براہین بھی ہوا کرتے ہیں......مگر یہ دلائل نہ منطقی قسم کے ہوا کرتے ہیں اور نہ ہی فلسفیانہ ہوا کرتے ہیں بلکہ یہ دلائل کتاب وسنت اور فقہ کی کتابوں سے لائے جاتے ہیں......اصول افتاء اس بات کا تعین کرتے ہیں کہ دلائل کہاں سے لئے جائیں

ان الواجب علی من اراد ان یعمل اور یفتی غیرہ ان یتبع القول الذی رجحہ علماء مذہبہ فلا یجوز لہ العمل او الافتاء بالمرجوح۔

ترجمہ......اس پر واجب ہے جو عمل کرنے یا کسی کو فتویٰ دینے کا ارادہ کرے کہ وہ اتباع اس قول کی کرے جسے علمائے مذہب نے ترجیح دی ہے......پس جائز نہیں کہ قول مرجوح پر عمل کرے یا فتویٰ دے۔**(شرح عقود رسم المفتی ص ۳۲)**

ایک دوسرے مقام پر ہے

وقولہ (او ظاہر الروایۃ) معناہ ان ما کان من المسائل فی الکتب التی روِیت عن محمد بن الحسن روایۃ ظاہرۃ یفتی بہ وان لم یصرحوا بتصحیحہ نعم لو صححوا روایۃ اخریٰ من غیر کتب ظاہر الروایۃ یتبع ما صححوہ

ترجمہ...... اور میرا قول ''او ظاہر الروایہ'' اس کا مطلب یہ ہے کہ وہ مسائل جو محمد بن الحسن سے ''روایت ظاہرہ'' کے طور پر روایت کئے گئے ہیں انھیں پر فتویٰ دیا جائے اگر چہ علمائے مذہب نے ان کے ''صحیح ہونے'' کی صراحت نہ کی ہو...... اور اگر ''کتب ظاہر الروایہ'' کے علاوہ کسی دوسری روایت کو علمائے مذہب نے صحیح فرما لیا ہے تو اس پر عمل کیا جائے اور اسی پر فتویٰ دیا جائے۔ **(شرح عقود رسم المفتی ص ۱۶)**

''حضور تاج الشریعہ'' نے اپنے تمام فتاویٰ میں اس بات کا زبردست التزام رکھا ہے...... وہ سب کی سب ''اصول افتاء'' کے آئینہ دار اور ترجمان ہوا کرتے ہیں۔ اس کی وجہ یہ ہے کہ اصول افتاء کے یہ اسرار اور اسی قسم کے دوسرے رموز ''حضور تاج الشریعہ'' کو گھوٹی میں گھول کر پلائے گئے تھے ...... اور اس بابت آپ نے ذاتی طور پر جو کوششیں کی ہیں وہ آپ کی اضافی خوبیاں ہیں......

حضور تاج الشریعہ اور طرز استدلال

اہل علم اس بات کو بخوبی جانتے ہیں کہ ''حضور تاج الشریعہ'' نے اپنے فتاویٰ میں جو باتیں کہی ہیں...... یوں ہی نہیں کہی ہیں بلکہ انہوں نے انھیں دلیلوں سے ثابت بھی کیا ہے کبھی قرآن مقدس کی آیتوں سے ثابت کیا اور کبھی رسول کریم صلی اللہ علیہ وسلم کی احادیث پاک سے...... اور فقہ کی معتبر کتابوں سے بھی دلیلیں پیش کی ہیں...... دلائل پیش کرنے کے لئے ''طرز استدلال'' کا التزام ضروری ہوا کرتا ہے جب تک طرز استدلال کی خوبیاں نہیں پائی جاتی ہیں اس وقت تک تقریب تام نہیں ہوتی ہے...... طرز استدلال کے مضمون پر جداگانہ کتابیں لکھی گئی ہیں...... فقہ شافعی میں الگ کتابیں ہیں اور فقہ حنفی میں کتابیں لکھی گئی ہیں اس کے علاوہ فقہ حنبلی میں اور فقہ مالکی میں بھی کتابیں تصنیف کی گئیں ہیں ...... جنھیں ہم اصول فقہ کا نام دیتے ہیں...... اس فن کو پڑھنے اور اس میں مہارت حاصل کرنے کے بعد

طرز استدلال کی تمام نوعیت سمجھ میں آجاتی ہے......"حضور تاج الشریعہ" کو اس فن میں بھی کمال حاصل تھا ......اس لئے ان کے فتاوے میں طرز استدلال کا جوش وخروش دیکھنے کو ملتا ہے......طرز استدلال میں کمال درس وتدریس سے بھی حاصل ہوتا ہے اور کتب فقہ کا مطالعہ کرنے سے بھی حاصل ہوا کرتا ہے ......حضور تاج الشریعہ نے ان دونوں ذرائع سے خوب خوب استفادہ کیا ہے اور اسے اپنے فتاویٰ میں برتا بھی ہے......یوں تو استدلال کی مختلف نوعیں ہیں عام، خاص، مطلق، مئوول، مقید، مشترک نص، ظاہر، مشکل، محکم، عبارۃ النص، اشارۃ النص، اقتضاء النص، صیغہ امر، صیغہ نہی وغیرہ۔ اس کے علاوہ ضرورت و حاجت زینت اور اسباب ستر وغیرہ بھی استدلال کی نوعیں ہیں......کس مقام پر کس نوع سے کام لیا گیا ہے اس کا اندازہ ان کے فتاویٰ کا مطالعہ کرنے ہی سے ہو سکتا ہے......

اور جب کتابوں کے حوالے کی بات آتی ہے تو آپ اس قدر حوالے دیتے ہیں کہ عقلیں دنگ رہ جاتی ہیں...... مسلسل سفر میں رہنے کے باوجود فقہی کتابوں کا مطالعہ کرنے کا التزام......اور بہت ساری جزئیات فرعیات کا یاد رکھنا یقینی طور پہ حیرت انگیز ہے......

کار افتاء کے تعلق سے جو کچھ بھی پیش کیا گیا یہ میری ناقص معلومات پر مبنی ہے......اس جہاں میں اور خود ہماری جماعت میں ایسے بہت سے اہل قلم حضرات ہیں جو اس موضوع پر بہتر لکھ سکتے ہیں ......ایسوں سے میں گزارش کرتا ہوں کہ وہ میدان میں اتریں اور لکھیں تاکہ خراج عقیدت کا ایک معیار بن جائے......اس کے اور بہت گوشے ہیں جن سے اب تک نقاب کشائی بھی نہیں کی گئی ہے......

میں دعا کرتا ہوں کہ پروردگار عالم حضور تاج الشریعہ کی تربت پاک پر رحمت ونور کی برسات کرے اور ان کے وسیلے سے دو چار قطرے ہم جیسے بے علموں کو نصیب ہو جائے......اور ہماری قسمت کا ستارہ بھی بلند ہو جائے......آمین۔ آمین ثم آمین

محمد شمشاد حسین رضوی

صدر مدرس مدرسہ شمس العلوم گھنٹہ گھر بدایوں

۳۰ ذوالقعدہ ۱۴۳۹ھ ۱۳ / اگست ۲۰۱۸ء

مولانا محمد رحمت اللہ صدیقی

حضور تاج الشریعہ اوران کے معاصرین

اہل اسلام عموماً اور جماعت اہلسنت کے ذوی علم، ذوی شعور اور فقہ وافتاء سے وابستہ فرد و شخصیات خصوصاً وارث علوم اعلیٰ حضرت، مظہر حضور حجۃ الاسلام، جانشین حضور مفتی اعظم حضور تاج الشریعہ حضرت مولانا مفتی شاہ اختر رضا خاں ازہری صاحب قبلہ کو تاج الشریعہ کے لقب سے یاد کرتی ہیں۔ اس لقب پر علمائے ہند و پاک کا اتفاق ہے۔ اس لئے اس کی حیثیت اجماعی ہے۔ عوام وخواص میں اس کی مقبولیت کا یہ عالم ہے کہ جلسوں، کانفرنسوں اور مذہبی تقریبات میں ؏

"ہمی ہستی فخر یہ ہے تاج الشریعہ تاج الشریعہ"

کے نعرے بکثرت لگتے ہیں جب تک یہ نعرے بلند نہیں ہوتے بیتاب عقیدتوں کو سکون نہیں ملتا۔ جب یہ نعرے بلند ہوتے ہیں تو حاضرین وسامعین کے جنون عشق میں اضافہ ہو جاتا ہے۔ یہ نعرے ان کی موجودگی میں بھی لگتے ہیں اور غیر موجودگی میں بھی لگتے ہیں۔ جنون عشق سے اندازہ ہوتا ہے کہ تاج الشریعہ کے لقب کی آپ کی ذات اہل ہے۔ یہ لقب آپ سے پہلے بھی بعض شخصیات کو دیا گیا ہے۔ نا اہل کو عقیدت بیجا کے زیر اثر کوئی لقب ملتا ہے تو اس میں دیر پائی نہیں ہوتی اور اہل کو ملتا ہے تو کبھی کبھی وہ لقب علم کی حیثیت اختیار کر لیتا ہے۔ تاج الشریعہ اب علم کی حیثیت اختیار کر چکا ہے جب بھی تاج الشریعہ بولا جاتا ہے تو اس سے پوری اسلامی دنیا میں صرف آپ کی ذات مراد لی جاتی ہے۔ اعلیٰ حضرت، حجۃ الاسلام، مفتی اعظم اور محدث اعظم یہ سارے القاب علم کی حیثیت اختیار کر چکے ہیں۔ آج القاب بہت ارزاں ہو چکے ہیں۔ ماضی میں اتنے ارزاں نہ تھے۔ تاج الشریعہ کے لقب میں بڑی معنویت ہے۔ اس لقب سے شخصیت کی پورے طور پر ترجمانی ہوتی ہے۔

تاج الشریعہ اور اس کا مفہوم:

تاج الشریعہ کا مفہوم لغوی اعتبار سے "شریعت کا تاج" ہے لیکن اصطلاحی وشرعی اعتبار سے اس کے دائرے میں بڑی وسعت وگیرائی ہے" ہماری جامعات اور مدارس کا دستور ہے کہ جب کوئی طالب علم دورۂ حدیث مکمل کر لیتا ہے تو اس کے سر پر علم کا تاج رکھا جاتا ہے کسی کے سر پر حفظ کا تاج رکھا جاتا ہے اور کسی کے سر پر قرأت کا تاج سجایا جاتا ہے اس کا مطلب یہی ہے کہ جب کوئی علم کی تکمیل کے مرحلوں کو عبور کرتا ہے تبھی علم کا تاج اس کو دیا جاتا ہے ٹھیک اسی طرح "حضور تاج الشریعہ" کو بھی "شریعت کا تاج" اس وقت دیا گیا جب انہوں نے شریعت کے تمام تقاضوں کو پورا کیا یہ تقاضے کئی مرحلوں میں طے ہوئے۔

پہلا مرحلہ

اس کا پہلا مرحلہ یہ ہے کہ "حضور مفتی اعظم ہند" نے "حضور تاج الشریعہ" کو اپنا "معتمد علیہ" قرار دیا اور یہ اعلان فرمایا کہ ان کی بات میری بات ہوگی اور جو میری بات ہوگی وہی ان کی بات ہوگی اس بات میں کوئی شک نہیں کہ "مرشد اعظم، عارف باللہ اور عالم حق آگاہ" کی نگاہ بڑی دوررس نگاہ تھی یہی سبب ہے کہ آپ ساحل پر کھڑے ہو کر پاتال کی خبر رکھا کرتے تھے اور چہرہ کو دیکھ کر قلب ونظر میں اٹھنے والے مدوجزر کو بھانپ لیا کرتے تھے اور شخصیت میں پنہاں بہت سی خوبیوں کو جان لیا کرتے تھے اسی لئے آپ نے "حضور تاج الشریعہ" کو اپنا "معتمد علیہ" بنایا یہ فیصلہ برمحل بھی تھا اور برحق بھی دنیا نے اپنی آنکھوں سے دیکھا کہ حضور تاج الشریعہ نے اپنے کسی قول یا فعل سے اپنے نانا جان حضور مفتی اعظم ہند کے اعتماد کو ٹھیس نہ پہنچنے دی آپ نے وہی کہا اور وہی کیا جس میں حضور مفتی اعظم کی مرضی ہوا کرتی تھی ان کی حیات ظاہری میں بھی آپ کا یہی رویہ رہا بعد وصال بھی اسی پر ثابت قدم رہے اور وصال سے اب تک آپ اسی پر قائم ہیں ورنہ زمانے کا یہ دستور ہے کہ جس طرح موسم بدلتا رہتا ہے ٹھیک اسی طرح اہل زمانہ بھی بدل جایا کرتے ہیں کبھی صبح تو کبھی شام، کبھی رات تو کبھی دن یہی وہ زمانہ ہے جو کبھی اجالوں میں نہاتا ہے اور کبھی ایسا بھی ہوتا ہے کہ تاریکیوں میں اپنا منھ چھپا لیتا ہے مگر صحیح معنی میں جب کوئی عالم ہوتا ہے محقق اور دانشور ہوتا ہے۔ تو اس کے رویوں میں سوئی کی نوک

کے برابر بھی کوئی فرق نہیں آتا ہے۔

دوسرا مرحلہ

دوسرا مرحلہ اس وقت سے شروع ہوتا ہے۔ جب آفتاب شریعت، ماہتاب ولایت شبیہ غوث اعظم حضور مفتی اعظم ہماری نگاہوں سے روپوش ہو جاتے ہیں اس لئے ضرورت تھی ایک ایسی ذات کی جو مریدین کے رستے زخموں کی مرہم پٹی کرے، جو پریشان حال لوگوں کے سروں پر تسلی کا ہاتھ رکھ دے اور خوابیدہ جذبوں کو پھر سے بیدار کر دے ارباب حل و عقد سر جوڑ کر بیٹھے کہ اب ایسا کون ہو سکتا ہے؟ جو ان کی یادوں کو تازہ کر دے، ان کے خوابوں کو تعبیر سے ہمکنار کر دے ان کی نگاہ جس ذات گرامی پر پڑتی ہے وہ کسی اور کی ذات نہ تھی بلکہ ہمارے ممدوح یعنی حضور تاج الشریعہ کی ذات تھی اسی لئے "حضور برہان ملت اور حضور احسن العلماء علیہما الرحمۃ والرضوان" نے "حضور تاج الشریعہ کو "قائم مقام جا لا فتا سرکار مفتی اعظم" قرار دیا اور عیدین کی امامت بھی آپ کے سپرد فرمادی۔

تیسرا مرحلہ

علماء اہلسنت اس بات سے خوب اچھی طرح واقف ہیں کہ "حضور تاج الشریعہ" نے حضور مفتی اعظم کی جانشینی کا پورا پورا حق ادا فرمایا کسی بھی مقام پر "حضور مفتی اعظم ہند" کے چاہنے والوں کو مایوس نہ ہونے دیا جب جب اور جہاں جہاں ان کی قیادت و رہنمائی کی ضرورت محسوس ہوئی آپ نے اسے بخوبی انجام دیا علم کے میدان میں فکر کی جولان گاہ میں تنقید کی وادیوں میں دعوت و تبلیغ کے تپتے ہوئے صحراؤں میں سفر کرنے کی ضرورت پڑی تو آپ سب سے آگے نظر آئے جب علمی، فکری اور تہذیبی تعاقب کے میدان میں اترے تو اپنے سامنے کسی کو بھی دم لینے کی مہلت نہ دی اور جب تلاش و جستجو تحقیق و تدقیق کے میدان میں اترے تو عالمی برادری سے اپنا لوہا منوا لیا، رشد و ہدایت کا معاملہ آیا تو آپ نے سب کو پیچھے چھوڑ دیا اور اس میدان میں بھی آپ بلندیوں پر فائز نظر آئے اس دور میں پیروں کی کمی نہیں ہے ایسی قدر اور اس قدر بہت سے پیر ہیں ۔ ان میں اکثریت کا شریعت سے برائے نام رشتہ ہے وہ شریعت پر طریقت کو ترجیح دیتے ہیں اور جب ان سے سوال ہوتا ہے تو جواب دیتے ہیں کہ ہم اہل طریقت ہیں یہی وجہ ہے کہ اب خانقاہوں سے اعتماد

اٹھتا جارہا ہے۔ طریقت شریعت سے الگ کوئی چیز نہیں ہے جو طریقت شریعت سے الگ ہو وہ زندقہ ہے۔ اعلیٰ حضرت امام احمد رضا قادری بر کاتی قدس سرہ نے اس عنوان پر بڑی نفیس گفتگو کی ہے۔ اہل شریعت خصوصاً نام نہاد اہل طریقت کے لئے اعلیٰ حضرت کی گفتگو چراغ منزل کی حیثیت رکھتی ہے۔ اعلیٰ حضرت کا رسالہ "شریعت وطریقت" کے عنوان سے شائع ہو چکا ہے اور مارکیٹ میں دستیاب ہے۔ حضور تاج الشریعہ کی ذات اعلیٰ حضرت کے رسالہ "شریعت وطریقت" کے عین مطابق ہے۔

مذکورہ مراحل سے گزرنے کے بعد ہی آپ کو "تاج الشریعہ" کہا گیا اس لقب کو بھی قدرت نے بہت بلندی عطا کی ہے اس لئے عوام وخواص کی زبان پر یہ لقب مثل وظیفہ رقصاں ہے بستی بستی قریہ قریہ "تاج الشریعہ" "تاج الشریعہ"۔

تاج الشریعہ کون ہوتا ہے.......

- "تاج الشریعہ" وہ ہوتا ہے جو علم کا پر جوش سمندر ہو۔
- "تاج الشریعہ" وہ ہوتا ہے جو فکر وتحقیق ہو، درک وادراک اور شعور واحساس کا باغ و بہار ہو۔
- "تاج الشریعہ" وہ ہوتا ہے جو لفظ وتحقیق کے دروبست کا ماہر ہو۔
- "تاج الشریعہ" وہ ہوتا ہے۔ جو فقہ وافتا میں اپنا جواب نہیں رکھتا ہو۔
- "تاج الشریعہ" وہ ہوتا ہے۔ جو تنقید وتعاقب میں لاثانی ہو۔
- "تاج الشریعہ" وہ ہوتا ہے جس کے ہاتھوں میں رشد وہدایت کا علم ہو۔
- "تاج الشریعہ" وہ ہوتا ہے جو قبولیت عامہ کے شرف سے مشرف ہو۔
- "تاج الشریعہ" وہ ہوتا ہے جو قیادت کی توانائیوں سے بھرپور ہو۔
- "تاج الشریعہ" وہ ہوتا ہے جو خوف وخطر سے دور ہو۔
- "تاج الشریعہ" وہ ہوتا ہے۔ جو احقاق حق اور ابطال باطل میں کسی مصلحت کا شکار نہ ہو۔
- "تاج الشریعہ" وہ ہوتا ہے جو معقولات ومنقولات میں درک تام رکھتا ہو۔
- "تاج الشریعہ" وہ ہوتا ہے جو ہزار مخالفتوں کے ہجوم میں استقامت وثبات قدمی کا جبل راسخ ہو۔

- "تاج الشریعہ" وہ ہوتا ہے جو طوفانوں کی زد پر رشد و ہدایت کی شمع فروزاں کرے۔
- "تاج الشریعہ" وہ ہوتا ہے جو لامذہبیت کی ظلمت کا سینہ چاک کرے۔
- "تاج الشریعہ" وہ ہوتا ہے جو اپنے پیش رو مجددین کے افکار و خیالات کو حیات تازہ عطا کرے۔
- "تاج الشریعہ" وہ ہوتا ہے جو زمانہ کے بدلتے ہوئے مزاج کو صحیح سمت دکھائے۔
- "تاج الشریعہ" وہ ہوتا ہے جس کے پاس زمانہ کے اٹھتے ہوئے ہر سوال کا جواب موجود ہو۔
- "تاج الشریعہ" وہ ہوتا ہے جس کا ہر ایک جواب شریعت کی ترجمانی کا حق ادا کرے۔
- "تاج الشریعہ" وہ ہوتا ہے جو وقت کی رفتار پر عقابی نگاہ رکھے۔

مذکورہ اوصاف کی اس وقت اگر کوئی شخصیت جامع ہے تو وہ حضور تاج الشریعہ کی ذات ستودہ صفات ہے جبھی لئے اہل علم انھیں "تاج الشریعہ" کے لقب سے یاد کرتے ہیں آج زمانہ کہاں جارہا ہے؟ اس کی سوچ کیا نہج جارہی ہے؟ نوجوان علماء کے قدموں میں کیا لغزشات ہورہی ہیں؟ اسے بتانے کی ضرورت نہیں ہے۔ ایسے حالات میں اگر کوئی ذات گرامی حق و صداقت اور رشد و ہدایت کا روشن مینارہ بن کر کھڑی ہے تو وہ "حضرت تاج الشریعہ" کی ذات والا صفات ہے۔ انہوں نے اپنے عمل سے یہ ثابت کردیا ہے کہ رضا کا نور نظر لخت جگر رضا کا نمونہ ہے اس بات میں کوئی ترددنہیں کہ ظلمتوں کے تار و پود کو بکھیر دینے کا ہنر "حضور تاج الشریعہ" کو حاصل ہے طوفانوں سے کس طرح مقابلہ کیا جاتا ہے؟ آندھیوں کی زد پر حق و صداقت کا چراغ کیسے جلایا جاتا ہے اس سے حضور تاج الشریعہ خوب اچھی طرح واقف ہیں۔ میں سلام پیش کرتا ہوں۔ حضور تاج الشریعہ کی ذات قدسی صفات کو آپ عصر حاضر میں اپنے علم و عرفان اور عشق خداداد سے تاریک دلوں کو روشن و منور کررہے ہیں۔ آپ کے ارشادو فرمودات سے دلوں کی زمین کو شادابی مل رہی ہے اور بے چین نگاہوں کو تسکین کا غازہ مل رہا ہے۔

جب کوئی بات کسی سے سنی ہوئی ہوتی ہے تو اس کے بارے میں کسی کو شک ہوسکتا ہے تردد ہوسکتا ہے اور کوئی یہ بھی کہہ سکتا ہے کہ میں کسی سنی ہوئی بات پر کس طرح یقین کرلوں؟ یہ مجھ سے نہیں ہو پائے گا ہاں جب میری آنکھیں دیکھ لیں گی اور اس ذات گرامی کے رخ زیبا کے دیدار سے مشرف ہو جائیں گی تب کوئی فیصلہ کیا جائے گا۔ اس بارے میں ہمارے اکابر کا یہ مقولہ بھی ہے

"شنیدہ کے بود مانند دیدہ" کہ سنی ہوئی بات دیکھی ہوئی بات کی مانند نہیں ہوتی ہے ایسے ہی لوگوں سے میرا کہنا ہے کہ ہر بات دیکھ کر نہیں مانی جاتی ہے بلکہ کبھی ایسا بھی ہوتا ہے کہ دیکھے بغیر بھی مان لی جاتی ہے جب کوئی خبر بار بار آتی ہے اور اس حد تک آتی ہے کہ حد تواتر کو پار کر جاتی ہے تو اس وقت دیکھ کر ماننے کی بات کرنا حماقت سے کم نہیں ہے ہم نے امریکہ نہیں دیکھا ہے مگر اس بات کا یقین ہے کہ امریکہ دنیا میں موجود ہے ٹھیک اسی طرح ہم نے "حضور تاج الشریعہ" کے تعلق سے جو بھی باتیں پیش کی ہیں وہ سب کی سب دیکھی ہوئی ہیں یا پھر دیکھنے والوں میں سے کچھ افراد نے اس حد تک بتلائی ہے جس کی وجہ سے بات حد تواتر تک پہنچ گئی ہے اس لئے "تاج الشریعہ" کے اوصاف و کمالات کے ماننے میں کسی طرح کا کسی کو تامل نہ ہونا چاہیے۔

معاصرین کا معنی ومفہوم

یہ عنوان بڑا اہم اور وسیع عنوان ہے محققین علماء نے اپنی کتابوں میں کسی اعلیٰ شخصیت کے معاصرین کا ذکر تو کیا ہے۔ لیکن انہوں نے یہ نہیں بتلایا ہے کہ معاصرین کے معنی، اس کے دائرے اور اس کی وسعت کیا ہے۔

معاصرین "معاصر" کی جمع ہے اور یہ "باب مفاعلت" سے تعلق رکھتا ہے یہ اسم فاعل ہے اور اس کا مادہ (ع+ص+ر=عصر) ہے اس کا مفہوم عام طور پر "ہم زمانہ" بتایا گیا ہے کیوں کہ اس معنی میں بڑی وسعت وکشادگی پائی جاتی ہے اسی لئے اس معنی کا سہارا لیتے ہوئے ہمارے بعض افراد نے جب بھی معاصرین کا ذکر کیا ہے ان میں موافقین کے ساتھ ساتھ مخالفین کا بھی ذکر کیا ہے۔ اس تعلق سے بکثرت نظیریں پیش کی جا سکتی ہیں جب کہ ایسا کرنا عنوان اور شخصیت دونوں کے مزاج کے خلاف ہے اس مقام پر معاصر ماخوذ ہے "عاصر فلانا" سے اس کی وضاحت کرتے ہوئے صاحب "المعجم الوسیط" فرماتے ہیں: من عاش معہ فی عصر واحد یعنی معاصر وہ ہوا کرتا ہے جو ممدوح کے ساتھ ایک ہی زمانہ میں زندگی بسر کرے۔

"معاصر" کی تشریح

معاصر کی توضیح میں صاحب "**المعجم الوسیط**" نے لفظ "معہ" کا استعمال کیا ہے جس سے"

معیت'' سمجھ میں آتی ہے۔ اب سوال یہ پیدا ہوتا ہے کہ ''معیت'' سے کس کی ''معیت'' مراد ہے؟ زید، عمر، بکر کی؟ یا پھر ایرے غیرے کی ''معیت'' مراد ہے؟ ایسا ہرگز نہیں ہے! بلکہ یہاں ''معیت'' سے اس ذات گرامی کی ''معیت'' مراد ہے جس کے معاصرین کا آپ ذکر کرنا چاہتے ہیں میں اپنے اس مقالہ میں ''حضور تاج الشریعہ'' کے معاصرین کا ذکر کرنا چاہتا ہوں..... تو ظاہری بات ہے کہ ''معاصرین'' کے زمرہ میں انہیں افراد و اشخاص کو شامل کیا جاسکتا ہے جنہوں نے حضرت گرامی کی ''معیت'' اختیار کی ہے اس کے علاوہ کسی ایسے فرد کا ذکر جو معیت سے دور ہو مناسب نہ ہوگا مجھے افسوس ہوتا ہے ان افراد پر جنہوں نے ''معاصرین'' کی فہرست میں غیروں کا ذکر کر کے ماحول کو کشیدہ کر دیا ہے اور علمی فکری اور ادبی فضا میں تکدر پیدا کر دیا ہے یہ تو ایسا ہی ہوا جیسے کسی نے صاف وشفاف پانی میں شراب کی ایک دو بوند ڈال دی ہو یا اس کی مثال ایسی ہے جیسے کسی پر کیف اور پر نور فضا میں بدبودار گندھک گھول دیا ہو اس لئے میں نے مناسب تصور کیا کہ معاصرین کے تعلق سے پوری بحث کر لی جائے تاکہ معاملہ صاف ہو جائے اور یہ بات کھل کر سامنے آجائے کہ وہ کون لوگ ہو سکتے ہیں جو معاصر بننے کی صلاحیت رکھتے ہیں اس کی ایک مختصر بحث ذیل میں ملاحظہ کریں۔

معیت اور اس کے اقسام:

اس مقام پر ''معیت'' سے وہ مفہوم مراد ہے جو صاحب ''**المعجم الوسیط**'' کی عبارت میں موجود لفظ ''معہ'' سے متبادر ہوتا ہے اس کا مطلب کسی ممدوح کے ساتھ کسی کا رہنا ہے جسے اہل علم ''معیت::'' سے تعبیر کیا کرتے ہیں معیت کی دو قسمیں ہیں:

معیت حقیقی اور معیت حکمی:

معیت حقیقی اس ''معیت'' کو کہا جاتا ہے۔ جب کوئی انسان کسی کے ساتھ رہتا ہے کبھی ''معیت'' ایک خادم کو مخدوم کے ساتھ رہنے سے حاصل ہوتی ہے اور کبھی اس وقت حاصل ہوتی ہے جب کوئی انسان کسی کے ساتھ رازدار یعنی سکریٹری بن کر رہتا ہے دور حاضر میں جو بڑے لوگ ہیں ان کے ساتھ کوئی خادم ضرور رہتا ہے اور کوئی ہم راز بھی ہوتا ہے ہم راز کے لئے ضروری نہیں کہ وہ ہر وقت اس کے ساتھ رہے یہ معیت وقتوں کے ساتھ محدود ہوا کرتی ہے کبھی یہ سلسلہ دراز ہو جاتا ہے اور کبھی

مقدار اور کبھی ایسا بھی وقت آتا ہے کہ یہ "معیت" تھوڑے ہی دنوں میں سمٹ جاتی ہے اور اس کا سلسلہ آگے نہیں بڑھتا ہے۔

معیت حکمی یا اعتباری یہ "معیت حقیقی" کے بالکل برعکس ہے اور اس سے مراد ایسی "معیت" ہے جسے عام طور پر لوگ معیت کا نام نہیں دیتے اس معیت کی بھی چند صورتیں ہیں جو ترتیب وار ذیل میں ذکر کی جارہی ہیں۔

معیت فی المعاصرہ

یعنی معاصر وہ ہوتا ہے جو ممدوح کے عقائد واصول اور نظریات سے اتفاق کرتا ہو اگر ممدوح سنی صحیح العقیدہ ہے اور مذہب اہلسنت وجماعت پر یقین رکھتا ہے تو یہ بات بھی ضروری ہے کہ اس کے معاصرین بھی ایسے ہی لوگ ہوں۔ جیسا کہ ہمارا ممدوح ہے معاصرین میں نہ کوئی بدعتی شامل ہو سکتا ہے اور نہ ہی اہل ہوا وہوس میں سے کوئی فرد جہاں تک کسی کافر ومرتد کی بات ہے۔ انھیں تو کسی بھی صورت میں معاصرین کی صف میں شامل کرنے کی اجازت ہی نہیں بلکہ اس بارے میں سوچنا بھی نہیں چاہیے اعتقادیات میں ہمارے دو امام ہیں امام ابو المنصور ماتریدی اور امام ابو الحسن اشعری حنفی المذہب کے پیروکار ماتریدی ہیں اور شافعی المذہب سے تعلق رکھنے والے اشعری ہیں۔

معیت فی المذہب

چونکہ ہمارے ممدوح یعنی "حضور تاج الشریعہ" مذہب امام اعظم رضی اللہ تعالیٰ عنہ کے پیروکار ہیں خود اعلیٰ حضرت اور حضور مفتی اعظم ہند رضی اللہ تعالیٰ عنہما حنفی المذہب تھے۔ ہندوستان کے زیادہ تر علماء، فضلاء اور مفکرین حنفی ہیں جو افراد اس معیت سے مشرف ہیں معاصرین کی صف میں شامل ہو سکتے ہیں۔

معیت فی المسلک

اہل سنت وجماعت حق ہے باقی وہ تمام جماعتیں جو فکری اعتقادی اور نظریاتی اعتبار سے جماعت اہلسنت سے نکل چکی ہیں باطل ہیں۔ اہلسنت وجماعت کا شناختی نشان ہر زمانے میں بدلتا رہا ہے۔ کبھی اہلسنت وجماعت کا نشان امتیاز اشعری وماتریدی تھا اور عصر حاضر میں اہل سنت

کا امتیازی وشناختی نشان مسلک اعلیٰ حضرت ہے۔ حضور تاج الشریعہ کے معاصرین میں وہی حضرات شامل ہو سکتے ہیں جو مسلک اعلیٰ حضرت سے کلی طور پر اتفاق رکھتے ہوں۔

معیت فی الاستعداد

کسی کو معاصرین کی صف میں شمار کرنے سے پہلے اس بات کا ضرور خیال رکھا جائے کہ اس کی علمی، فکری اور فقہی استعداد کیا ہے اور تحقیق وتدقیق کے میدان میں اس کا معیار کیا ہے۔

معاصرین کے مدارج

"معیت حقیقی" کا دائرہ محدود ہوتا ہے اور جس فرد کو بھی یہ "معیت" حاصل ہوتی ہے اس کی بنیاد عقیدت پر قائم ہوتی ہے یا خدمت پر یا جذبہ ایثار پر اس لئے معاصرین میں ایسے فرد کو شامل کرنا مناسب نہیں جو مذکورہ اوصاف کے حامل نہ ہوں۔ معیت حکمی کا دائرہ وسیع اور بہت زیادہ کشادہ ہوتا ہے جو علم وفکر، شعور وادراک، غور وتدبر اور تحقیق وتلاش کا تقاضا کرتا ہے۔

مذکورہ بالا خصوصیات کا جو فرد حامل ہوگا وہی معاصرین کی صف میں شامل ہو سکتا مگر ان میں بھی مدارج ہیں کوئی قریب ہوتا ہے تو کوئی قریب تر، کوئی بعید ہوتا ہے تو کوئی بعید تر اس طرح کا فرق مراتب ہر قسم کی معیت میں پایا جاتا ہے اس لئے اس کا پاس ولحاظ رکھنا بہت زیادہ ضروری ہوتا ہے کون کس قدر اس کا لحاظ کرتا ہے اور کون نہیں کرتا ہے اس کی جانکاری بہت بعد میں حاصل ہوتی ہے اور اس وقت ہوتی ہے جب تک انتخابی عمل اپنے انجام کو پہنچ جاتا ہے۔

معاصرین کا تذکرہ کرتے وقت یہ بات ذہن کے حاشیے میں رہے کہ ہمارا ممدوح کون ہے؟ اور اس کی عالمانہ، فاضلانہ، فقیہانہ اور محدثانہ شان وشوکت کیا ہے؟ اور یہ بات بھی ذہن میں رہے کہ اہل فکر وشعور کے درمیان اس کی حیثیت کیا ہے؟ نیز عوام میں اس کی شہرت ومقبولیت کا گراف کیا ہے۔ جب یہ ساری باتیں ذہن میں محفوظ ہوں گی تو انتخابی عمل میں سہولت ہوگی۔

حضور تاج الشریعہ کے معاصرین کی صف میں کون لوگ آسکتے ہیں؟

یہ بات سب کو معلوم ہے کہ حضور تاج الشریعہ کون ہیں اور ان کی علمی، فکری اور فقہی صلاحیت کیا

ہے۔ مجھے اس بات کے اعتراف میں کوئی خوف نہیں کہ دورِ حاضر میں علمائے اہلسنت کے مابین اولیت اور اولویت کا سہرا آپ ہی کے سر پر زیب دیتا ہے اور شہرت و مقبولیت کے اعتبار سے بھی اعلیٰ رتبہ صرف اور صرف آپ ہی کو حاصل ہے کوئی بزبانِ خود بڑا نہیں ہوتا ہے بلکہ بڑا وہ ہوتا ہے جسے سارا جہاں بڑا کہے۔

کیا اس شخص کو معاصر کا درجہ دیا جاسکتا ہے جو کھنکتے سکوں کی بنیاد پر کبھی سیاست کے گلیاروں میں کسی لیلیٰ وقت کی تلاش میں سرگرداں نظر آتا ہے اور جب ٹی وی کی اسکرین پر نظر آتا ہے تو اپنے آپ کو سب سے بڑا تصور کرتا ہے فرقہ پرستی کے خاتمہ کے لئے DG ہے جو خود ایک فرقہ بن کر ابھر آتا ہے یہ تو ایسا ہی ہوا جیسے کوئی راستہ چلتے چلتے اپنے مقصد کو بھول جائے ایسے لوگوں کا معاصر کی صف میں شامل ہونا تو بڑی چیز ہے وہ اس کے قرب کی بھی اہلیت نہیں رکھتا۔

کیا ایسا شخص معاصر کی صف میں آسکتا ہے جو حرم کی پاسبانی کا دعویٰ تو کرتا ہے مگر اپنے قول وعمل سے صاحب حرم کی مخالفت بھی کرتا ہے۔ کیا ایسا شخص اس شخصیت کا معاصر بن سکتا ہے جس کی کتاب حیات کا ہر ورق چاندی کی چاندنی کی طرح صاف وشفاف ہو۔ ٹی وی کا حریف بننا بہت آسان ہے مگر جادۂ استقامت کا مخلص مسافر بننا بہت مشکل ہے۔ خواب دیکھنا اور خوابوں کے محلات بنانا تو بہت آسان ہے مگر دین وشریعت کی راہ میں آبلہ پائی کرنا بہت مشکل ہے۔ بعض لوگ روز اپنے آنگن میں خوابوں کی بارات اتارتے ہیں۔ ان کے خوابوں کی کثرت نے خوابوں کے تقدس کو ختم کردیا ہے۔ کیا بکثرت خواب دیکھنے والے، خوابوں کے محلات تعمیر کرنے والے اور اپنے قول وعمل سے دین کی پاکیزگی کو پامال کرنے والے حضور تاج الشریعہ کے معاصر بن سکتے ہیں۔ معاصر بننے کے لئے اہلیت شرط ہے۔

ایسا شخص بھی معاصر کی صف میں نہیں آسکتا ہے جو بھی سچائی تحریر کو سلام کرنے کا عادی ہو اگر کوئی صاحب علم اس قسم کا رویہ اختیار کرتا ہے تو میں سمجھتا ہوں کہ وہ اپنے علم کے تقاضوں کو پورا نہیں کررہا ہے بلکہ وہ علم کے تقاضوں کو پامال کررہا ہے۔

حضور تاج الشریعہ کے مذکورہ بالا تمام اسباب وعلامات کی بنیاد پر میں اس نتیجہ پر پہنچا ہوں کہ حضور

تاج الشریعہ کا معاصر بننے کا وہ شخص اہل ہے جو علم وعمل، عشق وعرفان اور زہد وتقویٰ میں ان کا عکس جمیل ہو۔ اس پر حضور تاج الشریعہ کو اعتماد ہو اور اس کی کتاب زندگی کا ورق ورق صاف وشفاف ہو۔ ایسے افراد وشخصیات کی بھی ایک طویل فہرست ہے ذیل میں چند اہم شخصیات کے تذکرے پیش ہیں:

محدث کبیر حضرت علامہ ضیاء المصطفیٰ قادری

''حضور تاج الشریعہ'' کے معاصرین میں سب سے پہلا نام جس ذات گرامی کا آتا ہے وہ ذات محدث کبیر حضرت علامہ ضیاء المصطفیٰ قادری امجدی کی ہے پوری دنیا آپ کو ''محدث کبیر'' کے لقب سے یاد کرتی ہے۔ اس کے علاوہ آپ ''مناظر اہلسنت'' بھی ہیں کسی آدمی کا عالم دین ہونا اور بات ہے مگر دینی، ملی، علمی اور فکری تقاضوں کے اعتبار سے کسی بھی انسان میں ''رکھ رکھاؤ'' کا پایا جانا اور بات ہے ہندوستان کے علاوہ دوسرے ممالک میں بھی علماء فضلاء کی کمی نہیں ہے مگر دوسرے ممالک کے علما کی اکثریت کے جینے اور زندگی برتنے کا جو انداز ہے اس سے اسلام کی شبیہ کو چوٹ لگتی ہے ہمارے پاس دعوے کی بکثرت دلیلیں ہیں ان کی صورت وسیرت دیکھ کر افسوس ہوتا ہے۔ جب ان کے علم نے خود انہیں فائدہ نہیں دیا تو پھر دوسرے افراد ان کی ذات وشخصیت اور علمی وفکری صلاحیتوں سے کس طرح استفادہ کر سکتے ہیں؟ محدث کبیر کی شخصیت ان افراد واشخاص سے الگ ہے ان کی شخصیت اور ان کا ''رکھ رکھاؤ'' خود اس بات کا پتہ دیتا ہے کہ صحیح معنی میں یہ عالم دین ہیں انہیں دیکھ کر قرون اولیٰ نگاہوں میں پھرنے لگتا ہے۔ ان کی خلوت وجلوت میں کوئی فاصلہ نہیں ہے۔ ان کا لباس بھی عالمانہ ہے۔ کوئی کہہ سکتا ہے کہ جناب لباس سے کیا ہوتا ہے؟ میں کہتا ہوں۔ لباس سے بھی بہت کچھ ہوتا ہے۔ ایک مرتبہ ''حضور حافظ ملت علیہ الرحمۃ والرضوان'' بنارس تشریف لے گئے۔ جب آپ جلسہ گاہ میں جانے کے لئے تیار ہو رہے تھے اسی دوران آپ نے ارشاد فرمایا! میرا ''مولانا'' لاؤ وہاں موجود حاضرین اور طلبہ پریشان ہو گئے۔ جب حضرت نے محسوس کیا کہ طلباء نہیں سمجھ پا رہے ہیں تو دوبارہ آپ نے فرمایا: بھائی! شیروانی لاؤ حضرت نے اپنی شیروانی کو ''مولانا'' فرمایا: حضرت کے اس ارشاد سے اندازہ ہوا کہ کسی بھی انسان کو وہی لباس زیب تن کرنا چاہیے جیسی اس کی شخصیت ہو یہ خوبی اپنی تمام تر توانائیوں کے ساتھ حضرت محدث کبیر کی ذات میں

پائی جاتی ہے ایک عالم دین اور فاضل شرع متین جب اپنے سر پر علم کا تاج رکھتا ہے تو اس کی عالمانہ شخصیت ابھر کر سامنے آجاتی ہے اور جب کوئی جاہل و نادان اپنے سر پر بھی تاج زریں رکھتا ہے تو وہ تاج علم اندرون شخصیت کی چغلی کھاتا ہے کہ یہ جیسے دکھتے ہیں ویسے ہیں نہیں۔ یہ جبہ لباس کا مکمل حصہ ہے رکھ رکھاؤ کی شان اور ضرورت ہے لباس کی اہمیت اپنی جگہ مسلم ہے۔

میں سمجھتا ہوں کہ کوئی بھی ذی شعور شخص لباس کی اہمیت سے انکار نہیں کرسکتا ایسی حماقت عقل کا یتیم ہی کرسکتا ہے۔ ویسے ان دنوں احمقوں کی تعداد بڑھتی جارہی ہے۔ لوگ تحقیق کے نام پر ایسی ایسی موشگافیاں کررہے ہیں جس سے عقلیں حیران ہو رہی ہیں اور عوام کا ایک بڑا طبقہ تذبذب کا شکار ہے اسے سمت منزل متعین کرنے میں سخت دشواریوں کا سامنا ہے۔

حضرت محدث کبیر کو معاصر کی صف میں اولیت حاصل ہے۔ اولیت اس لئے حاصل ہے کہ آپ معیت کی خصوصیات کے جامع ہیں۔ آپ کو حضور تاج الشریعہ کے اوصاف وکمالات سے اچھی واقفیت ہے اور آپ کو یہ بھی معلوم ہے کہ فقہ وافتا، تدبر وتفکر اور زہد وتقویٰ میں حضور تاج الشریعہ کا مقام ومرتبہ کیا ہے۔ محدث کبیر خود بھی خوبی وکمالات کے جامع ہیں ان کے اوصاف وکمالات پر اجمالی گفتگو بھی کی جائے تو ایک ضخیم کتاب تیار ہوسکتی ہے۔

آج عالمی پیمانے پر مذہب ومسلک اور قوم وملت کو جن شخصیات پر ناز ہے شہزادہ صدر الشریعہ حضرت علامہ مفتی ضیاء المصطفیٰ امجدی مدظلہ العالی کا شمار انہیں شخصیات میں ہوتا ہے۔ آپ کے علمی قد کا اس بات سے بخوبی اندازہ لگایا جاسکتا ہے کہ عصر حاضر کے بیشتر علما فقہا اور محدثین آپ کے شاگرد ہیں یا شاگردوں کے شاگرد ہیں۔ ماضی قریب کے علما فقہا اور محدثین آپ کے والد ماجد حضور صدر شریعہ کی درس گاہ علم وعرفان کے فیض یافتہ تھے۔ اس اعتبار سے دیکھا جائے تو برصغیر ہند وپاک کی کوئی ایسی درس گاہ نہ ہوگی جس کا شجرۂ علمی حضور محدث کبیر سے نہ ملتا ہو۔ ذاتی طور پر بھی آپ کا علمی مقام ومرتبہ بلند ہے۔ آپ کی شخصیت لائق استناد اور آپ کے شرعی فیصلوں پر جماعتی فیصلوں کا انحصار ہوتا ہے۔ جماعت علما میں آپ فیصل کی حیثیت رکھتے ہیں۔ آپ کی زبان شریعت کی زبان سمجھی جاتی ہے۔ آپ کو تعمیر سے محبت اور تخریب سے شدید نفرت ہے۔ جس کی رگوں میں یزیدی خون اور

جو مروانی ذہن وفکر کا حامل ہوگا وہی آپ کو جماعت اہل سنت کا قائد کبیر کہے گا۔ جہاں آپ کے عقیدت مندوں سے دنیا اٹی پڑی ہے، وہیں آپ کے حاسدین کا بھی ایک حلقہ ہے جس کی اصلیت کا کوئی اتا پتہ نہیں ہے۔

۲ر شوال ۱۳۵۴ھ/ ۲۷ر اکتوبر ۱۹۳۵ء میں آپ کی ولادت ہوئی۔ ابتدائی تعلیم گھر پر حاصل کی۔ بعدہ جامعہ عربیہ ناگپور اور دارالعلوم اشرفیہ مبارک پور سے تعلیم کی تکمیل ہوئی۔ ۱۳۷۷ھ میں مبارک پور سے سند فضیلت و دستار فضیلت حاصل کی۔ فراغت کے بعد مزید دو سال تک صدرا، شمس بازغہ، توضیح، مسلم الثبوت، قاضی مبارک، شرح مواقف اور امور عامہ مع حواشی کا خصوصی طور پر حضور حافظ ملت سے درس لیا۔ آپ کے مشاہیر اساتذہ میں حضور حافظ ملت، حافظ عبدالرؤف بلیاوی، مولانا سلیمان بھاگل پوری، مولانا غلام آسی پیا، مولانا عبدالمصطفیٰ اعظمی اور مولانا غلام جیلانی وغیرہ کے اسما شامل ہیں۔

مدرسہ شمس العلوم گھوسی سے ۱۹۵۹ء میں درس و تدریس کا آغاز کیا۔ مدرسہ صمدیہ پھپھوند، مدرسہ فیض العلوم جمشید پور میں بھی کچھ دنوں تک درس و تدریس کے فرائض انجام دیئے۔ حضرت مولانا حافظ عبدالرؤف بلیاوی علیہ الرحمہ کے انتقال کے بعد ۱۹۷۲ء میں حضور حافظ ملت نے اپنے خصوصی اختیار سے جامعہ اشرفیہ میں درس و تدریس کے لیے طلب فرمایا اور ہمیشہ اپنے ساتھ ہی رکھا اور اپنے خصوصی فیضان سے نوازتے رہے۔ ۱۳۶۸ھ میں حضور مفتی اعظم ہند کے دست حق پرست پر بذریعہ مراسلت بیعت ہوئے۔ حضور مفتی اعظم ہند، حضور مجاہد ملت، حضور مفتی اعظم کانپور اور حضور حافظ ملت وغیرہ سے سند خلافت و اجازت حاصل ہے۔

حضرت محدث کبیر مذہب و مسلک اور ملک و ملت کے حوالے سے ہمیشہ وفادار رہے۔ مسلک اعلیٰ حضرت کے جانثاروں کے سالار اعظم اور پیش رو کی حیثیت سے پوری دنیا میں متعارف ہیں۔ فقیہ اسلام جانشین حضور مفتی اعظم ہند حضرت علامہ مفتی اختر رضا خاں ازہری مدظلہ العالی کے معتمد خاص ہیں۔ آپ کی ذات اور بھی بے شمار خوبیوں کی حامل ہے۔ مسلک اعلیٰ حضرت کی محبت آپ کو ورثے میں ملی ہے۔ آپ کی ذات میں اور بھی بے شمار خوبیاں ہیں عمر کی قریب ۸۵ بہاریں

دیکھیے پھر بھی جسم میں وہی توانائی ہے۔ آواز میں وہی رعب ہے۔ اور جذبات و احساسات میں وہی لطافت ہے۔ اللہ ان کا سایہ دراز سے دراز تر فرمائے آمین۔

حضرت علامہ مفتی عاشق الرحمن صاحب حبیبی

علامہ عاشق الرحمن صاحب قبلہ ایک ایسی شخصیت کا نام ہے جن کی ذات فکر و تدبر، شعور و ادراک تعقل و تخیل، منطق و فلسفہ، علم و حکمت اور بے پناہ صلاحیت و استعداد سے عبارت ہے آپ کا ادبی، فکری اور شعری ذوق بہت بلند ہے اور آپ کی عالمانہ نگاہ کا یہ عالم ہے کہ وہ دور رس بھی ہے اور نکتہ رس بھی باتوں باتوں میں بہت کچھ کہہ دینا آپ کا کمال ہے کئی زبانوں کو نہ صرف جانتے ہیں بلکہ ہر ایک زبان کی ادبی حیثیت اور اس کے مذاق سخن سے بھی آشنا ہیں بڑھاپے کی اس منزل میں بھی نوجوانوں جیسا علمی و ادبی جذبہ رکھتے ہیں...... حضور مجاہد ملت کی آغوش کے پروردہ ہیں حضور مجاہد ملت کو آپ سے اس قدر پیار تھا اور ایسی محبت تھی کہ بعد وصال بھی رہنمائی کو تشریف لاتے ہیں ان کے دل میں جماعت کا درد پایا جاتا ہے انہوں نے اس بات کی پوری پوری کوشش کی کہ جماعتی انتشار کا سد باب ہو مگر افسوس کہ ان کی یہ کوشش کامیاب نہ ہو سکی ان کی علمی، ادبی اور فکری صلاحیتوں کے سبب ہی میں نے انہیں حضور تاج الشریعہ کے معاصرین میں شامل کیا ہے آپ کی شخصیت میں بے پناہ جامعیت، وسعت اور گہرائی ہے۔ آپ کی ذات حوالے کی حیثیت رکھتی ہے اور حضور تاج الشریعہ کی معیت و رفاقت کے نور سے منور ہے۔ خود حضور تاج الشریعہ کو آپ پر بھرپور اعتماد ہے اس لئے آپ کی ذات حضور تاج الشریعہ کے معاصرین میں شامل ہونے کی ہر اعتبار سے اہل ہے۔

حضرت مولانا مفتی سید محمد حسینی اشرفی مصباحی، مانگچہ

حضرت سید حسینی میاں صاحب ایک عظیم خانوادے کے چشم و چراغ ہیں۔ آپ کی ذات خوبی و کمالات کی انجمن ہے۔ علم و فضل، زہد و تقویٰ، خوف و خشیت، احقاق حق و ابطال باطل، نسبی و خاندانی شرافت و نجابت کی بہاریں ہر وقت آپ کے دامن حیات میں مسکراتی نظر آتی ہیں۔ مذہب و مسلک کے خلاف جب بھی کوئی طوفان اٹھا ہے تو آپ سپر کا روان کی شکل میں نظر آئے ہیں۔ آپ نے مخالف کے ہر سوال کا اسی کے انداز میں جواب دیا ہے۔ مسلک اعلیٰ حضرت کے خلاف جو سب سے پہلی آواز

ابھی آپ نے اس آواز کا گلا گھونٹ دیا۔ اس کے شواہد تاریخ نے اپنے سینوں میں محفوظ کر لیا ہے۔ آپ نے ہواؤں کا رخ دیکھ کر کبھی سمت سفر متعین نہیں کیا بلکہ آپ میں ہواؤں کا رخ بدلنے کی بھرپور صلاحیت ہے۔ اعلیٰ حضرت امام احمد رضا قادری برکاتی قدس سرہٗ کی محبت وراثت میں ملی ہے اور یہی محبت آپ کا شناخت نامہ ہے۔ عصر حاضر کا المیہ یہ ہے کہ فتنے روزا ٹھتے ہیں اور دیکھتے ہی دیکھتے جوان ہو جاتے ہیں لیکن ہر فتنہ آپ کے وجود سے خوف زدہ رہتا ہے۔ آپ کا جب قلم اٹھتا ہے تو فتنوں کی نسیں کٹ جاتی ہیں۔ آپ کی کتاب حیات میں فتنوں کی ایک طویل فہرست ہے جن کی آپ نے جڑیں کاٹ ڈالی ہیں۔ آپ کا یہ اعلان عام ہے کہ جو ہمارا نہیں وہ ہمارا نہیں۔ حضور تاج الشریعہ سے بھی آپ کی محبت تقلیدی ہے۔ آپ کے سوانحی خاکے کے حصول کی ہم نے بہت کوشش کی لیکن کامیابی نہیں ملی۔ آپ کی دینی، ملی، علمی اور مسلکی خدمات کا دائرہ بہت وسیع ہے اس کو سمیٹنا اور یکجا کرنا ہر درد مند کی اخلاقی وملی ذمہ داری ہے۔ بہر حال یہ کام ہوگا۔ راقم اس کام کے لئے سنجیدہ ہے۔

حضرت کی شخصیت خصوصیات وامتیازات کی جامع ہے۔ بعض لوگوں کو حضرت کی خصوصیات حلق سے نیچے نہیں اترتیں لیکن وہ دن قریب ہے کہ یہی لوگ حضرت کی عظمتوں کا خطبہ پڑھتے نظر آئیں گے۔ شاعر نے کہا ہے اور سو فیصد سچ کہا ہے کہ ؎

ہوتی ہے زندگی میں کہاں آدمی کی قدر
مرنے کے بعد نام کا جلسہ کریں گے لوگ

حضرت علامہ مفتی شبیر حسن رضوی شیخ الحدیث جامعہ اسلامیہ روناہی

حضور تاج الشریعہ کے معاصرین میں ایک اہم نام حضرت علامہ مفتی شبیر حسن صاحب رضوی کا ہے۔ آپ کی دینی، ملی اور علمی خدمات کا ایک زمانہ معترف ہے۔ آپ کو دیکھ کر اسلاف کی یاد تازہ ہو جاتی ہے۔ آپ کے چشمۂ علم وعرفان سے سیراب ہونے والوں کی ایک طویل فہرست ہے۔ آپ جامعہ اسلامیہ روناہی، کے شیخ الحدیث ہیں اور ایک طویل مدت سے اس منصب پر فائز ہیں۔ حالیہ چند برسوں میں جماعت مخالف جو فتنے اٹھے ہیں آپ نے اپنی زبان اور قلم سے ان کی خوب خوب گوشمالی کی ہے۔ آپ کو خدائے پاک نے بہت ساری خوبیوں سے نوازا ہے۔ ان میں علم وفضل بھی

ہے، فقہ وافتا بھی ہے، زہد وتقویٰ بھی ہے اور حکمت وتدبر بھی ہے۔ فکر اعلیٰ حضرت امام احمد رضا قادری برکاتی قدس سرہٗ کی محبت آپ کی رگوں میں خون بن کر دوڑتی ہے۔ آپ نے ان لوگوں سے کبھی سمجھوتہ نہیں کیا جس کے قول وفعل سے اعلیٰ حضرت یا مسلک اعلیٰ حضرت کی مخالفت کا اظہار ہوتا ہے۔ بلکہ ایسے فراد کو اپنی محفل میں بار یابی کی بھی اجازت نہیں دیتے۔ آپ کے فیض یافتہ فراد میں بھی ہم نے یہ خوبی دیکھی ہے۔ آپ کی درس گاہ سے جو بھی نکلا ہے اعلیٰ حضرت کی محبت لے کر نکلا ہے۔ اعلیٰ حضرت اور بریلی شریف کے ادب واحترام کا یہ عالم ہے کہ بریلی شریف جب بھی حاضر ہوتے ہیں تو اپنے پاؤں سے جوتیاں نکال کر رکھ دیتے ہیں سوال کرنے والوں سے فرماتے ہیں کہ یہاں جوتیاں پہن کر چلنا ادب کے خلاف ہے۔ حضور تاج الشریعہ کی نگاہ میں بھی آپ کی بڑی قدر ومنزلت ہے۔ ''الفردہ شرح قصیدہ بردہ، پر پیش لفظ لکھنے کے لئے حضرت نے آپ ہی کا انتخاف فرمایا۔ آپ کی ذات علم وعمل کا حوالہ ہے۔ آپ ہی جیسی شخصیات سے دین وشریعت کا بھرم قائم ہے۔ رب کائنات آپ کی عمر میں برکتیں عطا فرمائے اور آپ کے علمی فیضان سے ہمیں اور ہماری نسلوں کو مالا مال کرے۔ آمین

قاری عبدالرحمٰن خان قادری
مدرس دارالعلوم مظہر اسلام بریلی شریف

چند حروف کتابِ حیات سے

دورِ حاضر میں تاج الشریعہ کا کوئی جواب نہیں۔ علم و عمل، تصنیف و تالیف، بیعت و ارشاد، تقویٰ و پرہیزگاری، مقبولیت عوام و خواص اور صورت و کردار میں وہ اپنی مثال آپ ہیں۔ علم و فضل، حکمت و دانائی، فتویٰ نویسی، شعر و سخن اور اردو عربی نثر نگاری کو یا کسی بھی لحاظ سے انہیں دیکھئے وہ اپنے اوصاف و کمالات میں اپنے عہد کے یکتا و یگانہ نظر آئیں گے۔ عربی، انگلش اور اردو میں نہایت اہم موضوعات پر انتہائی تحقیقی، مستند اور قابلِ اتباع کتابیں لکھنا آپ ہی کا حق و حصہ ہے۔ فتویٰ نویسی میں احتیاط، دور اندیشی اور شانِ فقاہت کا یہ عالم کہ حضور مفتیٔ اعظم کی یاد تازہ ہو جائے۔ شاعری میں بھی آپ یکتا ئے روزگار ہیں، قادر الکلام اور برجستہ شعر گوئی پر آپ کو ملکہ حاصل ہے یہ وصف تو آپ کا موروثی اور لگاتی ہے۔ چلتے پھرتے نہایت آسانی سے شعر کہنا، اپنے خیالات کو نہایت عمدگی کے ساتھ شاعری کا جامہ پہنانا اور اپنے کلام بلاغت نظام کو محاسن شاعری اور صنعات ادب سے مرصع کرنا آپ کے لئے معمولی کام اور ادنیٰ سا کارنامہ ہے۔ اہل ذوق "سفینۂ بخشش" کا مطالعہ کریں، عشق و ادب، فنی محاسن، واردات قلب اور حسن عروض کے "چمن زار پر بہار" کی فرحت بخش فضاؤں میں سیر کریں گے۔

آپ جس طرف کا رخ کر لیں۔ جس شہر میں گزر ہو جائے، جس علاقے پر قدم رنجہ فرما دیں۔ مسلک اعلیٰ حضرت کی دھوم مچ جائے۔ لوگ پروانہ وار آپ پر فدا ہونے کیلئے تیار ہو جائیں۔ آپ کے رخ زیبا کی ایک جھلک دیکھنے کیلئے عاشقوں کا جم غفیر امنڈ پڑے۔ آپ کی آمد سے پہلے خواہ کتنے ہی چراغ روشن ہوں اس نیر تاباں کے طلوع ہوتے ہی سب ماند پڑ جائیں۔ اور سب اسی کے جلووں میں گم ہو جائیں۔ ؎

ایں سعادت بزور بازو نیست تا نہ بخشد خدائے بخشندہ

آپ کے خلفاء کی تعداد درجنوں میں نہیں بلکہ سیکڑوں میں ہے۔ آپ کے مریدین کی تعداد لاکھوں میں نہیں بلکہ کروڑوں میں ہے۔ وہ پیکر سنیت ہیں۔ تاج بزم رضویت ہیں **"الولد سر لابیہ"** کے تحت اپنے جد کریم اعلیٰ حضرت، حضور حجۃ الاسلام، حضور مفتی اعظم ہند اور جیلانی میاں علیہم الرحمہ کے علوم و معارف کے سچے وارث و عکس جمیل ہیں۔ ان کا علم دیکھ کر ان کے بزرگوں کا علم یاد آجاتا ہے۔ ان کی کتابوں میں حضور مفتی اعظم ہند کی بے مثال فقاہت کا نور جھلکتا نظر آتا ہے۔ ان کے فتاویٰ کمال احتیاط اور تحقیق عمیق میں حضور مفتی اعظم کا آئینہ نظر آتے ہیں۔ وہ جس موضوع پر قلم اٹھاتے ہیں تحقیق کے دریا بہا دیتے ہیں اور کوئی سوال تشنۂ جواب نہیں چھوڑتے۔ معترض کو شافی جواب سے مطمئن کر دینا ہر گوشے پر اپنی شان فقاہت کے پرچم لہرا دینا آپ کا موروثی ملکہ و حق ہے۔ ان کے توسل سے اہل عقیدت اعلیٰ حضرت اور مفتی اعظم کا روحانی فیض حاصل کرتے ہیں ۔ ان کی بہت سی کرامات بھی ان کے حلقۂ ارادت میں مشہور و معروف ہیں۔ ان کے دست حق پرست پر اسلام قبول کرنے والوں کی تعداد بھی خاصی ہے۔ انہوں نے اسلام و سنیت کی تبلیغ کیلئے جتنے ملکوں کے دورے کئے ہیں شاید کسی اور شیخ طریقت نے کئے ہوں۔ دور دراز ملکوں میں سنیت کے جتنے چراغ انہوں نے روشن کئے ہیں شاید کسی نے کئے ہوں۔ بریلی شریف میں دینی درسگاہ جامعۃ الرضا، ہر علاقے میں ان کے باعمل خلفاء، ان کے پسر مسعود حضرت مولانا عسجد رضا خاں قادری اور ہندو بیرون ہند میں سیکڑوں جامعات و مساجد اور دینی ادارے، درجنوں پر تحقیق کتابیں اور ہزاروں ان کے معتبر و مستند فتاویٰ ان کی سچی یادگار ہیں۔ ؎

اسی چراغ سے روشن ہیں بام و در میرے
اسی چراغ کی نورانیت ہے چاروں طرف

اپنے عہد کی بے مثال شخصیت

حضور تاج الشریعہ کے دور میں علماء و فضلاء اور مشائخ و سجادگان تو بہت دیکھے مگر ان جیسا نہیں دیکھا وہ اپنے عہد میں اپنی مثال آپ ہیں۔ عربی زبان و بیان پر مہارت تامہ کے ساتھ ساتھ فارسی اور انگریزی زبانوں پر بھی انہیں کامل عبور حاصل تھا۔ جب انگریزی میں تقریر فرماتے تو انگلش گرامر کی پوری رعایت و پاسداری کا لحاظ رکھتے، انگریزی داں سامعین آپ کی انگریزی میں تقریر سن کر حیرت

زدہ و ششدر رہ جاتے۔ اور جب آپ عربی ادب کا مظاہرہ کرتے یعنی عربی زبان میں بیان فرماتے تو بڑے سے بڑا عربی داں آپ کی زبان و ادب، فصاحت و بلاغت اور لہجے کی شستگی کے سامنے پست نظر آتا۔ عربی نثر نگاری میں بھی آپ کا جواب نہیں اور اس سے بھی بڑی بات یہ ہے کہ عربی ادب میں شاعری کرنا نہایت دشوار مرحلہ ہے مگر آپ عربی شاعری میں بھی کہنہ مشق استاذ نظر آتے ہیں۔ آپ کا عربی کلام پڑھنے اور سمجھنے کے بعد ایسا لگتا ہے کہ جیسے "فنِ عروض" اور ادبی محاسن آپ کے لبوں کا بوسہ لیتے ہوں۔ علماء و مشائخ اور صاحبانِ زبان و ادب تو بہت دیکھے مگر اتنی خوبیوں اور اتنے علوم و فنون کا جامع کہاں؟ جو درسِ حدیث عطا کرے تو بڑے بڑے محدثین اس کی شاگردی پر ناز کریں اور قرآن کی تفسیر بیان کرے تو علوم و معارف کے چشمے ابلتے نظر آئیں۔ جو خاموش بھی رہے تو تبلیغ و ارشاد کے گلشن لہلہا اٹھیں اور مسندِ وعظ و بیان پر متمکن ہو تو لوگ اس کے قدموں پر متاعِ دل قربان کریں۔ اور فصاحت و بلاغت ان کے مقدس لبوں کا بوسہ لے بہت سے لوگوں کی تقاریر سے وہ کام نہیں ہوتا جو ان کی موجودگی اور خاموشی سے انجام پا جاتا ہے۔ بڑے بڑے دانشوران و عقلاء اور اربابِ علم و حکمت آپ کی "ذات والاصفات" اور آپ کی دینی و مسلکی خدمات دیکھ کر یہ کہنے پر مجبور ہو جاتے ہیں کہ ؎

فخرِ جنابِ مفتیِ اعظم ہے تیری ذات ایسا کہاں سے لاؤں کہ تجھ سا کہوں جسے

جلوسِ جنازہ

20 رجولائی 2010ء بروز جمعہ کی اذانِ مغرب رضا مسجد میں گونج رہی ہے۔ حضرت تاج الشریعہ اپنے دولت کدے میں اذان کے کلمات دہرا رہے ہیں۔ نماز کے لئے تیار ہیں، باوضو بھی ہیں اور باہوش و حواس بھی۔ نہ چہرے پر کوئی حزن و ملال کی لکیر، نہ بظاہر کسی پریشانی و بے چینی کے آثار۔ پیشانی سے سکون و اطمینان کے آثار نمایاں، رخِ زیبا شاداب و شگفتہ۔ اذان کے کلمات دہراتے رہے۔ اللہ کی مرضی کہ اذان ختم ہونے کے ساتھ ساتھ آپ کی حیات کے لمحات بھی تمام ہو گئے۔ اور آپ نے **اللہ اکبر اللہ اکبر، اشہد ان محمد رسول اللہ لا الٰہ الا اللہ** کی روح اور جاں بخش صداؤں کے سائے میں اپنے خدا و رسول کی وحدانیت و رسالت کا اعلان کرتے ہوئے اپنی جان، جان آفریں کے سپرد کر دی اور اس "دارِ ناپائیدار" سے دارِ سکون و قرار" کی طرف کوچ

فرمایا۔ دیکھتے ہی دیکھتے آپ کا یہ شعر فضا میں رقص کرنے لگا ؎

دیکھنے والو جی بھر کے دیکھو ہمیں

پھر نہ کہنا کہ اختر میاں چل دیے

چند لمحوں میں یہ خبر ساری دنیا میں پھیل گئی۔ اور سارا ماحول سوگوار ہو گیا۔ فضا پر اداسی چھا گئی۔ ہر چہرہ اتر گیا ہر دل مرجھا گیا۔ ہر آنکھ اشکناک ہو گئی لوگ شہر بریلی کی طرف دوڑ پڑے۔ رات ہی میں سوداگران کی گلیاں گلی، سوگواروں کے ہجوم کا عالم نہ پوچھو اُن کے "چہرۂ پُر ضیا" کی ایک جھلک دیکھنے کیلئے ہر دل بے چین و بے قرار۔ زائرین کی لمبی لمبی لائنیں۔ کوئی رو رہا ہے، کوئی سسکیاں بھر رہا ہے۔ کوئی اُن کے ذکر سے دل کو تسکین دے رہا ہے۔ کوئی ان کی یادوں کے سمندر میں ڈوبا ہوا ہے۔ کوئی خاموش تصویر حیرت بنا کھڑا ہے۔ کوئی درود پاک اور کلمہ طیبہ پڑھنے میں مصروف ہے۔

سبحان اللہ! عقیدت ہو تو ایسی کہ ان کی یادوں میں ڈوب کر ان کے رُخ زیبا کی زیارت کے شوق میں 5/6 گھنٹے لائن میں لگے رہے گرمی بھی پورے شباب پر۔ پسینہ بہہ رہا ہے۔ کپڑے پسینے سے تر بتر ہیں مگر پرواہ نہیں۔ آخر کئی گھنٹوں کی سخت مشقت کے بعد کہیں زیارت کا موقع نصیب ہو رہا ہے۔ وہ بھی چلتے چلتے۔ رُکنے کا موقع نہیں ورنہ کثرت ہجوم سے انتظام گڑبڑا جائیگا۔ لوگ لمبی لمبی لائنوں میں لگے ہوئے ہیں۔ اللہ کی شان کہ بارش آگئی تیز موسلا دھار بارش میں بھی لوگ لائن میں لگے رہے۔ اوپر سے تیز برسات اور نیچے روڈ پر سیلاب ہی سیلاب، کمر کمر تک پانی جس میں لوگ گھنٹوں کھڑے رہے اور پانی کی تیز رفتاری کا یہ عالم کہ اگر کوئی بچہ گر جائے تو سنبھلنا مشکل۔ پانی کے تیز ریلے میں نہ جانے کہاں تک بہتا چلا جائے۔ پانی میں بھیگنے اور گھنٹوں کمر کمر تک پانی میں کھڑے رہنے کی کوئی پرواہ نہیں مرشد کا دیدار ہو جائے تو ساری محنت وصول ہو جائے ؎

میری جاں! سختیاں جھیلی ہیں تو پایا ہے تجھے اک نظر دیکھ لے کہ دل کو قرار آ جائے

تیرا پھیرا ہو مرے صحن دل پُر غم میں میری سوکھی ہوئی کھیتی میں بہار آ جائے

ان کی موت ایسی کہ زندگی کو رشک آئے، خبر موت پھیلتے ہی دنیا سوگوار۔ در و دیوار اداس اداس، فضا خاموش خاموش ہر طرف ایک سکتے کا عالم طاری ہر شخص غمزدہ ہر انجمن سونی سونی،

ہر ادارہ رنجیدہ رنجیدہ، یہ کوئی معمولی حادثہ نہیں ایک زبردست عالم دین اور قاضی شرع بلکہ دنیا کی سب سے بڑی علمی شخصیت نے دنیا سے منہ موڑا ہے۔ یہی وجہ ہے کہ گلشن سنیت کی رونق اڑ گئی۔ اہل سنن کے دل مرجھا گئے۔ اور فضا نکھار اٹھی ؎

رنگ بہار اڑ گیا چھا گئیں اداسیاں　　تم کیا گئے کہ رونق محفل چلی گئی

جلوس جنازہ میں کثرت زائرین کا یہ عالم کہ بریلی کے گوشے گوشے میں سوگواری سوگوار کوئی میدان ایسا نہیں کہ اس میں یہ تمام اہل عقیدت سا سکیں اسلامیہ کا وسیع وعریض میدان بھی اس کثرت ہجوم کو دیکھ کر اپنی تنگ دامانی اور تہی دستی کا اعتراف کر رہا ہے ہر کالج ہر میدان ہر اسپتال ہر ہوٹل، ہر اسکول ہر روڈ پر بس انہی کے دیوانوں کی بھیڑ۔ سارے شہر میں جہاں دیکھئے انہی کے سوگواروں کا جم غفیر، کوئی تیس 20 لاکھ بتا رہا ہے تو کوئی 30 لاکھ۔ کوئی 40 لاکھ بتا رہا ہے تو کوئی 50 لاکھ۔ سچائی یہ ہے کہ بریلی کی سرزمین نے اپنی تاریخ میں آج تک کبھی اتنی بھیڑ اور اتنے افراد کا جم غفیر نہیں دیکھا۔ ہر سال عرس رضوی کے موقع پر اسلامیہ انٹر کالج اور بریلی شریف میں لاکھوں زائرین حاضر ہوتے ہیں مگر ایک اندازے کے مطابق اس سے بھی زیادہ اس جلوس جنازہ میں ہجوم تھا۔ انسانی ہجوم کا اندازہ تو کسی نہ کسی طرح لگایا جاسکتا ہے مگر اس جنازے میں جو جنات کی کثرت تھی اس کا اندازہ کون لگائے؟؟ 40 نیک مسلمانوں کی جماعت میں ایک ولی ہوتا ہے یہاں تو لاکھوں لاکھ مسلمان تھے۔ کتنے صالحین، کتنے عرفاء، کتنے صوفیاء، کتنے درویش، کتنے اللہ والے اس جلوس جنازہ میں شامل ہوئے ہوں گے۔ اگر کوئی تعداد کا پیمانہ ہو تو بتلایا جائے وہاں تو ہر طرف سوگواری سوگوار۔ ہر طرف ان کے دیوانے ہی دیوانے۔ اتنی زبردست بھیڑ کا ہر طرف سے سمٹ آنا ان کی کرامت نہیں تو کیا ہے؟ اور یہ بھی یقیناً کرامت ہی ہے کہ اتنا اژدحام اور جم غفیر ہونے کے باوجود کوئی حادثہ نہیں۔ ان کی موت نے وہ کام کر دیا جو لوگوں کی زندگیاں نہیں کر پاتیں۔ گنہگاروں کے دلوں پر اسلامی ہیبت چھا گئی۔ دیوبندیت یہ نظارہ دیکھ کر لرزہ براندام ہوگئی۔ کتنے حاسدین نے توبہ کی اور اقرار کیا کہ ہم غلطی پر تھے آج ہم اپنی غلطی پر نادم ہیں۔ وہ حق پرست تھے حق پر قائم تھے ان کا جنازہ ان کی حقانیت کی واضح دلیل ہے ؎

اختر قادری خلد میں چل دیا　　خلد وا ہے ہر اک قادری کے لئے

چند یادداشتیں:

1992ء میں اجمیر معلی بیت النور میں رضویوں کا مداریوں سے مناظرہ ہوا۔ مداریوں کی کتابوں میں کثرت سے غیر اسلامی عبارات موجود ہیں نیز یہ طبقہ سرکار غوث اعظم کی سیادت و سرداری کا منکر اور اعلیٰ حضرت امام احمد رضا و مفتی اعظم کی فضیلت و عظمت اور خدمات دینیہ کا شدید مخالف ہے۔ مداریوں کی غیر اسلامی عبارات پر مناظرہ طے ہو گیا۔ رضویوں کی جانب سے حضرت مولانا الحاج محمد مختار احمد صاحب قادری اور مداریوں کی جانب سے ڈاکٹر مرغوب عالم مداری مناظر منتخب ہوئے۔ مداریہ نے ثالثی کیلئے سید ہاشمی میاں صاحب کچھوچھوی کا نام پیش کیا جسے رضویوں نے تسلیم کر لیا۔ فریقین اپنے نمائندوں اور احباب کے ساتھ اجمیر شریف حاضر ہو گئے اس سلسلے میں خلیفہ مفتی اعظم الحاج محمد غوث خاں صاحب حامدی بریلوی پیش پیش تھے۔ حضور تاج الشریعہ۔ سید ہاشمی میاں صاحب اور ان کے برادر اکبر سید مدنی میاں صاحب، مولانا مختار احمد صاحب حاجی محمد غوث خاں صاحب، راقم الحروف گدائے قادری (عبدالرحمن خاں قادری) اور مرادآبادی مولوی انتخاب قدیری اجمیر شریف میں حاضر ہیں۔ مناظرہ کا دن آیا۔ حضرت تاج الشریعہ نے بعض وجوہ کی بناء پر مناظرہ گاہ میں جانے سے انکار کر دیا۔ اب بڑی بے چینی اور فکر و تشویش کا عالم ہے۔ انتخاب قدیری اس وقت تک راہ حق و صواب پر گامزن تھے۔ مداریوں کے خلاف تقریریں کرنا، ان کی غیر اسلامی عبارتوں پر ان کا محاصرہ کرنا، مداریوں کی گمراہی اور ان کی مخالفت پر ان کو للکارنا انتخاب قدیری کا حسین مشغلہ تھا۔ مداری بھی انتخاب قدیری سے سخت خائف و لرزہ بر اندام تھے۔ انتخاب قدیری نے بھی حضرت تاج الشریعہ کی خوشامد کی اور مناظرہ گاہ میں تشریف لے جانے کی بار بار نہایت ادب و احترام کے ساتھ گزارش کی۔ (حضور مناظرہ میں آپ کا جانا ضروری ہے۔ آپ کے بغیر مناظرہ نہیں ہو سکتا۔ ہم آپ کے سپاہی ہیں بغیر حاکم و سپہ سالار کے نہیں جا سکتے۔) آخر حضرت راضی ہو گئے۔ اور اسی موقع پر حضرت نے راقم الحروف اور حاجی محمد غوث خاں صاحب سے فرمایا:

”اس انتخاب کا کوئی بھروسہ نہیں۔ آج حامی ہے کل مخالف بھی ہو سکتا ہے اس کی باتوں میں مت آنا مجھے یہ ٹھیک نہیں لگتا“

بیت النور میں مناظرہ ہوا۔ امدادی مناظر کی جہالت و لاعلمی بھی خوب خوب ظاہر ہوئی۔ جہاں فارسی کی کتاب میں "نومی کوید" لکھا ہوتا وہاں مداری مناظر "آدمی کوید" پڑھتا اور حضرت تاج الشریعہ زیر لب مسکراتے۔ اس مناظرے میں انتخاب قدیری اور سید ہاشمی میاں صاحب کے درمیان کچھ تلخ کلامی بھی ہوئی۔ مناظرہ ہو گیا۔ ایک زمانے کے بعد فیصلۂ شرعیہ دربارۂ مداریہ کے نام سے کتابچہ بھی شائع ہوا جس میں سید فخر الدین اشرف صاحب اور دیگر علماء کرام نے مداریوں کی غیر اسلامی عبارات پر فیصلۂ شرعیہ بھی صادر فرمایا۔ تاج الشریعہ نے انتخاب قدیری کے سلسلے میں جو فرمایا تھا: "اس کا کوئی بھروسہ نہیں آج حامی ہے کل مخالف بھی ہو سکتا ہے" صد در صد درست ثابت ہوا۔ جو کل تک مداریوں کا شدید ترین مخالف تھا اس پر شیطان رجیم کا ایسا کامیاب حملہ ہوا کہ وہ اعلیٰ حضرت، مفتی اعظم اور تاج الشریعہ کا مخالف ہو گیا۔ جن مداریوں کو رات دن کوستا تھا انہی کی حمایت وپاسداری اور سیادت وولایت کے ڈھنڈورے پیٹنے لگا۔ آخر حضرت تاج الشریعہ نے کس نظر سے اس کا مستقبل دیکھ کر کہا تھا کہ "اس کا کوئی بھروسہ نہیں یہ آج حامی ہے کل مخالف بھی ہو سکتا ہے" یقیناً یہ وہی نظر تھی جس کے بارے میں حدیث شریف میں فرمایا گیا کہ مومن کی فراست ایمانی سے ہوشیار رہو اس لئے کہ وہ اللہ کے نور سے دیکھتا ہے۔

مولانا رومی رحمۃ اللہ علیہ فرماتے ہیں ؎

گفتۂ او گفتۂ اللہ بود گرچہ از حلقوم عبد اللہ بود

حضرت تاج الشریعہ اپنی جوانی کے ایام میں بریلی شریف کے پروگراموں اور مضافاتوں میں رکشہ سے بھی تشریف لے جاتے تھے۔ بعد میں وقت کی قلت کے مد نظر ٹائم بچانے کے لئے آپ کار سے جانے لگے۔ رہ پورہ چودھری ایک پروگرام میں تشریف لے گئے بذریعہ رکشہ واپسی کر رہے ہیں۔ راقم الحروف بھی ساتھ ہے دوڑ کر ایک نوجوان آیا۔ ادب سے دست بوسی کی اور دعا کا طالب ہوا۔ حضرت نے اس کا نام پوچھا۔ بتایا میرا نام "امجد" ہے حضرت نے نام کی تعریف کی اور "امجد" کے سر پر ہاتھ رکھ کر دعا کی۔ بس اسی دن سے "امجد" کے وارے کے نیارے ہو گئے۔ معاشی حالات سدھر گئے کاروبار ترقی کر گیا۔ مفلسی کا خاتمہ ہو گیا۔ اللہ رب العزۃ نے معاشی کشادگی بھی عطا

فرمادی اور اپنے پیاروں کے طفیل پانچ لڑکیوں کے بعد ایک لڑکا بھی عطا فرمایا۔ ''امجد'' نے لڑکے کی خواہش کا اظہار نہیں کیا تھا مگر دل میں یہ تمنا تھی۔ حضرت نے ہاتھ رکھ کر دعا کر دی اور رب نے اپنا فضل خاص فرمادیا۔ آج ''امجد'' تو دنیا سے رخصت ہو چکے ہیں مگر ان کا اکلوتا بیٹا موجود ہے جو پلاننگ کے کاروبار کے ذریعہ اپنا گھر بار نہایت عمدگی کے ساتھ چلاتا ہے۔

بریلی شریف کے ایک گاؤں ''کانسی'' کے رہنے والے ''اختر رضا'' سے ملاقات ہوئی وہ اپنے گھر واقع بدر پور دہلی لے گئے۔ خوبصورت اور پائیدار وشاندار مکان دیکھ کر طبیعت باغ باغ ہوگئی۔ اختر رضا نے بتایا کہ ان کا بھائی ایک مقدمے میں پھنس گیا تھا حضرت تاج الشریعہ کے کرم سے مقدمے کے عذاب سے بھی نجات مل گئی اور ان کی دعاؤں سے یہ مکان بھی اللہ رب العزت نے عطا فرمایا۔ کاروبار بھی تسلی بخش ہے۔ کوئی پریشانی نہیں۔ جب کوئی الجھن یا مصیبت درپیش ہوتی ہے حضرت کو یاد کرتا ہوں اور جا کر ان سے دعا کراتا ہوں بہت جلد سب کچھ ٹھیک ہو جاتا ہے۔

غالباً 1981ء میں کرانہ (راجستھان) سے چند حضرات حضور تاج الشریعہ سے ملے اور عرض کی حضور ہمیں ایک ایسے امام کی ضرورت ہے جو عالم ہونے کے ساتھ ساتھ قاری بھی ہو۔ اب تک جو امام ہماری مسجد میں تھے وہ قاری تھے۔ انہوں نے اہلسنت پر اعتراض اور معمولات اہلسنت پر تنقید کرنا شروع کر دیا۔ ہم نے انہیں امامت سے معزول کر دیا اب وہ کھل کر وہابیت کی حمایت کرتے ہیں۔ لہٰذا ایسا امام ہو جو ان کی ناز یبا اور اہلسنت مخالف باتوں کا بھرپور جواب بھی دے سکے۔ حضرت تاج الشریعہ نے راقم الحروف کا انتخاب فرمایا۔ میں نے عرض کی حضور! میں قاری نہیں ہوں فرمایا ''آپ اچھا قرآن پڑھتے ہیں ان شاء اللہ قاری ہو جائیں گے'' میں نے عرض کی حضور سابق امام کے اعتراضات کا جواب دینا میرے لئے مشکل ہے کیونکہ میں عالم نہیں ابھی طالب علم ہوں۔ ارشاد فرمایا۔ ''یا تو وہ آپ کے سامنے نہیں آئے گا اور اگر آئے گا تو آپ اطمینان بخش جواب دے پائیں گے'' میں نے عرض کی حضور میں طالب علم ہوں تعلیم کا بہت نقصان ہوگا فرمایا۔ ''صرف ایک ماہ کے لئے چلے جاؤ ایک ماہ میں ماحول سازگار ہو جائے گا اور ان حضرات کا خوف بھی نکل جائے گا'' میں حضرت کے حکم سے ایک ماہ کے لئے ''محمدی مسجد'' کرانہ پہونچا ایک ماہ تک میں نے

امامت کی خدمت انجام دی۔ الحمدللہ وہی ہوا جو حضرت نے فرمایا تھا۔ سابق امام کے دل پر بریلی شریف کی ایسی ہیبت طاری ہوئی کہ نہ وہ سامنے آئے اور نہ انہوں نے اعتراض کا منہ کھولا۔ اہل مسجد میرے اخلاق، پابندی اوقات اور تلاوت قرآن سے خوش اور مطمئن رہے۔ جبکہ میں خوفزدہ تھا کہ سابق امام اچھا قاری تھا۔ میں کہیں واپس نہ کر دیا جاؤں ایسا کچھ نہیں ہوا جب ایک ماہ کے بعد میں بریلی شریف کے لئے واپس ہو رہا تھا تو کئی لوگ غمزدہ اور آبدیدہ نظر آئے۔ یہ سب حضرت تاج الشریعہ کی پرخلوص دعاؤں کا اثر اور میرے مرشد برحق حضور مفتی اعظم ہند علیہ الرحمۃ والرضوان کی زندہ کرامت ہے کہ اس وقت میں تجوید و قرأت کے مسائل سے قطعاً واقف نہیں تھا آج **الحمدللہ** کچھ مسائل قرأت جانتا ہوں۔ اور لوگ "قاری" کہتے ہیں۔ ع

یہ سب تمہارا کرم ہے آقا کہ بات اب تک بنی ہوئی ہے

تقریباً **25** سال پہلے ایک نا خواندہ مقرر نے اپنی تقریر میں کہا "اگر نبوت کا دروازہ بند نہ ہوا ہوتا تو اعلیٰ حضرت امام احمد رضا نبی ہوتے" حضرت تاج الشریعہ کے سامنے یہ قول رکھا گیا فرمایا مقرر کو اپنی بات سے رجوع کرنا چاہئے اس نے غلط کہا۔ سوال کیا گیا حضور! ہمارے نبی نے بھی تو فرمایا ہے کہ اگر میرے بعد کوئی نبی ہوتا تو عمر ہوتے۔

فرمایا: "اس میں حصر ہے جس کے بارے میں ہمارے نبی کریم ﷺ نے فرمایا ہے صرف اُنہی کے لئے کہا جاسکتا ہے کسی اور کیلئے نہیں۔"

ایک صاحب نے حضرت تاج الشریعہ کو خوش کرنے کے لئے اُن کے ایک مخالف کی خوب مذمت کی۔ حتیٰ کہ مخالف کیلئے لفظ "سالا" بھی استعمال کیا۔ حضرت ناخوش ہو گئے۔ اور فرمایا لفظ "سالا" آپ نے گالی کے طور پر استعمال کیا ہے۔ اس سے احتراز اور رجوع لازم ہے۔ آپ مجھے خوش کرنے کیلئے میرے حاسد کیلئے نامناسب اور اخلاق سے گرے ہوئے الفاظ استعمال کر رہے ہیں یہ مجھے پسند نہیں۔ کسی سے اختلاف بھی ہو تو معیاری اور حدود شرع میں ہونا چاہئے۔ یہ سن کر وہ صاحب خاموش ہو گئے اور معذرت خواہ ہوئے۔ اس واقعے سے حضرت کے حلم و اخلاق اور وضعداری کا اندازہ لگایا جاسکتا ہے۔

مولانا عبدالمصطفیٰ صدیقی حشمتی
دارالعلوم محمدیہ بدلاوی شریف

حضور تاج الشریعہ اور استقامت علی الحق

استقامت علی الحق کا معنی دین پر ثابت قدم رہنا اور عمل میں اخلاص ہے اسی لئے مشائخ نے فرمایا ہے **الاستقامة خير من الكرامة** استقامت کرامت سے بہتر ہے کیوں کہ تخلیق انسانی کا اصل مقصود یہ ہے کہ ابتدائے حال سے دم آخریں تک استقامت کا دامن ہاتھ سے نہ چھوڑے اور راہ مستقیم پر گامزن رہے۔ دین مستقیم پر استقامت و عزیمت مومن کا شعار بتایا ہے۔ قرآن میں استقامت اختیار کرنے والوں کے بارے میں ارشاد ربانی ہے:

﴿إِنَّ الَّذِينَ قَالُوا رَبُّنَا اللَّهُ ثُمَّ اسْتَقَامُوا تَتَنَزَّلُ عَلَيْهِمُ الْمَلَائِكَةُ أَلَّا تَخَافُوا وَلَا تَحْزَنُوا وَأَبْشِرُوا بِالْجَنَّةِ الَّتِي كُنتُمْ تُوعَدُونَ﴾ (فصلت آیت ۳۰)

بے شک وہ جنہوں نے کہا ہمارا رب اللہ ہے پھر اس پر قائم رہے ان پر فرشتے اترتے ہیں کہ نہ ڈرو اور نہ غم کرو اور خوش ہو اس جنت پر جس کا تمہیں وعدہ دیا جاتا تھا۔ (کنز الایمان)

نمونۂ سلف، حجت خلف، جامع معقول و منقول، حاوی اصول و فروع، تاج الشریعہ، بدر الطریقہ، شہزادۂ اعلیٰ حضرت، سیدی اکرم مفتی الشاہ محمد اختر رضا خان صاحب قبلہ قادری رضوی برکاتی ازہری رحمہ اللہ کی عظیم المرتبت شخصیت دنیائے اسلام میں محتاج تعارف نہیں، حضور تاج الشریعہ وارث علوم اعلیٰ حضرت کے امین اور حضور مفتی اعظم کے سچے جانشین تھے، ایمان و عرفان، زہد و ورع کے سانچے میں مکمل ڈھلے ہوئے تھے بچپن سے وصال مبارک تک پاکیزگی و طہارت اور پابندی شریعت کے مکمل پاسدار اور تقویٰ و طہارت، زہد و پارسائی میں بہترین مشعل راہ رہے، رشد و ہدایت، پند و نصائح، حق گوئی و بیباکی جنکا طرۂ امتیاز رہا، فتویٰ نویسی، مختلف زبانوں میں تصنیف و تالیف اور ترجمہ نگاری، اوقات فرصت میں فقہ و حدیث کا درس دینا اور پوری دنیا

میں مسلک اعلیٰ حضرت اور تعلیمات اعلیٰ حضرت کی نشر و اشاعت کرنا آپکی زندگی کے اہم مشاغل تھے۔

آج کے اس دور پر فتن اور مادیت میں استقامت علی الحق اور تصلب فی الدین کے نا پید ہے جب ہم حضور تاج الشریعہ کے صبح و شام لیل و نہار کا مطالعہ و مشاہدہ کرتے ہیں تو ہمیں استقامت علی الحق اور تصلب فی الدین کا وصف آپ میں بدرجہ اتم نظر آتا ہے۔

زیر نظر مقالہ میں اسکے چند گوشے پیش کئے جا رہے ہیں۔

چند سالوں سے کچھ لوگ تحقیق جدید کے نام پر علماء اہلسنت خصوصا اعلیٰ حضرت کے فتاویٰ سے منحرف ہو رہے ہیں اور ضرورت و مصلحت کا بہانہ بنا کر بد مذہبوں سے اختلاط کی راہیں ہموار کی جا رہی ہیں، ٹیوی سیوڈی کے جواز کی غلط تحقیق، لاؤڈ اسپیکر سے جواز صلوٰۃ کا مسئلہ، نماز وغیرہ نماز میں چلتی وار کرسی کے استعمال کے جواز کا حکم چلتی ٹرینوں پر فرض و واجب کی صحت ادا کا مسئلہ، ٹیلیفون سے استفاضہ شرعیہ کے ثبوت کی ناکام کوشش، اور بد مذہبوں اور کفار و مرتدین کے ساتھ مجالس و محافل میں شرکت وغیرہ جیسے مسائل سے عوام اہل سنت میں انتشار و افتراق کی بیج بوئی جا رہی ہے۔ مگر اس پر آشوب ماحول میں بھی اگر کوئی شخصیت خلوص و للہیت اور اپنے علم و تحقیق کا ناموس کی بناء پر مرجع خاص و عام اور اسلاف کا نمونہ بن کر سینہ سپر رہی وہ ذات تاج الشریعہ علامہ اختر رضا خان رحمہ اللہ کی تھی جنہوں نے کبھی بھی اسلاف عظام کے مذہب و مسلک اور ان کی تحقیقات سے سر مو انحراف نہیں کیا بلکہ اپنی حیات کے ہر ہر موڑ پر اکابر علماء و محققین کے مسلک و موقف کی اشاعت کا فریضہ انجام دیا۔ اور مجوزین نے اپنے دلائل سے اگر چہ مذکورہ مسائل کے جواز کا حکم صادر کیا مگر تاج الشریعہ رحمہ اللہ نے جب ان دلائل پر نظر ڈالی اور اسلاف کے موقف کی روشنی میں ان کا جائزہ لیا تو ہباءً منثورہ سے زیادہ انکی حیثیت نہ تھی ان مسائل میں خاص طور سے تاج الشریعہ رحمہ اللہ نے علماء حق کے قول و عمل کو بنیاد بنانے پر زور دیا۔ جب ممبئی میں سنی، شیعہ، بوہرہ، خوجہ، غیر مقلد، ندوی، دیوبندی، اور نام نہاد جماعت اسلامی وغیرہ باطل فرقوں سے اتحاد کیا گیا آپ نے انکی شدت سے مخالفت کی۔ ایسے ہی اتر پردیش میں سیاسی طور پر مشرکین سے اتحاد و محبت کی فضا ہموار کی جا رہی تھی اور اس روش خام کو

عین اسلام بتایا جارہا تھا آپ نے سخت مخالفت کر کے اس اتحاد کے شیرازہ کو منتشر کیا۔ آپ نے ہزاروں کے مجمع عام میں خطاب کرتے ہوئے کہا کہ آپ لوگوں کو نصیحت کرتا ہوں اور وصیت بھی کرتا ہوں کہ اعلیٰ حضرت قدس سرہ کے مسلک پر قائم رہنا۔ وہابیوں، دیوبندیوں اور دوسرے باطل فرقوں سے میل جول کھانا پینا یا کسی بھی طرح کا اتحاد جائز نہیں ہے ان فرقہائے باطلہ سے تا قیامت اتحاد نہیں ہو سکتا۔ میرے خاندان کے لوگ ہوں یا میرا بیٹا ہی کیوں نہ ہو اگر آپ دیکھیں کہ مسلک اعلیٰ حضرت سے ہٹ گیا ہے تو اسے دودھ کی مکھی کی طرح نکال کر باہر کر دیں۔

آج جب کہ مادیت انسانی زندگی پر حاوی ہوتی جارہی ہے اور معاشرہ پر پرنٹ میڈیا و الیکٹرانک میڈیا کا تسلط بڑھتا جارہا ہے کم پڑھے لکھے لوگ ہی نہیں اپنے آپ کو عالم و محقق کہلانے والے وعظ لے سے تصویر کشی کرواتے نظر آرہے ہیں مگر ان سب کی پرواہ کئے بغیر حضور تاج الشریعہ رحمہ اللہ اسلاف کے موقف پر جبل شامخ کی طرح قائم رہے اور دنیا کے کسی بھی گوشے میں رہے بلا ضرورت شرعیہ جاندار اشیاء کی تصویر کشی کے حرام ہونے کا ہی فتوی دیتے نظر آتے تھے۔ مصر کے عظیم محقق اور معروف قلم کار شیخ محمد خالد ثابت اپنی کتاب انصاف الامام میں تحریر فرماتے ہیں۔ امام احمد رضا محدث بریلوی حرمت تصویر کے قائل تھے آج ان کے ظاہری دنیا سے رخصت ہوئے تقریبا سو سال کا عرصہ ہورہا ہے اور تصویر کشی پوری دنیا میں ہوا اور پانی کی طرح عام ہو چکی ہے مگر یہ تاج الشریعہ ہیں جو آج بھی اپنے جد کریم کے فتوی پر مضبوطی سے قائم ہیں اور تصویر کشی کے حرام ہونے کا فتوی دیکر اعلیٰ حضرت ہی کے موقف کی نشر و اشاعت کرتے ہیں اور دنیا کے کسی بھی گوشے اور محفل میں ہوں اسے ناجائز ہی بتاتے ہیں یہی وجہ ہے کہ آپ کی کوئی مروجہ تصویر نہیں پائی جاتی ہے۔ اگر پوری دنیا کے علماء و فقہاء اسی موقف کو اپنالیں تو تصویر کی وجہ سے جو برائیاں معاشرہ میں در آئی ہیں انکا سدباب ہو جائے۔

چند سطروں کے بعد تاج الشریعہ کے موقف اور انکے اخلاص فی العمل کی تعریف و توصیف کرتے ہوئے لکھتے ہیں۔

ایسے فتوے اللہ کے نیک اور مخلص بندے ہی دیا کرتے ہیں جو ہمیشہ حق کے ساتھ رہتے

ہیں چاہے جہاں ہو حق کے معاملہ میں اپنے بیگانے کسی کی پرواہ نہیں کرتے انکا یہ سبق ہوتا ہے کہ باطل چاہے جتنا بڑھ جائے اہل حق اسے قبول نہیں کریں گے۔(انصاف الامام، خالد ثابت مصری)

بلا خوف لومۃ لائم حق کی نشر و اشاعت ہر مقام پر آپ کی طبیعت میں داخل تھی۔ حق بولنے میں کبھی کسی منفعت دنیوی کو خاطر میں نہیں رکھا بلکہ حق کے مقابل میں اگر منفعت دنیوی حائل ہوئی تو آپ نے ہمیشہ اسے پس پشت ڈالا۔ ہالینڈ کی سرزمین پر ایک جلسے میں آپ شریک ہوئے تو وہاں بہت سے ڈاکٹرز اور پروفیسر ٹائی لگا کر شریک ہوئے۔ آپ نے بر جستہ ٹائی کی حقیقت اور اسکے بارے میں عیسائیوں کے عقیدے پر بھر پور تقریر فرمائی۔ جلسہ کے بعد اس سلسلے میں آپ سے استفتا ہوا جس کا مدلل اور تسلی بخش جواب آپ نے ٹائی کا مسئلہ کے عنوان سے تحریر فرمایا۔ جب کہ بہت سے لوگ ایسے مقام پر حق واضح کرنے میں ہچکچاہٹ محسوس کرتے ہیں اور طرح طرح کی مصلحتوں کا سہارا لینے لگتے ہیں مگر حضور تاج الشریعہ رحمہ اللہ نے حق کی ترجمانی کر کے امام احمد رضا کے سچے وارث و امین ہونے کا مکمل حق ادا کیا۔

چند سالوں پہلے راقم الحروف نے جو کچھ دیکھا اسے دیکھ کر حیرت بھی ہوئی اور شریعت کے ساتھ وفاداری کا مزید جذبہ بھی پیدا ہوا۔ دبئی میں ایک شخص جو سونے کا بہت بڑا تاجر ہے، سیکڑوں لوگ اس کے یہاں کام کرتے ہیں، بلا شبہ وہ تاجر عرب پتی ہے، اسے حضور تاج الشریعہ رحمہ اللہ سے مرید ہونے کا شرف بھی حاصل ہے دبئی کے قیام کے دوران وہ تاج الشریعہ رحمہ اللہ سے ملاقات کے لئے آیا کسی مخبر شخص نے حضرت کو بتا دیا تھا کہ اس تاجر کے یہاں نماز پنج وقتہ کی امامت کوئی وہابی یا دیوبندی کرتا ہے اتنا سننا تھا کہ تاج الشریعہ کا جلال نہ پوچھئے اس شخص سے مصافحہ نہیں کیا، اور بہت سخت سست کہا، آخر کار اس نے معذرت کی اور توبہ کیا اور عذر پیش کرتے ہوئے کہا کہ ہمیں اس بابت علم نہیں کیوں کہ ہماری کمپنی میں سیکڑوں لوگ کام کرتے ہیں اور یہ بھی علم نہ ہو سکا کہ کون امامت کرتا ہے بہر حال آئندہ ایسا نہیں ہوگا پھر اس نے سب کے سامنے توبہ و استغفار کیا۔ پھر تاج الشریعہ رحمہ اللہ نے اسے نرمی سے سمجھاتے ہوئے عقائد وہابیہ دیابنہ بتائے اور مسائل شرعیہ سے آگاہ فرمایا وہ شخص سراپا عجز و انکساری کا مجسمہ بنا رہا۔ پھر موقع پا کر اس نے عرض کیا کہ

حضور غریب خانہ پر تشریف

لے چلیں تو حضرت نے جانے سے صاف انکار کر دیا اور فرمایا کہ اس بار تو میں نہیں جا سکتا البتہ اگر تم اپنے توبہ پر قائم رہو گے تو آئندہ سفر میں چلونگا۔

یہ ہے حضور تاج الشریعہ رحمہ اللہ کے استقامت علی الحق اور تصلب فی الدین کی مثال کہ تاجر مذکور کے وہاں بدمذہبوں کے کام کرنے اور امام ہونے کی خبر سنتے ہی برہم ہوئے اور اس کی دعوت قبول نہ کی۔ اگر کوئی دنیا دار پیر ہوتا تو شاید مال و دولت کے حرص میں ضرور

اسے قریب رکھتا مگر تاج الشریعہ واقعی شریعت مطہرہ کے تاج زریں تھے اس لئے اپنے عمل سے اسکی اعلی مثال بھی قائم فرمائی۔

اسی طرح حویلی میں کولڈ مارکٹ کے قریب ایک مسجد جس میں قاری غلام رسول صاحب امام تھے ایک بار وہاں کے لوگوں کی دعوت پر جمعہ کی امامت کے لئے حضور تاج الشریعہ رحمہ اللہ تشریف لے گئے اس مسجد میں ہمیشہ جمعہ کی نماز مصلیوں کی کثرت کی وجہ سے مائک پر ادا کی جاتی تھی۔ حضور تاج الشریعہ نے بغیر مائک کے مکبرین کے ذریعہ امامت فرمائی اور لوگوں کے چوں چرا اور ہنگامہ آرائی کی بالکل پرواہ نہ کی۔ یہ بھی حضور تاج الشریعہ رحمہ اللہ کے زہد و ورع اور استقامت و عزیمت کا بہترین نمونہ ہے۔

علماء حق کی یہ شان ہوتی ہے کہ وہ سخت سے سخت تر حالات و کوائف میں بھی اسلامی قوانین کے اظہار سے پہلوتہی نہیں کرتے ہیں۔ اسکی بہترین مثال مجدد اعظم اعلی حضرت امام احمد رضا رضی اللہ عنہ کے تجدیدی کارنامے ہیں کہ آپ نے ایسے حالات میں امت مسلمہ کی رہنمائی فرمائی جب باطل ہر چہار جانب سے اسلام پر حملہ آور تھا آپ نے تمام ادیان باطلہ کا تنہا مقابلہ کر کے وہ مجاہدانہ کردار ادا کیا جس کی مثال دور دور تک نظر نہیں آتی۔ امام احمد رضا کے وارث و امین ہونے کی وجہ سے یہ مبارک وصف حضور تاج الشریعہ میں بھی بدرجہ اتم موجود تھی۔

۱۹۷۵ عیسوی میں اندرا گاندھی کے ظالمانہ و جابرانہ حکومت اور اسلامی روایات کو منہدم کرنے کی ناپاک سازش کے خلاف حضور مفتی اعظم کے حکم سے نسبندی کی حرمت کا فتوی ایسے موقع پر آپ نے رقم فرمایا تھا جب بڑے بڑے اصحاب جبہ و دستار حکومت کی پالیسیوں سے مرعوب ہو کر اس کے جواز کا

فتوی صادر کر رہے تھے۔ حکومت کی ناجائز پالیسی ہی کا نتیجہ تھا کہ دارالعلوم دیوبند کے مہتمم قاری طیب نے اسلامی عظمتوں کا خون کرتے ہوئے نسبندی کے جائز ہونے کا فتوی جاری کیا۔ مگر تاج الشریعہ رحمہ اللہ حکومت کے دباؤ کے باوجود اپنے موقف پر مضبوطی سے قائم رہے اور بانگ دہل اعلان فرماتے رہے کہ میرا فتوی قرآن وحدیث کے موافق ومطابق ہے جسے میں واپس نہیں لے سکتا۔

عام طور پر یہ دیکھا گیا ہے کہ لوگ حضر میں تو شریعت کی پاسداری پر مضبوطی سے قائم رہتے ہیں مگر جب سفر میں ہوتے ہیں تو بہت سی بے احتیاطیاں ان سے سرزد ہو جاتی ہیں۔ مگر تاج الشریعہ رحمہ اللہ کے کمالات میں سے ایک کمال یہ بھی تھا کہ آپ چاہے حضر میں رہے ہوں یا سفر میں شریعت کی پاسداری اور اس کی تلقین وتبلیغ میں کوتاہی نہیں ہونے دی۔

آپ رودولی شریف کئی بار تشریف لائے، ۱۲؍اکتوبر ۲۰۰۱ء کو دارالعلوم فیض رضا نگر کی عرشی مسجد کے افتتاح کی غرض سے تشریف لائے تھے رات میں جلسہ تھا دور دراز سے آئے عقیدت مند ایک جھلک پانے کو بے قرار تھے سیکڑوں مقتدر علماء سے ملاقاتیں ہوئیں لیکن جو مقبولیت تاج الشریعہ کو حاصل رہی وہ کسی اور کیلئے دور دور تک نظر نہیں آتی، جہاں پہونچ جائیں ہزاروں نہیں بلکہ لاکھوں کی تعداد میں عشاقان دید زیارت کے لئے حاضر ہو جاتے تھے۔ عرشی مسجد کا افتتاح حضرت نے فرمایا صبح ہوئی ۱۳؍اکتوبر ۲۰۰۱ کو حضرت رودولی اسٹیشن کے لئے روانہ ہوئے ہزاروں عقیدت مند ساتھ ہو لئے حضرت کا ٹکٹ لکھنؤ سے جو تو ی ایکسپریس کا تھا جیسے ہی اسٹیشن ماسٹر کی نظر حضرت پر پڑی وہ سراپا ادب وتعظیم کے ساتھ حاضر ہوا اور جب اسے معلوم ہوا کہ حضرت کو رودولی سے لکھنؤ تک ٹکٹ چاہیے تو کہنے لگا آپ جیسے مہمان ذیشان سے کون ٹکٹ مانگے گا لکھنؤ آپ بلا ٹکٹ چلے جائیں پھر وہاں سے تو آپ کا ٹکٹ ہے ہی مگر تاج الشریعہ نے فرمایا:

"نہیں میں بغیر ٹکٹ سفر نہیں کر سکتا بغیر ٹکٹ سفر کرنا ہمارا وطیرہ نہیں۔" آپ نے با اصرار ٹکٹ خریدوایا اور سفر فرمایا۔

آپ کا یہ معمول تھا کہ کھلی جگہ استنجا وغسل سے مکمل اجتناب فرماتے تھے، ایک مرتبہ مغربی بنگال کے ضلع مالدہ میں ایک جلسہ میں تشریف لے گئے آپ کو استنجا کا احساس ہوا جب استنجا خانہ

کے پاس پہونچے تو اوپری حصہ کھلا تھا آپ نے پہلے چھتری منگوائی پھر مکمل پردہ میں استنجاء سے فارغ ہوئے فراغت کے بعد لوگوں نے وجہ دریافت کی تو آپ نے فرمایا تاکہ مکمل ستر عورت ہوسکے اور حیا کا بھی پاس ولحاظ برقرار رہے۔

اس طرح کے سیکڑوں واقعات ہیں جو تاج الشریعہ کے استقامت علی الحق پر واضح دلیل ہیں آپ کی استقامت، مقبولیت اور عزت وشرافت ہی کا نتیجہ ہے کہ خلق خدا کا ہجوم ہمیشہ آپ کے گرد وپیش لگا رہا، دنیاداری اور دنیاداروں سے بالکل بے نیاز ہوکر آپ ہمیشہ اعلاء کلمۃ الحق کی جدوجہد میں رہتے تھے، اپنے جد کریم امام احمد رضا رضی اللہ تعالیٰ عنہ کے مسلک حق کی ترویج واشاعت آپ کا اولین مقصد تھا خداوند عالم آپ کا فیضان ساون بھادوں کی طرح برسائے اور آپ کے فیوض وبرکات سے جملہ مسلمانان اہل سنت کو مستفیض فرمائے۔ آخر میں دعا ہے کہ مولیٰ تعالیٰ ہم سب کو حضور تاج الشریعہ کے پیغام پر عمل کرنے کی توفیق عطا فرمائے۔

حضور تاج الشریعہ فرماتے ہیں:

نبی سے جو ہو بیگانہ اسے دل سے جدا کردیں　　پدر، مادر، برادر، جان ومال ان پر فدا کردیں

ابر رحمت ان کی مرقد پر گہرباری کرے　　حشر تک شان کریمی ناز برداری کرے

مولانا مفتی محمد مسیح الدین حشمتی غفرلہ
الجامعۃ الغوثیہ، اتر ولہ، بلرام پور یوپی۔

باسمہ تعالیٰ وتقدس

جن سے روشن تھے نگاہوں کے قصور

؎ یہ آج دہر میں کس کی وفات کا غم ہے

حسب معمول بعد نماز مغرب اصح الکتب بعد کتاب اللہ بخاری شریف کے مطالعہ میں مصروف تھا، تعلیقات زہرہ سے بھی استفادہ ہو رہا تھا کہ ایک صاحب دوڑتے ہوئے آئے، ان کی آنکھیں پرنم تھیں، چہرہ اداس تھا، رندھی ہوئی آواز میں کہنے لگے کہ حضور تاج الشریعہ اب اس ظاہری دنیا میں نہ رہے، یہ جانکاہ خبر سنتے ہی بدن میں رعشہ طاری ہو گیا، قوت گویائی جواب دے گئی، بس وہ منور چہرا جس سے نگاہوں کے قصور جلا پاتے تھے، جس سے جہان سنیت روشن و تابندہ تھا، سامنے تھا، آنکھوں نے اشکوں کی سوغات پیش کی، تعلیقات زہرہ بند کی، کلمہ استرجاع پڑھا، الجامعۃ الغوثیہ کے صحن میں بیٹھے اساتذہ کو خبر دی، چند ہی لمحوں میں جامعہ کے طلاطم میں سکوت چھا گیا، موت العالم موت العالم کا حقیقی معنی و مفہوم نگاہوں کے سامنے تھا، طلبہ و اساتذہ سب کی آنکھیں اشکبار تھیں، چہروں پر گہرے رنج والم کے آثار صاف دکھائی دے رہے تھے اور مرشد اجازت کے سانحہ ارتحال سے دلوں میں جو درد و کرب اٹھ رہا تھا وہ حیطۂ تحریر و ضبط تعبیر سے باہر ہے۔

یہ آج دہر میں کس کی وفات کا غم ہے	افسردہ چہرے ہیں چشم حیات پرنم ہے
صدائے بلبل رنگیں میں سوز ماتم ہے	ہے گل بھی چاک بداماں صبا بھی برہم ہے
یہ آج کون اٹھا خاکدان گیتی سے	کہ جس طرف بھی نظر جائے ہو کا عالم ہے
یہ زندہ تھے تو دھڑکتی تھی نبض دور زماں	وفات پائی تو موت ان کی موت عالم ہے

خلا کا پر ہونا مستقبل قریب میں متوقع نہیں

دنیا میں آنے جانے کا سلسلہ بڑا ہی قدیم سلسلہ ہے، ہر دن ہزاروں جاتے ہیں اور لاکھوں

آتے ہیں، نہ سب کا آنا بڑی ہستیوں کا حامل ہوتا ہے۔ اور نہ سب کا جانا عظیم صدمے کا باعث ہوتا ہے مگر انہیں آنے جانے والوں میں کچھ ہستیاں ایسی بھی ہوتی ہیں جن کے آنے پر ایک عالم فرحاں وشاداں ہوجاتا ہے اور جانے پر بے شمار آنکھیں اشکبار ہوجاتی ہیں، اور ایسی بابرکت ہستیاں روز نہیں کبھی کبھی پیدا ہوتی ہیں، وارث علوم اعلیٰ حضرت، کنز الکرامت، جبل الاستقامت، غواص بحر معرفت حاوی علوم قدیمہ وجدیدہ، ماہر فصاحت وبلاغت، مرشد منہاج طریقت، مظہر شوارع شریعت، مجمع البحرین حضور تاج الشریعہ بدر الطریقہ مفتی محمد اختر رضا خان قادری ازہری علیہ الرحمۃ والرضوان کی بابرکت ذات ایسی ہی نادر الوجود ذات تھی کہ جنکے وجود مسعود سے سارا عالم سنیت فرحاں وشاداں تھا، وہ بہجت زمن اور برکت زماں تھے، ان کے جانے سے اہل سنت وجماعت میں جو عظیم خلا رونما ہوا ہے اس کا پر ہونا مستقبل قریب میں متوقع نہیں۔

جن کی عظمت کے نشاں ہیں چار سو

وارث علوم اعلیٰ حضرت، جانشین حضور مفتی اعظم ہند، حضور تاج الشریعہ بدر الطریقہ علیہ الرحمہ کی ذات کسی کے تعارف کی محتاج نہیں، آپ کی ذات پوری دنیا میں یکساں مقبول تھی، جیسے ہند وسندھ میں بستی بستی قریہ قریہ تاج الشریعہ کی گونج تھی ایسے ہی یورپ وافریقہ بلکہ عرب وعجم کے تقریباً ہر خطہ اور ہر علاقہ میں آپ کی عبقریت کی دھوم مچی ہوئی تھی کیوں کہ مقبولیت ومحبوبیت کے مشہور اسباب آپ میں بدرجہ اتم موجود تھے، اللہ جل مجدہ الکریم نے جہاں خاندانی وجاہت عطا فرمائی تھی وہیں حسن وجمال کا ایسا حسین پیکر بنایا تھا کہ دیکھنے والوں کی آنکھیں کھلی کی کھلی رہ جاتی جسمیں پھر علمی اور روحانی شرافت وکرامت ان سب پر مستزاد تھی۔

شیخ الانس والجن غوث الثقلین سید الاولیا وسیدنا الشیخ محی الدین عبد القادر جیلانی رضی اللہ عنہ کا فیضان سلسلہ چشتیہ، اشرفیہ، رضویہ، برکاتیہ، سہروردیہ، نقشبندیہ اور رفاعیہ وغیرہ جملہ سلاسل حقہ پر ساون بھادوں کی طرح برس رہا ہے سب کی روحانی کھیتیاں اسی ابر کرم سے سرسبز وشاداب ہیں، سرکار اعلیٰ حضرت امام اہل سنت فرماتے ہیں:

مزرع چشت وبخارا وعراق واجمیر
کون سی کشت پہ برسا نہیں جھالا تیرا

بارگاہ غوث سے جسکو صدقہ حاصل ہو جائے وہ تمام سلاسل کے عشاق کی نظروں میں محبوب ہو جاتا ہے، یہ بارگاہ غوث کا ہی صدقہ تھا کہ حضور تاج الشریعہ کی نماز جنازہ میں چشتی، اشرفی، رضوی، برکاتی، سہروردی، نقشبندی اور رفاعی وغیرہ جملہ سلاسل حقہ کے متوسلین و مریدین کا سیلاب امنڈ آیا اور اس کثرت سے عوام اہل سنت کی شرکت ہوئی کہ زمانہ محو حیرت میں ہے بلا شبہ حضور تاج الشریعہ کی بابرکت ذات بارگاہ غوث میں مقبول و محبوب تھی، آپ نے نماز جنازہ میں سب کو بلا کر قادری فیضان سے مالا مال فرمایا، آپ کی بابرکت ذات میں اس شعر کے جلوے صاف نظر آئے۔

مزرع چشت و بخارا و عراق و اجمیر کون سی کشت پہ برسا نہیں جھالا تیرا

آپ کی وفات موت العالم موت العالم کی سچی مصداق بھی تھی، موت العالم موت العالم کا قول زبان زد ہے، عالم وطنی اعتبار سے کہیں کا ہو، مگر رشد و ہدایت اور تبلیغ اسلام کے اعتبار سے وطن کی خصوصیت حائل نہیں رہتی بلکہ حسب حیثیت ایک عالم اس سے مستفیض و مستنیر ہوتا ہے، اور اسکی وفات پر درک و ادراک کے اعتبار سے عالم کی موت کہا جاتا ہے مگر ظاہری نگاہوں سے اسکا مشاہدہ صدیوں میں ہوا کرتا ہے، جیسے دریا کو کوزے میں بھرنے کی کہاوت بڑی مشہور و معروف ہے، صدیوں پہلے نگاہوں نے اسکا مشاہدہ اجمیر معلی میں کیا تھا، اسی طرح حضور تاج الشریعہ علیہ الرحمہ کی نماز جنازہ میں ان ظاہری نگاہوں نے موت العالم موت العالم کا منظر دیکھا۔

ایسا کہاں سے لاؤں کہ تجھ سا کہوں جسے

محبوبیت و مقبولیت کے اسباب میں آخر الذکر سبب علمی تبحر نے آپ کو ایسی منزل پہ فائز کر دیا تھا جہاں بڑے بڑے قد والے بونے نظر آتے تھے، جس مسئلہ پہ قلم اٹھایا تو حق تحقیق ادا کر دی، درجنوں کتابیں اور ہزاروں فتاوی تحریر فرمائے مگر تا حیات قلم احتیاط کا دامن تھامے رہا، کبھی بزرگوں کے خلاف نہ گیا، بلکہ جن کے قلم نے اس راستے میں ٹھوکریں کھائیں انکو مضبوط ترین دلائل کی روشنی میں متنبہ کیا، چاہے چلتی ٹرین پر فرائض و واجبات اور ملحق بواجبات کے ادائیگی کا مسئلہ ہو، یا پھر مکبر الصوت (لاؤڈ اسپیکر) کی اقتدا کا مسئلہ ہو، یا ٹی وی اور ویڈیو کے جواز کا مسئلہ ہو، یا احسان الٰہی ظہیر کی کتاب البریلویہ کا رد بلیغ ہو، یا حضرت ابراہیم علیہ السلام کے والد گرامی کے اسم پہ تحقیق

کام، ان سب میں آپ کے قلم نے جس قوت استدلال کا مظاہرہ کیا ہے وہ قابل دید ہے بلکہ اس میں تحقیق رازی اور غزالی کا عکس پر تو نظر آتا ہے۔

امام بوصیری علیہ الرحمہ کے مشہور زمانہ قصیدہ بردہ شریف کی شرح کرتے ہوئے جب آپ رطب اللسان ہوتے تھے تو ایسا لگتا تھا کہ امام جلال الدین سیوطی علیہ الرحمہ کی ہمہ فن مولی شخصیت کا عکس جمیل ہمارے درمیان موجود ہے، اشعار کی لغوی، اعرابی اور بلاغی تشریح کے ساتھ جو معانی اور مفاہیم آپ نے بیان فرمائے ہیں وہ آپ کی تبحر علمی کیساتھ خداداد قوت حافظہ پر بدرجہ اتم دال ہیں اور ان سب کے ساتھ بوقت ضرورت جو تعاقب ماقبل کے شارحین کا آپ نے فرمایا ہے وہ اہل علم کو دعوت نظارہ اور دعوت مطالعہ پیش کر رہا ہے۔ ضیافت طبع کے لئے ایک تعاقب بطور مثال نقل کیا جارہا ہے۔

قصیدہ بردہ شریف کا مشہور شعر ہے

منزہ عن شریک فی محاسنہ فجوہر الحسن فیہ غیر منقسم

علامہ باجوری اور علامہ خرپوتی رحمہا اللہ نے مذکورہ شعر کی شرح کرتے ہوئے ایک اعتراض نقل فرمایا کہ یہ کہنا کہ حضور سید عالم صلی اللہ علیہ وسلم کی مقدس ذات اپنے تمام محاسن میں شریک سے منزہ اور پاک ہے فاسد و غلط ہے کیونکہ تمام انبیائے کرام و مرسلین عظام علی نبیا وعلیہم السلام محاسن نبوت و رسالت اور غیر اللہ کی پرستش نہ کرنے میں سرکار دو عالم صلی اللہ علیہ وسلم کے شریک ہیں، لہٰذا سید عالم صلی اللہ علیہ وسلم کے لئے منزہ عن الشریک کا دعویٰ صحیح نہیں۔ اس اعتراض کے جواب میں علامہ خرپوتی رحمہ اللہ نے کوئی معقول جواب نہ دیتے ہوئے صرف اس بات پر اکتفا فرمایا کہ یہ حکم ادعائی ہے۔

علامہ خرپوتی رحمہ اللہ کی عبارت یہ ہے:

"ولقائل ان یقول: ان ھذا الحکم ای کونہ علیہ السلام منزھا عن شریک فی کل محاسنہ فاسد، لانہ قد کان سائر الانبیاء شریکا لہ فی محاسن النبوۃ والرسالۃ وعدم العبادۃ لغیر اللہ ۔ اللھم ان یقال: انہ ادعائی فلیتامل۔" (الفرھاتی شرح البردۃ ص ۲۰۶)

حضور تاج الشریعہ علیہ الرحمہ نے "فی محاسنہ" کی ایسی توضیح و تشریح فرمائی کہ یہ اعتراض سرے سے وارد ہی نہیں ہوتا۔ ملاحظہ فرمائیں کہ آپ علم کے کیسے بحر زخار تھے۔

آپ فرماتے ہیں کہ محاسن کی جو اضافت ضمیر کی طرف کی گئی ہے وہ اضافت تخصیص کا فائدہ دے رہی ہے، جو اس بات پر واضح قرینہ ہے کہ یہاں وہ محاسن ہرگز مراد نہیں جو سید عالم صلی اللہ علیہ وسلم اور دیگر انبیائے کرام علیہم السلام کے درمیان مشترک ہیں بلکہ یہاں محاسن سے وہ محاسن مراد ہیں جو سید عالم صلی اللہ علیہ وسلم کے ساتھ خاص ہیں، یعنی منزہ عن الشریک کا حکم مخصوص فضائل وکمالات کے اعتبار سے ہے جامع فضائل وکمالات کے اعتبار سے نہیں لہٰذا اب علامہ باجوری اور علامہ خرپوتی رحمہا اللہ نے جو اعتراض نقل فرمایا وہ سرے سے خارج ہو جاتا ہے۔

حضور تاج الشریعہ رحمہ اللہ کی عبارت یہ ہے:

"والاضافة تفيد الاختصاص فهي قرينة على ان المراد بها محاسنه صلى الله تعالى عليه وسلم المختصة به دون المشتركة بينه وبين سائر الانبياء صلى الله عليه وعليهم اجمعين فلا مساغ فى الاعتراض الذى ذكره العلامة الباجوري والعلامة الخربوتي۔ (الفردة فى شرح قصيدة البردة ص ۲۰۶)

سید عالم صلی اللہ علیہ وسلم کے محاسن پر گفتگو کرتے ہوئے حضور تاج الشریعہ نے بڑے اچھوتے اور نرالے انداز میں علامہ خرپوتی کا تعاقب فرمایا ہے اور ساتھ ہی اس سلسلے میں آپ نے جو محتاط طریقہ اپنایا ہے وہ دور حاضر کے نوجوان علماء کے لئے اہم نصیحت ہے:

"انه صلى الله عليه وسلم الفاتح لباب النبوة وبه ختمت النبوة المغلق لباب الجود والسبب فى كل موجود المفيض على الكل من بحر علمه وبحر كرمه الواقف للجميع عند الحد الذى هو غاية ذى الغاية ووجهه صلى الله تعالى عليه وسلم فى الترقى الى غير النهاية فهو الفاتح لما اغلق وهو الخاتم لما سبق وكل ذالك مقرر معلوم۔ وقوله فى الجواب انه اضافى ليس كما ينبغى۔" (الفردة فى شرح البردة ص ۲۰۷)

سید عالم صلی اللہ علیہ وسلم کے محاسن یہ ہیں کہ آپ صلی اللہ علیہ وسلم فاتح باب نبوت ہیں، اور آپ ہی پر باب نبوت کو بند بھی کر دیا گیا ہے، جود و کرم کے جملہ ابواب آپ سے کھلتے ہیں، آپ کی ذات سبب تکوین کائنات ہے، آپ ہر ایک کو اپنے بحر علم اور بحر کرم سے سیراب کرنے والے ہیں، جملہ مخلوقات کے محاسن و خوبی حد اور محدود ہیں جبکہ سید عالم صلی اللہ علیہ وسلم کے فضائل و کمالات الی غیر النہایۃ روز افزوں ترقی پر ہیں اور آپ صلی اللہ علیہ وسلم کے یہ ایسے محاسن ہیں جو مشہور و معروف اور مسلم ہیں۔ لہٰذا ان فضائل و کمالات کے پیش نظر "**منزہ عن شریک فی محاسنہ**" کے جواب میں حکم ادعائی کہنا علامہ خرپوتی کے شایان شان نہیں بلکہ حضور تاج الشریعہ علیہ الرحمہ نے "**لیس کما ینبغی**" فرما کر تو سمندر کو کوزے میں سمیٹ دیا ہے۔ یعنی جب سید عالم صلی اللہ علیہ وسلم کی ذات فاتح باب نبوت ہے اور خاتم باب نبوت ہے تو اب اس اعتبار سے خاص وصف نبوت میں بھی آپ کی ذات مقدسہ منزہ عن الشریک ٹھہری پھر مطلق نبوت کو بنیاد بنا کر منزہ عن الشریک کے دعوی کو دعوی ادعائی کیسے کہا جا سکتا ہے؟ بلکہ جب سید عالم صلی اللہ علیہ وسلم کی بابرکت ذات ہی جملہ محاسن و کمالات کی منبع اور مبداء ہے، مخلوق میں جس کو جو بھی شرافت و کرامت ملی یا آئندہ ملے گی سب اسی ذات مقدسہ کا صدقہ ہوگا، آپ کی ذات سبب تکوین جملہ کائنات کا ئنات الی یوم القیامۃ ہے تو اب اس اعتبار سے مخلوق میں کوئی کسی وصف کمال میں آپ کا شریک نہ ہوگا لہٰذا "**منزہ عن شریک فی محاسنہ**" کا حکم اپنی جگہ درست ہے اسے ادعائی بتانا غیر مناسب ہوگا۔

ایں سعادت بزور بازو نیست:

آپ جہاں میدان فقہ کے میر اور حدیث فن حدیث، تفسیر فن تفسیر، منطق، فلسفہ، علوم عربیہ نحو، صرف، بلاغت وغیرہ علوم متداولہ میں بے مثل و بے نظیر تھے، وہیں آپ کو مختلف زبانوں میں کلام پر قدرت تامہ بلکہ ملکہ تامہ حاصل تھا، جس پر امام اہل سنت حضور اعلیٰ حضرت رضی اللہ عنہ کی کئی کتابوں کی تعریب اور تراجم شاہد عدل ہیں، ان تراجم کو دیکھنے کے بعد دل یہ کہنے پر مجبور ہو جاتا ہے کہ یہ تعریب و تراجم نہیں بلکہ مستقل کتابیں ہیں۔ **وذلک فضل اللہ یوتیہ من یشاء۔**

ایں سعادت بزور بازو نیست تانہ بخشد خدائے بخشندہ

ترجمہ نگاری کی ایک ادنیٰ جھلک ملاحظہ فرمائیں۔

کہنانہ کہنے والے تھے جب سے تو اطلاع ..... سو لی کو قول وقائل ہر خشک وتر کی ہے

انہ لم یأن للذا للذین آن یتکلموا معی عقائلہم وہو صلی اللہ تعالٰی علیہ وسلم منذ ذالک الحین مطلع علی القول والقائل وعلی کل رطب ویابس۔

(تعلیقا سنۃ زاہرہ ص ۲۹)

حضور تاج الشریعہ کی بندہ پروری:

یہی وجہ تھی کہ آپ میں علم ودیگر کوٹ کوٹ کر بھری ہوئی تھی، اصاغر علما کو ان کی حد سے بڑھکر نوازتے تھے فقیر حشمتی تقریبا ۲۰ سال قبل دارالعلوم محمدیہ سنبھل کے سالانہ اجلاس میں تقریر کر رہا تھا، بمشکل آدھا گھنٹہ کی تقریر ہوئی ہوگی کہ حضور تاج الشریعہ بدر الطریقہ علیہ الرحمہ کی آمد آمد ہوگئی، میں نے چاہا کہ تقریر ختم کردوں مگر سرکار کی طرف سے اجازت لی ،حوصلہ بڑھا اور پھر سرکار کی موجودگی میں مکمل بیان ہوا، بعد میں سرکار نے حضرت مولانا شہاب الدین رضوی صاحب سے فرمایا کہ مولانا مسیح الدین نے نہایت عمدہ اور علمی تقریر کی، اسی طرح آنند اور پٹلاد گجرات میں ممبر شریف پر حضور تاج الشریعہ کے ورود مسعود کے بعد فقیر کی تقریر ہوئی، جلسہ کے اختتام پر حضور نے مجھے بلوایا اور اپنے مبارک ہاتھوں کشمش کے چند دانے عطا فرمائے، اور ڈھیر ساری دعاؤں سے نوازا۔

بلاشبہ ہم جیسے ہزاروں علماء کی نگاہوں کے تصور آپ کی ذات مقدسہ سے منور و مجلی تھے، وہ ہمارے علمی اور روحانی پیشوا تھے ہم میں انکی ذات شمع تھی، ہم پروانے ان پر نثار رہتے تھے، وہ ہمارے محور ومرکز تھے، ہم سب انھیں کی طرف رجوع کرتے تھے، وہی ہم سب کے لئے باران رحمت اور ابر کرم تھے۔

ایک دن آپ کے کاشانۂ اقدس پر معمول کے مطابق علمائے کرام کی انجمن اکتساب فیض کے لئے سجی ہوئی تھی، فقیر حشمتی کے علاوہ محسن و کرم فرما مسلک اعلٰی حضرت کے بیباک ناشر و مبلغ حضرت مولانا عبد المصطفٰی حشمتی صاحب قبلہ رودلوی مدظلہ العالی، حضرت علامہ مفتی اختر حسین علیمی صاحب قبلہ، حضرت علامہ مفتی قدرت اللہ صاحب قبلہ علیہ الرحمہ، حضرت علامہ مفتی کمال اختر صاحب قبلہ بھی اس انجمن میں حاضر تھے، فسد اور صلح کلیت کے حوالے سے بہت سی مفید اور کارآمد

لکھیں گئیں اور جب ہم لوگ قدم بوسی کے بعد واپس ہونے لگے تو ذرہ نوازی اور علم دوستی کی اعلیٰ مثال قائم کرتے ہوئے جملہ حاضر علمائے کرام کو لفافوں کی شکل میں تبرک عطا فرمایا، اس دور قحط الرجال میں ایسی علم دوستی اور ذرہ نوازی بہت کم دیکھنے کو ملتی ہے۔

یہ حضرت کی تعظیم علم دوستی اور ذرہ نوازی ہی تھی کہ متعدد علمائے ذوی الاحترام بالخصوص حضرت مولانا مفتی محمد عاشق علی صاحب قبلہ کشمیری کی موجودگی میں محسن و کرم فرما حضرت مولانا عبد المصطفیٰ حشمتی صاحب قبلہ دہلوی مدظلہ العالی کی صرف ایک گذارش پر، فقیر حشمتی کو ۲۴ صفر المظفر ۱۴۳۴ھ مطابق ۸ دسمبر ۲۰۱۲ء بروز شنبہ بعد نماز عشا تقریباً رات دس بجے اپنے کاشانۂ اقدس پر تمام سلاسل حقہ کی اجازت وخلافت عطا فرمائی۔ **فالحمد للہ علیٰ ذالک۔**

آتا ہے فقیروں پہ انھیں پیار کچھ ایسا ۔۔۔ خود بھیک دیں اور خود کہیں منگتے کا بھلا ہو

کہاں تھا میں اس کرم کے قابل ۔۔۔ حضور کی بندہ پروری ہے

حضور تاج الشریعہ کی ذات ستودہ صفات ہر حیثیت اور ہر زاویہ سے بے مثل بے مثال تھی،

ابر رحمت انکی مرقد پہ گہرباری کرے ۔۔۔ حشر تک شان کریمی ناز برداری کرے

اور ان کے فیوض برکات سے عوام اہل سنت کو مستفیض رکھے، حضرت علامہ عسجد رضا صاحب قبلہ مدظلہ العالی کو قاسم فیضان تاج الشریعہ اور انکا عکس جمیل بنائے آمین۔

مولانا محمد ارسلان رضا خان قادری برکاتی

کلیہ اصول الدین جامعہ ازہر مصر

بشر اختر ہو جائے تو ہر گز مرتا نہیں

یہ انسانی فطرت ہے کہ انسان جب کسی شخصیت سے متاثر ہوتا ہے، اس کا عقیدت مند ہو جاتا ہے اور اس کی یہ عقیدت اس وقت تک سلامت رہتی ہے جب تک وہ اس شخصیت سے دور رہتا ہے اور جب قریب ہوتا ہے تو بشری کمزوریاں نظر آتی ہیں تو اس کی عقیدت میں نسبتاً کمی آنے لگتی ہے اسی طرح کوئی بھی بارعب وقار انسان اپنا رعب وقار وقتی طور پر یا کبھی کبھی ملاقات میں تو سلامت رکھ پاتا ہے مگر مسلسل ساتھ رہنے والوں اور اکثر ملتے رہنے والوں پر اس کا وہ رعب نہیں رہتا جو پہلے تھا لیکن میں نے ساری دنیا میں صرف ایک ہی شخصیت، اپنے دور کی ایسی دیکھی کہ جو ان سے جتنا قریب ہوتا گیا، اتنا عقیدت مند ہوتا گیا، اور جس نے جتنا اور جس زاویے سے دیکھا اتنا ہی متاثر و مرعوب ہوا۔ کسی بھی شخصیت کے ساتھ یہ عقیدت اسی صورت میں قائم رہ پاتی ہے جب انسان اس کے صبح و شام، رات و دن، خلوت و جلوت، حضر و سفر کو دیکھنے کے بعد اس کا کوئی عمل شریعت مصطفیٰ علیہ التحیۃ والثناء کے خلاف نہیں پاتا، اس شخصیت کو مختلف زاویے سے ملاحظہ کرنے اور اس کی حیات کے گوشوں کو گہرائی سے مطالعہ کرنے کے بعد اس کا کوئی قدم خلاف سنت اٹھتے ہوئے نہیں پاتا۔

ماضی قریب میں یہ بات حضور مفتی اعظم ہند کے بارے میں کہی جاتی تھی کہ جو ان سے جتنا قریب ہوا اتنا ان کا معتقد ہو جاتا۔ مجھے مفتی اعظم تو فقیر کو میسر نہیں ہاں مگر ایک ایسی شخصیت کو قریب و بعید سے دیکھنے کا شرف حاصل ہوا جو اسی مفتی اعظم مفتی اعظم کا محبوب نظر تھا، علم و عمل کا سمندر تھا، خلوص کا پیکر تھا، گمراہوں کا رہبر تھا، ہادیوں کا سرور تھا، محبت کا خوگر تھا، شفقت کا جوہر تھا، اپنے عہد میں فائق و برتر تھا، صاحب ممتاز فکر و نظر تھا، مفسر اعظم ہند کا پسر تھا، اہلسنت کا تاجور تھا، برج ہدیٰ کا اختر تھا جسے

کبھی اسماعیل رضا بن ابراہیم رضا کہا گیا، کبھی اختر میاں کہہ کر پکارا گیا، کبھی ازہری نسبت سے یاد کیا گیا، کبھی تاج الاسلام، تاج العلماء، قاضی القضاۃ فی الہند جیسے عظیم القاب سے ملقب کیا گیا اور پھر آخر میں لقب تاج الشریعہ زبان زد خواص وعوام ہوا جو علم، کنیت اور القاب سب پر ایسا غالب ہوا کہ جیسے یہ لقب فی زمانہ ہمارے حضرت کی ذات پر ہی جچتا ہو۔

راقم الحروف نے حضرت کے رات ودن دیکھے صبح وشام دیکھی، خلوت وجلوت دیکھی، سفر وحضر دیکھے مگر کوئی عمل شریعت مصطفیٰ علیہ التحیۃ والثناء کے خلاف نہ دیکھا کوئی قدم خلاف سنت اٹھتے نہ پایا، اپنے مرشد کے رنگ میں ایسا رنگے کہ من تو شدم تو من شدی من جاں شدم تو تن شدی تا کس نہ گوید بعد ازیں من دیگرم تو دیگری کی عملی تفسیر نظر آتی ہے۔

سیرت مفتی اعظم کا عملی زندگی میں مشاہدہ کرنا ہو تو حضور تاج الشریعہ کی زندگی کو ملاحظہ کریں، یقیناً ہمارے حضرت، اپنے حضرت مفتی اعظم ہند کی خلقاً وخُلقاً صورتاً وسیرتاً کچی تصویر تھے، وہ کون سی صفت تھی جس میں ہمارے حضرت، اپنے حضرت کے سچے عکس ومظہر نہ ہوں؟ تقویٰ و طہارت، زہد وقناعت شرافت وکرامت، مجاہدہ وریاضت، اصابت واستقامت، ذکاوت وفراست، صورت وسیرت کی کون سی ایسی شاہراہ ہے جہاں ہمارے حضرت اپنے حضرت کے نقش قدم پر نہ چلے ہوں؟ الولد سر لابیہ کی ایسی بے داغ تفسیر آسانی سے دیکھنے کو نہیں ملتی، فقہ وافتا میں مفتی اعظم کے رازِ سربستہ، رشد وہدایت میں مفتی اعظم کے سر مکنون، صورت وسیرت میں مفتی اعظم کے عکس ومظہر، الغرض مفتی اعظم کے ہر اطوار واعتبار سے سچے جانشین وقائم مقام ہیں۔

منقبت مفتی اعظم میں جد کریم حضور ریحان ملت علیہ الرحمہ فرماتے ہیں:

ادائے مصطفیٰ تم ہو رضائے مصطفیٰ تم ہو ہر اک اطوار سے اے مقتدا مصطفیٰ تم ہو

ہر اطوار سے مصطفیٰ رضا اگر احمد رضا ہے تو ہر اعتبار سے اختر رضا مصطفیٰ رضا ہے تو اب ہم اپنے حضرت کی شان میں یہ کہنے میں حق بجانب ہوں گے:

ادائے مصطفیٰ تم ہو رضائے مصطفیٰ تم ہو ہر اک اطوار سے اے مقتدا مصطفیٰ تم ہو

اور صغریٰ کبریٰ فٹ کر کے شکل اول بدیہی الانتاج سے اگر نتیجہ نکالا جائے تو اس طرح نکلے گا:

تمہاری ذات میں جلوے رضا نوری میاں کے ہیں   میرے نوری میاں تم ہو میرے احمد رضا تم ہو
شبیہ احمد و حامد رضا نوری پیا تم ہو   رضا و حامد و نوری شہا تم ہو

ابھی ہمارے حضرت کو اس دنیائے فانی سے کوچ کئے چالیس دن بھی نہ ہوئے ہیں مگر یہ بات یقین کی حد تک کہی جا سکتی ہے کہ سو سال گزرنے کے بعد بھی انکی یادوں کا چراغ گل نہ ہوگا، امید اور زمانے کے باوجود ان کی یادوں کی شمع دلوں کی محراب اور تصورات کے منبر پر روشن رہے گی کیوں کہ

بشر اگر اختر ہوجائے تو ہرگز مرتا نہیں

جن لوگوں نے انکا جلوۂ زیبا دیکھا ہے کوئی حسین سے حسین تر جلوہ انکی آنکھوں کو نہیں بھا سکتا، اس جلوے کو خوب دیکھنے کے بعد اب اپنی آنکھوں کا خیال بھی یہی ہے کہ

اب میری نگاہوں میں جچتا نہیں کوئی   جیسے میرے حضرت ہیں ایسا نہیں کوئی

میں نے جب سے ہوش کی آنکھیں کھولیں ہیں تب سے حضرت تاج الشریعہ کو قریب سے مرشد کی حیثیت سے دیکھا، دل کی نہاں خانے میں نہ جانے کتنے واقعات محفوظ ہیں، سمجھ نہیں آرہا کہاں سے آغاز کلام کروں، حضرت سے ایام طفولیت میں ہماری ملاقات روزانہ رضا مسجد میں ہوتی تھی، حضرت جب بریلی شریف میں تشریف فرما ہوتے پنج وقتہ نماز با جماعت ادا کرنے کے لئے مسجد تشریف لاتے اور نماز کے بعد جب سب لوگ حضرت سے مصافحہ دست بوسی کر رہے ہوتے ہم بھی سب کی طرح صف میں لگ کر حضرت کی دست بوسی کرتے اور حضرت بکمال شفقت سر پر ہاتھ پھیرتے محبت فرماتے۔ یہ اس وقت کی بات ہے جب حضرت با صحت و توانا اور ادو حاسۂ بصر کے باوجود کمزوری کے مشاہدہ فرماتے تھے مگر جب حضرت کی بظاہر نگاہوں کی روشنی تقریبا معدوم ہوگئی تو حضرت پنج وقتہ حاضری سے معذور ہوگئے مگر صد در جہ ضعف نقاہت اور عدم بصارت کے باوجود حضرت نماز جمعہ کے لئے مسجد میں تشریف لاتے اور امامت فرماتے حالاں کہ اس حالت میں بھی حضرت پر جمعہ فرض نہ تھا اور رخصت تھی مگر عزیمت پر عمل کا یہ عالم کہ آخر وقت تک فرض نماز یں کھڑے ہوکر ادا فرماتے اور حالت یہ ہوتی تھی کہ سجدے سے حالت قیام میں آنے کے لئے ضعف و نقاہت کی وجہ سے پیروں میں لرزش طاری ہوجاتی۔ مسجد سے مزار اعلیٰ حضرت پر حاضر ہوتے چار

ہاتھ باندھ کر کھڑے ہوکر تلاوت قرآن پاک کرکے ایصال ثواب فرماتے، کبھی مزار کو جھک کر بوسہ نہ دیتے، بارہا یہ بھی دیکھا جاتا کہ اعلیٰ حضرت و مفتی اعظم کے مزار کی پائینتی کو غلام کے سہارے ہاتھ لگاتے اور پھر واپس لوٹ جاتے، آٹھ دس سال پہلے تک تو یہ معمول تھا کہ بلا ناغہ روزانہ مزار اعلیٰ حضرت پر حاضر ہوتے مگر جب عارضہ لاحق ہوا تو یہ حاضری ہفتے میں ایک دن یعنی روز جمعہ کو متعین ہوگئی، فقیر راقم الحروف بھی اکثر حضرت کے پیچھے پیچھے نماز جمعہ کے بعد حاضر ہوتا اور اس کے علاوہ جب بھی حضرت کو مزار پر آتے دیکھتا تو ساتھ ہولیتا کہ فیوض و برکات کی اس موسلا دھار بارش کے کچھ چھینٹے مجھ پر بھی پڑ جائیں، اور آج فقیر مزار اعلیٰ حضرت پر بالکل انہیں آداب کو ملحوظ رکھتا ہے جیسا حضرت کو کرتے دیکھا۔ مزار پر حاضری کے جو آداب اعلیٰ حضرت نے تحریر فرمائے ہیں ہمارے حضرت اس پر پورے طور پر عمل فرماتے۔

حضرت اپنے روزانہ کے معمولات کے بہت پابند تھے، مولانا یونس اویسی، حضرت کے رات و دن کے معمولات پر روشنی ڈالتے ہوئے رقم طراز ہیں: بعد نماز فجر تلاوت قرآن۔ وظائف ناشتہ سے فراغت کے بعد کتابیں سنتے ہیں یا فتاوی تحریر کرواتے ہیں یا فتاوی سن کر تصدیق فرماتے ہیں، دوپہر ایک بجے تک ڈرائنگ روم میں تشریف رکھتے ہیں، تخصص فی الفقہ کے طلبہ کو ایا ۱۲ بجے کے بعد درس دیتے ہیں، کھانا تناول فرما کر قیلولہ فرماتے ہیں، بعد نماز ظہر پھر کتابیں سنتے یا لکھواتے ہیں، بعد نماز عصر دلائل الخیرات شریف پڑھتے ہیں۔ بعد نماز مغرب وظائف سے فارغ ہوکر پھر کتابیں سننا یا لکھوانا پھر بعد نماز عشاء کھانا تناول فرماتے ہیں بعدہ تھوڑی دیر ٹہلتے ہیں پھر کتابیں سنتے ہیں یا لکھواتے ہیں، ۱۱، ۱۲ بجے رات تک یہ سلسلہ جاری رہتا ہے اسی دوران ملاقاتی ملاقات بھی کرتے ہیں، مرید ہونے والے داخل سلسلہ ہوتے ہیں، پھر حضرت فجر میں اگر فجر سے پیشتر جاگتے ہیں تو تہجد پڑھتے ہیں ورنہ نماز فجر ادا فرمانے کے بعد معمولات حسب سطور بالا انجام دیتے ہیں۔ (ایقان امر دہلی ص ۲۲۱، ۲۲۲)

فقیر راقم الحروف عرض کرتا ہے کہ اپنے معمولات اور وقت کا جتنا پابند حضرت کو دیکھا کسی کو نہ دیکھا، ویسے تو ہر کامیاب آدمی کی ظفریابی اور سرفرازی کا راز وقت کی قدر و قیمت میں پوشیدہ

ہوتا ہے مگر ضعف ونقاہت وپیرانہ سالی میں معمولات اور اوقات کی پابندی کرنا مشکل امر ہے لیکن اس سلسلے میں بھی ایک حضرت کی ذات منفرد وممتاز دیکھی کہ باایں ہمہ پیرانی سالی، ضعف ونقاہت روزانہ کے کاموں کو اتنا وقت کی پابندی کے ساتھ ادا فرماتے کہ جیسے کوئی آگاہ کر رہا ہو، ایک ایک منٹ کا خیال فرماتے اور بار بار خادم سے وقت دریافت فرماتے، اقامت، صلاۃ، تلاوت قرآن، اوراد ووظائف، اشغال واعمال، مطالعہ کتب، تصنیف وتالیف، فتویٰ نویسی، درس وتدریس، تعلیم وتعلم، بیعت وارادت، رشد وہدایت، دعوت وتبلیغ، سوال وجواب۔ اتنے سارے کام ایک ذات (وہ بھی جس کی بظاہر آنکھوں کی روشنی متاثر ہے) روزانہ بلاناغہ کیسے ادا کرتی ہوگی سمجھ سے بالاتر ہے۔ یقیناً اگر ہم خواجہ تاشان در اختر رضا صرف ان کی زندگی سے وقت کی قدر وقیمت عظمت وبڑائی کا راز بھی اسی میں پوشیدہ ہے کہ حضرت اپنے لوگوں کے ساتھ بہتر سے بہتر سلوک رکھنے کو روا دار تھے، اس میں چھوٹے، بڑے جوان بوڑھے کا کوئی امتیاز نہیں پایا جاتا، اس طرح کے سینکڑوں واقعات ملتے ہیں کہ حضرت اپنے اصاغر پر کس درجہ شفقتیں اور عنایتیں فرماتے ہیں۔ جن دنوں میں مادر علمی دار العلوم فیض الرسول براؤں شریف میں مصروف تعلیم تھا، ان ایام میں میرا مدرسے سے آمد ورفت کا معمول یہ تھا کہ جب مدرسے کو جانے کے لئے روانہ ہوتا تو حضرت سے اجازت لے کر جاتا اور تعطیل میں گھر آتا تو سب سے پہلے حضرت کی بارگاہ میں سلام ودست بوسی کے لئے حاضر ہو کر عرض کرتا حضرت میں ارسلان، آج مدرسے سے آیا ہوں، حضرت دست کرم سر پہ پھیرتے اور دعاؤں سے نوازتے، یہاں پہ میں یہ بھی بتاتا چلوں کہ میں براؤں شریف حصول علم کی غرض سے حضرت کے ہی حکم سے حاضر ہوا تھا، ہوا یوں کہ براؤں شریف حصول علم دین کی غرض سے ایک سال قیام کرنے کے بعد جب میں مصر جامعہ ازہر روانہ ہوا اور وہاں ملک کے حالات خراب ہو جانے کی وجہ سے مجھے لوٹنا پڑا تو میں حضرت کی بارگاہ میں حاضر ہوا اور عرض کیا حضرت میں اپنی تعلیم کہاں مکمل کروں حضرت کے زبان سے جو کلمات اس وقت نکلے، وہ یہ تھے کہ براؤں چلے جاؤ اور محنت سے پڑھو! حضرت کا حکم پاتے ہی گلشن براؤں شریف میں خوشہ چینی کے لئے حاضر ہو گیا اور خانقاہ کے سجادہ نشین حضرت علامہ عبد القادر علوی صاحب قبلہ نے میرے قیام وطعام کا جو معقول انتظام ہو سکا کیا۔ میں کئی سال گلشن

علم میں خوشہ چینی کرتا رہا اور دوسری بریلی شریف میں یادگار اعلیٰ حضرت منظر اسلام کا نظم ونسق درست ہونے لگا اور حضرت مولانا عاقل صاحب کے آنے سے تعلیمی معیار خوب سے خوب تر ہو گیا، ایک موقع پر مدرسے سے بریلی شریف آیا حضرت سے شرف ملاقات درست یعنی ہوئی تو فرمایا اب تم یہیں پڑھو (منظر اسلام میں) میں نے عرض کیا حضرت وہاں ذمہ داران خانقاہ نے میری تعلیم وتعلیم کے لئے بہتر انتظام کر دیا ہے اور مخصوص اساتذہ کے پاس درس متعین کر دیا ہے اب وہاں سے آنا مناسب نہیں، یہ بات سن کر حضرت نے سکوت فرمایا اور میں سکوت کو رضا جان کر واپس بداؤں شریف حاضر ہو گیا۔ مادر علمی دار العلوم فیض الرسول براؤں شریف پر حضرت کی نظر شفقت کا یہ عالم تھا کہ دار العلوم کے چار اساتذہ کو حضرت نے اپنی اجازت وخلافت سے نوازا جن میں سے ایک خود خانقاہ کے ولی عہد حضرت مولانا آصف علوی ازہری ہیں دوسرے حضرت مفتی نظام الدین احمد نوری تیسرے شہزادہ خلیفہ مفتی اعظم حضرت مولانا رفیع نورانی صدیقی بدری اور چوتھے حضرت مفتی شہاب الدین نوری صاحب قبلہ ہیں۔ یہی وہ ادارہ جس میں حضور مفتی اعظم بغیر کسی دعوت کے اپنا محبوب ادارہ سمجھ کر اور اس ادارے کی علمی کارکردگی، اس کے طلبہ واساتذہ کی محنت وجاں فشانی دیکھ کر تشریف لائے اور اپنی مخصوص دعاؤں سے نوازا اور اپنے قدم میمنت لزوم کی برکت سے اس کو شرف عطا کیا، حضرت ریحان ملت نے اپنے تین صاحبزادوں کو یہاں حصول تعلیم کی غرض سے بھیجا اور برادرزادہ اعلیٰ حضرت حضور حسنین میاں اور حضور مفسر اعظم جیلانی میاں نے دار العلوم کی کارکردگی سے متاثر ہو کر اپنے تاثرات سے نوازا۔ جب حضور مفتی اعظم ہند، حضور حسنین میاں، حضور مفسر اعظم جیلانی میاں، حضور ریحان ملت رحمانی میاں اس ادارے کو اپنا محبوب ادارہ سمجھتے ہوں تو بھلا حضور تاج الشریعہ اسے اپنا محبوب وپسندیدہ ادارہ کیوں نہ مانتے؟۔

بداؤں شریف کے سجادہ نشین حضرت علامہ عبد القادر علوی صاحب قبلہ جب حضرت سے ملاقات کے لئے حاضر ہوئے، تو حضرت نے خوب شفقت ومحبت پیش فرمائی، ضعف ونقاہت کے باوجود حضرت علوی صاحب کی فرمائش پر ان کے خلف اصغر کو ہاتھ لے کر داخل سلسلہ فرمایا۔ حضرت نے ان کے خلف اصغر کو داخل سلسلہ فرما کر اور خلف اکبر کو اجازت وخلافت عطا فرما کر اہل بداؤں

شریف کو اپنی محبت و شفقت اور اپنے وثوق و اعتماد کی سند عطا فرمادی۔

اسلاف اور سادات مارہرہ مطہرہ کا احترام

مارہرہ مطہرہ کے دست کرم میں ہاتھ دینے کی اپنی خاندانی رسم کے مطابق مجھے بھی تاجدار مسند برکاتیت حضور احسن العلماء مارہروی علیہ الرحمۃ والرضوان کی وساطت سے یہ شرف دو ڈھائی سال کی عمر میں حاصل ہوا، بیعت ہونے کے کچھ ہی مہینوں بعد پیر و مرشد کا وصال ہوگیا، ہوش کے ناخن لئے تو دل میں یہ تمنا جوش مارنے لگی کہ کسی ایسی شخصیت سے طلب بیعت کر لی جائے جو بیک وقت حضرت پیر و مرشد کا بھی اجازت یافتہ ہو اور حضور مفتی اعظم کا بھی، گویا مجھے ایسی مبارک ذات کی تلاش تھی جس کا سینہ رضوی برکاتی نہروں سے مجمع البحرین ہو گیا ہو، یہ خواہش لے کر ایک دن حضور تاج الشریعہ کی بارگاہ میں حاضر ہوا، دل میں پوشیدہ آرزو کو ان الفاظ سے تعبیر کیا کہ حضرت میں آپ سے طالب ہونا چاہتا ہوں، حضرت نے معاً دریافت فرمایا کس سے مرید ہو؟ عرض کیا: حضور احسن العلماء کا اس وقت کمرے میں حضرت اور حضرت کے خادم اور میرے سوا کوئی چوتھا نہ تھا، حضرت نے یہ سنتے ہی کہ میں حضور احسن العلماء کا مرید ہوں فرمایا: تب پھر کیا ضرورت ہے؟ ہم سب تو وہاں کے غلام ہیں ہی، اور بہت دیر تک مارہرہ مطہرہ کے مشائخ کا ذکر جمیل فرماتے رہے۔ بہر حال حضرت نے بیعت تو نہ فرمایا مگر فیضان سلسلہ مفتی اعظم سے محروم بھی نہ ہونے دیا اور زمانہ طالب علمی ہی میں فراغت سے تین سال پہلے ۹۶ عرس رضوی کے موقعے پر ۲۲ صفر المظفر ۱۴۲۳ھ کو علماء عمائدین شہر اور دور دراز کے حاضر باشوں کی موجودگی میں اپنی اجازت و خلافت سے سرفراز فرمایا۔

مذکورہ بالا واقعے سے یہ بات روز روشن کی طرح عیاں ہو جاتی ہے کہ حضرت اپنے مشائخ کرام سادات کرام اور خصوصاً مارہرہ مطہرہ کے سادات کرام کا کس درجہ احترام فرماتے ہیں کہ ان کے مرید کو اپنی کے سلسلے میں طالب کرنا بھی بے ادبی تصور کرتے ہیں۔ حریص اور حریص پیروں کے برعکس ہمارے حضرت کا دامن حرص و طمع سے کتنا پاک ہے، کہتے ہیں کہ پیر وہ جس کو مریدوں کی تلاش و جستجو نہ ہو بلکہ مریدوں کو اس کی جستجو ہو، ہمارے حضرت ہمیشہ اس سے اعراض فرماتے مگر معتقدین و مریدین کا سیلاب لگا رہتا، بیعت ہونے کے لئے لمبی لمبی قطاریں لگی رہتیں، ایک جھلک پانے کو لوگوں

کے دل سے فخر اور جسے مرید ہونے والا اپنی قسمت کی معراج تصور کرتا یا اللہ! ایسی مقبولیت ایسی ہر دل عزیز شخصیت جس کو دیکھنے کے بعد بس یہی زبان پر آتا ہے کہ یہ قبولیت عامہ کسبی نہیں ہو سکتی، بلکہ عطائے ربانی سے ہی اسے تعبیر کرنے میں دل کو اطمینان ہوگا، یقیناً جو اللہ و رسول کا ہو جاتا ہے ساری مخلوق پھر اس کی ہو جاتی ہے فرشتہ آسمانوں میں ندا کرتا ہے کہ فلاں بندے سے اللہ محبت فرماتا ہے، اے اہل آسمان تم بھی اس سے محبت کرو اور پھر زمین میں بھی اس کی مقبولیت ہو جاتی ہے، اس مضمون کی حدیث پاک بخاری شریف میں موجود ہے۔ نیز اللہ تبارک وتعالیٰ قرآن پاک میں ارشاد فرماتا ہے: ﴿إِنَّ الَّذِينَ آمَنُوا وَعَمِلُوا الصَّالِحَاتِ سَيَجْعَلُ لَهُمُ الرَّحْمَٰنُ وُدًّا﴾ (سورہ مریم، آیت ۹۶)

اسی فلسفے کی طرف ڈاکٹر اقبال بھی یوں اشارہ کرتے ہیں:

ہجوم کیوں ہے زیادہ شراب خانے میں   فقط یہ بات کہ پیر مغاں ہے مرد خلیق

جلال و جمال کا سنگم: حضرت کو جلال فرماتے بھی دیکھا اور جمال فرماتے بھی، اگر ایک موقع پر حضرت کے جلال فرمانے کا منظر جب بھی یاد آجاتا ہے، مجھ پر جلال مومن کی ہیبت سی طاری ہو جاتی ہے، کئی دفعہ خواب میں بھی حضرت کو کسی چیز پر جلال فرماتے دیکھا اور جمال فرماتے بھی، حضرت جلال و جمال کا سنگم تھے لیکن ایسا بہت کم ہوتا تھا جب جمال پر جلال غالب آیا ہو، اور اگر ایسا ہوتا بھی تو وہ لمحہ آنی فانی ہوتا، پھر اس کے بعد وہی نرمی وہی رحمت وشفقت، وہی ملاطفت۔ کچھ امور ایسے تھے جس کے کرنے پر حضرت اکثر جلال فرماتے مثلاً اگر کوئی پیر چوم لیتا، یا ہجوم حد سے زیادہ پریشان کرنے لگتا، یا جم غفیر حضرت سے ملنے کے لئے دھکا مکی کرتا۔

حضرت کے جلال فرمانے کا ایک واقعہ یاد آرہا ہے، ایک دفعہ جامعہ ازہر کے قدیم فاضل مولانا تاج محمد ازہری صاحب بریلی شریف حاضر ہوئے، حضرت مولانا نعیم اللہ صاحب اور مولانا فضل حق صاحب کے ساتھ انہوں نے فقیر سے ملاقات کی، بعد میں حضرت سے ملنے کی خواہش ظاہر کی، معلوم کروایا تو پتہ چلا کہ حضرت رات کا کھانا تناول فرما کر اور غالباً فقہی مجلس سے فارغ ہو کر گلی میں چہل قدمی فرمارہے ہیں اور جب وہاں پہنچے تو دیکھا کہ حضرت کے داماد مولانا شعیب رضا نعیمی صاحب مرحوم حضرت کو پکڑ کر ٹہلا رہے ہیں، اور کچھ علمی نکات پر چلتے چلتے گفتگو بھی چل رہی ہے کثیر

تعداد میں معتقدین ہاتھ باندھے گلی کے حاشیہ پر کھڑے ہیں مگر کسی کو ملنے کی جسارت نہیں ہو رہی (وہ حضرت کے عام ملاقات کا وقت نہ تھا)، اسی اثنا میں، میں حضرت سے ملنے کے لئے آگے بڑھا، سلام دست بوسی کر کے عرض کیا، حضرت میں ارسلان، حضرت کے چہرے پر خفگی کے آثار نمایاں تھے مگر ضبط فرما گئے مگر پھر میرے بعد جب مولانا مذکور ملاقات کے لئے آگے بڑھے، حضرت نے جلال فرمانا شروع کر دیا؛ کیا ہے یہ سب، پریشان کر کے رکھ دیا، کسی موضوع پر بات کر رہا ہوں اور آپ کو ملنے کی پڑی ہے (اسی طرح کے کچھ کلمات کہے) کافی دیر تک جلال فرماتے رہے مگر جب جلال پر جمال غالب آیا تو مفتی شعیب صاحب سے فون کروا کر انھیں بلوایا اور معذرت خواہانہ انداز میں فرمایا کہ علمی موضوع پر گفتگو کر رہا تھا، اسی دوران، ملاقات سے وہ مسئلہ میرے ذہن سے نکل جاتا، آپ ناراض ہو معذرت خواہ ہوں، اسی طرح کے کئی شفقت و رحمت کے کلمات کہے، تاج صاحب جن کے دل میں بیعت ہونے کا پہلے سے کوئی ارادہ نہ تھا، اسی وقت دامن سے منسلک ہو گئے۔

اسی طرح حضرت جب جمال فرماتے تو بزرگوں، خصوصا مفتی اعظم کے واقعات انتہائی دلچسپی سے سناتے۔

میں کیا کیا لکھوں، نہاں خانہ دل سے کون کون سے واقعات نکال کر لاؤں، کہاں تک کئی سال پہلے کی بکھری کڑیوں کو سمیٹوں حاصل خلاصہ یہ کہ ان کا سایہ ایک تجلی تھا، ان کا نقش پا اک سراغ تھا وہ جدھر چل دیے روشنی ہو جاتی تھی۔ ماضی قریب کے بزرگوں میں، میں نے حضور مفتی اعظم اور تاج الشریعہ کے علاوہ کسی کے بارے میں ایسا سنا پڑھا نہیں کہ وہ جہاں چلے گئے میلا لگ گیا ہو، عقیدت مندوں کا سیلاب امنڈ آیا ہو، ایک جھلک پانے کو لوگ بیقرار ہوں۔ حضور مفتی اعظم کے بارے میں تو صرف سنا اور پڑھا، حضرت کی یہ مقبولیت آنکھوں دیکھی جدھر چلے جاتے، دیوانوں کی بارات امڈ پڑتی، جہاں قدم رکھ دیتے جلووں کی برسات ہو جاتی، جو دیکھ لیتا اس کی عید ہو جاتی۔

ان کے وجود مسعود کی طراوت سے ماحول کی پلکیں ایسی بھیگ جاتی تھیں کہ دور تک ان سے شریعت کی لطافت کا خمار ٹپکتا تھا اور اس کی نکہت ریزی کا یہ عالم تھی کہ روح و حس یہاں سے گلزار علم و فن

یہاں ہے، تاجدار اہل سنن یہاں ہے، سنیت کا رخ روشن یہاں ہے، شریعت کا وہ عدن یہاں ہے، طریقت کا لعل یمن یہاں ہے، حقیقت و معرفت کا مشک ختن یہاں ہے، بس پھر کیا ہوا لوگ دیوانہ وار مچلنے لگے، پروانہ وار نثار ہونے لگے، بلبلیں چہچہانے لگیں، بہاریں ترنم گانے لگیں۔

دنیا انھیں عقیدت میں حضور ازہری میاں کہتی ہے مگر حقیقت انھیں تاج الشریعہ کہہ کر بھی اہتمام ذوق کی تشنگی محسوس کرتی ہے، فقیر ان سے نسبت ارادت کو اپنی دنیوی و اخروی سعادت کی ضمانت سمجھتا ہے۔ ان کی بارگاہ میں یہ عریضہ پیش کر کے گفتگو ختم کرتا ہوں کہ:

میری دنیا کے دیں کا ماحصل الفت تمہاری ہے
قیامت میں میرے ماوا و ملجا آسرا تم ہو

محمد صدر عالم قادری مصباحی
بنول، عیدگاہ محلہ، ضلع سیتامڑھی (بہار)

حضور تاج الشریعہ کی رحلت
اور پرنٹ میڈیا کا کردار

ثنائے مفتی اعظم کی ہے یہ جلوہ گری چمک رہا ہے جو اختر ہزار آنکھوں میں

قادر مطلق بہت کم ایسی روحوں کو اس دنیا میں بھیجتا ہے جس کے بچھڑنے سے دنیا میں موجود روحوں کی آدھی آبادی بے چین اور مضطرب ہو اٹھتی ہے، رب کائنات جسے یہ شرف ومنزلت بخشتا ہے وہ اس کی بارگاہ کا چہیتا ہوتا ہے اور اس کی بارگاہ سے جدا ہوکر بھی اس کی دہلیز کے جلوے اپنے دل ودماغ میں بسا کے رہتا ہے۔ اسلام نے اپنی ساڑھے چودہ سو سالہ تاریخ میں اپنی روحانی تعلیم سے ایسے سیکڑوں فرزند پیدا کئے جو اسلامی اصول وقوانین کی چلتی پھرتی تصویر تھے، جن کے قول وعمل سے اسلام متشرح تھا، جن کے اسلام پر سختی سے کاربند رہنے کی وجہ سے مسلمانوں نے ان کو اپنے دلوں کی دھڑکن بنائے رکھا، ان کے قدموں میں دن رات پڑے رہنا انسانوں نے انسانیت کی معراج جانا، ان کے جانے کے بعد پوری دنیا ایک ساتھ یوں چیخ پڑی جیسے سب کی روحیں اپنے جسم سے ہو اچاٹ ہو، ہم نے تاریخ میں اس طرح کے واقعات پڑھے تھے، لیکن کبھی کبھی شک گزرتا تھا کہ ممکن ہے کہ مورخوں نے ممدوحوں کی تعریف وتوصیف میں بلا وجہ کے مبالغے سے کام لیا ہو، اب جب ہم نے اپنے زمانے میں ایک عاشق صادق کے جانے کی کیفیت دیکھی، دنیا کو ان کے لئے تڑپتے، روتے، بلکتے اور آہیں بھرتے دیکھا تو سارے گرد وغبار دھل گئے، اور تاریخ کے دامن میں بے شمار شخصیتیں کھلے ہوئے گلاب کی طرح مسکراتی نظر آئیں، ایک باکمال نے سارے

باکمال کی حیثیتیں کھلی کتاب کی طرح آنکھوں کے سامنے رکھ کر واضح کر دی۔

عہد حاضر کی لائق صد تکریم ذات اور قدم قدم پر عقیدتوں کے پھول نچھاور کئے جانے والی عظیم شخصیت ہے رازی دوراں، غزالی زماں، عمدۃ المحدثین، سید المحققین، حامی سنن، ماحی بدع وفتن، آئینۂ ذات رضا، وقت کے بوحنیفہ، وارث علوم اعلیٰ حضرت، نبیرۂ حضور حجۃ الاسلام، جانشین حضور مفتی اعظم ہند، جگر گوشۂ مفسر اعظم، شیخ الاسلام والمسلمین، قاضی القضاۃ، تاج الشریعہ، بدر الطریقہ حضرت علامہ الحاج الشاہ مفتی محمد اختر رضا خان ازہری رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ کی جن کی زندگی کا ایک ایک لمحہ اور حیات مقدسہ کی ایک ایک ساعت سرمایۂ سعادت اور وجہ افتخار ہے۔ جن کی ساری عمر شریعت کا علم پھیلاتے اور طریقت کی راہ بتلاتے گزری اور جن کی زندگی کا ایک ایک عمل شریعت کی میزان اور طریقت کی ترازو پر تولا ہوا ہے۔ اس دور میں خود ممدوح کی شخصیت مسلمانان عالم کے لئے سرمدی سعادتوں کی ضمانت ہے۔ آپ کی رحلت صرف ایک ذات کی رحلت نہیں ہے، بلکہ ایک صدی کا جنازہ اٹھا ہے، ہزاروں انجمنیں، لاکھوں ارمان، کروڑوں آرزوئیں ایک ساتھ سپرد خاک ہو گئیں ہیں۔ پوری انسانیت رو پڑی، ہر خاص و عام ایک ساتھ اشک بار ہوا تھا، کائنات کا ذرہ ذرہ ماتم کدے میں تبدیل ہو گیا، کئی دنوں تک زمانے کی رفتار تھم سی گئی، کلیاں مرجھا گئیں، پھولوں کے ہونٹ سے شرمیلی سرخی غائب ہو گئی، آسمان رو پڑا، زمین کی سسکیاں نکل گئیں، جب عشاق کا نظر آنے والا قافلہ آپ کے آخری دیدار کے لئے اونے پونے اور آہیں بھرتے ہوئے پہونچا تو بریلی شریف کی پاک سرزمین اپنی وسعت کے باوجود تنگ ہو گئی، حالانکہ نہ نظر آنے والے جن اور ملائکہ کے قافلوں کی کسی کو خبر تک نہ ہوئی، اللہ تعالیٰ جس بندے سے محبت کرتا ہے، اس کی محبت عام کر دی جاتی ہے اور ایک نعمت عظمیٰ بنا کر کائنات پر بکھیر دی جاتی ہے، اس مفہوم کی محسوس تصویر پوری دنیا نے اپنی کھلی آنکھوں سے مشاہدہ کیا۔ سب انگشت بدنداں تھے کہ عشاقوں کو ہوا کیا ہے؟ آخر ان کے مرض کی دوا کیا ہے؟

بڑی بڑی شخصیات کے تاثرات اور تعزیت نامے کے ساتھ ملک و بیرون ملک کے چھوٹے بڑے اخبارات و رسائل میں خبریں چھپتی رہیں، تعزیت نامے، مضامین اور منقبت چھپتی رہیں، کئی بڑے اخبارات تو کئی دنوں تک ضمیمے شائع کرتے رہے۔ الیکٹرانک میڈیا اور شوشل میڈیا نے جو کچھ

دکھایا اور سنایا وہ اس کے ماسوا ہے۔ میں اپنے محدود وسائل کی روشنی میں ملکی اخبارات میں چھپنے والی خبریں، تاثرات اور مضامین کا تجزیہ کرنے کی کوشش کرتا ہوں اور یہ بھی بتانے کی ذمہ داری لوٹتا کہ اتنی بڑی شخصیت کو خراج عقیدت و محبت اور تحفۂ علم و عمل پیش کرنے کا آج کے زمانے میں سب سے بہتر طریقہ کیا ہے اور ہمیں کس طرح سے کام کرنا چاہئے؟ حضور تاج الشریعہ کا خاندان صاحب اقتدار نہیں ہے کہ اپنے بیگانے سب جاہ و حشمت کی چاہ میں تعزیت پیش کریں یا مضامین لکھ کر سرخروئی حاصل کرنے کی کوشش کریں۔ جس نے بھی کچھ کہا اور لکھا انہوں نے اسی جذبۂ محبت سے مغلوب ہوکر لکھا اور کہا جو اللہ تعالیٰ نے اپنے محبوب بندے کی محبت ان کے دلوں میں ودیعت کی تھی۔

حضور ﷺ کا شمار ملت اسلامیہ کے ان چند مشاہیر مستند و معتبر علما و دانشوران ملت میں ہوتا ہے جنہوں نے ملت اسلامیہ کی شیرازہ بندی میں کلیدی کردار ادا کیا۔ حضور تاج الشریعہ بے شمار خوبیوں کے مالک تھے ان کی ہمہ گیر اور ہشت پہلو شخصیت نے کتنے ہی ذروں کو آفتاب اور جگنوؤں کو ماہتاب بنادیا۔ وہ صحرا کو گلستاں بنانے میں اپنی مثال آپ تھے انہوں نے پہاڑ کھود کر دودھ کی نہر نکالنے کا معاملہ سچ کر دکھایا۔ آپ کی پوری زندگی احقاق حق، ابطال باطل فروغ سنیت اور اشاعت دین متین کے لئے وقف تھی۔ آپ نے مسلمانوں کو باوقار زندگی گزارنے کے لئے ملک و بیرون ملک میں کئی دینی ادارے قائم کئے۔ آپ نے نونہالان اسلام کی کردار سازی کی، ان کے اندر خود اعتمادی کی روح پھونکی اور سیاسی سماجی مذہبی اعتبار سے قوم مسلم کی صالح قیادت فرمائی۔ آپ کی پوری زندگی قومی و ملی خدمت میں صرف ہوگئی۔ آپ کی خدمت قلم کو اللہ تبارک و تعالیٰ نے عالمی شہرت بخشی۔ آپ کی تصانیف سے لاکھوں لوگ فیضیاب ہوئے اور قیامت تک آنے والی نسلیں فیضیاب ہوتی رہیں گی۔

حضور تاج الشریعہ کی مشکل پسند طبیعت نے دینی و ملی کام کے لئے ہمیشہ ایسی وادیوں کا انتخاب کیا جہاں صرف جنون عشق ہی کام آسکتا تھا وہ راہ کی دشواریوں کو حوصلہ شکنی کا سبب نہیں بلکہ حصول منزل کا ذریعہ بناتے تھے۔ آپ ایک ایسے ہمہ جہت عالم دین تھے کہ دور دور تک ان کا کوئی مماثل نظر نہیں آتا۔ حیات کا وہ کون سا گوشہ ہے جس سے یہ مرد قلندر آگاہ و خود آگاہ و جہت آشنا نہ ہو۔

قوم مسلم کی اصلاح وتربیت اور ان کے تزکیہ نفس کے لئے آپ نے ہر جہت سے اپنے تحریکی وتبلیغی عمل کو جاری رکھا۔قوم مسلم میں فکر اسلامی کی صحیح اسپرٹ پیدا کرنے کے لئے خطابت وقلم کی خدا داد صلاحیتوں کا خوب خوب استعمال کیا۔اللہ تبارک وتعالیٰ نے آپ کو زبان وقلم پر یکساں قدرت عطا فرمائی تھی۔آپ نے علم تفسیر،حدیث،فقہ،اصول فقہ،عقائد،بیان،تصوف،مذہب،اخلاق،تاریخ،فلسفہ، سوانح،تحقیق وتنقید،حاشیہ نگاری ہر موضوع پر اپنے خامہ زرنگار کو صرف رکھا اور آپ کے تمام مضامین میں ترتیب،تہذیب،استدلال،وضاحت،فراست ومتانت اور تنقیدی شعور کی بالیدگی نمایا نظر آتی ہے۔

آپ عالمی سطح پر قائد کی حیثیت سے جانے جاتے تھے۔آپ اعلیٰ حضرت کے نبیرہ اور حضور مفتی اعظم ہند کے سچے جانشین تھے۔آپ باتفاق علماء ومفتیان کرام قاضی القضاۃ فی الہند کے منصب پر فائز تھے۔آپ نے دار الافتاء بریلی شریف کی مسند سے کثیر فتاوے جاری کئے۔بریلی میں عظیم اسلامی یونیورسٹی قائم کی۔آپ کی نگرانی میں شرعی کونسل آف انڈیا بریلی شریف ایک عرصے سے مسلمانان ہند کی شرعی رہنمائی کے لئے متحرک ہے۔عربی اردو وانگریزی میں متعدد کتابیں تصنیف کیں۔آپ نے اعلیٰ حضرت فاضل بریلوی قدس سرہ العزیز کی درجنوں کتب کا عربی زبان میں ترجمہ کیا۔نیز متعدد کتب کا عربی سے اردو میں ترجمہ کیا۔تقریباً نصف صدی پر محیط تدریسی دور میں ہزاروں طلباء نے آپ سے اکتساب علم کیا۔آپ ایک صاحب طرز ادیب ہونے کے ساتھ ساتھ تحقیقی ذہن وفکر رکھنے والے صاحب قلم بھی تھے۔آپ کی نثر میں بہت زیادہ جاذبیت وکشش پائی جاتی ہے۔آپ عرب وعجم میں یکساں مقبول تھے۔سلسلۂ قادریہ کی وسیع پیمانے پر اشاعت کی۔پوری دنیا میں لاکھوں مریدین پائے جاتے ہیں۔تقویٰ و پرہیزگاری،خوف خدا اور استقامت میں بے نظیر اور اپنی مثال آپ تھے۔

"آؤ ہم سب نام سے ان کے دل کے چراغ جلا کرتے ہیں"

آگے بڑھنے سے پہلے میں یہاں ایک بات کی طرف بہت زور دے کر اشارہ کرنا ضروری سمجھتا ہوں، جسے بلا وجہ کی باتوں میں الجھا کر دبانے کی کوشش کی جائے گی۔لایعنی باتوں اور بلا کے

نا گہانی کے مباحثے میں الجھا کر افکار کو ذہن سے ہی اچکنے کی کوشش تیز کر دی جائے گی، حضور تاج الشریعہ کی پاکیزہ محبت لوگوں کے دلوں میں کس قدر ہے، حکومت وقت نے بھی بہت توجہ سے محسوس کیا، جمہوری ملک میں اتنی بڑی تعداد جس شخص واحد کو مل جائے بلا شبہ وہ وزارت عظمیٰ کا حقدار ہوگا، ہمارے "تاج الشریعہ" نے کبھی بھی سیاست کو لائق اعتنا نہیں سمجھا، تعلیمی ادارے یا رفاہی کام کے لئے بھی آپ نے کبھی حکومت کی طرف یا حکومت کے امداد یافتہ ادارے کی طرف "امداد" کے نظریے سے نہیں دیکھا، آپ کی بے لوث خدمات کا سب کو اعتراف ہے۔ پوری دنیا میں آپ نے ہندوستانی علوم وفنون اور ہندوستان کے مدنی تقویٰ وطہارت کی نمائندگی کی۔ ہماری حکومت ان لوگوں کے نام پر تعلیمی ادارے قائم کرتی ہے جس کا ملک وملت کی تعمیر میں بہت ہی کم کردار ہوتا ہے، جس ذات نے ملک کے بہتر مستقبل کی فکر میں کم سے کم چالیس سال تک اپنی زندگی صرف کی اور بے لوث صرف کی، اس عظیم تر ذات کے نام پر ملک کے ہر صوبے میں کم سے کم ایک تعلیمی ادارے کا مطالبہ کرنا ہم اہل سنت کا جائز حق ہوتا ہے، اس حصے پر ہم عاشقان تاج الشریعہ کو اتنی توجہ دینی چاہئے کہ ملک کے ہر گوشے سے "تاج الشریعہ کالج" کی صدا سنائی دے، ہمیں ارباب اقتدار کو یہ یقین بھی دلانا چاہئے کہ آپ اس نیک کام کے لئے پیش قدمی کریں، جہاں جس طرح کی مدد کی ضرورت ہوگی، اہلسنت کا ہر فرد دل وجان سے آپ کے ساتھ ہوگا۔ نماز جنازہ میں شریک افراد کی تعداد کو گنا کر لوگ اسی طرف سے توجہ ہٹانا چاہ رہے ہیں اور اس کی بازگشت ملک کے باہر سے محسوس بیٹھ کر رہی ہے۔ اگر حکومت ہند توجہ نہیں دیتی ہے تو ہمیں اہلسنت کی عوام کو تاج الشریعہ کے نام پر صرف تین روپے کے لئے آواز دینا ہوگا، اللہ تعالیٰ کی ذات پر توکل، رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی نصرت اور اعلیٰ حضرت وتاج الشریعہ علیہما الرحمہ کی کرامت پر بھروسہ کرتے ہوئے اس تحریک کی ابتدا کرنی چاہئے۔ پھر دیکھئے کیسے چراغ سے چراغ جلنے کا سلسلہ شروع ہوتا ہے۔ بہت ہی اہم اور کہنے کی یہ بات ہمیشہ ذہن نشین رہے کہ پورا ملک بریلی شریف میں نہیں سما سکتا لیکن بریلی شریف ہر شہر قصبہ اور ہر گاؤں میں سما سکتا ہے۔

اب آیئے ایک نظر دیکھتے چلتے ہیں کہ حضور تاج الشریعہ علیہ الرحمہ کی رحلت فرمانے کے

بعد عالم اسلام کی کیا حالت ہے؟ ہندوستانی پرنٹ میڈیا نے اس کی طرف کس قدر توجہ دی؟ ملک کا شاید ہی کوئی اخبار رہا ہو جس نے تاج الشریعہ علیہ الرحمہ کی جانکاہ رحلت کی خبر کو کور نہ کیا ہو۔ کچھ اردو اخبارات نے اپنی پیدائشی یہودیانہ عصبیت کا ثبوت بھی دیا۔ ہر زبان اور ہر اخبار نے اس خبر کو اپنے علاقے میں صفحے اول پر جگہ دی۔ ہندی اور اردو کے کئی بڑے اخبارات نے لگاتار کئی دنوں تک آپ کی حیات وخدمات پر مضامین شائع کئے۔ کئی اخبارات نے تو اس قدر مضامین چھاپے کہ اخبار تاج الشریعہ کا ہنگامی ضمیمہ بن گیا، ہوسکتا ہے آنے والی نسل اس کا اعتبار نہ کرے لیکن یہ بھی تاریخ کا ایک اٹوٹ حصہ بن چکا ہے کہ دنیا میں اس کثیر تعداد میں لوگ کسی کی جنازے میں شریک نہیں ہوئے، انسانی سمندر، نے یہ فیصلہ کر دیا کہ آپ دلوں کے تاجور تھے۔ حضور تاج الشریعہ کی ذات اقدس پر اخبارات نے جو کچھ چھاپا ہے ہم اس کے تین حصے کر سکتے ہیں:

(۱) تعزیت نامہ یا تاثرات (۲) خبریں (۳) مضامین

ان تینوں حصوں پر تفصیل سے بات کی جائے تو کئی سو صفحات کم پڑ جائیں گے، جس کی یہاں گنجائش نہیں، کوئی عاشق تاج الشریعہ اٹھے اور اس اہم موضوع پر تفصیل سے کام کرنا چاہے تو ایک بڑا کام ہوسکتا ہے، اختلاف، جواب اور جواب الجواب کرنے سے بہتر ہے کہ اچھے ذہن وفکر فراوان کاموں پر لگائے جائے۔

اب حضور تاج الشریعہ کی رحلت پر تاثرات اور خبریں ہدیہ قارئین ہے۔

شیخ طریقت پروفیسر حضرت سید امین میاں برکاتی مارہرہ شریف: وارث علوم اعلیٰ حضرت قائم مقام حضور مفتی اعظم ہند حضرت علامہ اختر رضا خان صاحب ازہری میاں وصال فرما گئے۔

عرش پر دھومیں مچیں وہ مومن صالح ملا عرش سے ماتم اٹھے وہ طیب وطاہر گیا

ازہری میاں کا وصال دنیائے سنیت کا عظیم نقصان ہے جس کی تلافی ناممکن ہے۔

حضرت سید نجیب حیدر میاں نوری مارہرہ شریف: تاج الشریعہ کی رحلت علم فقہ کے ایک عہد کا خاتمہ، 21 / اکیس جولائی بروز سنیچر ملک کا مشہور اخبار انقلاب نے سید نجیب حیدر میاں کا بیان

اسی ہیڈنگ کے ساتھ شائع کیا ہے۔

"مفتی اعظم ہند، قاضی القضاۃ فی الہند علامہ اختر رضا خان المعروف ازہری میاں کا وصال دنیائے سنیت کا ناقابل تلافی نقصان ہے، جس سے علم فقہ کے ایک عہد کا خاتمہ ہو گیا۔ ازہری میاں ان شخصیات میں ایک تھے جنھیں اللہ تعالیٰ نے بے شمار محاسن وکمالات سے نوازا تھا۔ آپ عظیم فقیہ، محقق اور علوم اعلیٰ حضرت کے سچے وارث تھے۔"

شیخ الاسلام علامہ مدنی میاں کچھوچھہ مقدسہ

"معتبر ذرائع سے افسردہ خبر ملی کہ امام اہل سنت امام احمد رضا خان فاضل بریلوی رحمۃ اللہ علیہ کے نبیرہ، عالم اسلام کے مشہور ومعروف عالم دین مفتی اختر رضا خان ازہری صاحب نور اللہ مرقدہ جانشین حضور مفتی اعظم ہند علیہ الرحمہ اس دنیائے فانی میں نہ رہے **انا للہ وانا الیہ راجعون**" مفتی اختر رضا خان ازہری صاحب کی رحلت بلاشبہ علمی وروحانی دنیا کے لئے ایک عظیم خلا ہے جس کا پر ہونا مستقبل قریب میں نظر نہیں آتا۔ ازہری صاحب نے دین وسنیت اور رشد وہدایت کی جو خدمات انجام دی ہیں یقیناً وہ تاریخ کا ایک اہم حصہ ہیں۔ اللہ تعالیٰ ازہری صاحب کے وسیلے دین وسنیت کی راہ میں کی گئی ہر چھوٹی بڑی خدمات قبول فرمائے آمین۔"

محمد الاذکیا حضرت علامہ محمد احمد مصباحی سابق صدر المدرسین جامعہ اشرفیہ مبارکپور

"تاج الشریعہ علامہ اختر رضا خان ازہری کی رحلت کا غم صرف ایک خاندان، ایک شہر یا ایک ملک کا غم نہیں بلکہ ان کی جدائی پر پوری ملت سوگوار ہے۔"

دنیا کے مختلف ممالک اور بے شمار خطوں میں ان کے وصال کے بعد ہی سے تعزیتی جلسے اور فاتحہ وایصال ثواب کا سلسلہ جاری ہے آج ۷ ذوالقعدہ ۱۴۳۹ ہجری مطابق ۲۱ جولائی ۲۰۱۸ء سنیچر کی صبح کو باغ فردوس الجامعۃ الاشرفیہ (عربی یونیورسٹی) مبارکپور، اعظم گڑھ میں تلاوت قرآن، ایصال ثواب اور تعزیت کی محفل دیر تک منعقد ہوئی، پھر علما وطلبا کی کثیر تعداد جنازے میں شرکت کے لئے بریلی شریف روانہ ہو گئی اور جامعہ میں آج اور کل کی تعطیل کر دی گئی۔

کسی بھی شخصیت کے انتقال پر جامعہ نے اپنا تعلیمی سلسلہ موقوف نہ کرنے کی روایت

حضور تاج الشریعہ کے لئے تو زندگی اور دو دن تک کے لئے سوگوار ماحول میں تعلیم روک دی گئی، جامعہ کے تاریخی حوالے سے اپنے آپ میں یہ اہم ریکارڈ ہے جو رائج کے مطابق نماز جنازہ میں شرکت کے لئے جامعہ سے جس میں صرف جامعہ اشرفیہ کے طلبہ تھے ۱۲ ربسیں روانہ ہوئیں۔

ڈاکٹر مفتی مکرم احمد صاحب، دہلی

"تاج الشریعہ کا وصال ملت کا ناقابل تلافی خسارہ ہے۔"

۲۲ رجولائی ۲۰۱۸ کو مفتی مکرم صاحب قبلہ کے بیان کو "انوار قوم" کا نپور نے اس سرخی کے ساتھ چھاپا اور ان کے مدرسے میں منعقد تعزیتی جلسہ اور ایصال ثواب کے محفل کی خبر دی۔

شیخ ابوالبکاتی علامہ ابوبکر مسلیار، کیرلا

ایک ہندی اخبار نے تاج الشریعہ کے سوئم کے بعد شیخ ابوالبکاتی علامہ شیخ ابوبکر مسلیار، کیرلا کا بیان اسی جلی سرخی کے ساتھ شائع کیا:

اسلامی دنیا میں تاج الشریعہ سے بڑا کوئی رہنما نہیں، شیخ ابوبکر جیسی شخصیت کا کسی اہم عصر کے تربت پر انوار پہ پہونچ کر فاتحہ خوانی کرنا اور ان الفاظ میں خراج عقیدت پیش کرنا بڑا ہی معنی خیز ہے۔

حضرت سید خسرو میاں صاحب قبلہ سجادہ نشین بارگاہ حضرت بندہ نواز گیسو دراز گلبرگہ شریف، کرناٹک

کے بی، این ٹائم کے مطابق حضرت پیر طریقت سید خسرو حسینی میاں نے فرمایا:

مفتی اختر رضا خان صاحب قبلہ کا انتقال مسلمانان ہند کے لئے عظیم نقصان ہے۔ سید صاحب قبلہ نے مزید فرمایا: ان کے انتقال سے نہ صرف علما طبقہ میں ایک خلا پیدا ہوا ہے بلکہ مسلمانان ہند کا بڑا عظیم نقصان ہوا ہے۔"

خطیب اسلام مولانا کوکب نورانی، پاکستان

"نبیرۂ اعلیٰ حضرت، تاج الشریعہ، قاضی القضاۃ فی الہند حضرت قبلہ مولانا اختر رضا خاں ازہری میاں رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ کی وفات بلاشبہ بہت شدید سانحہ ہے۔ اس عہد میں ان جیسی علمی روحانی شخصیت سے محرومی ملت کا بڑا نقصان ہے۔ اللہ کریم ان

کے درجات بلند فرمائے اور تمام اہلسنت کو اس سانحے پر صبر عطا فرمائے آمین۔''

پروفیسر اختر الواسع صاحب قبلہ وائس چانسلر مولانا آزاد اردو یونیورسٹی جودھپور، راجستھان: پروفیسر اختر الواسع نے اس طرح کے الفاظ سے اپنے دلی رنج وغم کا اظہار کیا:

''حضرت ازہری میاں صاحب قبلہ خاندان اعلیٰ حضرت کی علمی وراثت وروایت کے امین اور علم وفضل، زہد وتقویٰ کے پیکر تھے، آپ کا ہم لوگوں کے درمیان سے اٹھ جانا ایک عظیم علمی وروحانی پیشوا کا اٹھ جانا ہے۔''

مولانا ولی رحمانی خانقاہ رحمانیہ مونگیر: ''حکمت وشریعت کے ماہر علامہ اختر رضا خان ازہری کا انتقال ملت اسلامیہ کا بڑا خسارہ'' فاروقی تنظیم پٹنہ نے ان الفاظ کی جلی سرخی کے ساتھ مولانا ولی رحمانی کا بیان شائع کیا ہے جس میں انہوں نے اپنے گہرے رنج وغم کا اظہار کیا ہے، مولانا ولی رحمانی خانقاہ رحمانیہ کے موجودہ سجادہ نشین، آل انڈیا مسلم پرسنل لا بورڈ کے موجودہ صدر اور امارت شرعیہ بہار وجھارکھنڈ کے امیر ہیں، ان کی خانقاہ اندرونی طور پر آج بھی معمولات اہلسنت کی پابند ہے لیکن رحمانی صاحب خانقاہ کے باہر معمولات اہلسنت کے مخالفین کے سربراہ اور دولہا بھی ہیں۔

مولانا اسرار الحق قاسمی موجودہ ایم پی حلقہ کشن گنج، بہار

''تاج الشریعہ کی رحلت سے ملت ایک عظیم علمی ومذہبی رہنما سے محروم ہوگئی۔''

شری نتیش کمار وزیر اعلیٰ صوبہ بہار

''غسل کعبہ کے لئے اپنی پاکیزگی اور تقویٰ وطہارت کی وجہ سے آپ نے ہندوستانیوں کی نمائندگی کر کے اپنے ملک کا سر اونچا کر دیا تھا، آپ امن وصلاح کے بڑے علمبردار تھے، ان کا جانا ملک کے لئے بہت بڑا نقصان ہے۔''

مسٹر راہل گاندھی صدر آل انڈیا کانگریس پارٹی: کانگریس پارٹی کے موجودہ صدر راہل گاندھی کچھ مہینوں پہلے تاج الشریعہ سے ملاقات کرنے گئے تھے، آپ نے ملاقات کرنے سے منع کر دیا، راہل گاندھی نے کئی گھنٹے آپ کے ادارے کے دروازے پر کھڑے ہو کر انتظار کیا تھا آخر نامراد واپس آگئے تھے، حضور تاج الشریعہ کے انتقال پر انہوں نے بھی اپنے دلی جذبات کا اظہار کیا،

اور جنازہ مبارک میں شامل مجمع کو دیکھ کر انگشت بدنداں رہ گئے تھے، اخبارات نے ان کے الفاظ کو سرخی کا جامہ پہنایا: ''ایسا مجمع نہیں دیکھا۔''

ستوش گنگوار مرکزی وزیر: ازہری میاں کا جانا تکلیف دہ ہے ان کے انتقال سے بہت دکھی ہوں۔

وصال تاج الشریعہ اور جنازۂ تاج الشریعہ پر اخباروں کی سرخیاں

ایک ہندی اخبار نے اس ہیڈنگ کے ساتھ ۲۱ رجولائی ۲۱۰۸ کو رپورٹنگ کی ''آخری الفاظ اللہ اکبر اللہ اکبر'' اخبار کے مطابق شام کے وقت آپ کی طبیعت ٹھیک تھی، مغرب کی نماز کے لئے اٹھے تو پانی مانگا، وضو بنایا اور آواز ان ہونے لگی۔ آذان کے الفاظ کے ساتھ تاج الشریعہ اللہ اکبر اللہ اکبر کہتے ہوئے نڈھال ہوئے اور روح اقدس پرواز کر گئی۔''

''تاج الشریعہ ایک ہمہ جہت شخصیت''

مولانا فیاض احمد مصباحی نے ۲۱ رجولائی ۲۱۰۸ کو اپنا تاثراتی مضمون دیا، مولانا مصباحی نے اپنے خصوصی انداز میں کم سے کم لفظوں میں حضور ازہری میاں علیہ الرحمہ کی زندگی کا احاطہ کیا ہے، ان کے ہر لفظ سے ادب و احترام صاف طور پر جھلکتا ہے، ''حضور تاج الشریعہ علیہ الرحمہ اپنے وقت کے عظیم مفتی، بے باک قاضی، عشق رسالت میں فنائیت کی منزل پر فائز نعتیہ شاعر، بڑے سے بڑے نازک حالات کا اپنے ناخن تدبیر سے اعلیٰ پیمانے کی تدبیر کرنے والے باکمال مدبر، سیکڑوں مساجد و مدارس کے بانی، عربی، اردو، فارسی، اور انگریزی کے ساتھ کئی بڑی زبانوں پر دسترس رکھنے والے صوفی ادیب تھے''۔

''حضور تاج الشریعہ نے آخر وقت تک عالمی سطح پر ملت اسلامیہ کی پاسبانی کی''

تاج الشریعہ علیہ الرحمہ کی نماز جنازہ میں شرکت کے بعد مولانا فیاض مصباحی نے انقلاب بیورو سے بات کی اور جو کچھ کہا اسے انقلاب نے ۲۲ رجولائی ۲۰۱۸ کو اس سرخی کے ساتھ شائع کیا،

''ازہری میاں کے چاہنے والوں کی بھیڑ ایسی ٹوٹی کے سسٹم ہی بکھر گیا''

''شہر کے اندر کی سڑکیں ہی نہیں چاروں ہائی وے بھی ہوئے جام''

''ریلوے افسر گھبرائے کہیں ٹوٹ نہ جائے فٹ اوور برج''

"دوپہر دو بجے بعد بازار روڈ وہیں کا پہیا! آنکھیں نم! کھونٹ تھرتھرا کے یا اللہ یہ کیا ہو گیا، بھیڑ دیکھ کر غائب ہوئے آنسو بہانے والے"

۲۳؍جولائی ۲۰۱۸ کو امراجالا کے ساتھ مختلف ہندی اخبار نے اس طرح کی سرخی اور شہ سرخی کے ساتھ شرکائے جنازہ کی اونچی جگہ سے مختلف زاویے سے لی گئی تصویر شائع کی ہے، جس سے صاف پتہ چلتا ہے کہ کم از کم دس کیلومیٹر تک بریلی شریف کا ہر راستہ مکمل طور سے جام تھا، افراد کے سر گننے کی کوشش کرنے والے چاہیں تو اپنی عدد و کھوپڑی میں ایک غیر جانب دار ہندی اخبار کی درست رپورٹنگ داخل کر کے کروڑوں افراد کو اپنے دماغ میں کھپا سکتے ہیں۔

"پردہ کر گئے ازہری میاں"

"کئی دنوں سے تھے بیمار، شکر وار شام اچانک ہوا وصال ہی مسلک میں غم کی لہر، گھر پر جٹی ہزاروں کی بھیڑ"

اس طرح کی سرخیوں کے ساتھ امراجالا نے ۲۱؍جولائی ۲۰۱۸ کو خبر شائع کی، اور اپنے لفظوں میں مسلمانوں کی کیفیت کو بیان کیا۔

"دلوں کو محبت کی روشنی سے بھر، ازہری میاں ہوئے رخصت"

اودھ نامہ اخبار لکھنو نے ۲۲؍جولائی ۲۰۱۸ کو اس جلی سرخی کے ساتھ خبر پیش کی ۲۳؍جولائی ۲۰۱۸ء کے اس اخبار کے رپورٹ کے مطابق ۳۰؍ضلعوں کی پولس نے بریلی شریف کا انتظام سنبھالا، یہ اخبار لکھتا ہے کہ ہندوستان کے ہر شہر کے لوگوں کے علاوہ ۱۲۷؍ممالک کے افراد نے جنازے میں شرکت کی۔

ارباب دیوبند کا اظہار افسوس

"انقلاب" اشاعت لکھنو کی رپورٹنگ جو دیوبند کے ارباب دانش کے خیالات پر مبنی ہے، مفتی اختر رضا خان ازہری کا انتقال دینی وعلمی حلقوں کا عظیم خسارہ ہے، جس کا پر ہونا نہایت مشکل ہے، اس خبر کے مطابق دیوبند کے تمام اداروں کے ذمہ داران نے اپنے گہرے رنج وغم کا اظہار کیا۔

"تاج الشریعہ کا سانحہ ارتحال عالم اسلام کے لئے ناقابل تلافی نقصان"

کالی کٹ مرکز الثقافۃ السنیہ میں ازہری میاں کی رحلت پر تعزیتی اجلاس کا انعقاد۔
۲۴ رجولائی ۲۰۱۸ کو اپنا وطن نے یہ خبر شائع کی۔

"تاج الشریعہ علامہ اختر رضا خان قادری بریلوی سپرد خاک"

نماز جنازہ میں لاکھوں افراد کی شرکت شہر بریلی میں غم واندوہ کی لہر، "ہم آپ
اردو اخبار ممبئی" نے ۲۳ رجولائی ۲۰۱۸ کو اونچی جگہ سے لی گئی تصویر کے ساتھ جس میں کروڑوں کا
مجمع نظر آرہا ہے یہ خبر شائع کی:

"مفتی اختر رضا خان اعلیٰ حضرت فاضل بریلوی کے علوم کے سچے وارث وامین تھے"

روشن مسجد کے زیر اہتمام مدرسہ عربیہ نور العلوم میسور روڈ بنگلور میں علامہ ازہری میاں کے
وصال پر تعزیتی جلسہ سے راقم الحروف کا خطاب ۲۳ رجولائی ۲۰۱۸ کو سالار اردو بنگلور نے اس کی
رپورٹنگ کی جس میں راقم الحروف کے خطاب سے جملے بھی نقل کئے گئے، سالار اردو کے اسی صفحہ
پر تاج الشریعہ کے لئے تعزیتی جلسے کے حوالے سے دو خبر اور بھی ہے ایک کی سرخی ہے "تاج الشریعہ
کا وصال امت مسلمہ کے لئے صدمۂ جانکاہ"۔

"ازہری میاں کے ہزاروں مرید بریلی پہونچے"

انقلاب ممبئی ۲۲ رجولائی ۲۰۱۸ء اس سرخی کے ساتھ خبر پیش کی اور ممبئی کے مسلمانوں کی حالت
بتاتی ہے کہ تاج الشریعہ کی رحلت سے زندگی کا ہر شعبہ متاثر ہوا ہے۔
میرے سامنے پورے ملک کے اخبارات ہیں، علاقائی، ملکی اور بین الملکی، کنڑا، ملیالم،
گجراتی، تامل، اڑیہ، اور دیگر زبانوں کے اخبارات نے اپنی زبان اور اپنے علاقے میں حضور تاج
الشریعہ کی رحلت کی خبر کو دیگر خبروں پر فوقیت دیتے ہوئے نمایاں کر کے چھاپا ہے۔

"ان دنوں حضور تاج الشریعہ پر شائع ہونے والے مضامین پر ایک نظر ڈال لینا مناسب ہے"

آبروئے خانوادۂ رضویہ حضرت تاج الشریعہ، مفتی اختر رضا خان ازہری علیہ الرحمہ

"خانوادۂ رضویہ بریلی میں علم وفضل اور تقویٰ وافتا کے شعبے میں حضرت ازہری میاں
آبروئے خاندان اور نمائندۂ خانوادۂ رضویہ تھے جن پر اہلسنت والجماعت کو فخر تھا"

یہ ایک چھوٹا سا مضمون ہے جس میں تاج الشریعہ علیہ الرحمہ کے علم وفضل،تقوی وطہارت،زہد وورع کے گن گائے گئے ہیں یہ مضمون اہل سنت کے مایہ ناز اہل قلم یسین اختر مصباحی صاحب کا ہے۔

■حضور تاج الشریعہ کی رحلت ملت اسلامیہ کے لئے ناقابل تلافی خسارہ■

سالار اردو بنگلور اور فاروقی تنظیم پٹنہ نے راقم الحروف کا یہ مضمون ۲۴/جولائی ۲۰۱۸ء کو اپنے ادارتی صفحہ پر چھاپا،مضمون معلوماتی اور جذبات سے لبریز ہے۔راقم الحروف کے اس مضمون کو ملک کے تقریباً ۵۰ سے زائد اردو اخبار نے چھاپا ہے بصد شکر کہ ملک میں حضور تاج الشریعہ پر ہنگامی حالات میں لکھی جانے والی یہ پہلی تحریر تھی۔

■کہاں کھولے ہیں گیسو یار نے خوشبو کہاں تک ہے■

اردو ادب میں اردو کے متعلق لکھی جانے والی یہ تحریر ہے جس کا لفظ لفظ بلاغت کی معراج پر ہے حرف حرف سے عقیدت اور محبت پھوٹی پڑتی ہے،سوشل میڈیا پر یہ تحریر سب سے زیادہ نشر کی گئی، واضح رہے کہ یہ تحریر جماعت اہلسنت کے نوجوان قلمکار حضرت علامہ مولانا محمد رضی احمد مصباحی اشرفی صاحب کی ہے جس میں انہوں نے اس انداز میں حضور تاج الشریعہ کی شان اقدس میں خامہ فرسائی کی ہے۔

■ازہری میاں تاحیات علم دین کی ترویج واشاعت کے لئے کوشاں رہے■

■مختار عدیل' کی یہ تحریر جو انقلاب نے شائع کی ہے کم از کم مجھ جیسے لاابالی پڑھاکو' کے لئے نام نیا ہے مگر مضمون نے تاج الشریعہ علیہ الرحمہ کی اخلاقی زندگی کو جس طرح اجاگر کیا ہے،اس سے صاحب تحریر کا منشاء سمجھا جاسکتا ہے،حالانکہ چھوٹے سے مضمون میں اثباتی انداز میں کہنے کے لئے زیادہ بہتر زمین ہوتی ہے۔

ان تمام مذکورہ تاثرات خبریں اور مضامین کے علاوہ خود میرے پاس ابھی بے شمار مضامین تاثرات اور خبریں ہیں،اس کے لئے کم وقت اور صفحات کی تنگی دونوں مجھے اجازت نہیں دیتی۔زہد وتقوی،خوف خدا،تواضع وانکساری،فکر وفن،علم وادب قرطاس وقلم کا روشن وتابناک یہ آفتاب

۶/ذی قعدہ ۱۴۳۹ھ مطابق 20 جولائی 2018ء بروز جمعۃ المبارک بوقت مغرب ہمیشہ کے لئے غروب ہوگیا۔ **(اناللہ وانا الیہ راجعون)**۔ جانشین تاج الشریعہ حضرت علامہ مفتی عسجد رضا خان قادری دام ظلہ نے آپ کی نماز جنازہ پڑھائی اور پرنم آنکھوں سے کروڑوں محبین، مخلصین، معتقدین اور مریدین کی موجودگی میں ازہری گیسٹ ہاؤس، بریلی شریف میں تدفین عمل میں آئی۔ اللہ تعالیٰ آپ کی قبر انور پر رحمت ونور کی بارش فرمائے اور ہم تمام مسلمانوں کو آپ کے فیوض وبرکات سے مالا مال فرمائے آمین۔ بجاہ النبی الکریم صلی اللہ علیہ وسلم

ابر رحمت تیری مرقد پہ گہر باری کرے
حشر تک شان کریمی ناز برداری کرے

فنا کے بعد بھی باقی ہے شان رہبری تیری
خدا کی رحمتیں ہوں اے امیر کارواں تجھ پر

قوم کے ایمان وحرمت کے نگہباں زندہ آباد
زندہ آباد اے مفتی اختر رضا خاں زندہ آباد

مولانا غلام جیلانی ازہری نیپالی ثم لکھنؤی

حضور تاج الشریعہ۔۔۔۔۔۔داعی عرب وعجم

ہندوستان کی معتبر تاریخ ''تاریخ فرشتہ'' میں ہے کہ

نظام دنیا چلانے کیلئے بیک وقت ۳۱۵ / اولیا کرام موجود ہوتے ہیں میں سمجھتا ہوں انھیں میں سے ایک حضور تاج الشریعہ علیہ الرحمہ ہیں۔

ولادت

آپ کی پیدائش ۲۴ ذی القعدہ ۱۳۶۲ھ مطابق ۲۳ نومبر ۱۹۴۳ء محلہ سوداگران بریلی شریف میں ہوئی (تاج الشریعہ ایک جامع کمالات شخصیت) آپ پیدائشی خوش نصیب تھے اس لیے مشیت نے آپ کو علمی، نسبی اور حسبی گھرانے میں جلوہ گر کیا۔

آپ کی رگوں میں صرف اعلیٰ حضرت کا خون ہی نہیں دوڑتا بلکہ مسام جسم کا پسینہ بھی علوم رضویہ کی خوشبو لے کر باہر آتا ہے۔

نسب نامہ

حضور تاج الشریعہ کا سلسلہ نسب اعلیٰ حضرت کو دادا بناتے ہوئے صحابی رسول قیس ملک عبدالرشید تک جا پہنچتا ہے۔

علامہ اختر رضا خان ازہری، بن ابراہیم رضا، بن حامد رضا، بن امام احمد رضا، بن امام نقی علی خان، بن امام رضا علی خان، بن مولینا کاظم علی خان، بن مولینا شاہ محمد اعظم خان بن مولینا محمد سعادت یار خان، بن شجاعت جنگ محمد سعید اللہ خان بہادر کندھاری، بن عبدالرحمن خان کندھاری، بن یوسف خان، بن دولت خان، بن بادل خان، بن داؤد خان، بن بڑیچ خان، بن شرف الدین، بن ابراہیم، بن سیدنا قیس ملک عبدالرشید صحابی رسول

(تحقیق شیخ ابو محمد عبدالہادی القادری۔ امام احمد رضا اکیڈمی ڈربن ساؤتھ افریقہ)

حضور تاج الشریعہ اعلیٰ حضرت کی تیسری اور صحابی رسول کی اٹھارویں نسل ہیں۔

جریان شرافت کا ذرا یہ چشمہ بھی دیکھیں:

آپ کے آباواجداد میں دو ابراہیم ہیں ایک آپ کے والد صاحب دوسرے حضرت عبدالرشید رضی اللہ عنہ کے بیٹے اور یہ دونوں ابراہیم صدقہ ہیں سب سے بڑے ابراہیم یعنی حضرت ابراہیم علیہ السلام کے جن کے بیٹے ہیں حضرت اسمٰعیل علیہ السلام اس لئے حضور تاج الشریعہ کا خاندانی نام محمد اسمٰعیل رضا ہے۔

تعلیم

ابتدائی تعلیم بریلی شریف میں حاصل کی قرآن شریف والدہ ماجدہ سے اور درس نظامی منظر اسلام سے، اعلیٰ تعلیم کیلئے ۱۹۶۳ء میں جامع ازہر مصر تشریف لے گئے یہاں تین سال تک کلیہ اصول الدین میں رہ کر کمال علم حاصل کیا (تاج الشریعہ ایک جامع کمالات شخصیت)۔

یہ دنیا کی سب سے قدیم اسلامک یونیورسٹی ہے جہاں کے پڑھنے والے اپنے آپ کو ازہری لکھنے پر فخر محسوس کرتے ہیں مگر ۱۴ مئی ۲۰۰۹ء میں میں خود جامع ازہر میں زیر تعلیم تھا۔

کلیہ دعوہ کے اسی ہال میں ایک پروگرام ہوا جس کے بعد آپ کو الدرع الفخری نام کی چادر اڑھا کر شیخ الازہر محمد سید طنطاوی علیہ الرحمہ نے فخر ازہر کا ایوارڈ دیا جب سے دنیا نے سنیت حضور تاج الشریعہ کو فخر ازہر کے نام سے بھی یاد کرنے لگی۔

دعوتی سفر

خانوادۂ رضا میں سب سے زیادہ آپ نے سفر کیا، تمام اسفار میں ایک مقصد مشترک تھا "مسلک اعلیٰ حضرت کا تعارف"

حضور تاج الشریعہ کا سفر چاہے مرید کرنے کیلئے ہو یا نکاح پڑھانے کیلئے مناظرہ کیلئے ہو یا جلسہ و کانفرنس کیلئے یہ ضرور ارشاد فرماتے تھے: "کہ مسلک اعلیٰ حضرت ہی سچا مذہب ہے۔"

شام، یمن، عراق، مصر، افریقہ، سعودیہ، دبئی، ماریشش، لندن، پاکستان اور سری لنکا وغیرہ بارہا آپ کی قدم بوسی کی ہے۔

حضور تاج الشریعہ مصر میں:

۱۴ مئی ۲۰۰۹ء کی بات ہے جب طلبۂ ازہر میں یہ خبر مشہور ہوگئی کہ آج حضور تاج الشریعہ کی تقریر ہوگی یہ پروگرام کلیہ دعوہ کے اے سی ہال میں تھا،

جب میں جلسہ گاہ میں گیا تو ایک پوسٹر پہ نظر پڑی جو دیوار پہ چپکا ہوا تھا جس میں لکھا تھا "ممنوع التصویر" یعنی حضور تاج الشریعہ کی ذات آج بھی تصویر کی حرمت کی قائل ہے لہذا کوئی صاحب فوٹو نہ لیں،

مگر حسن کو دیکھ کون عاشق بے قابو نہیں ہوتا۔

جونہی حضرت پروگرام ہال میں تشریف لائے طلبہ نے فوٹو لینا شروع کر دیا، فورا نقیب جلسہ نے اعلان کیا: **ایہا المسلمون لاتصوروا فان التصویر عند الشیخ حتی الآن حرام۔**
برائے مہربانی آپ لوگ فوٹو نہ لیں کیونکہ حضور تاج الشریعہ کے یہاں تصویر کشی آج بھی حرام ہے،

یہ اعلان سنکر تمام طلبہ ازہر رک گئے، ہال میں دائیں بائیں کرسیوں پہ ازہر یونیورسٹی کے بڑے بڑے مفتی اور ڈاکٹرس بیٹھے ہوئے تھے۔ بیچ والی کرسی حضور تاج الشریعہ کیلئے خالی تھی، آپ نہایت ہی عالمانہ وقار اور داعیانہ شان وشوکت کے ساتھ جلوہ فرما ہوتے ہیں فصحاء مصر اور علماء ازہر کی موجودگی میں فصیح عربی میں تقریر فرماتے ہیں، میں اس سوچ میں غرق ہوگیا کہ انکی عربی کا یہ حال ہے تو اعلیٰ حضرت کی عربی کا کیا حال ہوگا خیر۔

وہاں اخیر میں حضور تاج الشریعہ سے ایک سوال ہوا،

ماذا الفرقۃ البریلویۃ بریلوی کس کو کہتے ہیں؟

حضور تاج الشریعہ فرماتے ہیں: **نحن قادریون مشربا وماتریدیون عقیدۃ وحنفیون مذھبا والمخالفون یقولون لنا البریلویۃ کما یقال اہل السنۃ والجماعۃ الصوفیۃ فی حجاز ودمشق ومصر**

ہم لوگ قادری ہیں، عقیدہ کے اعتبار سے ماتریدی ہیں مذہب کے حساب ہم لوگ حنفی ہیں مخالفین ہمیں بریلوی کہتے ہیں جیسے حجاز، دمشق اور مصر وغیرہ میں مخالفین اہل سنت وجماعت کو صوفی

کہتے ہیں۔

"بریلوی" نام مخالفین کا دیا ہوا ہے۔ یہ ہم نے اولا علامہ محمد احمد مصباحی سابق پرنسپل الجامعۃ الاشرفیہ مبارکپور سے سنا تھا مگر حجاز وغیرہ میں اہل سنت کو صوفی کہتے ہیں یہ سن کر علم میں مزید اضافہ ہوا۔

حضور تاج الشریعہ صاحب علم لدنی تھے۔

یہ بھی مصر کی بات ہے ۲۰۰۹ء میں میں نے مرکز فجر جوائن کیا۔ قاہرہ میں سلفیوں کا عربی کوچنگ سنٹر ہے۔ کرتا پاجامہ دیکھ کر سلفی ٹیچر سمجھ گیا غلام جیلانی صوفی ہے۔

سلفی ٹیچر نے کہا: **یا غلام هل لديك رجل صاحب العلم اللدني ،**

غلام جیلانی تمہاری نظر میں کوئی ایسا آدمی ہے جس کے پاس علم لدنی ہو؟

قلت نعم ، میں نے کہا ہاں ہے نا

سلفی ٹیچر: **من هو؟** وہ کون ہے؟

قلت : كان هو اختر رضا من علماء الأزهر الشريف

میں نے کہا وہ اختر رضا ازہری ہے۔

سلفی ٹیچر: **كيف تعرف ؟** تمہیں کیسے پتہ چلا؟

قلت : كان يخطب في بلاد العرب باللغة الاردية.

فقال الناس :

we can not understand urdu language pleas speak in english

فتفكر هنيها ثم بدئا خطابه فيخطب باللغة الانجليزية فصيحا بليغا فهذا يدل على انه صاحب العلم الدني

میں نے کہا: وہ ویسٹرن کنٹری میں اردو میں تقریر کر رہے تھے لوگوں نے کہا حضور ہم اردو نہیں جانتے برائے مہربانی انگلش میں خطاب فرمائیں۔

حضور تاج الشریعہ نے تھوڑی دیر غور وفکر کیا اس کے بعد فصیح وبلیغ انگلش میں تقریر فرمائی۔

یہ اس بات کی دلیل ہے کہ حضور تاج الشریعہ کے پاس علم لدنی ہے۔

سنّی لیکچرر نے کہا: **ممکن ھو اھل لغۃ الانجلیزیۃ** ۔ ہوسکتا ہے انہوں نے انگلش پڑھا ہو۔

قلت: لم یطلب قط قبل ھذا مثلہ ۔ میں نے کہا انہوں نے اس سے پہلے کبھی اس انداز میں تقریر نہیں فرمائی کسی بھی زبان کا پڑھنا اور ہے اور بولنا اور، اچانک اس طرح تقریر فرمانا یہ علم لدنی کو بتاتا ہے۔

یہ سنکر سنّی لیکچرر خاموش ہوگیا (یہ واقعہ راقم نے علامہ ارشد القادری علیہ الرحمہ کی کتاب میں پڑھا ہے سامنے فی الوقت یاد نہیں ہے)

حضور تاج الشریعہ کی حق گوئی

پور بندر گجرات میں آپ اکثر دورہ فرمایا کرتے تھے میری نظر میں یہ گجرات کا واحد ایسا شہر ہے جہاں کے باشندے سب کے سب سنّی ہیں

۲۰۰۰ء سے ۲۰۰۳ء تک راقم خود دار العلوم غوث اعظم میں اپنے مشفق استاد مفتی ال مصطفےٰ علیہ الرحمہ کی موجودگی میں زیر تعلیم تھا۔

مجھے کچھ معتبر لوگوں نے بتایا جو وہاں جلسہ میں موجود تھے۔

جلسہ شباب پر تھا دوران تقریر ایک مقرر نے کہا: اشرفیہ مبارکپور صلح کلی ہو چکا ہے وہاں اب چندہ نہ دیں۔ جب حضور تاج الشریعہ نے خطاب فرمانا شروع کیا تو علی الاعلان فرمایا: اشرفیہ کل بھی ہمارا تھا آج بھی ہمارا ہے اور کل بھی ہمارا رہےگا۔ ان شاء اللہ۔

ایسے ہی ممبئی میں تقریر کے دوران ایک مشہور خطیب نے کہا: اصلی سید وہ ہے جنکی رگوں کے خون سے اعلیٰ حضرت کی محبت کی بو آتی ہو۔ جب حضور تاج الشریعہ کے پاس مائک آیا تو آپنے فرمایا: انہوں (خطیب) نے جو کہا ہے اس کے ذمہ دار یہ خود ہیں میں اس سے بری ہوں۔

حضور تاج الشریعہ پر اللہ کا خصوصی فضل تھا آخری عمر تک آپکی موجودگی میں کوئی خلاف شرع کام کرکے آپکی خاموشی کو رضا کا نام دیکر ناجائز فائدہ نہیں اٹھا پاتا تھا۔

حضور تاج الشریعہ کا تبحر علمی

تقریباً ۲۰۱ء میں بریلی شریف میں سیمینار چل رہا تھا، ہندوستان کے اجلہ علما بشمول علامہ

ضیاء المصطفیٰ، علامہ عاشق الرحمن اور مفتی آل مصطفیٰ دام ظلہم آسمان بریلی کے علمی افق پر جگمگا رہے تھے۔ بحیثیت فیصل حضور تاج الشریعہ سیمینار ہال میں تشریف لانے والے تھے۔

فیصلہ کی کاپی حضور محدث کبیر کے ہاتھ میں تھی، مفتی آل مصطفیٰ صاحب امجدیہ گھوسی ایک اشکال پیش فرما رہے تھے، کہ ایسا کافر جو ذمی ہو نہ مستامن، اس پر حضور محدث کبیر نے فرمایا ”حربی کافر“ حرجوی ذمی ہو نہ مستامن وہ حربی ہے۔ مفتی آل مصطفیٰ صاحب نے عرض کیا: اس پر حربی کی تعریف صادق نہیں آرہی ہے۔ اب حضور تاج الشریعہ کا تبحر علمی دیکھیں آپ فرماتے ہیں: ایسے کافر کو غیر مسلمان زمانہ کہتے ہیں۔ اس پر مفتی آل مصطفیٰ صاحب کچھ بولنا چاہ رہے تھے پھر خاموش ہو گئے۔ شاید حربی کی جگہ غیر مسلمان زمانہ سے انکا اشکال دور ہو گیا۔

دخول کعبہ پر اعتراض اور اسکا جواب:

۱رشعبان المعظم ۱۴۳۱ھ مطابق ۱۰رجون ۲۰۱۰ء بروز بدھ ۹ بج کر ۵ منٹ پر آپ کعبہ شریف کے اندر داخل ہوئے۔ (تاج الشریعہ ایک جامع کمالات شخصیت)

میری نظر میں ۱۵/ ویں صدی ہجری کی ہندوستان میں یہ واحد شخصیت ہے جسے اللہ نے اپنے گھر کا مہمان بنایا۔ بالاسور اڑیسہ میں ہر سال بڑی دھوم دھام سے محرم کے موقع پر لوگ یاد حسین کانفرنس مناتے ہیں۔

۲۰۱۵ء میں ناچیز اسکا خصوصی خطیب تھا ساتھ ہی مفتی آل مصطفیٰ جامعہ امجدیہ گھوسی بھی تھے شعراء میں اسد اقبال اور دیگر کوثر صاحبان تھے

حجرۂ خاص میں ناچیز اپنے استاد مفتی آل مصطفیٰ صاحب سے علمی استفادہ کرتے ہوئے عرض کیا:
حضور یہ بتائیں کہ ابھی کوئی مجتہد ہے یا نہیں؟ آپ نے فرمایا: نہیں ہے۔
ناچیز نے کہا: پھر سیمینار میں جو نئے مسائل پاس ہو رہے ہیں وہ کیا ہے؟
مفتی صاحب نے فرمایا: یہ مجموعی طور پر اجتہادی فیصلے ہیں۔ یعنی مفتیوں کا مجموعہ مجتہد ہے۔
اسی درمیان ایک صاحب تشریف لائے اور کہا: کچھ لوگ یہ کہ رہے ہیں کہ حضور تاج الشریعہ کا غسل کعبہ کیلئے جانا یہ بدعقیدہ کی دعوت قبول کرنا ہے۔ لہٰذا اسکا جواب آپ پروگرام میں دیں۔

مفتی صاحب نے پروگرام میں جواب دیتے ہوئے فرمایا: یہ خلوتی معاملات ہے نہ کہ بد عقیدہ سے سوالات، اور ایسے موقع پر محض اکتساب فیض اور بیت اللہ سے برکت حاصل کرنا مقصود ہوتا ہے۔ بے جا اکابرین کی برائی کرنا یہ غیر مناسب ہے۔

حضور تاج الشریعہ ولی ہیں (دو عالموں کا علمی مباحثہ):

ناچیز اڑیسہ کے ایک عرس میں بحیثیت خطیب شامل ہوا، وہاں کے ایک مشہور اور مناظری عالم دین نے میرے سامنے ایک مضمون پیش کیا۔ یہ کہتے ہوئے کہ اس پر آپ تائیدی دستخط کریں یا پھر تبصرہ کریں۔

مضمون میں یہ دعوی تھا کہ علامہ اختر رضا ولی نہیں ہیں، اور دلیل یہ تھی **﴿إِنْ أَوْلِيَاؤُهُ إِلَّا الْمُتَّقُونَ﴾** (انفال: ۳۴) ترجمہ: **اس کے اولیا تو پرہیزگار ہی ہیں** (کنز الایمان) اور چونکہ علامہ اختر رضا ازہری پرہیزگار نہیں ہیں کیونکہ وہ امیروں کے یہاں جاتے ہیں غریبوں کے یہاں نہیں جاتے لھذا وہ ولی نہیں ہو سکتے۔ ناچیز نے دستخط کرنے سے انکار کر دیا۔

تب مناظر صاحب نے فرمایا: پھر تبصرہ کریں ہم کھلے ذہن کے ہیں حق بات قبول کرتے ہیں۔

ناچیز نے کہا: حضور آپ عالم باعمل اور ہم سے افضل و اعلیٰ ہیں میں کچھ نہ بولوں تو بہتر ہے، مگر مناظر صاحب نہ مانیں پھر اصرار کیا کہ آپ یا تو دستخط کریں یا تبصرہ کریں، اب ناچیز نے بولا: حضور آپ کا دعوی ہے کہ تاج الشریعہ ولی نہیں ہیں اور دلیل ہے **﴿إِنْ أَوْلِيَاؤُهُ إِلَّا الْمُتَّقُونَ﴾** جبکہ قرآن شریف سورہ بقرہ آیت نمبر ۲ میں ہے **﴿هُدًى لِّلْمُتَّقِينَ﴾ ترجمہ: قرآن ہدایت ہے متقیوں کیلئے** (کنز الایمان) خزائن العرفان میں اس آیت کے ضمن میں متقیوں کی سات قسمیں کی ہیں

① کفر سے بچنے والا۔ ② بد مذہبی سے بچنے والا۔ ③ گناہ کبیرہ سے بچنے والا۔ ④ گناہ صغیرہ سے بچنے والا۔ ⑤ شبہات سے بچنے والا۔ ⑥ شہوات سے بچنے والا۔ ⑦ غیر کی طرف التفات سے بچنے والا۔ (خزائن العرفان ص۔ ۳)

تو حضور یہ بتائیں کہ **﴿إِنْ أَوْلِيَاؤُهُ إِلَّا الْمُتَّقُونَ﴾** میں جو متقی ہے اس سے آپ نے کونسی قسم مراد لی ہے، اگر ساتویں تو ہم چھٹویں کے حساب سے ان کو ولی مانتے ہیں، اور اگر آپ نے چھٹویں قسم

مراد ولی ہے تو ہم پانچویں کے حساب سے ان کو ولی مانتے ہیں۔

اور حضور تاج الشریعہ کو کافر تو آپ بھی نہیں مانتے لہٰذا وہ متقی کی پہلی قسم میں داخل اور یہ دلیل آپ ہی نے پیش کی ہے **﴿اِنْ اَوْلِیَآؤُہٗ اِلَّا الْمُتَّقُوْنَ﴾** تو آپ ہی کی پیش کردہ آیت سے ثابت ہوا کہ حضور تاج الشریعہ ولی ہیں۔ چونکہ وہ دینی عالم تھے اور ناچیز کی بات بھی مدلل تھی اس لیے وہ مان گئے **بقولہ تعالیٰ ﴿اُولٰٓئِکَ الَّذِیْنَ صَدَقُوْا﴾** (انعام: ۳۴) مانتے وہی ہیں جو سنتے ہیں۔

حضور تاج الشریعہ کا تقویٰ

۱۷ رجب المرجب ۱۴۳۹ھ مطابق ۵ اپریل ۲۰۱۸ء کو بعد نماز مغرب عرس تحسینی سے ایک دن پہلے ناچیز اپنے شیخ حضور محدث کبیر کی معیت میں کاشانۂ حضور تاج الشریعہ علیہ الرحمہ پھاٹک مولوی سوداگران بریلی شریف میں حاضر ہوا۔ میں اپنے سر کی آنکھوں سے یہ دیکھا کہ حضور محدث کبیر نہایت ہی عاجزی کے ساتھ پیر و مرشد حضور تاج الشریعہ کی دست بوسی کی ساتھ ہی قمر ابن تاج الشریعہ علامہ عسجد میاں کی بھی دست بوسی کی، اس وقت ناچیز نے اپنے شیخ سے یہ سیکھا کہ پیر گھرانے کا بچہ بچہ بھی قابل تعظیم ہوتا ہے، جبکہ اس سے چند سال قبل جامعۃ الرضا میں میں نے یہ دیکھا کہ علامہ صاحب حضور تاج الشریعہ کی تعظیم میں کھڑے ہیں اور حضور تاج الشریعہ علامہ صاحب کی تعظیم میں کھڑے ہیں، اس سے بارگاہ تاج الشریعہ میں علامہ صاحب کی مقبولیت کا اندازہ ہوتا ہے، بہر حال نمکین اور چائے سے علامہ صاحب کے صدقے میں ہماری بھی ضیافت ہوئی ساتھ میں مولینا ابو یوسف ازہری بھی تھے، بعدہ میرے شیخ نے علامہ عسجد میاں سے ناچیز کا تعارف کرایا اور خلافت کی درخواست کی، وہ ایک ایسا لمحہ تحول تھا جہاں سے انسان کی زندگی کروٹیں لیتی ہے، مجھے ایسا لگ رہا تھا کہ میں فنا اور بقا کے درمیان کھڑا ہوں، میری تقدیر لباس جسم میں باہر آنے والی ہے علامہ عسجد میاں درخواست کو حضور تاج الشریعہ کی بارگاہ میں پیش کرتے ہیں اور حضور تاج الشریعہ ناچیز کے سر کو خلافت و اجازت کے تاج زریں سے مزین کر دیتے ہیں، وہ شب میری زندگی کی شب معراج تھی پھر اسکے بعد ناچیز نے یہ نہیں سنا کہ حضور تاج الشریعہ نے کسی کو خلافت دی ہے اس حیثیت سے ناچیز حضور تاج الشریعہ کا آخری خلیفہ ہے **فالحمد للہ علیٰ ذالک**

خلافت کی رات عشا کی نماز ہم لوگوں نے حضور تاج الشریعہ کے کاشانہ پر ہی ادا کی ، آپ نے بھی جماعت کے ساتھ نماز ادا فرمائی جب علامہ عسجد میاں جماعت سے نماز پڑھانے کیلئے تشریف لائیں تو ہم نے یہ عجیب منظر دیکھا کہ حضور تاج الشریعہ نے جماعت کھڑی ہونے سے پہلے علامہ عسجد میاں کے چہرے پر ہاتھ پھیرا ، غالبا آپ نے اپنے اطمینان قلب کیلئے یہ کیا ، بعد جماعت ہم لوگ سنن ونوافل میں مشغول ہو گئے ، جبکہ حضور تاج الشریعہ علامہ عسجد میاں کی اقتدا میں نوافل بھی جماعت کے ساتھ پڑھ رہے تھے ، میں یہ سوچ رہا تھا کہ جو شریعت کا تاج ہو وہ شریعت کے خلاف کیسے کر سکتا ہے ، اصل مسئلہ جاننے کیلئے بیقرار تھا ، جب ازہری گیسٹ ہاؤس میں اپنے شیخ حضور محدث کبیر سے دریافت کیا تو آپ نے فرمایا تداعی کے ساتھ نہیں ہے ، یعنی نفل کی جماعت تداعی کے ساتھ ناجائز ہے ، تداعی کی مقدار تین سے زیادہ ہے اور یہاں تین سے کم تھے عاجز نے یہ بحث درس نظامی میں ضرور پڑھا تھا مگر عملی شکل میں دیکھا نہیں تھا ، میرے شیخ نے یہ بھی فرمایا : اگر تم لوگ نہیں ہوتے تو میں بھی شریک جماعت ہو جاتا ۔

یہ ہے حضور تاج الشریعہ کا تقوی ، اس عمر میں جبکہ نسان تلفظ پر پوری طرح قادر نہیں ہوتا ہے جب بھی اس کی انفرادی نماز ہو جاتی ہے مگر **قراۃ الامام له القراۃ** کے تحت امام کی قراۃ سے اپنی نماز کی ذمہ قراۃ کو ادا کرنا فرائض ونوافل میں بھی جماعت کی پابندی کرنا یہ تقوی نہیں تو اور کیا ہے ۔

وصال پر ملال ۔

واقعۂ خلافت کے ٹھیک تین مہینے پندرہ دن بعد ۶ / ذی القعدہ ۱۴۳۹ھ مطابق ۲۰ / جولائی ۲۰۱۸ء کو بروز جمعہ بعد نماز مغرب ۷ / بجکر ۵۰ / منٹ پر عطائے افوار ملت حافظ ابرار احمد قادری خطیب وامام گلشن محمدی مسجد کھنڈوہ کا مدینہ آنکھیں بھرائی آواز میں فون آیا کہ حضور تاج الشریعہ کا انتقال ہو چکا ہے **انا للہ وانا الیہ راجعون**

میں نے فورا بریلی شریف فون لگایا تو پتہ چلا کہ ہاں ابھی ۱۵ ۔ ۲۰ منٹ پہلے ہی ہوا ہے ۔ اسکے بعد پورا ہندوستان جیسے ماتم کناں ہو ، اعلی حضرت کے بعد مفتی اعظم ہند کا کوئی جواب نہیں تھا اور مفتی اعظم ہند کے بعد حضور تاج الشریعہ کا کوئی جواب نہیں ہے پھر بھی ہم یہ دعا کرتے ہیں کہ اللہ

تعالیٰ ہمیں حضور تاج الشریعہ کا بدل عطا فرمائے آمین۔

تصنیفاتِ تاج الشریعہ

میزان حشر میں عالم کے قلم کی روشنائی شہید کے خون سے تولی جائے گی بایں سبب تصنیف و تالیف میں بھی آپ حقیقی وارث اعلیٰ حضرت ہونے کا حق ادا کرتے ہیں

۱۔ **مرآۃ النجدیۃ بجواب البریلویۃ** (عربی) ۲۔ **تحقیق ان ابا ابراہیم تارح لا آزر** (عربی) ۳۔ الحق المبین (عربی، اردو) ۴۔ **تعلیقات الازہری علی صحیح البخاری** (عربی) ۵۔ **الصحابۃ نجوم الاہتداء** (عربی) ۶۔ دفاع کنز الایمان (اردو) ۷۔ ازہر الفتاویٰ (اردو، انگلش) ۸۔ فتاویٰ تاج الشریعہ (اردو) ۹۔ **سد المشارع علی من یقول ان الدین یستغنی عن الشارع** (عربی) ۱۰۔ **صیانۃ القبور** (عربی) ۱۱۔ ٹی وی ویڈیو کا شرعی آپریشن (اردو) ۱۲۔ ہجرت رسول (اردو) ۱۳۔ شرح حدیث نیت (اردو) ۱۴۔ تین طلاقوں کا شرعی حکم (اردو) ۱۵۔ ٹائی کا مسئلہ (اردو) ۱۶۔ کنز الایمان کا دیگر تراجم سے تقابلی جائزہ (اردو) ۱۷۔ آثار قیامت (اردو) ۱۸۔ جشن عید میلاد النبی (اردو) ۱۹۔ چلتی ٹرین میں فرض و واجب نمازوں کی ادائیگی کا حکم (اردو) ۲۰۔ جدید ذرائع ابلاغ سے رویت ہلال کے ثبوت کی شرعی حیثیت (اردو) ۲۱۔ **الفردہ شرح قصیدۃ بردہ** (عربی) ۲۲۔ سفینہ بخشش (اردو) ۲۳۔ **نغمات اختر** (عربی) ۲۴۔ ترجمہ المعتقد المنتقد والمستند المعتمد (اردو) ۲۵۔ تعریب (عربیانہ) "فضیلت صدیق اکبر" ۲۶۔ تعریب "نقد شہنشاہ وان القلوب بید المحبوب بعطاء اللہ" ۲۷۔ تعریب "تیسیر الماعون للسکن فی الطاعون" ۲۸۔ تعریب "اہلاک الوہابیین علی توہین قبور المسلمین" ۲۹۔ تعریب "الہاد الکاف فی حکم الضعاف" ۳۰۔ تعریب "حاجز البحرین الواقی عن جمع الصلاتین" ۳۱۔ تعریب "سبحان السبوح عن عیب کذب مقبوح" ۳۲۔ تعریب "عطایا القدیر فی حکم التصویر" ۳۳۔ تعریب "شمول الاسلام لاصول الرسول الکرام" ۳۴۔ تعریب "الامن والعلی لناعتی المصطفیٰ بدافع البلاء" ۳۵۔ تعریب "قوارع القہار علی المجسمۃ الفجار" ۳۶۔ تعریب "اراءۃ الادب لفاضل النسب" ۳۷۔ تعریب "النہی الاکید عن الصلوٰۃ وراء عدی التقلید" ۳۸۔ ترجمہ "الزلال الانقی من بحر سبقۃ الاتقی" (اردو) (تاج الشریعہ ایک جامع کمالات شخصیت)

مارہرہ وبریلی کا رشتہ:

وہ کیسا منظر تھا جب اسٹیج پر دائیں طرف اونچے والی کرسی پر نظمی میاں بیٹھے تھے اور بائیں طرف ازہری میاں جبکہ بیچ میں بغیر کرسی کے اسٹیج پر میرے شیخ حضور محدث کبیر،

یہ تقریباً ۱۹۹۹ء جام جودھپور گجرات میں اعلیٰ حضرت کے خلیفہ حضرت محمود جان کے عرس محمودی کا واقعہ ہے، ان دنوں میں دار العلوم غوث اعظم پوربندر میں جماعت اولیٰ کا طالب علم تھا، اپنے علم وعمر کے حساب سے یہ فیصلہ نہیں کر پایا کہ ان میں بڑے علامہ کون ہیں، اسلام میں اساتذہ کا کیا مقام ہوتا ہے اس کا اندازہ بھی اسی پروگرام سے ہوا، کیونکہ جو اس وقت پوربندر کے میرے اساتذہ تھے وہ اسٹیج پر ہی علامہ صاحب کا بدن دبا کر اکتساب فیض کر رہے تھے۔

بہر حال نظمی میاں علیہ الرحمہ نے ایک نعت شریف پڑھی جس کا مطلع تھا

میم مدینہ مارہرہ کی قسمت ہے اس گنبد کو اس گنبد سے نسبت ہے

اس کے چند اشعار حضور تاج الشریعہ کی شان میں تھے جس کا ایک مصرع یہ تھا۔

ان کو ان سے دوہری دوہری نسبت ہے

یعنی حضور تاج الشریعہ اعلیٰ حضرت کے پوتے بھی ہیں اور نواسے بھی، اس سے یہ بات روز روشن کی طرح عیاں ہوتی ہے کہ نظمی میاں حضور تاج الشریعہ سے کتنی محبت فرماتے تھے، تیرہویں صدی کے آخر وکھنڈال علماء دیوبند اشرف علی تھانوی، رشید احمد گنگوہی، قاسم نانوتوی اور خلیل احمد انبیٹھوی کے تعلق سے اعلیٰ حضرت کا جو تکفیری موقف تھا اسے اپنے مریدین اور عوام اہل سنت کا موقف بنانے میں ہندوستان کی معتبر خانقاہ مارہرہ شریف کا اہم کردار ہے، اس سے مارہرہ وبریلی کا رشتہ تلازم صورت جسم اور جیولی کی طرح سمجھ میں آتا ہے، اللہ تعالیٰ اسے شر بد سے محفوظ رکھے (آمین)

تم حال ہی میں نظمی میاں علیہ الرحمہ کے بیٹے سبطین حیدر نے اہل سنت وجماعت کو جو زحمت دی ہے اس خرق سنیت اور مسلک اعلیٰ حضرت کے ذمہ دار تنہا وہ خود ہیں اور بس۔ مارہرہ شریف کل بھی اعلیٰ حضرت کا پیر گھرانہ تھا آج بھی ہے اور حشر میں بھی رہیگا ان شاء اللہ العظیم اس عقیدہ کے ساتھ کہ

بول اے آل رسول تو لایا ہے کیا عرض کردونگا لایا ہوں احمد رضا

یا خدا یہ امانت سلامت رہے

کرامت تاج الشریعہ۔

علامہ قمر الزماں اعظمی دام ظلہ فرماتے ہیں، آپ کے سامنے اگر کوئی مردہ پڑا ہوا ہے، ڈیڈ باڈی ہے من جانب اللہ زندہ ہوجائے تو یہ قدرت ہے، اللہ کی دی ہوئی طاقت سے اگر من جانب نبی زندہ ہوجائے تو یہ معجزہ ہے، اور اللہ کی دی ہوئی طاقت سے اگر من جانب ولی زندہ ہوجائے تو یہ کرامت ہے۔ (خطبات اعظمی)

اسی طرح اگر کوئی کافر مسلمان ہوتا ہے من جانب اللہ تو یہ قدرت ہے۔ من جانب نبی تو یہ معجزہ ہے اور من جانب ولی ہو تو یہ کرامت ہے، اگر کوئی شخص کسی ولی کے کہنے سے اسلام قبول کرے تو یہ بھی کرامت ہے، کوئی کسی ولی کی بات سنکر اسلام قبول کرے تو یہ بھی اس ولی کی کرامت ہے مگر کسی ولی کو صرف دیکھکر اسلام قبول کرنا یہ اس ولی کی سب سے بڑی کرامت ہے۔

مولانا انور رضوی صاحب (فیضان شاہ عالم ٹرسٹ احمد آباد) نے مجھے بتایا کہ حضور تاج الشریعہ کو احمد آباد ایر پورٹ پر لانے کے لئے آوڈی گاڑی گئی تھی، یہ دنیا کی مہنگی گاڑیوں میں سے ہے اسکا ڈرائیور بد مذہب تھا قیام گاہ پر پہنچ کر ڈرائیور نے اپنے خاص رشتہ دار کو بلایا اور حضرت کے دست پر توبہ کر کے مع رشتہ دار اسلام میں داخل ہوا اور ساتھ ہی شرف بیعت سے مشرف بھی ہوگیا،

کسی نے ڈرائیور سے پوچھا کہ تم نے ایسا کیا دیکھا حضرت میں؟ تو ڈرائیور نے جواب دیا "جب میں ایر پورٹ پر حضور تاج الشریعہ کو دیکھا تو وہ لوگوں کے سہارے فلائٹ سے اتر رہے تھے، سہارے سے ایر پورٹ پر چل رہے تھے مگر قیام گاہ پہ نماز پڑھتے دیکھا تو ایسے جیسے کوئی نوجوان نماز پڑھ رہا ہو بغیر کسی کے سہارے تنہا، میں سمجھ گیا یہ کوئی غیر معمولی شخصیت ہے" سبحن اللہ

بعد وصال اخبار مختلف اور شاعت

تبریز و بھائی کھر گپور بنگال نے بتایا کہ جو شخص کبھی ایر پورٹ نہیں دیکھا تھا فلائٹ پر کبھی سفر نہیں کیا تھا حضور تاج الشریعہ کے وصال پر اپنی غربت کو بالائے طاق رکھ کے پیر و مرشد کی محبت میں

باقی قلانٹ بریلی شریف پہنچتا ہے نماز جنازہ میں شرکت کرنے والوں کی تعداد غیر محدود ہے، کسی نے کہا ایک ڈیڑھ لاکھ تو کسی نے کہا پانچ لاکھ، اشرفیہ مبارکپور کے کچھ طلبا اساتذہ نے کہا دس لاکھ جبکہ ''آج تک'' نیوز چینل نے بتایا کہ سوا کروڑ بعض نے پچاس لاکھ کا قول کیا ہے تو کسی نے تین کروڑ کی تعداد بتائی ہے، حقیقت یہ ہے کہ بیشمار لوگ تھے سید نجیب حیدر بر کاتی عرف نجیب میاں مارہروی کالپی شریف کے اسٹیج پر فرمارہے تھے کہ ایک ڈیڑھ لاکھ تو صرف حاسدین کی تعداد تھی،

بہر حال ہم یہاں اخباری رپورٹ اور ادارتی تعزیت کی فوٹو زاس کے ساتھ شائع کر رہے ہیں تاکہ حضور تاج الشریعہ کی قدر ومنزلت لوگوں کی نظر میں کیا تھی اس کا اندازہ ہو سکے، اور اسی سے بارگاہ الٰہی میں آپ کی مقبولیت کا ثبوت بھی ملتا ہے۔

قرآن شریف میں ہے: **﴿ إِنَّ الَّذِينَ آمَنُوا وَعَمِلُوا الصَّالِحَاتِ سَيَجْعَلُ لَهُمُ الرَّحْمَٰنُ وُدًّا ﴾** (مریم: ۹۶) **ترجمہ: بے شک وہ جو ایمان لائے اور اچھے کام کئے عنقریب ان کے لئے رحمٰن محبت کر دیگا** (کنز الایمان)۔ اس آیت کی تفسیر میں علامہ نعیم الدین مرادآبادی لکھتے ہیں:

''اس سے معلوم ہوا کہ مومنین صالحین و اولیاء کاملین کی مقبولیت عامہ ان کی محبوبیت کی دلیل ہے۔ (خزائن العرفان، ص: ۵۰۰)

علامہ غلام رسول سعیدی لکھتے ہیں: ''حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں نبی ﷺ نے فرمایا: جب اللہ کسی بندہ سے محبت کرتا ہے تو جبریل کو ندا کر کے فرماتا ہے کہ بے شک اللہ فلاں بندہ سے محبت کرتا ہے سو تم اس سے محبت رکھو، پس جبریل اس سے محبت کرتے ہیں، پھر جبریل آسمان والوں میں ندا کرتے ہیں کہ اللہ فلاں بندہ سے محبت کرتا ہے سو تم اس سے محبت رکھو تو اس بندہ سے آسمان والے محبت رکھتے ہیں۔ پھر زمین والوں کے لئے اس کی مقبولیت رکھ دی جاتی ہے۔

(صحیح البخاری، صحیح مسلم، ترمذی، موطا امام مالک، طیالسی، مصنف عبدالرزاق، مسند احمد، صحیح ابن حبان، حلیۃ الاولیاء، الاسماء والصفات، المسند الجامع)۔

حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہما بیان کرتے ہیں کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: کہ اللہ تعالیٰ نے صالحین اور ملائکہ مقربین کے دلوں میں مومن کی الفت، ملاحت اور محبت پیدا کر دی ہے۔ (نوادر الاصول)

انبیا علیہم السلام، صحابہ کرام، اہل بیت عظام اور اولیاء کرام کی محبت اللہ تعالی نے لوگوں کے دلوں میں پیدا کر دی ہے، حضرت علی ہجویری،

حضرت غوث اعظم حضرت خواجہ معین الدین اور حضرت مجدد الف ثانی رحمہم اللہ ان سب اور دیگر (اعلی حضرت، مفتی اعظم ہند اور تاج الشریعہ) اولیاء کرام کی محبت اللہ تعالی نے لوگوں کے دلوں میں پیدا کر دی ہے، اور ہم ان کی ولایت کو لوگوں کے دلوں میں ان کی محبت سے پہچانتے ہیں، اور ان کی ولایت کو مسلمانوں کی شہادت سے پہچانتے ہیں"

(تبیان القرآن، جلد ۷ ص: ۱۸۰ ۱۸/۳/۲۰۰۳، مکتبہ رضویہ تقسیم کار اویسی دیانا بکس)

ان چند یادوں کو کتابت سے مقید کر کے اپنے آقا مرشد برحق حضور تاج الشریعہ کی بارگاہ میں پیش کرتے ہوئے خوشی محسوس ہو رہی ہے۔

اللہ تعالی اپنے حبیب صلی اللہ علیہ وسلم کے صدقے مجھے اسی پر حشر فرمائے (آمین)۔

مولانا غلام مصطفیٰ رضوی
نوری مشن مالیگاؤں

حضور تاج الشریعہ: نادرِ زمن ہستی

اللہ اللہ! کردار ایسا روشن وتابناک کہ طبیعتیں کھل اٹھتی ہیں۔ پر نور چہرے پر جمالیات کا پہرہ ہوتا ہے۔ نگاہیں ایسی کہ جس پر پڑ جائے دل کی دنیا بدل جائے۔ شباہت ایسی کہ مفتی اعظم کا پیکر دل پذیر یاد آ جائے۔ ہم نے مفتی اعظم کو نہیں دیکھا لیکن ان کے جانشین کو دیکھا ہے؛ جن کی ذات مظہر مفتی اعظم ہے؛ اور جن کی یاد آتی ہے تو دل کی کلیاں کھل اٹھتی ہیں۔ اللہ اللہ! حضور تاج الشریعہ علامہ اختر رضا خاں قادری ازہری کی ذات اس قدر محبوب کیوں بن گئی ہے۔ ہاں! اسباب ہے کچھ اس کا۔ وہ ہے شریعت پر استقامت اور اسوۂ مصطفیٰ جانِ رحمت صلی اللہ علیہ وسلم پر عمل اور ظاہر و باطن، کردار و عمل کی یک رنگی۔ جس نے ان کی ذات کو چہار دانگ عالم میں مقبول بنا دیا ہے اور ان کا ذکر ہر بزم میں محبت وعشق کی ایک جوت جگا دیتا ہے وہ سراپا عشق ہیں کیوں کہ ان کے عشق کا محور ذات سرورِ دوعالم صلی اللہ علیہ وسلم ہے اور اس عشق کی حلاوت نے انھیں دنیا کی طلب سے بے نیاز کر دیا ہے۔ سچ ہے محبت رحمت عالم صلی اللہ علیہ وسلم میں بڑی کشش ہے اور عظیم کامیابی ؎

دو عالم سے کرتی ہے بیگانہ دل کو عجب چیز ہے لذت آشنائی

حضور تاج الشریعہ کی ذات مرجع العلماء ہے۔ ان کا سراپا دل آویز ہے۔ ان کا کردار درخشندہ وستائی ہے۔ وہ جس جگہ جاتے تھے؛ عقیدے کی سلامتی کا پیغام دیتے تھے۔ دل کے رشتے بارگاہِ سرورِ کائنات صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم سے جوڑ دیتے تھے۔ اور پھر نگاہوں کا قبلہ بدل جاتا تھا افکار ذہن اُٹھتے تھے۔ عشق ہی عشق نظر آتا ہے۔ آپ کے دیدار کی برکت سے ایمان وایقان ایسا پختہ ہو جاتا کہ زباں پہ آپ کا یہ شعر دل کی کیفیت کا پتہ دیتا ہے ؎

نبی سے جو ہو بیگانہ اسے دل سے جدا کر دیں پدر، مادر، برادر، مال وجاں ان پر فدا کر دیں

راقم نے علما کے جلوے دیکھے، لیکن حضور تاج الشریعہ علامہ اختر رضا ازہری جیسا متقی نہ دیکھا۔ راقم نے مفتیان کرام دیکھے لیکن آپ کے جیسا محتاط نہ پایا۔ محب دیکھے لیکن عشق و عرفان کی جس بلندی پر آپ فائز ہیں، وہ منفرد ہے۔ آپ مقبول ہیں، مگر یہ مقبولیت وہ نہیں جو مول لی جائے بلکہ یہ تو عطائے ایزدی ہے۔ اور جسے اللہ تعالیٰ مقبول بنادے، اس کی عظمت کو کون کم کرسکتا ہے۔ جس پر رسول کونین صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کی عنایت خاص ہو، اسے جہاں کی باطل قوتیں کیسے اسیر گردش دوراں کرسکتی ہیں۔ ان کے نقوش دل آویز کو دلوں کی بزم تاباں سے کیسے مٹایا جاسکتا ہے۔ حضور تاج الشریعہ جہاں جاتے دین پر استقامت کا درس دیتے۔ ہاں ایمان ہی تو بڑی چیز ہے اگر یہ نہ رہا تو زندہ رہ کر بھی انسان مردہ اور ناکارہ ہے۔ ایمان سے ہی حسن آدمیت ہے۔..... وہ ایمان والا کیسے ہوسکتا ہے، جو بارگاہ رحمت عالم صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم میں بے ادبی و توہین کی جسارت کرتا ہو۔ اسی وجہ سے آپ جہاں جاتے، ایسے رہزنوں سے بچنے کی تلقین فرماتے جو ایمان کی تاک میں ہیں۔ ایسے افراد سے اتحاد کی ممانعت سختی سے کرتے، جن کی صحبت میں عقیدے کا خسارہ ہو، نقصان کا اندیشہ ہو۔

حضور تاج الشریعہ علامہ اختر رضا ازہری کا پیغام ہے کہ اللہ و رسول کی شان عظمت میں جسے جرأت کرتا دیکھو اس سے دور ہو جاؤ اور جو عاشق رسول ہے اسے گلے لگاؤ۔ آپ جب بولتے ہیں تو ایسا لگتا ہے جیسے سخن کی معراج ہو رہی ہو۔ جیسے بہاریں چھا رہی ہوں۔ جیسے میٹھے رس رہا ہو۔ جیسے تشنہ سیراب ہو رہے ہوں۔ جیسے پھوار پڑ رہی ہو۔ جیسے کلیاں چٹک رہی ہوں۔ جیسے پھول کھل رہے ہوں۔ جیسے فکر کے غبار دھل رہے ہوں۔ جیسے غنچے کھل رہے ہوں۔ جیسے ایمان کی فصل سرسبز و شاداب ہو رہی ہو۔ جیسے اداسی چھٹ رہی ہو۔ جیسے خوشبو پھیل رہی ہو۔ اور عقیدہ پختہ ہو رہا ہو، عقیدت بڑھ رہی ہو۔ ایمان کی بزم نور سجی ہو۔

حضور تاج الشریعہ کا نعتیہ کلام کیف و سرور کو بڑھا دیتا ہے اور ایسے اشعار بھی در دل پر دستک دے کر ذہن کے تاروں کو متحرک کر دیتے ہیں اور محبت کا نصیب پیدا ہو جاتا ہے۔

گل ہو جب اختر خستہ کا چراغ ہستی — اس کی آنکھوں میں ترا جلوۂ زیبائی ہو

درد الفت میں دے مزا ایسا — دل نہ پائے کبھی قرار اسلام

اسی بے قراری اور محبوب پاک صلی اللہ علیہ وسلم سے محبت والفت کی قندیل فروزاں کیے حضور تاج الشریعہ ۷ر ذی قعدہ ۱۴۳۹ھ/ ۲۲ رجولائی ۲۰۱۸ء کو واصل بحق ہو گئے۔

انا للہ وانا الیہ راجعون۔

جس کی نگاہوں میں خاک حجاز کا سرمہ ہو اس کیا ظل کی چیرہ دستیاں کس طرح بھلا لرزہ بر اندام کرسکتی ہیں۔ جسے محبوب کی محبت وعشق کا درد ہو؛ اسے حوادث وفتن کس طرح جلا کے آلام بنا سکتے ہیں۔ جس کا دل محبوب رب العالمین صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کی یاد میں کھویا ہو اور اسی میں اسے راحت میسر ہو اس کے قلب روشن کو کون مضمحل کرسکتا ہے! اور جب دل کی دنیا طیبہ کی ثنا سے آباد ہو تو کوئی اسے پژمردہ نہیں کرسکتا؛ ایسے عاشق صادق کی نگاہوں میں شفق کا حسن نہیں بس سکتا اور چمن کی جلوہ آرائی اس کی نگاہوں کو اپنا اسیر نہیں بنا سکتی ہے تو جب اس گام پر کوئی شخصیت مطلع انوار نظر آتی ہے تو وہ حضور تاج الشریعہ کی ہے؛ جس کی فکر وبصیرت نے کتنے آزردہ دلوں اور شوریدہ فکروں کو گنبد خضرا کی بہاروں کا مشتاق بنا دیا۔ وہ سر جس میں ہوا وہوس کا سودا سمایا تھا اس میں ایک انقلاب کا سماں پیدا کر دیا، سیاہ وشہ بطحا نے دل ودماغ کو روشن کر دیا ۔

نظر میں کیسے سمائیں کے پھول جنت کے کہ بس چکے ہیں مدینے کے خار آنکھوں میں

بندہ جب اللہ کا ہو جاتا ہے تو مخلوق اس کی شان ورفعت کی قائل ہو جاتی ہے اور اس کی طرف مائل۔ ہم نے دیکھا کہ جب حضور تاج الشریعہ کسی بزم میں پہنچ جاتے تو پروانے ٹوٹ ٹوٹ پڑتے دل فدا ہو جاتے ہیں۔ سچ ہے جو شریعت کے اصولوں کا عامل ہو جاتا ہے مخلوق اس کی تعظیم میں مچلتی ہے اور لوگ پروانہ وار اس کے دید کو امڈ پڑتے ہیں اور یہ شہرت وعطا تو اس بارگاہ کی ہے جہاں دل کا حال کھلا ہوا ہے اور جہاں جود وعطا کے دھارے چلتے ہیں، امام بوصیری علیہ الرحمہ نے فرمایا ہے ۔

کالزھر فی ترف والبدر فی شرف والبحر فی کرم والدھر فی ھمم

ترجمہ: آپ تازگی میں کلی کی مانند ہیں، اوج ورفعت میں ماہ کامل کے مثل،
جود وسخا میں سمندر کی طرح، اور عزم وحوصلہ میں زمانہ کی مانند ہیں۔

جسے بارگاہ رسالت سے عطا ونوازش کا وافر حصہ ملا ہو اس کی شان تو دوبالا ہوگی ہی؛ اس کی

رفعت و بلندی کے ترانے گنگنائے جائیں گے آج جو شہرت و دوام حضور تاج الشریعہ کو حاصل ہے یہ وہ نہیں کے جسے گھٹا دیا جائے یا اس میں کوئی کمی آ جائے بلکہ یہ تو عطائے خاص ہے اب کوئی چاہے تو اس پر جلا کرے رنج ہو اور کوئی مسرور۔

الٰہی عزوجل! جب تک چمن میں مرغ نوا سنجی کرتے رہیں حضور تاج الشریعہ کی لحد پر رحمت و انوار کی باران مبارک برستی رہے۔ جب تک بلبل کی خوش خرامی گلشن میں اپنی آواز کا جادو جگاتی رہے اختر کی تابندگی روز افزوں ہوتی رہے۔ جب تک آبشاروں کا ترنم جمالیات کی بزم کو آراستہ کرتا رہے اور افق کا جمال نگاہوں کو تازگی دیتا رہے حضور تاج الشریعہ کے فیضان علم کی مہک پھیلتی رہے۔ جب تک ستاروں کی انجمن میں روشنی رہے اختر خوش نوا کی رعنائی ایمان کی رمک بڑھاتی رہے۔ جب تک آسمان نیلگوں پر ماہتاب کی چمک باقی رہے اور جب تک جام محبت چھلکتے رہیں حضور تاج الشریعہ کے علم و فضل کی کرنوں سے کائنات عالم کے مسلمان سیراب و فیض یاب ہوتے رہیں۔

پروفیسر سید خرم ریاض رضوی اختر القادری
لاہور، پاکستان

حضرت تاج الشریعہ...... مفتی اختر رضا خان الازھری

برصغیر پاک و ہند علمی روحانی لحاظ سے نہایت زرخیز خطہ ہے۔ یہاں ہر زمانے میں ایسی عہد ساز شخصیات نے جنم لیا کہ جن کا وجود اس سرزمین کی شناخت ٹھہرا اور زمانہ ان کے علم و فضل کا معترف ہوا۔ اپنوں بیگانوں نے ان کی بزرگی و برتری کو تسلیم کیا۔ اغیار نے ان کی عظمتوں کا لوہا مانا اور ان کی لیاقت وصلاحیت کے آگے سر عقیدت جھکایا۔

ان عظیم اور ناقابل فراموش ہستیوں میں ایک قدس مآب شخصیت کا نام تاج الشریعہ مفتی اختر رضا خان الازہری کا ہے۔ جو کہ ایک ماہر فقیہ، زیرک محدث اور اجتہادی قوت سے مالا مال مفتی کی حیثیت سے جانے جاتے ہیں۔ حضرت مفتی اختر رضا خان الازہری برصغیر کے مشہور شہر بریلی میں ۱۹۴۳ء میں پیدا ہوئے۔ آپ نے عالم اسلام کے اس معروف علمی و دینی گھرانہ میں آنکھ کھولی کہ عشق رسالت مآب جس کی پہچان، تفقہ فی الدین جس کا طرہ و امتیاز اور اسلامی تشخص و تصلب جس کا خاصہ ہے۔ یعنی مفتی اختر رضا خان الازھری کی ولادت باکرامت مسلمہ عاشق رسول امام احمد رضا کے پوتے مفسر قرآن مفتی ابراہیم رضا جیلانی کے گھر ہوئی۔ آپ نے چشم وا کی تو اتباع سنت کی بہاریں دیکھیں۔ بولنا سیکھا تو نام خدا اور نام مصطفیٰ صلی اللہ علیہ وسلم لبوں کی زینت بنا۔ قال اللہ تعالیٰ وقال الرسول صلی اللہ علیہ وسلم کی صداؤں نے سماعت میں حلاوت گھولی۔ چلنے لگے تو تقویٰ و طہارت کی ڈگر پر قدم رکھا۔ قلم تھاما تو ﴿ن والقلم وما یسطرون﴾ کا جلوہ دکھایا۔ مسند تدریس کو زینت بخشی تو ﴿یعلمھم الکتب والحکمۃ﴾ کا فیضان بانٹا۔ رشد و ہدایت کی بزم سجائی تو ﴿ومن یؤت الحکمۃ فقد اوتی خیرا کثیرا﴾ کی سوغات تقسیم فرمائی۔

حضرت مفتی اختر رضا خان علیہ الرحمہ نے لڑکپن کی عمر میں ہی علوم وفنون دینیہ میں کامل

مہارت پیدا کرلی۔ عربی زبان وادب پر اتنا عبور حاصل تھا کہ بچپن سے ہی بے تکلف فصیحانہ عربی بولا کرتے۔ عربی زبان میں آپ کا ملکہ دیکھ کر آپ کے مصری استاذ بھی عش عش کر اٹھتے۔

آپ نے ناظرہ قرآن مجید اور ابتدائی اردو کتب کی تعلیم اپنی والدہ ماجدہ سے حاصل کی، بعد ازاں یادگار رضا دارالعلوم منظر اسلام بریلی شریف سے تکمیل فرمائی۔ درس نظامی کی تکمیل کے بعد عربی اساتذہ کے اصرار اور حضرت مفتی اعظم ہند کے ارشاد پر عالم اسلام کی عظیم یونیورسٹی جامعہ ازہر کا رخ کیا۔ جامع ازہر میں نہایت تحقیق وتدقیق کے ساتھ علم حدیث وعلم تفسیر کے مراحل طے کیے اور اعلیٰ امتیازی شان کے ساتھ امتحان میں کامیابی حاصل فرمائی۔ علم حدیث وتفسیر میں آپ کے تفوق وتخصص کی بدولت آپ کو ''فخر ازہر'' کا ایوارڈ پیش کیا گیا۔

حضرت تاج الشریعہ مفتی اختر رضا علیہ الرحمہ نے ۱۹۶۷ء میں دارالعلوم منظر اسلام بریلی شریف سے علوم قرآن وحدیث کی تدریس کا آغاز فرمایا۔ آپ سالہا سال طالبان حق کو ظاہری و باطنی فیض سے مالا مال کرتے رہے۔ ''تخصص فی الفقہ''، ''افتا نویسی'' اور ''بخاری شریف'' کی محققانہ تدریس آپ کے وہ علمی احسانات ہیں جو تا قیام قیامت یاد رکھے جائیں گے۔

آپ کے خوان علم سے ہزاروں ہزار مفتی اور مدرس، محقق ومصنف، واعظ وخطیب، سخنور وادیب، شیخ و قاضی، حافظ وقاری، عابد وزاہد، سالک وواصل فیضیاب ہوتے رہے۔ آپ کا بادبان علم برستا رہا، علمی چشمے پھوٹتے رہے۔ نسیم فیض چلتی رہی، معرفت کے پھول کھلتے رہے۔ آپ کے شیریں تکلم نے لاکھوں دلوں کی کلیاں سنائیں۔ آپ کے نوری تبسم سے آخرت کی کھیتیاں لہلہائیں۔ آپ کی تقوی مآب شخصیت نے معصیت کے بیماروں کو شفا بخشی اور آپ کی تقدیس چھلکاتی نگاہوں سے مریضان محبت نے جلا پائی۔ آپ کو اسوۂ حسن مصطفیٰ صلی اللہ علیہ وسلم کی رعنائی ورثے میں ملی اور آپ کی سیرت میں نبوی کردار کی زیبائی خوب چمکتی رہی۔ **صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم ورحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ رحمۃ واسعۃ۔**

بزم تدریس ہو یا مسند افتاء پر رونق فروزی۔ کرسی قضاۃ پر جلوہ نمائی ہو یا منصب ارشاد کی تکمیل حضرت مفتی اختر رضا علیہ الرحمہ ہر جگہ مثل آفتاب ضیا بار رہے۔ عالموں، فاضلوں کی جھرمٹ میں دیکھ کر کسی نے آپ کو چودھویں کا چاند کہا تو تقویٰ شعاروں، شب زندہ داروں کی مجلس میں دیکھ کر

گل سرسبد کہنے لگا۔ وعظ و خطاب کرتے ہوئے آپ کی شوکتِ کلام دیکھ کر کسی نے جھومتے ہوئے بہتا دریا کہا تو دورانِ تدریس آپ کی نکتہ آفرینی و حسن بیانی دیکھ کر برستی بارش اور بہتے آبشار سے تشبیہ دیئے بغیر نہ رہ سکا۔

جو بھی کہا کسی نے وہ اس سے بلند ہیں　　احمد رضا کا چاند ہیں وہ ارجمند ہیں

بالیقین حضرت تاج الشریعہ مفتی اختر رضا خان ازہری اکابر علمائے دین۔ اولیائے کاملین اور سلف صالحین کی زندہ و پائندہ مثال تھے۔ آپ کی زندگی اعلائے کلمۃ الحق سے عبارت ہے۔ حق کی تائید و نصرت اور باطل کا رد آپ کے خمیر میں شامل تھا۔ آپ قلم و لسان کی حرمتوں کے پاسبان رہے۔ علمی دیانت آپ کا شیوہ اور سنت نبوی **علی صاحبہا الصلوۃ والسلام** کی سختی سے پابندی آپ کا شعار تھا۔ آپ نے اپنوں بیگانوں کا مزاج دیکھ کر کبھی فتویٰ نہیں دیا بلکہ شریعت مصطفیٰ ﷺ کا وقار ہی آپ کے پیش نظر رہا۔ آپ کے فتاویٰ میں جہاں حنفی استدلال اور قوت اجتہاد کی شان و شوکت علی وجہ الکمال نظر آتی ہے وہیں امام احمد رضا کا تصلب اور حق کو بے غبار و آشکار کرنے کی بھرپور صلاحیت و لیاقت بھی دکھائی دیتی ہے۔ آپ کے عربی، اردو اور انگلش زبانوں میں ہزاروں فتاویٰ آپ کی ان خوبیوں کا منہ بولتا ثبوت ہیں۔ حضرت تاج الشریعہ مفتی اختر اختر رضا خان الازہری علیہ الرحمہ کی حیات مبارکہ، آپ کی تحریر و تقریر، صورت و سیرت اور آپ کی خلوت و جلوت دیکھ کر صداقت آشنا زبانیں یہی کہیں گی کہ مفتی اختر رضا خان الازہری حسینی کردار کے علمبردار تھے۔ مفتی اختر رضا حسینیت کے آئینہ دار تھے۔ مفتی اختر رضا الازہری وقت کے یزیدوں کے سامنے حسینی للکار تھے۔ مفتی اختر رضا خان الازہری اس دور آزمائش میں حسینی جانثاروں کے سالار تھے۔ مفتی اختر رضا زمانے کے ہر طاغوت کے سر پر حسینی تلوار تھے۔

پاسبانِ حق و حرمت آپ ہیں　　تاجدار اہلسنت آپ ہیں

عشق رسول پاک صاحب لولاک ﷺ تو حضرت تاج الشریعہ مفتی اختر رضا خان الازہری علیہ الرحمہ کے رگ و پے میں سما ہوا تھا۔ آپ کا تو خمیر ہی محبت رسول ﷺ سے اٹھایا گیا تھا۔ آپ نے جس آنگن میں پرورش پائی وہاں کے پرندوں کے چہچہوں میں نعتیں گونجا کرتیں۔ اس صحن کے

چہکتی جب منقار کھولتے تو "مولای صل وسلم دائما ابدا" کا رس گھولتے۔ اس منڈیر پر بیٹھنے والے عنادل جب گنگناتے تو سب سے اولیٰ و اعلیٰ ہمارا نبی کی ہی دھن سناتے۔ وہاں کی فضائیں "مصطفیٰ جانِ رحمت پہ لاکھوں سلام" کی صداؤں سے معمور و مسرور رہتیں۔

حضرت تاج الشریعہ نے اس عشق فروز اور محبت نبی کے سوز سے سرشار ماحول میں جب مدحتِ رسول ﷺ کا آبائی فریضہ انجام دیا تو عالم یہ تھا۔

گونج گونج اٹھے ہیں نغماتِ رضا سے بوستاں
کیوں نہ ہو کس پھول کی مدحت میں وا منقار ہے

حضرت تاج الشریعہ مفتی اختر رضا خان الازہری علیہ الرحمہ کا نعتیہ دیوان "سفینۂ بخشش" عشقِ نبی ﷺ کا مہکتا بوستان ہے۔ اک اک مصرعہ محبتِ رسول ﷺ میں وجد کرتی ڈالی اور ہر ہر لفظ یادِ مصطفیٰ ﷺ کی مہک لٹاتا پھول معلوم ہوتا ہے۔ قبلہ ازہری میاں کا دیوان "سفینۂ بخشش" اسم با مسمیٰ ہے۔ یقیناً اس دیوان کا قاری الفتِ محبوبِ باری کی لذتوں سے سرشار ہو کر گویا بخشش و معرفت کی کشتی میں جا بیٹھتا ہے اور اس طرح بحرِ معرفت میں تیرتا ہوا ساحلِ مدینہ پر جا اترتا ہے۔

کشتیٔ زندگی مری اب تو کنارے آ لگی
کہتی ہے تم سے زندگی اب تو مرے رو بہ رو

اللہ کریم اپنے حبیب کریم ﷺ کے تصدق جمیع اہل اسلام و ایمان کو حضرت تاج الشریعہ مفتی اختر رضا خان الازہری علیہ الرحمہ کے فیوض و برکات سے مالا مال فرمائے (آمین)

مولانا کلیم رضا نوری چشتی، کرناٹک

تاج الشریعہ کی کتب اسلاف پر عمیق نگاہ

اجتہادی شان کے مالک رہے　　　　وقت کے نعمان تھے اختر رضا

حضور تاج الشریعہ محقق بریلوی قدس سرہ ایک ہمہ گیر وہمہ جہت شخصیت کا نام ہے جنھوں نے اپنی حیات دنیوی کے ۷۵ برس میں علوم وفنون، فکر وعمل کے جو جوہر جگائے وہ آپ ہی کا حصہ ہے جب آپ کا اشہب قلم میدان تحقیقات وتدقیقات میں سرپٹ دوڑنے لگا تو دلائل وبراہین کی ایک دنیا آباد ہو گئی توضیحات وتشریحات کا گلشن مسکرانے لگا، زبان وادب کی زلفیں سنور گئیں، جرح وتعدیل کا بانکپن جاگ اٹھا نقد ونظر کے گلستان میں ہریالیاں آ گئیں، فقہی جزئیات وکلیات کا بحر بیکراں موجیں مارنے لگا بعدہ تا نہ عظمت ورفعت اور جاہ وجلال کی قندیلیں روشن ہو گئیں، مفکرانہ جاہ وحشمت اور شان وشوکت کا آفتاب طلوع پذیر ہو گیا شاعرانہ حسن وجمال کے جلوے بکھرنے لگے، حکمت ودانائی کی چاندنی تبسم ریز ہو گئی، فلسفیانہ ومنطقیانہ اسرار ورموز کے دیپک جل اٹھے تحریکات وتعمیرات کا حسن مرغزار بن گیا، بیعت وارادت کے گل بوٹے لہلہانے لگے، عشق وعرفان کا جام چھلکنے لگا، کیف ومستی اور شعور وآگہی کی وادیاں شاداب ہو گئیں، ولایت وکرامت کے آبشار پھوٹنے لگے، تصنیفات وتالیفات کے باغات میں بہار آ گئی دعوت وتبلیغ، رشد وہدایت کے ستارے جگمگانے لگے فکر وتدبر کی انجمن سجنے لگی، فہم وادراک، عقل ودانشمندی کے آفتاب وماہتاب خط استوا پر جلوہ بار ہونے لگے، بصارت وبصیرت کے چشمے میں ابال آ گیا، علوم اسلامیہ کی زلف برہم میں جو پیچیدگیاں در آئی تھیں اس کی گتھیاں سلجھنے لگیں جس کو دیکھ کر اصحاب علم ودانش، ارباب فکر ونظر، اہل درک وبصیرت یہ کہنے پر مجبور ہو گئے کہ بیا رخوبان دیدہ ام لیکن تو چیزے دیگری، حاضرین میں بدر الطریقت، نجم المعرفت، رفیع الدرجت مرچشمہ علم وحکمت، آشنائے رموز حقیقت، محافظ دین وشریعت، قاطع کفر وبدعت، دافع

جہل وضلالت، پاسبان ناموس رسالت، مینارۂ رشد وہدایت، رہنمائے قوم وملت، مجدد اعظم، فخر امت سیدنا تاج الشریعہ حضور اختر رضا خان ازہری میاں محقق بریلوی علیہ الرحمۃ والرضوان جیسا نکتہ داں فقیہ باریک بیں قاضی القضاۃ، ماہر محدث، راسخ مفسر، خلیق مدرس، شفیق شیخ، عمدہ معمار، حاذق مصلح، بالغ نظر مدبر، مفکر، نبض شناس مبلغ، قادر الکلام شاعر، حاضر جواب مناظر، سحر بیاں متکلم، کہنہ مشق قلمکار، خوش طبع مقرر، واعظ شیریں مقال، داعی، طلیق الوجہ، مقتدیٰ و پیشوا، واضح الادب والتقویٰ، مصنف ومؤلف، ذکی النفس صوفی، لاجواب مؤرخ، بے مثال منطقی وفلسفی، نادر المثال محقق ومدقق، جامع العلوم والفنون جیسا پورے عالم اسلام میں دور دور تک نظر نہیں آتا ہے۔

علم فن شعر وسخن کے تاجور نازش عرفان تھے اختر رضا

ششش جہات خدمات پر محیط ذات کے اس ایک پہلو کا مختصر طور پر تجزیہ کرتے ہیں کہ حضور تاج الشریعہ بدر الطریقہ کی نگاہ کتب اسلاف پر کتنی گہری تھی جس سے ان کی علمی مرتبت شخصیت کا آفتاب اوج ثریا کی بلندیوں سے پرے نظر آئے گا۔

ٹائی کے مسئلہ کی تحقیق انیق فرماتے ہوئے محقق اعظم ارشاد فرماتے ہیں کہ آخر میں سیدنا اعلیٰ حضرت رضی اللہ تعالیٰ عنہ کے فتاویٰ سے چند کلمات تبرکا پیش ہیں اس کے بعد فتاوی رضویہ ج ۱۰/۱۵۰ کا اقتباس رقم فرماتے ہیں۔ (ٹائی کا مسئلہ ۱۴) اس کے بعد آسمان علم وفن کے تاجدار حضور تاج الشریعہ رضی اللہ عنہ مفتی اعظم ہند کے اس فتوی کو رقم فرماتے ہیں جس سے انہوں نے محقق علی الاطلاق محدث بریلوی علیہ الرحمہ کے فتوی کی تصدیق فرمائی تھی۔ حضور تاج الشریعہ فرماتے ہیں کہ حضور مفتی اعظم رضی اللہ عنہ نے یہ افادہ فرمایا کہ کفار کا شعار مذہبی ہمیشہ کفر ہی رہے گا۔ (ٹائی کا مسئلہ ۱۵) حضور تاج الشریعہ کی باریک بینی کا اس سے اندازہ کیجئے کہ آپ فرماتے ہیں اس جگہ حدیث ابن عباس رضی اللہ عنہما سے استناد جس میں وارد ہوا ہے: **کان ابن عباس یصلی فی البیعۃ فیہا تماثیل** (بخاری شریف ج ۱/۶۲) یعنی حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہما گرجا میں نماز پڑھتے تھے مگر اس میں حضرت عیسیٰ علیہ الصلوۃ والسلام وحضرت مریم رضی اللہ عنہما کے مجسمے نہیں ہوتے اصلا مفید نہیں اور اس سے مفہوم شعار میں وہ قید ثابت نہیں ہوتی بلکہ اس جگہ شعار مذہبی کا تحقق ہی محل منع میں ہے کہ کنیسہ میں باختیار

برغبت جانا منع ہے اور وہی کفار کا طریقہ اور ان کا شعار ہے حدیث سے ثابت ہے کہ حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہما کا کنیسہ میں جانا باختیار نہ تھا بلکہ بحالت اضطرار واقع ہوا۔

عینی میں اس حدیث کے تحت ہے: **وزاد فیہ (فان کان فیہا تماثیل خرج فصلی فی المطر۔** (عینی ج۴،ص۱۹۲) یعنی بغوی نے جعدیات میں اتنا زیادہ کیا کہ اگر کنیسہ میں تصویریں ہوتیں تو اس سے نکل جاتے اور بارش ہی میں نماز پڑھتے۔ حدیث سے یہ ثابت ہوتا ہے کہ بارش کی وجہ سے بحالت مجبوری کنیسہ میں نماز پڑھی۔ اس کے برعکس حضرت عمر فاروق رضی اللہ عنہ کا فرمان ہے کہ ہم تمہارے کنیسوں میں داخل نہیں ہوتے۔ دونوں میں بظاہر تضاد ہے اس کو دو فرمایا کہ داخل ہونا عذر شرعی کے باعث ہے اور فاروق اعظم رضی اللہ عنہ کا انکار یا رضا برغبت ہے اس کو بھی رد فرمادیا۔ (عینی ج۴،ص۱۹۲) کیونکہ اضطرار میں جانا مومن کی شان ہے اور خوشی سے جانا کافروں کا کام ہے اور یہ کفری شعار ہے اور اس میں کفار کی موافقت با جماع المسلمین کفر ہے۔ (ٹائی کا مسئلہ ۲۱) جبیر العلوم والفنون حضرت تاج الشریعہ علیہ الرحمہ کی نگاہ کتب اسلاف پر کتنی گہری ہے کہ معترض جس حدیث کے تحت اعتراض کر سکتا تھا اس کو لاکر مزید علامہ عینی علیہ الرحمہ کی تصنیف عینی سے وہ جزئیہ پیش فرما کر اعتراض کے دروازے کو بند فرمادیا اور مسئلہ کی تنقیح فرما کر واضح کر دیا کہ کفری شعار ہر حاجت میں کفری شعار ہی رہے گا اگر چہ وہ عام ہو جائے اور اس کے کفری شعار ہونے کی نشانیاں مفقود ہو جائیں پھر بھی اس کا حکم کفر برقرار رہیگا۔ اس سے حدیث دانی اور جزئیات پر گرفت کا جہاں اندازہ ہوتا وہیں اس بات کا بھی پتہ چلتا ہے کہ اسلاف کرام کی کتب پر آپ کی عمیق نظر اوج ثریا کی بلندیوں سے پرے ہے۔ اس پر کئی گوشوں سے بحث فرماتے ہیں کبھی مسند امام احمد بن حنبل سے حوالہ نقل فرماتے ہیں تو کبھی شامی و بحر الرائق کے جزئیات سے استدلال فرماتے ہیں (ٹائی کا مسئلہ ۲۳)

اس طرح اسلاف کرام کی بیشمار کتب کا تذکرہ آپ کی تصنیفات میں ملتا ہے اور اس کے حوالجات کی فیروبازیاں نظر آتی ہیں۔ حضرت ابراہیم علیہ السلام کے والد کا نام تارح ہے یا آزر؟ اپنی تصنیف تحقیق **ان ابا سیدنا ابراھیم علیہ السلام تارح لا آزر** میں کثرت سے اسلاف کرام کی کتب کا ذکر جمیل فرماتے ہیں اور قرآن واحادیث اور اسلاف کرام کی کتب کی عبارت سے

استدلال کرتے ہوئے اپنے دعوے کا اثبات فرماتے ہیں کہ والد کا نام تارخ ہے آزر نہیں اور یہی جمہور کا فیصلہ ہے لسان العرب، آیت قرآنیہ، اہل نسب کا متفقہ فیصلہ، حضرت مجاہد کا قول، ابو اسحاق جوالیقی، زجاج وغیرہ کے اقوال پیش فرماتے ہوئے اقوال کے ذریعے تحقیق فرماتے ہیں: **بل قد سبقه جماعة من الصحابة والتابعين سردهم الامام جلال الدين سيوطي عليه الرحمه في رسالة الحافلة مسالك الحنفاء فيما هو كا قائلا ما نصه (وهذا القول احق ان آزر ليس ابا ابراهيم ورد من جماعة من السلف** (تارخ لا آزر، ۹۹) جس کا خلاصہ یہ ہے کہ صحابہ کرام اور تابعین کی ایک جماعت اس بات کی قائل ہے کہ حضرت ابراہیم علیہ السلام کے والد کا نام آزر نہیں ہے اور اسلاف کرام کی ایک جماعت سے بھی یہی منقول ہے جس کا ذکر امام جلال الدین سیوطی علیہ الرحمہ نے اپنی کتاب مسالک الحنفاء میں کیا ہے اس کے بعد احادیث پیش فرمایا ہے اور کثرت سے اسلاف کرام کی کتب احادیث وتفاسیر اور فقہ سے عبارات نقل فرمایا ہے جس کو پڑھ کر ان کی تعمق نظری پر تعجب ہوتا ہے، محقق زمن قطب الارشاد حضور تاج الشریعہ علیہ الرحمہ کی تصنیف آثار قیامت کا مطالعہ کیا تو وہاں بھی کتب اسلاف پر ژرف نگاہی کا وہی عنفوان شباب پایا اور ان کے تعمق نظری پر عش عش کر اٹھا بطور تمثیل کتابوں کا نام نذر قارئین ہے: کنز العمال، الملفوظ، بخاری شریف، طبرانی اوسط، مجمع الزوائد، تفسیر خازن، ابوداؤد، ترمذی، الآلی المصنوعہ، فیض القدیر، کفل الفقیہ الفاهم في احكام قرطاس الدراهم، آیات قرآنیہ، مسند احمد بن حنبل، اتقان فی علوم القرآن، شرح المہذب، حاکم مستدرک، الترغیب والترہیب، حقوق والدین، درمختار، ردالمحتار، مجمع بحار الانوار، تفسیر کبیر، تبیین الحقائق، فتاوی رضویہ، ہدایہ، جوہرہ نیرہ، اشعۃ اللمعات، مشکوۃ، جامع الصغیر، احکام القرآن۔ (آثار قیامت) ان کتابوں کی عبارتوں سے اپنی تصنیف آثار قیامت کے صفحات کو لالہ زار بنایا ہے جس سے آپ کی ژرف نگاہی وتعمق نظری کے ماہ و نجوم کتب اسلاف پر تبسم ریز نظر آتے ہیں آپ کی علمی وقعت، فنی گیرائی، استدلالی عبقریت، تحقیقی مہارت اور دعوے کی اثباتی پہلو کی رفعت وعظمت کا اندازہ بھی ہو جاتا ہے، ایک زمانہ ایسا بھی آیا کہ خود کتب بینی سے دور ہو گئے اس کے باوجود درس دیتے رہے اور سارے جہاں کو مسائل بتاتے رہے علما، فقہا، محدثین ومفسرین، ارباب دانش

ودانش، دانشگاہ عصریات کے مدبرین ومفکرین، ماہرین قانون داں رجوع کرتے رہے علوم وفنون کے ماہ تاباں فکر وفن کے آفتاب درخشاں نے دلائل وبراہین کا دریا بہایا دریے بہایا۔

دین وملت کے محقق بادی وقطب زماں — تا ابد تجھ پہ رہے گا رحمت حق کا نزول

نجم المحدثین حضور تاج الشریعہ علیہ الرحمہ نے اپنی تصنیف **الصحابۃ نجوم الاہتداء** میں ۷۲ کتابوں کا ذکر فرمایا ہے، اور حدیث **اصحابی کالنجوم بایہم اقتدیتم اہتدیتم** پر کامل گفتگو فرمایا ہے ان لوگوں کا رد کیا جنھوں نے اس کو موضوع قرار دیا ہے البتہ ضعف کا تذکرہ فرماتے ہوئے ثابت کیا کہ ضعیف حدیث متعدد طرق سے بیان ہو تو وہ درجۂ حسن کو پہنچ جاتا ہے، اقوال سے بیان کرتے ہیں کہ **یتقرر فی الاصول ان الضعیف یتقوی بکثرۃ الطرق فیرتقی الی درجۃ الحسن (الصحابۃ نجوم الاہتداء)** اس کتاب کا جو بھی مطالعہ کرے گا آپ کی حدیث دانی فن جرح وتعدیل، بلکہ علوم حدیث کا بحر بیکراں ماننے اور نجم المحدثین کہنے پر مجبور ہو جائے گا وہیں کتب اسلاف پر ژرف نگاہی وعمق نظری کا معترف ہوگا، اسی طرح حضرت ابراہیم علیہ السلام کے والد کا نام تارح ہے آزر نہیں تقریباً ۴۳ کتابوں سے اس کو ثابت کیا ہے۔

علم وفن کا بحر نا پیدا کنار — مظہر سلطان تھے اختر رضا

تاج الاسلام والمسلمین حضور تاج الشریعہ رضی اللہ عنہ نے محقق علی الاطلاق امام احمد رضا خان محدث بریلوی علیہ الرحمہ کی تصنیف عطایا القدیر فی حکم التصویر، نقد شہنشاہ، شمول الاسلام، الامن والعلی، قوارع القہار، اور الہادی الکاف کی تعریب وتحقیق کی اس میں بھی کئی کتابوں کا ذکر فرمایا، نیز الحسن، حاجز البحرین، سبحان السبوح، الحسن الاکید کی بھی تعریب وتحقیق اور تعلیق کا کام انجام دیا۔ سلطان المحدثین حضور تاج الشریعہ رضی اللہ عنہ ۱۸ ذی الحجہ ۱۴۳۱ مطابق ۲۰ نومبر ۲۰۱۰ء میں مدینۃ المنورہ وارد ہوئے تو وہاں کسی نے اطلاع دی کہ ایک شخص پیر کے روز ابولہب کی تخفیف عذاب والی حدیث کا منکر ہے اور اس کو کذب پر محمول کرتا ہے تو وہیں آپ نے **نہایۃ الزین فی التخفیف عن ابی لہب یوم الاثنین** رقم کیا جس میں ۱۲ دلائل اور ۱۷ کتابوں سے اس کی صحت کا اثبات فرمایا آپ فرماتے ہیں: **ان الحدیث اصل وقد تلقی بالقبول وان ما ثبت بالایات**

والاجماع (ہدایۃ الرشید) بدر المحققین حضور تاج الشریعہ رضی اللہ عنہ نے دفاع کنز الایمان رقم فرمایا اور کنز الایمان پر وہابیہ کی جانب سے کیے گئے اعتراض کا دندان شکن جواب دیا اس میں بھی بے شمار حوالے اسلاف کی کتابوں سے نقل فرمایا بطور استشہاد عقائد باطلہ کے حاملین کی کتابوں کے حوالوں کا التزام فرمایا۔ البحر الصام فخر الملۃ والدین حضور تاج الشریعہ رضی اللہ عنہ نے اپنی تصنیف فضیلت شیخین میں احادیث کی کتابوں سے تقریباً تیس کتب کا حوالہ نقل فرماتے ہیں اور کثرت دلائل وبراہین کے ذریعے ثابت فرماتے ہیں کہ انبیا علیہم السلام کے بعد روئے زمین پر سب سے افضل شیخین کریمین ہیں۔ مؤید ملت طاہرہ، صاحب حجت قاہرہ حضور تاج الشریعہ رضی اللہ عنہ نے اپنے مقالہ افتراق امت والی حدیث میں جو بہتر کے جہنمی ہونے کا ذکر ہے آپ خلود فی النار کا تعین اور دخول فی النار کی نفی فرماتے ہیں اور وہاں بھی اسلاف کرام کی کتابوں سے حوالے نقل فرما کر ان لوگوں کا سخت رد فرماتے ہیں جو بہتر کے دخول فی النار کا قول کرتے ہیں وہاں جو فنی بحث آپ نے فرمایا ہے وہ قابل دید ہے۔ کاسر الفتنۃ ناصر السنۃ حضور تاج الشریعہ رضی اللہ عنہ نے تعلیقات الازہری علی الصحیح البخاری تالیف کی اپنی تعلیق میں بھی آپ نے اسلاف کی کتب سے جا بجا عبارتیں پیش کی ہیں۔ فرید الدہر، وحید العصر حضور تاج الشریعہ اپنی تصنیف شرح حدیث الاخلاص یعنی انما الاعمال بالنیات پر جامع کلام فرمایا ہے اور کثرت سے اکابرین کی کتب کی عبارتیں پیش کی ہیں، اس حدیث کو کن کن محدثین نے اپنی کن کن کتابوں میں ذکر کیا ہے اس کے علاوہ اسلاف کرام کے کتابوں کا ذکر اور ان کے حوالے موجود ہیں، شمس العرفان، قطب الزمان حضور تاج الشریعہ رضی اللہ عنہ نے اپنی کتاب طلاق ثلثہ میں بھی حدیث کی کتاب محدثین کی کتابوں کی عبارتیں اور فقہی جزئیات سے اپنے دعوے کا اثبات فرماتے ہیں اس مقام پر بھی اکابرین کی کتابوں کی عبارتیں منقول ہیں۔ سنو اور چپ رہو نامی کتاب میں فقیہ الاسلام تاج الدین والشریعت حضور تاج الشریعہ رضی اللہ عنہ نے کئی سوالوں کے جوابات دیے ہیں تلاوت کے وقت چپ رہنے اور سننے کا حکم صادر فرمایا ہے وہاں بھی اکابرین کی کتابوں سے بکثرت حوالے منقول ہیں، حقیقۃ البریلویۃ میں تقریباً ۵۰ کتب سے حوالے منقول ہیں اس کے ذریعہ اعتراضات والزامات وہابیہ احسان الٰہی ظہیر کا دندان شکن جواب دیا ہے اور دلائل

دیں ایمن سے اپنے دعوے کا اثبات فرمایا ہے اور اکابرین علما کی کتب سے تعلیقات، انگلش، عربی اور اردو تینوں زبانوں میں تقریبا ۵۲ یا ۶۲ ہیں، جس میں دلائل و براہین کا کامل التزام ہے اسلاف کی کتب سے کثرت کے ساتھ حوالے منقول ہیں جس سے واضح ہو جاتا ہے کہ آپ کی نگاہ کتب اسلاف پر بڑی گہری تھی، ژرف نگاہی و تعمق نظری کا کوئی جواب نہیں ان امور کے مشاہدہ کے بعد زمانے نے امام المسلمین، سلطان المحققین، سید المفکرین، شیخ المتکلمین، جامع الکمالات، ماہر اللسانیات، سراج المتقین و التحقیق، مصباح التنقیح و التدقیق، بحر المصنفین، عزیز المؤلفین، نصیر الدین، محسن الاسلام، عماد المبلغین، قامع اساس المحدثین، حامی سنن، ماحی بدعت، صدر الاماثل، فخر الافاضل، نور چشم اتقیاء، زینت بزم اولیاء، شہباز الطریقہ، محافظ الشریعت کہا یقیناً آپ ان القابات و خطابات کے لائق تھے وہ علم و عمل کا شہنشاہ فکر و فن کا بادشاہ ۷ ذیقعدہ ۱۴۳۹ مطابق ۲۰ جولائی ۲۰۱۸ء کو اس دار فنا سے دار بقا کی طرف کوچ کر گیا جس کے غم میں عالم اسلام اشک بار ہے۔

ابر رحمت تیری مرقد پہ گہر باری کرے　　حشر تک شان کریمی ناز برداری کرے

ڈاکٹر مفتی محمد امجد رضا امجد
قاضی شریعت ادارہ شرعیہ بہار پٹنہ

حضور تاج الشریعہ

صلح کلیت کے خلاف حق کی آہنی دیوار

خانوادہ بریلی اپنے علمی وجاہت، فقیہانہ کروفر، اور عارفانہ جلال وجمال کے سبب ہر دور میں ممتاز اور یکتائے روزگار رہا ہے علم، تصوف اور ادب، تینوں جہت سے اس خانوادہ کی خدمات کا کوئی بدل شاید ہی کہیں ملے، اعلیٰ حضرت امام احمد رضا قدس سرہ کے بعد حجۃ الاسلام مولانا شاہ حامد رضا خان، مفتی اعظم مولانا شاہ مصطفیٰ رضا خان، مفسر اعظم ہند مولانا شاہ ابراہیم رضا خان اور تاج الشریعہ مولانا شاہ اختر رضا خان ازہری میاں قبلہ نے جس طرح گلستان علم وفن کی آبیاری، چمنستان شعر وسخن کی شادابی اور میکدہ عرفان کی آباد کاری میں خون جگر صرف کیا ہے اسے تاریخ ہمیشہ یاد رکھے گی۔

ہمارے عہد کے مرد یگانہ جانشین حضور مفتی اعظم علامہ شاہ محمد اختر رضا قادری کو پروردگار عالم نے جن خوبیوں کا حامل بنایا ہے اس کی نظیر کہیں اور نظر نہیں آتی، آپ علم وفن میں یگانہ، تصوف ومعرفت میں یکتا، خلق وکرم میں ممتاز اور پیروی سنت میں امام اعظم ہیں، عالم شباب سے عمر کی اس منزل تک اپنے ہر عمل میں رضائے الٰہی کی طلب نے اس مرتبہ کمال تک پہنچادیا ہے کہ آج ہر آنکھ آپ کے دید کی طالب ہر دل محبت کیش آپ کا متمنی اور ہر صالح ذہن وفکر آپ کا شیدائی ہے۔ عالمی سطح پر ابھی جو مقبولیت آپ کی ہے اس سے یہ حقیقت عیاں ہے کہ خلق خدا کے دل میں آپ کی محبت ڈال دی گئی ہے اور یہ یقیناً اللہ کے ولی کی پہچان ہے۔

تاج الشریعہ کی حیات وخدمات کی متنوع جہتیں ہیں اور ہر جہت ایک مستقل کتاب کی متقاضی ہے، چند سطروں میں اسے بیان کرنا ساحل دریا کی سیر کے سوا کچھ نہیں۔ مگر عشق وعرفان کے

دریا میں جسے ڈوبنے کا حوصلہ نہ ہو اس کے لئے ساحل کی سیر بھی ”توفیق ایزدی“ ہے اس تناظر میں چند ضروری گزارشات حاضر خدمت ہیں۔

آج بڑے طمطراق سے تکفیری مہم، تکفیری ٹولہ، شدت پسند، متشدد جماعت“ کے الفاظ رسائل وجرائد اور سوشل میڈیا پر اچھالے جارہے ہیں۔ مقصود انتشار کے آزار سے امت مسلمہ کو بچانا نہیں بلکہ اپنے اندر کے بخار اور اور دوسرے کی مقبولیت سے اپنی بیزاری کا اظہار ہے۔ اس طرح کی مہم ان افراد کے ذریعہ سامنے آتی ہے جسے دین میں تصلب اور مسلکی مذہبی حدود کی پابندی ناگوار گزرتی ہے، جو شریعت کو اپنی پسند کا پابند بنانا چاہتے ہیں اور طبیعت کو شریعت پر غلبہ دینا جن کا مقصود ہے۔ یہ ہنگامہ مختلف حلقوں سے اسی طرح کیا جارہا ہے جس طرح انگریزوں نے افواہ پھیلا کر ملک میں بدامنی کی فضا پیدا کردی تھی۔ انھیں اگر اپنی تاریخ معلوم ہوتی، اپنے گھر کے بزرگوں کے احوال معلوم ہوتے اور عالمی سطح پر اسلام اور مسلمانوں کے خلاف رچی گئی سازش کا علم ہوتا تو وہ اپنے محسن کے خلاف زبان کھولنے کے بجائے ان کا ورد کرتے، ان کے مشن کا حصہ بنتے، اور اسلام وسنیت کو بدعقیدگی، بدمذہبیت اور صلح کلیت سے محفوظ رکھنے میں ان کی معاونت کرتے۔ مگر جاہلی بغاوت کا جنون، خانقاہی چشمک، خاندانی تعصب اور معاصرانہ منفی رویہ نے ان کی آنکھوں پر پٹی باندھ دی ہے، یہ نہ حق سن سکتے ہیں اور نہ اسے قبول کرسکتے ہیں۔ ایسے میں تاج الشریعہ کی حقیقت اور ان کے محاسبانہ روش کو سمجھنا کیسے ممکن ہے؟

لطف مے تجھ سے کیا کہوں زاہد   ہائے کم بخت تو نے پی ہی نہیں

ہمارے بعض کرم فرماؤں نے حقائق سے آنکھیں موند کر جس طرح اکابر کی کردارکشی کو بطور مہم اپنا رکھا ہے اس کے نتائج کتنے بھیانک ہوں گے اس کا اندازہ انھیں اس وقت ہوگا جب حضور تاج الشریعہ کے سایہ کرم سے محروم ہوجائیں گے۔

انہوں نے یہ دیکھا کہ تاج الشریعہ نے کسی معروف خطیب کے خلاف شرعی محاسبہ کیا ہے مگر یہ نہیں دیکھا کہ اس شرعی محاسبہ کے اسباب کیا ہیں؟ بعض سنی تنظیموں کے خلاف تاج الشریعہ کی برہمی دیکھی مگر ان تنظیموں کی قابل گرفت حرکتیں نہیں دیکھیں۔ بعض اہل خانقاہ سے ان کا اعراض دیکھا مگر

ان صاحبان جبہ و دستار کی غیر صوفیانہ روش نہیں دیکھی، ڈاکٹر طاہر القادری کے خلاف ان کا سخت احتجاج اور مجاہدانہ کردار دیکھا مگر طاہر القادری کے پردے میں چھپے دین کے غاصب کو نہیں دیکھا۔ ان تمام سانحات کی تفصیل مختلف کتابوں میں بھری پڑی ہے انہیں دیکھے بغیر علمی و شرعی گرفت کرنے والے کے خلاف واویلا مچانا کہاں کی دانش مندی ہے؟؟ چور کا ہاتھ کاٹنے والا مجرم مگر چوری کرنے والا متقی؟ سنگساری کا حکم دینے والا مجرم مگر مرتکب زنا مظلوم؟ دین کے باغیوں کی گرفت کرنے والا مجرم مگر دین سے کھلواڑ کرنے والا محبوب؟ کیا اس کا نام دینی شعور اور پختہ ایمانی ہے؟

واویلا مچانے والے اپنی جان بچانے کی خاطر یہ کہہ کر جان چھڑانا چاہتے ہیں کہ کیا یہ سب کے سب مجرم ہیں اور تنہا تاج الشریعہ صحیح ہیں؟ ملک میں کسی اور نے ان کے خلاف آواز کیوں نہیں اٹھائی؟ ہر معاملہ میں صرف تاج الشریعہ ہی پیش پیش کیوں ہیں؟ ان کرم فرماؤں کو اب کون سمجھائے کہ جو دین کا پیشوا ہوتا ہے اہل علم اور عوام سب ان مشکل معاملات میں انہیں سے رجوع کرتے ہیں اور اس یقین سے رجوع کرتے ہیں کہ یہاں شخص اور شخصیت کی پرواکئے بغیر شرعی حکم سنایا جاتا ہے، ان کا یہ اعتماد اتنا پختہ اور یقینی ہے کہ ان اختلافی مسائل میں بھی سب سے پہلے وہ یہی دیکھنا چاہتے ہیں کہ اس مسئلہ میں تاج الشریعہ کا موقف کیا ہے، جو ان کا موقف ہوتا ہے وہی حجت اور قول فیصل قرار پاتا ہے ان مذکورہ مسائل میں بھی تاج الشریعہ نے فرد اور شخصیت کو دیکھنے کے بجائے تقاضائے شرع پیش نظر رکھا ہے اور دلائل کی روشنی میں حکم شرع سنایا ہے۔ اس "آئین جواں مرداں" اور "حق گوئی و بے باکی" پر انہیں کوئی شخص پرست کوستا ہے تو وہ اپنی عاقبت خراب کرتا ہے کرے مگر یہ یقین رکھے کہ تاج الشریعہ نے اس "ایضاح حق اور حق گوئی و بیباکی" سے جہاں کروڑوں افراد کے ایمان و عمل کو بچایا ہے وہیں اپنے معاصروں اور اپنے بعد والوں کو حق کے اظہار اور شریعت کی پاسداری کا حوصلہ بھی دیا ہے۔

تاج الشریعہ کے عہد کے فتنے:

یہ بہت بڑا المیہ ہے کہ ہندوستان میں مغلوں کے دور سے اسلام کے خلاف فتنوں کے اٹھنے کا جو سلسلہ شروع ہوا تھا وہ آج تک قائم ہے، اکبر کے دور میں دین الٰہی کا فتنہ اٹھا حضرت شیخ عبد الحق محدث دہلوی اور بالخصوص حضرت مجدد الف ثانی نے اس کی سرکوبی کی، اس دور میں بھی دینی بے راہ

روی کے ذمہ دار اکبر کے درباری ملا ابوالفضل اور فیضی ہی تھے مگر حضرت مجدد نے اپنے مکتوبات وتصانیف اور عملی جد وجہد سے اس فتنہ کا کامیاب مقابلہ کیا۔ وہ فتنہ اس وقت ختم تو ہوگیا مگر اعلیٰ حضرت امام احمد رضا قدس سرہ کے دور میں نئے چہرے کے ساتھ مختلف انداز میں پھر نمایاں ہوا، یہ دور تو گویا فتنوں کے سر ابھارنے کا دور تھا وہابیت دیوبندیت، نیچریت، قادیانیت، غیر مقلدیت ندویت اور دیگر فتنوں نے اس عہد میں جس طرح دین وملت پر حملے کئے، اس کی نظیر ماضی قریب میں نہیں ملتی مگر پروردگار عالم جل مجدہ نے ان فتنوں کی سرکوبی کے لئے اس عہد کے علماومشائخ بالخصوص اعلیٰ حضرت امام احمد رضا قدس سرہ کو پیدا فرمایا اور دنیا نے دیکھا کہ کس طرح انہوں نے اپنے کردار وعمل، تصنیفات وفتاویٰ اور مکتوبات وملفوظات کے ذریعہ ان تمام فتنوں کا مقابلہ کیا، انھیں فتنوں میں "تحریک ترک موالات اور تحریک خلافت" جیسا فتنہ بھی تھا، جس سے وابستہ ہندوستانی مسلمانوں کا سیاسی اعتبار سے نمائندہ طبقہ بے راہ رو ہو رہا تھا، اس طبقہ کی ذہنیت بھی اکبر کے "دین الٰہی" سے مستعار تھی، اعلیٰ حضرت نے اپنے خلفا وتلامذہ اور احباب کے ساتھ ان فتنوں کے خلاف علمی وعملی محاذ آرائی کی اور تاریخی ثبوت کے مطابق اسے وہیں دفن کر دیا۔ ان کی اس پیش قدمی سے کتنے فرقوں کو پچھتاوا اور رجوع الی الحق کی توفیق مرحمت ہوئی۔ ان تاریخی حقائق کو دیکھنے کے لئے تصانیف رضا کے علاوہ حیات اعلیٰ حضرت، ملک العلما مولانا سید ظفر الدین بہاری اور تنقیدات وتعاقبات، پروفیسر مسعود احمد مظہری" کا مطالعہ کرنا چاہئے۔

فتنوں کے ظہور کا یہ سلسلہ یہیں ختم نہیں ہوا بلکہ اعلیٰ حضرت کے بعد ان کے شہزادگان حجۃ الاسلام مولانا شاہ حامد رضا خان اور سرکار مفتی اعظم ہند مولانا شاہ مصطفیٰ رضا خان علیہما الرحمہ کے عہد میں کئی فتنوں نے سر ابھارا جس میں "تحریک شدھی" بہت نمایاں فتنہ تھا اس کے ذریعہ دین سے ناآشنا مسلمانوں کو تبدیلی مذہب پر مجبور کیا جارہا تھا، کہیں لالچ اور کہیں خوف کے ذریعہ ہندو بنانے کی مہم چل رہی تھی، اس نازک مرحلہ میں اعلیٰ حضرت کے ان شہزادوں کے علاوہ ان کے خلفا وتلامذہ مثلاً صدر الافاضل مولانا سید نعیم الدین مرادآبادی، ملک العلما مولانا ظفر الدین بہاری، امام المتکلمین مولانا سید سلیمان اشرف بہاری، صدر الشریعہ مولانا امجد علی اعظمی محدث اعظم حضرت مولانا سید محمد

اشرفی، مخدوم العلما حضرت پیر سید جماعت علی شاہ، شیر بیشہ اہل سنت مولانا حشمت علی خان پیلی بھیتی، برہان ملت مولانا برہان الحق جبل پوری، محسن ملت مولانا حامد علی فاروقی وغیرہ نے اس فتنہ کے استیصال کے لئے جو قربانیاں دیں اسے تاریخ نے اپنے صفحات میں محفوظ کرلیا ہے حالات پڑھ کر جہاں ان کے ایثار وقربانی پر آنکھیں چھلک پڑتی ہیں وہیں یہ احساس بھی ہوتا ہے کہ اگر ان فتنوں کو اس عہد میں دبایا نہیں گیا ہوتا تو ہندوستان میں اسلام اور مسلمانوں کا کیا حشر ہوتا۔ یہ اعلیٰ حضرت ہی کے فیض یافتگان کی قربانیاں ہیں کہ یہاں اسلام زندہ وتابندہ ہے۔

تاریخ پر جن کی نگاہ ہے وہ خانوادہ رضا کی علمی ومذہبی خدمات کے ساتھ ان کی مجاہدانہ کارکردگی کے بھی معترف ہیں، سیف وقلم دونوں سے جہاد واحقاق حق، اس خانوادہ کا طرہ امتیاز ہے، اس خانوادہ نے ہر دور میں مسلمانوں کے مذہبی وملی حالات پر نگاہ رکھی ہے اور ان کے دین وایمان کے تحفظ اور اسلام وسنت کی تبلیغ واشاعت کے لئے کوششیں کی ہیں۔

عہد حاضر کا مذہبی ماحول بھی فتنوں سے خالی نہیں اگر بنظر غائر جائزہ لیا جائے تو معلوم ہوگا کہ اکبر کا "دین الٰہی" ٹکڑوں میں بٹ کر آج بھی زندہ ہے اور جب تک ہوا وہوس کا بازار گرم رہے گا یہ فتنے بھی موجود رہیں گے۔

تاج الشریعہ کے دور کے فتنوں میں

(۱) سب سے بڑا فتنہ منہاجیت ہے یعنی دین الٰہی کی تجدید، طیورک کی بدلی ہوئی شکل اور عنا زم کا ترجمان اور (۲) دوسرا بڑا فتنہ صلح کلیت ہے جس کا سب سے بڑا مرکز "خانقاہ سراواں الٰہ آباد" اور سب سے بڑا آرگن "ماہنامہ جام نور" ہے۔ دنیا آج دونوں "سنیت نما" فتنوں سے اس طرح دوچار ہے کہ درمیان میں کھڑے افراد کے لئے حق کی شناخت بظاہر مشکل ہوگئی ہے۔ یہ دونوں فتنے بنام اسلام اور بنام اہل سنت ہیں، جس کی وجہ سے کل جس طرح تقلید کی بنیاد پر وہابیہ اور ملاحدہ کی شناخت مشکل ہوگئی تھی، اسی طرح آج معمولات ومراسم کی بنیاد پر اہل سنت وجماعت اور منہاجیت وصلح کلیت کی شناخت مشکل ہوگئی ہے، مگر جس طرح رات کی تاریکی میں صحیح راستہ نظر نہیں آئے تو اس سے یہ نہیں سمجھ لینا چاہئے کہ عالم راستہ بھی صحیح ہے اسی طرح مراسم ومعمولات کی بنیاد پر اگر گمراہوں سے

حق کی تمیز مشکل ہو جائے تو اس سے یہ نہیں سمجھ لینا چاہئے کہ جماعت کا ہر فرد صراط مستقیم پہ گامزن ہے۔

برسوں قبل جب تاج الشریعہ نے ڈاکٹر طاہر القادری کے اسلام مخالف نظریات و عمل پہ ان کی گرفت کی اور اتمام حجت و تفہیم کامل کے بعد حکم شرع سنایا تو دنیا حیرت زدہ تھی کہ اتنا قابل عالم اور مشہور خطیب بھلا گمراہ کیسے ہو سکتا ہے مگر "قلندر ہر چہ گوید دیدہ گوید" آج دنیا تحقیق مزید کے بعد وہی کہہ رہی ہے جو تاج الشریعہ نے برسوں پہلے کہا تھا۔ ڈاکٹر طاہر القادری کے رد میں تقریباً ۲۰ رکتابیں منظر عام پہ آ چکی ہیں جو یہی ثابت کر رہی ہیں کہ حضور تاج الشریعہ کا فیصلہ اسلامی اور امت کا اجماعی فیصلہ ہے۔

واضح رہے کہ کسی شخص کے ایمان کی پرکھ کے لئے اس کی خدمات نہیں دیکھی جائیں گی عقائد ونظریات دیکھے جائیں گے اگر خدمات دیکھ کر فیصلہ کیا جائے تو منکرین زکوۃ کی بھی خدمات نکل آئیں گی۔ خارجی، رافضی، شیعہ اور قادیانی بھی خدمات کی لسٹ لے کر سامنے آ جائیں گے۔ وہابیہ دیابنہ کو بھی خدمات کی بنیاد پہ حق پہ ہونے کا دعویٰ ہوگا پھر حق و باطل کے درمیان تمیز کی صورت کیا رہ جائے گی؟ چور ڈاکو شرابی ہونے کے باوجود کچھ اچھے کام کرتے ہی ہوں گے تو انہیں اس اچھے کام کی وجہ سے اچھا اور شریف کہہ دیا جائے؟؟ ڈاکٹر طاہر القادری کی جو بھی خدمات ہوں ان سے انکار نہیں مگر اب ان کی فکر "فکر اسلامی" نہیں رہی تو ان پہ حکم شرع نافذ تو ہوگا۔ ہند و پاک کے وہ علما ومشائخ جنھوں نے اپنی مذہبی ذمہ داری سمجھ کر ان پہ حکم لگایا ہے، اسے اسی تناظر میں دیکھنے کی ضرورت ہے۔

ایک صدی قبل، دین اور بے دینی کے درمیان مصالحت کے لئے بعض اہل ہوا وہوس نے "صلح کلیت وندویت" کی بنیاد رکھی تھی، اس فتنہ کے خلاف پورے ملک کے علما ومشائخ نے صدائے احتجاج بلند کیا، اس کے خلاف تحریکیں چلائیں، کتابیں لکھیں، اس کے دام فریب سے بچنے کے لئے مختلف شہروں میں بڑے بڑے اجلاس کئے، جس کی پیشوائی تاج الفحول مولانا شاہ عبد القادر بدایونی اور امام اہل سنت اعلیٰ حضرت علیہ الرحمہ نے کی، اس وقت کی تقریباً تمام بڑی خانقاہوں کے مشائخ نے بھی اسے وقت کی آواز سمجھتے ہوئے اس کی پشت پناہی کی، اسے اپنے تعاون سے مستحکم کیا اور اپنی

دعائے نیم شبی سے اسے اتنا پر اثر کیا کہ وہ فتنہ جو تحریک کی شکل میں اٹھا تھا ایک ''مدرسہ'' میں سمٹ گیا اور مسلمانوں کو اس سے نجات مل گئی مگر اسے وقت کا المیہ ہی کہا جائے گا کہ ایک صدی گزرتے گزرتے پندار نفس کے شکار بعض افراد نے سو سال قبل کی جد وجہد پر پانی پھیرنا شروع کر دیا، انہوں نے اپنے طبعی تقاضے کے تحت ''صلح کلیت'' کا معنی ومفہوم بدل دیا بلکہ اس لفظ سے ہی ان کو انقباض ہونے لگا، اب کوئی ایمان وکفر کو یکجا کر دے، اچھے اور برے کو ایک سمجھے، بد عقیدوں اور خوش عقیدوں کو ایک ہی خانہ میں رکھے، جن سے دور رہنے کا حکم ہے ان سے دوستی کرے اور جس سے سلام وکلام منع ہے اس سے رشتہ داری کرے معاذ اللہ! ان کے نزدیک وہ سچا مسلمان ہے اور اسی کو مقاصد شریعت کا ادراک نصیب ہوا ہے۔ جدیدیت کے دلدادہ افراد نے، بہ یک جنبش قلم کس طرح اپنے گھر کے بزرگ اور جماعت اہل سنت کے اکابر علما کی قربانیوں کا مذاق اڑایا ہے، دیدہ حیرت سے دیکھنے کے لائق ہے۔

کل کی بہ نسبت آج دین سے بے رغبتی، دین میں بدعت اور دین کے خلاف بولنے والے افراد زیادہ ہیں اور حق کی آواز بلند کرنے والے کم۔ دین میں آسانی اور سہل پسندی کے دلدادہ زیادہ ہیں اور تقویٰ وطریقت بلکہ شریعت کے آگے سر خم کرنے والے کم۔ شخصیت سے متاثر ہو کر حکم شرع سنانے والے زیادہ ہیں اور حاکم وقت کے آگے بھی حکم شرع سنانے والے کم۔ ایسے میں اگر کہیں سے حق کی آواز بلند ہوتی ہے تو ''متحدہ تیغ نفس'' بہ یک زبان ''تکفیری ٹولہ، شدت پسند، متشدد جماعت'' کہہ کر اس حق کی آواز کو دبانے کی ناکام کوشش کرتے ہیں، بتلایا جائے یہ عمل دین کی حمایت میں ہے یا اس کی مخالفت میں؟ اور کیا ایسا کرنے والے کو دین کا مخلص کہا جا سکتا ہے؟ وہ لوگ جو چلمن کی اوٹ سے ایسے لوگوں کی خاموش حمایت کر رہے ہیں انہیں یاد رکھنا چاہئے کہ نفس پرستوں کا کوئی دھرم نہیں ہوتا وہ اپنے مطلب کے لئے روز اپنا قبلہ بدلتے ہیں اور بدلتے رہیں گے آج جو افراد سرکار تاج الشریعہ کی مخالفت اور ان کی کردار کشی پر کمربستہ ہیں کل ان کے دامن تقدس تک بھی یہ پنجہ خونیں پہنچے گا اور اس وقت سوائے آہ وفغاں کے وہ کچھ نہیں کر سکیں گے۔ واضح رہے کہ باطل کے مقابلہ میں حق ہمیشہ سرخرو رہا ہے اور رہے گا تاج حق کی علامت اور صلح کلیت کی یلغار کے

مقابلہ میں حق کی آہنی دیوار کا نام ہے تاج الشریعہ، یہ دیوار سلامت ہے تو دین کے خلاف اٹھنے والے ہر فتنے ان شاء اللہ ناکام رہیں گے اور آج تک ناکام ہیں۔

جانشین مفتی اعظم اور مزاج مفتی اعظم

جانشین مفتی اعظم ہند حضور تاج الشریعہ امام اللہ ظلہ علینا کی زندگی کا مطالعہ کرنے والوں سے یہ حقیقت مخفی نہیں کہ علم و عمل، تقویٰ و فتویٰ، احتیاط و احتساب، عبادت و ریاضت اور کشف و کرامت ہر اعتبار سے تاج الشریعہ جانشین مفتی اعظم ہیں۔ میں ان تمام پہلوؤں پر حوالہ فراہم کرکے مضمون کو طول نہ دے کر صرف احتیاط کے حوالہ سے چند باتیں عرض کروں۔

آج جماعت اہل سنت میں چند موضوعات پر علمی اختلافات ہیں اگر بنظر انصاف دیکھیں تو ہر اختلافی مسئلہ میں حضور تاج الشریعہ کا موقف دلائل و شواہد کے علاوہ احتیاط کے اعتبار سے بھی برحق معلوم ہوگا چند شواہد دیکھئے:

(۱) ٹی وی اور ویڈیو کے مسئلہ میں علمی اختلاف ہوا، جواز و عدم جواز کو لے کر جماعت دو خیمے میں بٹ گئی، آپ کا موقف عدم جواز کا تھا جس پر آپ شدت سے آج تک قائم ہیں۔ قائلین جواز ''ٹی وی اور ویڈیو کے شرعی استعمال'' کا موقف رکھتے تھے جس میں کہیں سے بھی تصویر کشی کی اجازت نہیں تھی مگر آج ٹی وی اور ویڈیو کے شرعی استعمال'' کی آڑ میں جس طرح کھلے عام تصویریں لی جارہی ہیں، چھاپی جارہی ہیں اس کا کوئی جواز کہیں سے ملتا ہے؟ اب تو حال یہ ہے کہ تصویر کشی کی حرمت کا تصور بھی ذہنوں سے محو ہوتا جارہا ہے، چلتے پھرتے اٹھتے بیٹھتے، شادی، میت، محفل، ٹرین، بس، ہوائی جہاز جہاں دیکھئے تصویریں لی جارہی ہیں، کون اسے حرام سمجھتا ہے؟ ذرا سوچئے! ٹی وی اور ویڈیو کے شرعی استعمال'' میں کہیں بھی اس کی اجازت تھی؟ مگر جواز کے پہلو کی آڑ لے کر اس طرح تصویر کی حرمت کو حلت سے بدل دیا گیا ہے کہ تصویر کی مخالفت کرنے والا ہی مجرم سمجھا جاتا ہے۔

ایک دور وہ تھا کہ حضور مفتی اعظم ہند نے حج کے لئے بھی اس کار حرام کو جائز قرار نہیں دیا پھر باضابطہ بحث و مباحثہ کے بعد اسے ضرورت تک محدود کیا گیا مگر آج کس طرح یہ وبا عوام و خواص میں عام ہے بتانے کی ضرورت نہیں۔ اب یہاں حضور تاج الشریعہ کے عدم جواز کا موقف دیکھیں تو معلوم ہوگا

کرامت مسلم کو گناہوں سے بچانے کے لئے آپ کا موقف عدم جواز علمی استدلال کے ساتھ احتیاط کے اعتبار سے بھی انتہائی اہم اور مفید ہے۔ایمان داری سے دیکھیں تو پوری دنیا میں صرف تاج الشریعہ اور ان کے موقف کی عملی حمایت کرنے والے ہی ایسے ہیں جن سے تصویر کی حرمت والی حدیث معنوی اعتبار سے محفوظ ہے اور یہ کتنی اہم بات ہے اہل علم اہل نظر اور اہل خشیت ہی سمجھ سکتے ہیں۔

(۲) اسی طرح لاؤڈ اسپیکر پر نماز کے جواز وعدم جواز،

(۳) آلات جدیدہ کے ذریعہ چاند کے ثبوت اور

(۴) چلتی ٹرین میں پڑھی گئی نماز کے اعادہ کے مسئلہ میں آپ کا موقف جہاں دلائل وشواہد کی روشنی میں صحیح ہے وہیں تقاضائے احتیاط بھی تاج الشریعہ کے موقف کی تائید میں ہے۔غور کریں تو یہ حقیقت سامنے آجائے گی۔لاؤڈ اسپیکر کے استعمال سے نماز کے صحیح ہونے نہیں ہونے میں اختلاف ہے لیکن اگر اس کا استعمال ہی نہ کیا جائے تو نماز کے ہونے میں کوئی اختلاف نہیں۔آلات جدیدہ کے ذریعہ چاند کے اثبات میں اختلاف ہے لیکن آلات جدیدہ کے بجائے قدیم شرعی طریقے پر چاند کے اثبات میں کسی کا کوئی اختلاف نہیں۔چلتی ٹرین میں پڑھی گئی فرض وواجب نماز کے اعادہ کے حکم وجوبی میں اختلاف ہے،اگر پرانے موقف پر قائم رہتے ہوئے اعادہ کرلیا جائے تو کسی کے یہاں کوئی اختلاف نہیں۔اس پہلو کو سامنے رکھ کر سوچیں تو تمام جدید مسائل میں تاج الشریعہ کا موقف صاف شفاف محتاط اور برحق نظر آئے گا اور اس سے یہ بھی آئینہ ہو جائے گا کہ علم وعمل اور عبادت وریاضت کے علاوہ حزم واحتیاط کے اعتبار سے بھی آپ واقعی جانشین مفتی اعظم ہیں۔قائلین جواز تھوڑی دیر کے لئے اس پہلو پر غور فرمائیں کہ اگر ان کا پہلوئے جواز عند اللہ صحیح نہ ہو تو ان کے فتاوی وفیصلے پر عمل کرنے کا وبال کن کے سر ہوگا۔

حضور تاج الشریعہ "جانشین مفتی اعظم" ہیں اس کا واضح مطلب یہی ہے کہ مریدان مفتی اعظم کے لئے بھی آپ کی شخصیت قابل احترام اور اکتساب فیض کا محور ہے۔پیری مریدی کے آداب سے جو حضرات واقف ہیں انہیں یہ خوب معلوم ہے کہ پیر کا ادب ان کی شخصیت تک ہی محدود نہیں بلکہ ان کے شہر ان کی اولاد،ان کے خلفاء وجانشین اور ان سے نسبت رکھنے والی چیزوں کا ادب بھی پیر ہی کا ادب

ہے اور ان کے شہر، اولاد، خلفا و جانشین کی ایذا و بے حرمتی پیر کی ایذا اور ان کی بے حرمتی ہے اللہ والوں کی سیرت سے اس کی حقیقت اور اس کا عرفان حاصل کیا جا سکتا ہے، ہشت سنابل شریف میں ہے:

"ایک مرتبہ حضرت سلطان المشائخ (محبوب الٰہی نظام الدین اولیا قدس سرہ) اپنے احباب کے ساتھ تشریف فرما تھے، یکا یک کھڑے ہوگئے پھر بیٹھ گئے حاضرین مجلس نے آپ سے دریافت کیا کہ حضور! کس بنا پر کھڑے ہوئے؟ فرمایا کہ ہمارے پیر دستگیر کی خانقاہ میں ایک کتا رہتا تھا آج اسی صورت کا ایک کتا مجھے نظر آیا کہ اس گلی میں گزر رہا ہے۔ میں اس کتے کی تعظیم کی خاطر اٹھا تھا"

سچے اور اہل دل مرید کا تعلق اپنے مرشد سے کیسا ہوتا ہے اندازہ لگایا جا سکتا ہے۔

بہار کے مشہور علاقہ "پورنیہ" کے بزرگ شیخ الاسلام مولانا غلام یٰسین رشیدی علیہ الرحمہ کے تعلق سے بھی ایک واقعہ مشہور ہے چنانچہ "شیخ الاسلام حیات و مکتوبات" میں منقول ہے کہ "ان کا لڑکا "جمیل الرشید" ایک بار لالٹین کی روشنی میں اپنا سبق یاد کر رہا تھا اس نے لالٹین کی روشنی سے اپنی آنکھوں کو بچانے کے لئے چمنی پر ایک پوسٹ کارڈ لگا لیا تھا، آپ ٹہلتے ٹہلتے وہاں تک پہنچے تو یہ منظر دیکھ کر بیتاب ہوگئے پوسٹ کارڈ کو اٹھایا بوسہ دیا اور خط کو لالٹین پر رکھنے کے سبب بیٹے کی زبردست پٹائی کر دی، وجہ پوچھنے پر بتایا کہ یہ خط میرے پیر و مرشد شیخ البرکات حضرت سید شاہ شاہد علی سبز پوش کا ہے جسے اس نے لالٹین کی چمنی پر چسپاں کیا تھا" ذرا سوچئے! خط ہی تو تھا اس کے لالٹین پر رکھنے سے ایسا کیا ہو گیا کہ اس کی وجہ سے بچے کی پٹائی کر دی گئی، بظاہر ہیں آنکھوں کے لئے ایسا کچھ نہیں، مگر مرید صادق کے لئے بہت بڑی بات تھی کہ اس خط سے ان کے پیر کی نسبت جڑی ہوئی تھی، جس کی بے حرمتی ہو رہی تھی۔

جماعت اہل سنت کے نامور بزرگ حضور مجاہد ملت کے بارے میں منقول ہے کہ:

"ایک مرتبہ آپ بریلی شریف لے گئے۔ رکشا پر سوار ہوئے کچھ دور رکشا چلا کہ آپ نے رکشا والے سے اس کا نام پوچھا، اس نے اپنا نام "حامد" بتایا، اتنا سنتے ہی آپ نے رکشا رکوا دیا اور اس کو مطلوبہ رقم سے زائد رقم دے کر جانے لگے، رکشا والا بھی یہ منظر دیکھ کر حیرت میں تھا، اس نے پوچھا "حضور بات سمجھ میں نہیں آئی، آپ رکشا سے اتر بھی گئے

> اور مطلوبہ رقم سے زائد رقم بھی دی" فرمایا "میرے مرشد کا نام بھی حامد ہے، (مجھے یہ کیسے گوارہ ہو کر اس نام کے آدمی سے ایسا کام لوں) نام کی مناسبت کی بنا پر احتراماً میں رکشا سے اتر گیا" (مجاہد ملت نمبر ص ۲۹۷)

پیر کا فیضان یوں نہیں ملتا بلکہ "تو من شدی من تو شدم" کی منزل سے گزرنا پڑتا ہے، جب یہ منزل مل جاتی ہے تو فیضان کا دریا بہنے لگتا ہے، حضور مجاہد ملت کیا تھے یہ زمانہ پر روشن ہے مگر اس مقام تک کیسے پہنچے یہ اس طرح کے واقعات سے معلوم کیا جاسکتا ہے۔ یہ پیر کی محبت وعظمت اور ان سے نیازمندانہ تعلق ہی کا نتیجہ تھا کہ انہوں نے عمر کے واضح فرق کے باوجود حضور تاج الشریعہ کا وہ ادب واحترام کیا جس کا تصور کاملوں ہی سے کیا جاسکتا ہے، چنانچہ ڈاکٹر غلام مصطفی نجم القادری اپنی کتاب "حضور مجاہد ملت اور مسلک اعلیٰ حضرت" میں لکھتے ہیں:

> تاج الشریعہ ایک بار بھدرک تشریف لائے مجاہد ملت اپنے متعلقین کے ساتھ موجود ہیں، پل پل خدمت ومدارات پر نظر رکھے ہوئے ہیں، اسی دوران ایک صاحب حضور مجاہد ملت کی بارگاہ میں مرید ہونے کے لئے حاضر ہوئے اور کہا حضور مجھے آپ مرید فرمالیں، یہ سن کر حضور مجاہد ملت جلال میں آگئے اور فرمایا "میرے مخدوم اور مخدوم زادے بریلی شریف کے شہزادے تشریف لائے ہوئے ہیں ان کی موجودگی میں میں بیعت کروں؟ حبیب الرحمن کی یہ مجال کہ اتنی بڑی جرأت کرے، یہ تمہارا نصیب ہے کہ حضور تشریف فرما ہیں، تمہیں شہزادے صاحب ہی سے بیعت ہونا ہے، خود لے جاکر ان صاحب کو تاج الشریعہ سے بیعت کروایا"

ان واقعات کی روشنی میں اہل دل اور اہل نظر حضرات اندازہ لگا سکتے ہیں کہ جب پیر سے منسوب اشیا کا یہ مقام ومرتبہ ہے تو جن کی رگوں میں پیر کا خون گردش کر رہا ہے، ان کا مقام ومرتبہ کیا ہوگا؟ حضور تاج الشریعہ "جانشین مفتی اعظم" بھی ہیں اور نواسہ مفتی اعظم بھی اور دونوں اعتبار سے مریدان مفتی اعظم کے لئے ان کی ذات، منبع فیض اور جامع البرکات ہے، کہ یہاں نسبت ارادت بھی ہے اور نسبت نسب بھی، اگر پیر کی سچی محبت دل میں موجود ہے تو انھیں اسی ذات میں مفتی اعظم کا عکس

نظر آئے گا ان کا تقویٰ، علم، اتباع سنت، معاندین ومخالفین کے جواب میں صبر اور سفر وحضر میں بھی لمحہ لمحہ کا علمی وروحانی استعمال یقیناً مفتی اعظم کے جانشین ہی کے حصے کی چیز ہے۔ مگر یہ حیرت کا مقام ہے کہ پیر سے دعویٰ محبت کے باوجود ان کے نسبی جانشین سے وہ مطلوبہ محبت وتعلق دیکھنے میں کم آتا ہے جو پیر کی نگاہ میں "وفا شعار" رہنے کے لئے ضروری ہے۔ ایک طرف حضرت محبوب الٰہی کا پیر کے شہر کے "مشابہ کتے" کا احترام، دوسری طرف پیر کے جانشین سے دوری اور ان سے اختلاف۔ ایک طرف پیر کے خط کی بے ادبی سے مرید کی برہمی، دوسری طرف پیر کے جانشین کے مخالفین سے دوستی وہمنوائی۔ ایک طرف مجاہد ملت کا پیر کے پوتے کا ادب واحترام، دوسری طرف اپنے پیر کے جانشین سے بے تعلقی۔ اندازہ لگائیں کیا اسی کا نام محبت وارادت اور اسی کا نام شیخ کا ادب واحترام ہے؟ کیا شیخ کے جانشین کو ایذا دینا شیخ کو ایذا دینا نہیں؟ اور کیا ایسے میں پیر کا فیضان جاری رہ سکتا ہے؟

واضح رہے کہ کسی مسئلہ میں علمی اختلاف (اختلاف کی اہلیت ہوتو) الگ چیز ہے مگر دیگر معاملات میں اختلاف اور معاندین مذہب ومسلک سے تعلق ودوستی یقیناً محل نظر ہے۔ ایسے لوگوں کو اپنے مرشد کی بارگاہ میں حاضر ہوکر اپنی محبت کا جائزہ لینا چاہئے۔ تاج الشریعہ آج حق کی علامت حق کی پہچان، کاروان حق کے سپہ سالار ہیں اور مسلک اعلیٰ حضرت کے امین وپاسبان ہیں، ان سے وابستگی ہی پیر کی بارگاہ میں خراج اور دین کی بڑی خدمت ہے۔ سرکار مفتی اعظم کے دست گرفتہ اور فیض یافتگان سے یہی عرض ہے کہ وہ حالات کے تقاضے کو سمجھیں، معاندین مسلک اور مخالفین تاج الشریعہ کے خطرناک عزائم کو سمجھیں وہ اگر اٹھ کھڑے ہوتے ہیں تو حالات کا منظر بدل سکتا ہے اور انھیں بدلنا ہوگا کہ روح مفتی اعظم کی پکار یہی ہے۔ اب تاج الشریعہ کی مخالفت کرتے کرتے معاندین حسام الحرمین کی حقانیت سے لوگوں کو مشکوک بنا رہے ہیں۔ قدیم اختلافی مسائل کو سامنے لاکر انتشار کی خلیج بڑھا رہے ہیں۔ اب ایسے میں بھی خاموش تماشائی بنے رہنا مسلک اہل سنت کو مشکوک اور مفتی اعظم کے مشن کو کمزور کرنے کے مترادف ہے جس کی توقع ان کے مریدوں سے نہیں کی جاسکتی۔

اندکے پیش تو گفتم غم دل ترسیدم　　کہ دل آزردہ شوی ورنہ سخن بسیار است

ڈاکٹر مفتی محمد امجد رضا امجد
قاضی شریعت ادارہ شرعیہ بہار پٹنہ

تاج الشریعہ کے حوالہ سے

لفظ ''خطا'' پہ شورش کا منصفانہ جائزہ

امت مسلمہ ابھی کئی فتنوں سے دو چار ہے اور المیہ یہ ہے کہ کہیں بھی ان کا کوئی قائد و کمانڈر نہیں جن کے اندر صلاحیت ہے وہ مجبور و محسور ہیں اور جو صلاحیتوں سے عاری ہیں وہ قائدانہ نمائش کے لئے آمادۂ آزار و پیکار ہے۔ عالمی سطح پر مسلمانوں کی جو صورت حال ہے اس سے صاف واضح ہے کہ وہ یہود و نصاریٰ کی زد میں ہیں اور صیہونیت کا منحوس سایہ انہیں روز بروز اپنے شکنجے میں کستا جارہا ہے۔ خطہ عرب میں صدام حسین کی حیات تک امن وامان اور اسلامی شوکت وسطوت کا جو قابل فخر منظر تھا وہ ان کی شہادت کے بعد اوراق پارینہ بن چکا ہے۔ اب وہاں موت آسان ہے اور زندگی مشکل۔ سسکیاں سستی ہیں اور مسکراہٹ مہنگی۔ ہر طرف تحیر زدہ آنکھیں ہیں اور احساس سے محروم متعفن لاشوں کا مہیب منظر۔ مسجدوں میں بلاسٹ، مزارات ومقابر پہ بمباری، شادی ہالوں میں خودکش حملے، قافلے پہ یلغار، گھروں میں دہشت کا ماحول اور باہر خوف وہراس کا پہرا۔ کیا اسی کا نام زندگی ہے؟ یہ زندگی تو اس موت سے زیادہ گراں بار ہے جو گھر کے پر سکون ماحول میں صرف ایک بار آتی ہے مگر یہ زندگی بڑی بوجھل ہے جو ماں باپ بیٹے بھائی بہن کی بے گور وکفن لاشیں، بکھرے ہوئے اعضا اور ملبے کے نیچے دبے ہوئے شہیدوں کا بار بار دیکھ کر جیتی نہیں مر کر جھیلنی پڑتی ہے۔

اپنے ملک کے حالات بھی عالمی صورت حال سے الگ نہیں، وہاں صیہونیت کا شکنجہ ہے تو یہاں شیطانیت کا پھندہ، جس کی گرہ مسلمانوں پر روز بروز تنگ ہوتی جارہی ہے جان مال عزت وآبرو اور اسلام وشعائر اسلام یعنی ہر چیز فسطائی قوتوں کے نشانہ پہ ہے اور مسلمانوں کا مستقبل تاریکیوں

میں کہیں کم۔ جابجا اذانوں پر پابندی، قبرستان پر قبضہ، مسجدوں پر بھگوا جھنڈا لہرانے کی کوشش، باڈیوں کی تلاشی، اقتصادی طور پر مسلمانوں کو کمزور کردینے کا منظم پلان، چمڑے کی قیمتوں کو بے معنی بنا کر مدارس اسلامیہ کو بند کروادینے کی سازش، طلاق ثلاثہ کو مسلم عورتوں کا حق بتا کر مسلم پرسنل لا میں مداخلت کا ناپاک منصوبہ اور ڈرامائی انداز میں فتح ثابت کرکے اپنے ناپاک عزائم کو روبہ عمل لانے کا اعلان۔ یہ ہندوستانی مسلمانوں کو درپیش مسائل کی ایک جھلک ہے مگر اس ہنگامۂ محشر کے باوجود، نہ ملکی سطح پر ہم منظم ہوسکے اور نہ صوبائی سطح پر۔ نہ ہماری انفرادی سوچ میں تبدیلی آئی اور نہ اجتماعی فکر میں۔ نہ ملکی سطح پر ہم کسی کو اپنا قائد مان سکے اور نہ صوبائی طور پر۔ شیطانی طاقت سینکڑوں اختلافات رکھنے کے باوجود تمام برادرانہ عصبیت اور اونچ نیچ کی تفریق بھول کر "ہندو" کے نام پر ایک ہوگئی، مگر ہم اللہ والے **واعتصموا بحبل اللہ** کی تعویذ لٹکا کر بھی ایک نہیں ہوسکے۔ آج تک ہمارا نعرہ وطرز فکر یہی ہے کہ ہمارا پیر بڑا ہے، ہماری خانقاہ بڑی، ہماری نسل محترم ہے اور ہمارا ادارہ ممتاز ۔ اب ہم مریدان نفس ستم زادوں کو کون سمجھائے کہ پیر وہی اچھا ہے جو متبع سنت ہو اور حق کا نقیب، خانقاہ وہی بڑی ہے جس کی سوچ آفاقی ہو اور کاشانہ شریعت کے ساتھ طریقت کا بھی علمبردار۔ نسل وہی محترم ہے جسے شرافت نسل کا احساس اور دل رضائے الٰہی کا طالب۔ ادارہ وہی ممتاز ہے جو اپنے منشور کا پاسدار ہو اور نسل نو کا مستقبل ساز۔ اگر یہ چیزیں نہیں ہیں تو امتیازیت وانفرادیت کا دعویٰ پندار نفس کے ڈھنڈورچی کے سوا کچھ نہیں۔

یہ دور وہ ہے کہ جس میں احتساب نفس کے ساتھ امت کی پیشوائی کا فریضہ انجام دینا ہے، اپنے مذہب اور مذہبی شعائر کے تحفظ کے لئے بکھری ہوئی قوتوں کو مجتمع کرنا ہے اور موجودہ نسل کے اندر دینی حمیت اور غیرت اسلامی کا جذبہ بیدار کرنا ہے تاکہ ان کے اندر حالات کی سنگینی کا مقابلہ کرنے کی سکت پیدا ہو۔ مگر افسوس! اس فریضہ کی ادائیگی کے بجائے ہم علمی افلاس، نفس آخرت کش اور جوش تعصب میں وہ کام کرتے جارہے ہیں، جس سے درسگاہ وخانقاہ کی عظمت پامال اور ہماری حیثیت عرفی مجروح ہورہی ہے۔ نوجوان نسل ان حالات میں ہم سے امید باندھے بیٹھی ہے مگر ہم ہیں کہ اپنی برتری کی جنگ میں ان کا مستقبل تاریک کرتے جارہے ہیں۔

پہ جائے ماتم نہیں تو اور کیا ہے کہ جہاں دعویداران اسلام کا ہر فرقہ داخلی اختلافات کا شکار ہے، اہل سنت و جماعت کے فرد بھی جو علم سے علاقہ، تصوف پہ یقین، خانقاہوں سے ربط، اور اسلاف سے محبت کی شناخت رکھتے ہیں ایک دوسرے کی پگڑیاں اچھالنے میں مصروف ہیں۔ خانقاہ سے لے کر درسگاہ تک یہ زہر اس طرح سرایت کر چکا ہے کہ اب اندرون خانہ سے تلامذہ و مریدین تک اس کے اثرات پہنچ گئے ہیں اور سوشل میڈیا ان کی آپسی چپقلش کی گرم بازاری کا شکار ہو رہا ہے۔ خانقاہوں میں جنگ، علما میں حسد، طلبہ میں تنافر، فارغین میں تنازع اور مریدین میں نعرہ مبارزت، یہ ہے ہماری دینداری کا منظرنامہ اور یہ ہے **تحفظ عقیدہ اہل سنت** کے حاملین کی سوچ کا محور۔

آج آمرانہ ذہنیت کی وبا عام ہے، ہر شخص دوسرے کو زیر کرنے کے درپے ہے اور اپنی طبیعت کے مطابق فیصلہ لینے پر آمادہ، دوسرے فیصلہ اگر حسب خواہ ہو تو سر آنکھوں پہ ورنہ سات پشتوں کا کھنگال دینا بھی دینی خدمت۔ اس معاملہ میں دو نظیریں بہت تازہ ہیں جس سے ابھی ہندوستان کا جنوبی و شمالی علاقہ جھلس رہا ہے، جن میں سے ایک کا تعلق جناب سید سبطین حیدر صاحب سے ہے تو دوسرے کا جناب مولانا سماعیل رضا صاحب سے۔ ان دونوں صاحبان نے اپنی طبیعت و عصبیت کو جس طرح شریعت کا لبادہ اوڑھایا ہے وہ مقام تحیر نہیں قابل افسوس ہے۔

جناب سبطین حیدر صاحب نے خانقاہ کاتیہ کے صاحب سجادہ حضرت امین ملت سید شاہ امین میاں صاحب قبلہ دام ظلہ کے خلاف تاج الشریعہ سے فتویٰ لینا چاہا مگر تاج الشریعہ نے شرعی تقاضے کے تحت ان کے خلاف اور سبطین میاں کی طبیعت کے مطابق فتویٰ نہیں دیا اس لئے سبطین میاں کی نگاہ میں تاج الشریعہ مجرم ہو گئے اور آج تک اسی ناکردہ جرم کی پاداش میں جناب سبطین میاں ان کی مخالفت پر آمادہ ہیں، ان کی مخالفت میں، اسلامی غیرت و حمیت اور رضائے الٰہی کی طلب کے ساتھ اخلاص کا کتنا جذبہ کار فرما ہے، دینی جذبہ رکھنے والے حضرات سے مخفی نہیں۔ اس جوش تعصب میں وہ یہاں تک پہنچ گئے کہ اپنے طاہر و مطہر خانوادہ کے بزرگوں کے بھی احوال و اقوال کے مخالف ہو گئے، حتیٰ کہ حدیث افتراق امت کا بھی انہوں نے انکار کر دیا جسے علما و فقہا ہی نہیں مشائخ عظام بھی اپنی کتابوں میں لکھتے اور اسے صحیح بتاتے آئے۔ اب انکار حدیث کے بعد بھی دعویداران تصوف

ان کا احتساب کرنے کے بجائے انھیں صرف اس لئے اپنی پلکوں بٹھائیں کہ یہ " تاج الشریعہ" کے مخالف ہیں تو خدا کے یہاں ان کا یہ عمل انھیں کتنا مکرم بنانے والا ہے وہ خود ہی غور فرمالیں۔

جناب مولانا سبحان رضا صاحب جس خانقاہ کے فرد ہیں وہ خانقاہ رضویہ بریلی شریف ہی کی شاخ ہے، اور مرکز سے شاخ کا تعلق جیسا ہونا چاہئے ویسا یہاں کا معاملہ رہا بھی ہے "فتاویٰ رضویہ عام کریں گے دین کا ہم کام کریں گے" ان کا نعرہ ہی تھا مگر ادھر جناب مولانا سبحان رضا صاحب نے حضرت محدث کبیر اور اپنے مابین جاری تنازع میں جب تاج الشریعہ کے یہاں دائر مقدمہ کا فیصلہ اپنے حق میں نہیں پایا تو وہ حضور تاج الشریعہ کے مخالف ہو گئے اور ایسی حرکتوں پر اتر آئے جسے نہ شرافت کہا جاسکتا ہے اور نہ دینی حمیت۔ لغزشوں کی اسی صحرا نوردی میں وہ فتاویٰ تاج الشریعہ کی ایک ایسی عبارت تک پہنچ گئے جس میں سجدہ تعظیمی کے جواز سے متعلق حضرت محبوب الٰہی رضی اللہ تعالیٰ عنہ اور دیگر فقہا کے حوالہ سے صرف اتنا ہے کہ:

"اور حضرت محبوب الٰہی اور ان بعض فقہا پر طعن جائز نہیں بلکہ ان کے ساتھ حسن ظن اور ان کا احترام لازم ہے اور حسن ظن یہ ہے کہ ان حضرات سے اس مسئلہ میں خطا ایسا ہو گیا"

اس تین جملے میں تین تاکید استعمال کی گئی ہے:

(۱) طعن جائز نہیں (۲) حسن ظن اور احترام لازم (۳) خطا ایسا ہو گیا۔

مگر اس کے باوجود جناب سبحان رضا صاحب نے "حضرت محبوب الٰہی اور خطا" کو جوڑ کر وہ معنی پیدا کر دیا کہ شیطان بھی سیاہ سر کھجائے اور "کوا کان لے گیا" کا محاورہ ثابت کرتے ہوئے ہفت روزہ "خطیب دکن" نے بھی وہ کارنامہ انجام دیا کہ اسلام مخالف میڈیا بھی شرمسار ہو جائے۔کل جب جماعت میں توڑ پھوڑ مچانے والے جناب خوشتر نورانی صاحب نے اپنے رسالہ جام نور میں لکھا تھا کہ:

انیسویں صدی کے نصف اخیر کے بعد علم وفن اور شریعت وطریقت کے ان روحانی مراکز (خانقاہوں) کو گرہن لگ گیا اور جانشینان مسند روحانیت میں علم وفن اور تزکیۂ نفوس کی جگہ طریقت کی راہ میں مطلوبہ اخلاقی بحران خدمت خلق خدا اور دین کے جذبے سے محرومی نذر

علمی، جاہ و حشم، خود پسندی و خود نمائی اور ظاہری رعونت نے فی زمانہ پسندی نے ان کے دلوں اپنی مسند روایات کو اس طرح بسا دیا ہے کہ یہ غیر ضروری رسم و رواج آج ان کی اعلیٰ ترجیحات میں شامل ہوگئے ہیں۔ مگر عقیدت مندوں کی اس دنیا میں ان کی "جرأت عصیاں" پر کوئی قدغن لگانے والا نہیں اور وہ علما کے ربانیین جو اہل سنت کو خرابات وہ اس سے گریز کی تعلیم دیتے ہیں اور ہم رہی سے انہیں روکتے ہیں وہ اس مسند نشینوں کی توہین و تنقیص کا نشانہ بنتے ہیں۔" (قلم کی جسارت، ص ۱۵۲)

تو بہت سارے افراد نے اسے غلو و گستاخی سے تعبیر کیا تھا مگر آج ایک سیدھی سچی بات کو غلط معنی و مفہوم پہنا کر جس طرح بے علمی و حقائق ناشناسی کا مظاہرہ کیا جا رہا ہے اس سے کون کہہ سکتا ہے مدیر جام نور یہ بات غلط کہی تھی۔ اس سے قبل کہ خطیب دکن میں شائع عہد جدید کے صوفیہ کے اظہار خیالات پر نظر ڈالی جائے پہلے لفظ "خطا" پر بھی ایک نظر ڈالیں تاکہ تاج الشریعہ کے حوالہ سے اقتباسات میں مستعمل "محترم القابات" کی حقیقی روح سے قارئین آشنا ہوسکیں۔

لغت میں "خطا" بھول چوک اور صواب کی ضد کے معنی میں ہے اور قریب قریب اسی معنی میں "لغزش، نسیان، زلت" بھی ہے اور ان تمام الفاظ کا استعمال بزرگوں نے دوسرے بزرگوں کے لئے کیا ہے بلکہ انبیائے کرام کے بارے میں بھی لفظ "زلت" کا استعمال ہے چنانچہ حضرت سید اکبر حسینی علیہ الرحمہ والرضوان نے "نبی سے گناہ سرزد ہوسکتا ہے کہ نہیں" کے جواب میں اپنی کتاب "کتاب المعانئ" میں لکھا ہے

وحی کے بعد نبی سے قصداً معصیت سرزد نہیں ہوسکتی، اگر وحی کے بعد ایسا ہو تو وہ بطریق زلت ہوتا ہے۔ ان کا قصد و ارادہ تو شروع ہوتا ہے لیکن غیر ارادی لغزش معصیت بن جاتی ہے" ص ۹۷

ملفوظات خواجہ بندہ نواز گیسو دراز رضی اللہ تعالیٰ عنہ "جوامع الکلم" کے نام سے ہے اس کے صفحہ ۱۸۴ پر ایک سرخی لگائی گئی ہے جس کا عنوان ہے

"امام حسن علیہ السلام سے ایک لغزش"

حضرت امام ربانی کے "مکتوبات امام ربانی" دفتر اول حصہ پنجم: ص ۷۰ میں ہے:

سالک کا کشف الہام وحی سے ثابت شدہ احکام سے مخالفت کی صورت میں خطا اور غلط ہے تو اپنے قول کو علما کے قول پر مقدم رکھنا حقیقت میں نازل شدہ احکام قطعیہ پر مقدم رکھنے کے مترادف ہے اور یہ عین ضلالت اور محض خسارہ ہے“

اب خاص اس عمل میں مولانا ساعل رضا صاحب حضرت شیر بیشۂ اہل سنت کا طریقہ عمل دیکھیں وہ ایک مسئلہ میں حضرت ملا علی قاری کے بارے میں لکھتے ہیں:

”ہاں ملا علی قاری رحمۃ اللہ الباری کی شرح میں اگر وہ عبارت نہیں ہو تو بے شک اس مسئلہ میں ان سے غلطی ہوئی اور انہوں نے تشدد سے کام لیا جو یقیناً غلط ہے مگر کوئی معصوم نہیں“

غور فرمائیں انبیا کے لئے لغزش، امام حسن مجتبیٰ کے لئے لغزش، سالکوں کے لئے ”خطا اور غلط“ حضرت ملا علی قاری کے لئے یقیناً ”غلط ہے“ لکھا گیا یا نہیں؟ کیا اب کوئی کہنے کی جرأت کر سکتا ہے کہ معاذ اللہ! حضرت سید اکبر حسینی، حضرت خواجہ بندہ نواز، حضرت مجدد الف ثانی علیہم الرحمہ والرضوان اور حضرت شیر بیشۂ اہل سنت علیہ الرحمہ نے بھی گستاخیاں کی ہیں؟ جب یہاں یہ الفاظ برسوں سے لکھے اور پڑھے جا رہے ہیں اور کوئی انہیں ”گستاخی“ نہیں سمجھتا تو حضرت محبوب الٰہی کے لئے ”خطا“ کہہ دینا کیسے گستاخی ہو گئی؟ کیا اس سے صاف واضح نہیں ہوتا کہ یہی وہی طبیعت کے مطابق فتویٰ نہیں ملنے کا بخار ہے جو حضرت محبوب الٰہی سے محبت کے پردہ میں باہر آ گیا ہے۔ یا پھر ایسا ہے کہ انبیا کرام علیہم السلام اور حضرت امام حسن مجتبیٰ رضی اللہ تعالیٰ عنہ کے لئے ”لغزش“ کا قبول ہے مگر حضرت محبوب الٰہی کے لئے اجتہادی خطا بھی ناقابل قبول؟ حضور تاج الشریعہ نے تو حد ادب میں فرمایا ”حضرت محبوب الٰہی اور ان بعض فقہا پر طعن جائز نہیں بلکہ ان کے ساتھ حسن ظن اور ان کا احترام لازم“ مگر حضرت مجدد مکتوبات حصہ چہارم دفتر اول میں تو یہاں تک فرماتے ہیں:

”صوفیہ کا عمل حل و حرمت میں سند نہیں ہے، صرف یہی کافی نہیں ہے کہ ہم انہیں معذور سمجھیں اور ان کو ملامت نہ کریں اور ان کا امر اللہ تعالیٰ کے سپرد کریں یہاں امام ابو حنیفہ، امام ابو یوسف اور امام محمد کا قول معتبر ہے نہ ابو بکر شبلی اور ابی حسن نوری کا عمل“

مزید فرماتے ہیں:

''صوفیہ کا جو کلام علمائے اہل سنت کے اقوال کے موافق ہوگا وہ مقبول ہوگا اور غیر موافق غیر مقبول ہوگا'' اسی مکتوب میں یہ بھی ہے ''صوفی سے اگر ایسا کلام صادر ہو جو شریعت کے مخالف ہو جو غلبہ حال اور سکر کے وقت میں کشف کے باعث ہو تو اس کو معذور قرار دیا جائے گا اور اس کا یہ کشف غیر صحیح ہوگا۔'' (مکتوبات امام ربانی دفتر اول حصہ پنجم: ص ۴۰۹)

اب ان تفصیلات کی روشنی میں غور فرمایا جائے کہ حدیث مبارکہ میں مجتہد کی جس خطا پر ایک اجر کی بشارت دی گئی، اور جس خطا کو علما عرفا فقہا نے اپنے ہم عصر و ماسبق علما عرفا فقہا کے لئے استعمال کیا اور کسی نے اسے گستاخی نہیں سمجھا، آج اسی لفظ کو تاج الشریعہ کے ذریعہ استعمال کر دیئے سے گستاخی کیسے ہو جائے گی؟ اہل انصاف بتائیں کیا کہ وہ جرم کے خلاف واویلا مچانا قرین انصاف ہے؟ اور کیا اسی کا نام تصوف، اخلاص اور خانقاہیت ہے؟

اگر ہمارے ان خانقاہی حضرات کو ''گدی نشینی'' کی ذمہ داری کے ساتھ بزرگوں کی کتابیں مطالعہ کرنے کی توفیق مرحمت ہوتی تو اپنے عہد کے صاحب شریعت وحامل طریقت بزرگ تاج الشریعہ کی حرمت و توقیر سے کھیلنے کے بجائے غلو ذکر نے والے کی سرزنش کرتے مگر محبت اولیا کے ان نام نہاد ٹھیکیداروں نے تاج الشریعہ کے خلاف کیسے کیسے مہذب جملے استعمال کئے ہیں، قارئین اسے بغیر تبصرہ کے ملاحظہ کریں کہ یہ طبقہ شرفا کے الفاظ ہیں جس پر تبصرہ کرنا جرم ہے:

''تحقیق کے نام پر جہالت دکھاتے ہوئے'' (سید فرید الحسن چشتی)

''اجارہ داری کرتے ہوئے فتویٰ بازی کرتے آئے، اپنی باطنی خباثت کا اظہار کیا ہے، احمقانہ حرکت، صوفیہ کرام سے بغض وعداوت'' (مولانا سید شاہ عمر حسین: آستانہ عالیہ)

''اکابر کی راہ سے ہٹ کر گمراہی میں مبتلا علی شیر خدا کی شان میں گستاخی کے مرتکب''

(پیر سید شبیر نقشبندی درگاہ کمیٹی اجمیر شریف)

ہمہ دانی کا مزاج لئے، ان کی بدبختی'' (مولانا صوفی شاہ مظفر علی ابوالعلائی)

تاج الشریعہ کی پوری زندگی میں کوئی جملہ ایسا کوئی دکھا سکتا ہے کہ انہوں نے اپنے سخت سے سخت معاند کے لئے اتنی سطحی ذہنیت کا مظاہرہ کیا ہو، قارئین تاج الشریعہ کے فتویٰ کی عبارت پر ایک

بار پھر غور فرمائیں کیا پڑھے لکھے لوگ کبھی بھی اس سے حضرت محبوب الٰہی کی توہین واہانت سمجھ سکتے ہیں؟ اور جو توہین سمجھیں کیا وہ پڑھے لکھے کہلانے کے مستحق ہیں؟

یہ بات بھی قابل غور ہے کہ جس شخصیت کے بارے میں اتنا کچھ لکھا جارہا ہے وہ بھی کوئی ایسے ویسے نہیں بلکہ مقبول بارگاہ الٰہ اور کروڑوں مریدین کے مرشد ہیں، جو متبع سنت اور تقویٰ وخشیت کا مظہر ہیں، جنہیں آج تک کسی نے کسی سنت کا تارک نہیں دیکھا، جن کے مریدین کا سلسلہ عجم ہی نہیں عرب ممالک تک پھیلا ہوا ہے، جنھوں نے آج تک ذاتی طور پر کسی کی دل آزاری نہیں کی بلکہ تو لی میں جن کی زبان سنجیدہ وشستہ رہی اور ہے۔ یہ زمانہ کے لئے مثال ہے کہ حضور تاج الشریعہ نے اتنا ہنگامہ حشر ہونے کے باوجود کسی سے باز پرس نہیں کی، اور نہ کسی کے خلاف کوئی احتجاجی بیان نہیں دیا۔ ان کی شخصیت ؎

ای تقوی ام بس است کہ چوں زاہدان شہر ناز و کرشمہ بر سر منبر نمی کنم

کی زندہ مثال ہے۔ جس سے قفس ستم کوش زندہ حضرات کو سبق لینا چاہئے۔ ہاں تاج الشریعہ پر اس ناروا جسارت کو دیکھ کر ہر دل دکھی ہوا، اور محبوب الٰہی کی آڑ میں تاج الشریعہ سے حسد رکھنے والے افراد کی علمی بے بضاعتی وغیر متصوفانہ عمل پر حیرت زدہ بھی۔ اس صورت حال کے سبب تاج الشریعہ کے فیض یافتہ علما فضلا اور مشائخ نے حقیقت کے اظہار میں کوتاہی نہیں برتی اور مضامین ورسائل کے انبار لگادیے۔ اور اگر یہ روش قائم رہی تو تاج الشریعہ کے دامن کرم سے وابستہ افراد اپنی بیزاری کے اظہار کے لئے یقیناً مجبور ہوں گے اور یہ عمل دونوں طرف سے اپنی قوتوں کو ضائع کرنے کے مترادف ہوگا۔ جو کسی طرح بھی ہندوستانی مسلمانوں کے مفاد میں نہیں ہے۔

خانقاہ ودرسگاہ میں آج جو برتری کی جنگ اور "ہم چنیں دیگرے نیست" کا نعرہ لگ رہا ہے، وہ امت مسلمہ کی تباہی کا پیش خیمہ ہے۔ وہ خانقاہیں جو **ما انا علیہ واصحابی** کے حقیقی امین اور اہل سنت وجماعت کے معتقدات پر یقین رکھتی ہیں ان کے درمیان اختلاف حیرت انگیز ہے۔ یہ صحیح ہے کہ صلح کلیت کسی بھی درجہ میں ہمارے قابل قبول نہیں مگر جہاں یہ عفریت نہیں وہاں تنازع کیوں؟ جب اختلاف کی شرعی کوئی بنیاد نہیں تو پھر اختلاف ہوائے نفس کی سوا کچھ نہیں اور جہاں اختلاف کی کوئی شرعی

بنیاد ہے وہاں اختلاف کرنے والوں سے اختلاف کرنا جادۂ حق سے عدول کی علامت ہے، جو نہ کسی خانقاہ کو قبول ہونا چاہئے اور نہ کسی سنی درسگاہ کو۔ اس لئے حالات کا جبری تقاضہ ہے کہ سنی خانقاہوں اور سنی درسگاہوں کے درمیان مطلوبہ اتحاد پیدا کیا جائے ماضی کے ان رشتوں کا احیا کیا جائے جس نے امت کو مربوط اور جماعت کو مستحکم رکھا تھا۔ خدا کرے ہمیں حالات کی سنگینی کو سمجھنے اور بکھرے ہوئے حالات پر قابو پانے کی توفیق مل جائے۔

مولانا غلام معین الدین برکاتی فیضی
ناظم تعلیمات دارالعلوم امام احمد رضا، رضا نگر سیتامڑھی

ایک ایسی ہستی جسے آنکھوں سے دیکھا نہیں

حضور تاج الشریعہ حضرت علامہ مولانا مفتی الحاج الشاہ محمد اختر رضا خان ازہری میاں صاحب قادری بریلوی علیہ الرحمہ، جانشین حضور مفتی اعظم ہند، علوم اعلیٰ حضرت کے امین و پاسبان اعلیٰ حضرت امام احمد رضا فاضل بریلوی کے پرپوتے، حجۃ الاسلام کے پوتے، حضرت شاہ ابراہیم رضا کے صاحبزادے ہیں جن کے علم و فضل کو دیکھ کر علمائے کرام نے تاج الشریعہ کہا، جن کے زہد و تقویٰ سے متاثر ہو کر علمائے اہل سنت نے جانشین مفتی اعظم ہند کے لقب سے ملقب کیا۔ جن کے فتوے میں اعلیٰ حضرت کی جھلک دیکھ کر علمائے ذوی الاحترام نے علوم اعلیٰ حضرت کا سچا علمبردار فرمایا۔ سرکار مفتی اعظم ہند نے تاج الشریعہ کو اپنا قائم مقام فرمایا۔ سرکار مفتی اعظم ہند نے آپ کو اپنا معتمد علیہ فرمایا ہے۔ حضور مفتی اعظم ہند قدس سرہ نے آخری زمانہ میں ایک تحریر جانشین مفتی اعظم کو عنایت فرمائی اور اس میں اپنا جانشین اور قائم مقام مقرر کیا۔ ۱۴/۱۵ نومبر ۱۹۸۲ کو مارہرہ مطہرہ میں عرس قاسمی کی تقریب میں احسن العلماء مولانا مفتی سید حسن میاں برکاتی، سجادہ نشین خانقاہ برکاتیہ مارہرہ نے جانشین مفتی اعظم کا استقبال: "قائم مقام مفتی اعظم علامہ ازہری زندہ باد" کے نعرے سے کیا اور مجمع کثیر میں علما و مشائخ اور فضلا و دانشوروں کی موجودگی میں جانشین مفتی اعظم کو خلافت و اجازت سے نوازا۔ جیسا کہ حیات تاج الشریعہ میں ہے فقیر آستانہ عالیہ قادریہ برکاتیہ نوریہ کے سجادہ کی حیثیت سے قائم مقام مفتی اعظم علامہ اختر رضا خان صاحب کو سلسلہ قادریہ برکاتیہ نوریہ کی تمام خلافت و اجازت سے ماذون و مجاز کرتا ہوں۔ پورا مجمع سن لے تمام برکاتی بھائی سن لیں اور یہ علمائے کرام (جو عرس میں موجود ہیں) اس بات کے گواہ ہیں۔ (حیات تاج الشریعہ، ص: ۵۱-۵۰)

سرکار تاج الشریعہ ایک مرشد برحق تھے

حضور t ج الشریعہ کے جانے کا افسوس صرف مجھے ہی نہیں بلکہ تمام عالم اسلام کو ہے، میرے t ج الشریعہ کو اللہ تعالی نے علم ظاہر سے عزین فرمایا تھا اور باطنی علم سے جس کو معرفت کہا جا t ہے، آپ کے دست مبارک پر صرف ایمان والوں نے ہی توبہ نہیں بلکہ غیر مسلموں نے بھی آپ کے چہرۂ انور کو دیکھ کر دست اقدس پر توبہ کی اور اسلام قبول کرلیا۔ مولانا شہاب الدین رضوی فرماتے ہیں:

چند غیر مسلموں کا قبول اسلام

حضور t ج الشریعہ علامہ محمد اختر رضا خان ازہری میاں قادری ازہری کے دست اقدس پر مشرف بہ اسلام ہونے والوں کی ایک طویل فہرست ہے مگر یہاں پر چند نو مسلمین کا تذکرہ مناسب معلوم ہو t ہے۔

قوم، قبل اسلام نام گلاب سنگھ بعدہ مسلم رضوی رہنے والے جبل پور بھا t ل کے ہیں، بچپن کے زمانے میں گھر سے نکل گئے تھے اور سادھوؤں کی جماعت میں رہتے رہے، جوانی کا عالم اسی عالم میں گزرا۔ محمد مسلم رضوی کے ساتھیوں میں ایک ساتھی لڑکا مسلمان تھا، اس کے اسرا بچپن کے زمانے میں پڑھا کرتے تھے اور مذہب اسلام کی کتب کا تذکرہ اس نے کیا تھا۔ سادھوؤں میں رہ کر جب سکون نہیں پایا تو مذہب اسلام کی کتابوں کا مطالعہ کرنا شروع کیا۔

دریافت کرنے پر بتایا کہ مجھے اس میں بہت سکون ملا اور میرا دل ایک دم مضطرب ہو گیا کہ مذہب اسلام قبول کرلوں، فوراً بریلی شریف حاضر ہوا۔ یہاں پر چاند جیسے چہرے والے ایک شخص کو دیکھا، ان کے بارے میں معلوم کیا کہ یہ کون شخص ہیں؟ لوگوں نے بتایا کہ یہ حضور مفتی اعظم قدس سرہ کے جانشین ہیں۔ میرا دل اور بے قرار ہوا، میں نے عرض کیا حضور! آپ کے دست اقدس پر اسلام قبول کرنا چاہتا ہوں فوراً جانشین مفتی اعظم نے کلمہ طیبہ پڑھا کر اسلام میں داخل کیا نیز سلسلہ قادریہ برکاتیہ رضویہ میں بیعت فرمالیا۔

راکیش بریلی کا رہنے والا شادی شدہ کو الہ ہندو وہ جمادی الاول ۱۴۰۹ھ ۱۹۸۹ کو جانشین مفتی اعظم کے ہاتھ پر شرف اسلام سے مشرف ہوا، اس نے اسلام لانے کا سبب یہ بتایا کہ اس کے باپ

کا انتقال ہو گیا تھا اور اس کے دھرم میں یہ ہے کہ جو سب سے چھوٹا بیٹا ہو گا یا سب سے بڑا بیٹا ہو گا وہ اپنے والد کی نعش کو جلائے گا اور یہ بھی ہے کہ اپنے باپ کی نعش پر بانس سے مارے گا۔ اس لڑکے نے ایک بانس سر پر مارا اور یہ خیال کیا کہ میرا مذہب غلط ہے اور مسلمانوں کا مذہب صحیح ہے اور اس نے رات کو خواب میں دیکھا کہ ہم ایک بڑی مسجد میں بیٹھے ہیں اور مسجد میں ایک ضعیف حسین خوبصورت چہرے والے تشریف فرما ہیں اور وہ کہہ رہے ہیں کہ بیٹا کلمہ پڑھ، میں نے کلمہ پڑھ لیا۔ وہ جب بریلی آیا تو اس نے جانشین مفتی اعظم کو دیکھا فوراً چیخ پڑا کہ اپنے مالک کی قسم! فلاں مسجد میں، میں نے خواب میں انہی بزرگ کو دیکھا تھا اور انھوں نے ہی مجھے کلمہ پڑھایا تھا اور وہ لڑکا فوراً جانشین مفتی اعظم کے دست پاک پر کلمہ شریف پڑھ لیتا ہے اور داخل سلسلہ ہو جاتا ہے۔ اس کا نام جانشین مفتی اعظم نے عبد اللہ رکھا۔ (حیات تاج الشریعہ ص:۵۸-۶۲)

حضور تاج الشریعہ ایک عظیم ہستی تھے

میرے والد گرامی حضرت علامہ مولانا صوفی محمد فاروق احمد رضوی خلیفہ تاج الشریعہ فرماتے ہیں: تاج الشریعہ کی ہستی ایک عظیم ہستی تھی۔ حضور تاج الشریعہ کی ذات مبارکہ بے پناہ خوبیوں اور بے شمار کمالات کے حامل تھی۔ آپ کی ذات وصفات میں وہ تمام امتیازات اور خصوصیات جمع تھیں جو ہم عصر علمائے کرام میں کسی کو ممتاز کرتی ہے، یہی وجہ ہے کہ آپ کو علمائے اسلام نے تاج الشریعہ کے منصب پر فائز کیا۔ اس بات سے اس کا اندازہ ہوتا ہے کہ سرکار تاج الشریعہ بڑی شان وشوکت رکھتے تھے۔ علم وفن فکروشعور اور تقوی وتدبر میں اپنی مثال آپ تھے۔ آپ جیسا کوئی نہ آپ کے دور میں تھا اور نہ آپ کے جانے کے بعد کوئی دوسرا ہوا، اور جہاں تک آنے والے دور کی بات ہے۔ تو اس بارے میں عرض ہے جب آپ کے دور میں کوئی آپ جیسا نہ آئے بہت مشکل ہے۔ اس کے مشکل ہونے کے مختلف اسباب ہو سکتے ہیں۔ ذیل میں وہ اسباب درج کیے جاتے ہیں:

(۱) یہ دور اور اس کے آنے والا دور قحط الرجال کا دور ہے۔ علم تو اس طرح اٹھتا جا رہا ہے جیسے اس چمن میں کبھی علم ہی نہ رہا ہو، اب تک جو بھی گیا ہے، اس کی جگہ خالی ہے، کسی نے بھی اس جگہ کی بھرتی نہیں کی ہے۔ جب اہل علم تھے اور علم کی بہتات تھی جب کوئی آپ جیسا نہیں ہوا تو اب کیسے ہو

سکتا ہے اور اس کی امید بھی نہیں کی جا سکتی، میں نے اُسے مشکل صرف اور صرف ظاہری بنیاد پر کہا ہے، ورنہ دست قدرت میں کیا نہیں ہے؟ جب وہ سوکھی ٹہنیوں سے روشنی کا کام لے سکتا ہے اور لکڑی سے تلوار کا کام لے سکتا ہے تو پھر کس فسان سے دین متین کا کام لے لے تو اس میں بعید کیا؟

(۲) نئی نسلوں میں رفتہ رفتہ دینی فہم اور فقہی بصیرت کم ہوتی جا رہی ہے اور گہرائی میں اترنے کا فن رخصت ہو رہا ہے۔ اس دور میں ارباب فکر معلومات کو پھیلانا تو جانتے ہیں مگر جسے تدبر اور تعمق کہا جاتا ہے اس سے عاری ہوتے جا رہے ہیں۔ تو پھر بتایئے ایسے قحط وش ماحول میں کوئی کسی کی جگہ کیوں لے سکتا ہے؟ اور اس کے جواز ہی کیا؟ یہ تو ایک عام عالم کی بات ہے تو پھر کوئی تاج الشریعہ کی جگہ لے لے، کس طرح ممکن ہو سکتا ہے؟ ایک دفعہ میں اپنے استاذ گرامی ماہر رضویات حضرت علامہ مفتی شمشاد حسین رضوی کو فرماتے ہوئے سنا، وہ فرماتے ہیں: یہ دور جاہل کو عالم بنانے کا دور ہے۔ میں نے حضور مفتی صاحب قبلہ سے ادب سے بارگاہ میں سوال کیا، یہ کیسے ہوا؟ حضرت مفتی صاحب فرماتے ہیں: یہ دور جاہل کو عالم بنانے کا دور ہے، وہ اس طور پر بے پڑھے لکھے افراد کو مشائخ کی صورت میں پیش کیا جا رہا ہے، جسے کچھ بھی نہیں آتا ہے وہ قوم کی قیادت میں لگا ہوا ہے اور دین وملت کی صلاح وفلاح کی باتیں کرتا ہے، بے پڑھا لکھا شخص مدرسہ دارالعلوم کی نظامت کر رہا ہے تب جا کر مجھے سمجھ میں آیا، حضرت کے فرمانے کا مطلب یہ تھا۔ یہ دور جاہل کو عالم بنانے کا دور ہے۔ حضرت نے جو فرمایا ہے، وہ سو فیصد صادق آتا ہے۔ اللہ تعالیٰ عمل کی توفیق عطا فرمائے۔ کیا ایسے ہی اشخاص کسی کی جگہ لے سکتے ہیں؟ اس بارے میں جس کسی کا جو بھی نظریہ ہو مگر میرا موقف یہ ہے کہ تاج الشریعہ کی جگہ کوئی نہیں لے سکتا۔

دعا ہے اللہ تعالیٰ حضور تاج الشریعہ کو غریق رحمت کرے اور ان کے فیوض وبرکات سے ہم سب کو مالا مال کرے، آمین ثم آمین۔

مولانا محمد عظیم الزماں قادری
خانقاہ مجیدیہ، ززا پور اکبر پور، امبیڈکر نگر، یوپی

بسم اللہ الرحمن الرحیم
نحمدہ ونصلی علی رسولہ الکریم

فیضان تاج الشریعہ

دیوانگان عشق محمد کو دیکھ کر　　مٹادے اپنی ہستی کو اگر کچھ مرتبہ چاہے
گھبرا گئی ہے گردش دوراں کبھی کبھی　　کہ دانہ خاک میں مل کر گل گلزار ہوتا ہے

حضرات۔ آج کے اس پرفتن اور پراگندہ ماحول میں انسان کا سکون سے ہستی پر سانس لینا کس قدر مشکل ہو گیا ہے کہ قدم قدم پر رکاوٹیں۔ بندشیں، حیوانیت۔ بے رحمی، بد خلقی۔ بے راہ روی عام سے عام تر ہوتی جارہی ہے۔ ایک دوسرے کے خون کا پیاسے نظر آرہے ہیں۔ بھائی بھائی کا دشمن بنا ہوا ہے۔ بیٹا باپ کا دشمن بنا ہوا ہے۔ میاں بیوی میں منافرت کی بو پائی جارہی ہے۔ ہر کس وناکس منافرت کی آگ میں جھلسا ہوا نظر آرہا ہے۔ ایسے تیرہ وتاریک ماحول میں بندہ خدا کا زندگی گزارنا کتنا مشکل ترین امر معلوم ہوتا ہے۔ انسان کی سوچ وفکر کو کن کن کٹھنائیوں کا سامنا کرنا پڑتا ہے جن کو دیکھ کر انسان کے قدم لغزش کھا جاتے ہیں انسان اپنے قدم کو پیچھے ہٹانے پر مجبور ہو جاتا ہے۔ اور شیطانیت غالب آجاتی ہے تو بندہ گمراہیوں کے عمیق دلدل میں دھنستا چلا جاتا ہے اسکی زندگی ویران ہو جاتی ہے اور وہ فنا کے گھاٹ اتر جاتا ہے لیکن انہی بندگان خدا میں اللہ کے کچھ نیک بندے ایسے بھی ہیں جنھوں نے اپنی زندگی کو اللہ اور اس کے رسول کی فرمانبرداری کا نصب العین بنا لیا ہے جنھوں نے اپنا رشتہ اللہ اور اس کے رسول سے جوڑ لیا ہے جن کا ہر ہر قدم اٹھتا ہے تو اللہ اور اسکے رسول کی مرضی کے موافق اٹھتا ہے سوتا ہے تو اللہ اور رسول کی یاد میں سوتا ہے جاگتا ہے تو اللہ ورسول کی یاد میں جاگتا ہے چلتا ہے تو مصطفی کے طریقے پر چلتا ہے بولتا ہے تو رحمت عالم کے طریقے پر بولتا ہے غرضیکہ

بندۂ مومن کا ہر ہر قدم اللہ اور اس کے رسول کی رضا حاصل کرنے کے لئے ہوتا ہے تو ایسے ہی نیک بندوں پر اللہ اور اس کے رسول کی رحمتیں نازل ہوا کرتی ہیں جب بندہ اللہ اور اس کے رسول کی یاد میں محو و مستغرق ہو جاتا ہے تو اسکی زندگی عام انسانوں کی سی نہیں رہتی بلکہ حدیث پاک کے مطابق **من کان للہ کان اللہ لہ** کی مصداق ہو جایا کرتی ہے یعنی اللہ اسکا ہو جاتا ہے اور وہ اللہ کے ہو جاتے ہیں اور ایسے ہی بندوں کے لئے اللہ تبارک وتعالیٰ کلام مقدس میں ارشاد فرماتا ہے: **(مَنْ يُطِعِ الرَّسُولَ فَقَدْ أَطَاعَ اللّٰهَ)** کہ جس نے اللہ کے رسول ﷺ کی اطاعت کی اس نے اللہ کی اطاعت فرمانبرداری کی بلا شبہ ان اللہ والوں نے اپنے قلب وجگر کو اللہ اس کے رسول کی یاد سے منور ومجلی کرلیا اور اپنی زندگی کو اللہ کی راہ میں قربان کر دیا تو اللہ نے اپنے بندوں کو ان کی طرف مائل کر دیا تو وہ ان سے محبت کرنے لگے یہی وجہ ہے کہ ان بندگان خدا نے اگر اپنا مسکن جنگلوں، پہاڑوں اور بیابانوں میں بنا لیا ہے پھر بھی دنیا انکے ارد گرد گھوما کرتی ہے اور ان کے در سے فیضیاب ہوتی رہتی ہے اسلئے کہ ان کی بارگاہوں میں سکون ہے اطمینان ہے روحانیت و حقانیت ہے بلا کسی تمہید و تمثیل کے ان اللہ والوں کے مراتب اور عظمت وشان ورفعت تو ارفع واعلیٰ ہیں ہی لیکن ان سے جو وابستہ ہو گیا وہ بھی ارفع واعلیٰ ہو گیا۔

یہ رتبۂ بلند ملا جس کو مل گیا ہر مدعی کے واسطے دار و رسن کہاں

حضرات انہی نفوس قدسیہ میں ایک ذات بابرکات اور پاکیزہ ذات مرشدی آقائی وملجائی الشاہ علامہ مفتی اختر رضا خاں ازہری میاں صاحب قبلہ کی ہے جن کے قدموں کی برکت کا ماننا تو کیا غیروں نے اعتراف کیا ایک مرتبہ کا واقعہ ہے کہ میرے آقا حضور تاج الشریعہ علیہ الرحمۃ والرضوان ناگپور کی سرزمین پر کسی پروگرام کے لئے اپنی گاڑی سے جا رہے تھے راستے میں گاڑی بگڑ گئی ہر چند لوگوں نے بنانے کی کوشش کی مگر گاڑی نہ بن سکی میرے تاج الشریعہ نے کہا چلو پیدل چلتے ہیں لوگوں نے کہا حضور کہیں آپ نے کہا نہیں آپ گاڑی سے اتر گئے اور پیدل چلنے لگے ابھی کچھ ہی دور چلے ہوں گے کہ لوگ یکے بعد دیگرے آتے گئے لوگوں کو معلوم ہوا کہ بریلی شریف کے خاندان رضا کا ایک شہزادہ جسے دنیا ازہری میاں کے نام سے جانتی ہے وہ تشریف لا رہے ہیں دیکھتے ہی

دیکھتے مجمع کثیر ہو گیا کئی کئی گاڑیاں آ گئیں لوگوں نے کہا حضور گاڑی پر چلتے ہیں آپ نے فرمایا نہیں پیدل ہی چلیں گے کچھ ہی دور پہونچے ہوں گے کہ لوگوں کا جم غفیر جمع ہو گیا ایسا لگ رہا تھا کہ جیسے روئے زمین پر مہ کامل اتر پڑا ہو اللہ اللہ میرے تاج الشریعہ کی یہ شان تھی کہ جس طرف نکل جاتے بغیر کسی تشہیر و اعلان کے آپ کے جمال جہاں آرا کے دیدار کے لئے بھیڑ امنڈ پڑتی اور دیکھتے ہی دیکھتے ہزاروں پروانوں کا ٹھاٹھیں مارتا سمندر اکٹھا ہو جاتا جس جگہ جس گھر میں قدم رنجہ فرماتے وہ جگہ وہ گھر وہ فضا معطر و مشکبار ہو جاتی دیکھنے والوں کی نظریں خیرہ ہو جاتیں جو دیکھتا یہی کہتا واللہ یہ کوئی عام انسان نہیں ہے یہ اللہ کا ولی معلوم ہوتا ہے چہرے پر اللہ نے وہ نورانیت بخشی تھی جو ایک بار چہرۂ زیبا کو دیکھ لیتا آپ کا اسیر ہو جاتا۔ اللہ تبارک وتعالیٰ میرے تاج الشریعہ کے مزار پر انوار پر رحمت کی موسلادھار بارش برسائے۔ آمین بجاہ سید المرسلین۔

وصال پر ملال

آقائی وطائی حضور تاج الشریعہ علیہ الرحمہ کے وصال کی خبر جو نہی آئی دل غمگین ہو گیا آنکھوں میں آنسو ڈبڈبا آئے دل یہی کہہ رہا تھا کہ کاش پر ہوتا تو فوراً آپ کے در اقدس پر پہونچ کر اپنے غمگین دل کو آپ کے دیدار پر انوار سے جلا بخشتا ابھی یہ تڑپ ہو ہی رہی تھی کہ عشاء کی نماز مسجد میں پڑھ کر فوراً گھر لوٹا ہی تھا کہ بچوں نے بڑی عقیدت و محبت سے کہا کہ ابا حضور بریلی شریف کے لئے جلد تیار ہو جایئے ٹرین آنے والی ہے بچوں نے بیگ تیار کیا میں سفر کے لئے نکل گیا ساتھ میں میرے بھتیجے حافظ فصیح الزماں بھی ہو لئے سنیچر کی صبح کو بریلی شریف اپنے جائے مقام پر پہونچنے سے پہلے کمار ٹاکیز کے پیچھے کھاتے والی مسجد میں نماز فجر ادا کی بعدہٗ گھر پہونچے ہمارے محسن کرم فرما حافظ محمد رفیع صاحب نوری بنارسی نے بڑی عقیدت و محبت سے چائے ناشتہ کرایا ہمارے حافظ صاحب بڑے فیاض خوش مزاج اخلاق مند ہیں ویسے بھی ہر سال عرس اعلیٰ حضرت پر بڑی فراخ دلی کا ثبوت پیش کرتے ہیں صبح شام کھانے کا اچھا انتظام کرتے ہیں اللہ انھیں مزید حوصلہ عطا فرمائے خوب برکت دے بہر حال ہم دونوں چچا بھتیجے فوراً تاج الشریعہ کے دیدار کے لئے تیار ہو گئے ہم لوگوں نے ادھر ادھر مڑ کر نہیں دیکھا کہ کیا ہو رہا ہے اور کیا کرنا ہے بس ایک ہی دھن تھی دیدار تاج الشریعہ ایسا لگ رہا

تھا کہ میرے آقا تاج الشریعہ مجھے کھینچ رہے ہیں راستہ جانا پہچانا تھا جب اسلامیہ انٹر کالج کے گراؤنڈ سے آگے بڑھے دیکھا عاشقان تاج الشریعہ کا ٹھاٹھیں مارتا مجمع صف بستہ اپنے محسن کی آخری دیدار کے لئے کھڑا ہے کہیں سے آگے بڑھنے کے لئے کوئی گنجائش نہیں تھی ناگاہ میرے آقا تاج الشریعہ نے میری رہنمائی فرمائی دل نے آواز دی عظیم الزماں قادری آجاؤ راستہ بدل کر گلی کے راستے سے آجاؤ گلی کے راستے جب روڈ پر پہونچے تو دیکھا روڈ پر مجمع اس قدر ہے کہ کسی کے بس میں نہیں آرہا تھا ہر طرف بستی بستی قریہ قریہ تاج الشریعہ کا نعرہ بلند ہو رہا تھا لوگ اللہ اکبر کی صدائیں لگا رہے تھے ذکر واذکار میں مشغول تھے میں بھی صف میں دست بستہ کھڑا ہو گیا گھنٹوں کھڑا رہا پھر میرے آقا تاج الشریعہ نے کرم فرمایا میں نے صف کو چیر کر آگے بڑھنے کا ارادہ کیا فوراً ایک صاحب خیر نے آواز دی آئیے حضور آئیے میرے لئے انھوں نے راستہ کھول دیا آگے بڑھتا گیا بلیاں کھلتی گئیں ایسا لگ رہا تھا کہ جیسے میرے تاج الشریعہ نے اپنے جمال جہاں آرا کی ایک جھلک مجھ کمینے کے چہرے پر ڈال دی ہو کہ جو کچھ ہو رہا ہے گرویدہ ہوتا جا رہا ہے جاؤ زبان سے یہی کہہ رہا ہے آئیے حضور آئیے قسم خدا کی میرے تاج الشریعہ نے مجھ پر ایسا کرم کیا کہ میں سوچ نہیں سکتا میں سر جھکائے آگے بڑھتا گیا راستہ کھلتا گیا راستے میں رضا کاروں کا ہجوم بھی تھا پولیس عملہ بھی تھا کسی نے یہ نہیں کہا اوہ مولانا صاحب آپ صف کو توڑ کر کہاں جا رہے ہیں آپ اندر کیوں گھس رہے ہیں بلکہ جو کچھ رہا ہے یہی کہہ رہا ہے آئیے حضور آئیے یہاں تک کہ میں مسجد اعلیٰ حضرت تک پہونچ گیا مجمع اس قدر تھا کہ کسی کے بس میں نہ تھا میں نے ادھر ادھر ہاتھ پیر مارنا چاہا کہ اچانک مجمع سے ایک خادم تاج الشریعہ نے بیچ سے راستہ چیر کر مجھے دائیں جانب کر دیا تو میں دوکان کے سہارے سے کاشانہ تاج الشریعہ کے قریب پہونچ گیا وہاں بھی لوگوں نے اندر آنے کی اجازت دی دل کھنچا جا رہا تھا آخر وہ وقت سعید آپہونچا کہ میں حضور تاج الشریعہ کے دیدار پر انوار سے مشرف ہوا مجھے ایسا لگا کہ میرے آقا تاج الشریعہ نے مجھے ایک نظر دیکھ لی ہو محسوس کیا تھا آنکھوں سے آنسوؤں کی لڑی بہہ رہی تھی کچھ توقف کے بعد پیچھے کی جانب سے DG گیا عورتوں کا جم غفیر تھا غمناک آنکھوں سے آنسو پونچھتا ہوا گلی کی شناخت بھول گیا کافی دور جانے کے بعد راستہ دریافت کرنے کے بعد منزل تک پہونچا ابھی

کچھ ہی دیر ہوئی تھی کہ بادل نے انگڑائی لی موسم نے رخ بدلا جھوم کر برکھا ہوئی اس سے قبل بریلی واطراف میں اتنی زوردار بارش پورے موسم میں نہیں ہوئی تھی پوری فضا سوگوار تھی اس عالم ربانی کا دنیا سے کوچ کرنا کتنا عظیم سانحہ تھا کہ جس کو دنیا پورا نہیں کرسکتی اس لئے کہ ایک عالم کی موت عالم کی موت ہوا کرتی ہے۔ مسلسل دو تین گھنٹے بارش ہوئی بریلی کا ذرہ ذرہ سرسبز وشاداب ہوگیا یہ بادل کا برسنا کیا تھا دراصل آسمان رو رہا تھا دیار بریلی رو رہی تھی یہ کس کا کس فراق تاج الشریعہ میں غمناک تھا۔

حضرات! کچھ دیر آرام کرنے کے بعد ظہر اور عصر کی نماز ادا کی بعدہ پھر دل میں تڑپ پیدا ہوئی چلو ایک مرتبہ اور زیارت کر لیتے ہیں یہ ارادہ کر کے گلی کے راستے روڈ پر آئے مجمع صبح سے کہیں زیادہ تھا ہر طرف سے دیکھا کہیں بس نہیں چل رہا تھا ہم نے بھتیجے سے کہا بابو فصیح الزماں اب بہت مشکل ہے زیارت کرنا۔ لیکن واہ میرے آقا تاج الشریعہ نے پھر ایسا کرم کیا میں سوچ نہ سکا رضا کا روں کا پہرہ لگا ہوا ہے کروڑوں کا مجمع ہے لوگ صف میں لائن لگائے ہوئے ہیں کہیں سے جانے نہیں دے رہے تھے میں نے ایک صاحب سے کہا بھائی تھوڑی جگہ دے دیجئے انھوں نے میرے لئے راستہ کھول دیا ہم لوگ سر نیچے کئے ہوئے حضور تاج الشریعہ کی گلی تک پہونچ گئے مجمع کھچا کھچ بھرا ہوا تھا آگے جانے کا کوئی راستہ نہ تھا ایک طالب علم کو گلی کی طرف جاتے دیکھا میں نے پوچھا بیٹے ادھر کیا ہے بچے نے کہا ابھی تو ازہری گیسٹ ہاؤس ہے یہیں پر آپ کا دفن ہے ہم لوگ آگے بڑھے دیکھا دیوانوں ہجوم یہاں بھی لگا ہوا ہے۔ دروازے پر بھیڑ لگی ہوئی لوگ قبر منور کو دیکھنے کے لئے بیتاب ہیں کسی کو اندر جانے کی اجازت نہ تھی میں نے دروازے پر دستک دی تو اندر سے لوگوں نے دروازہ کھول دیا اور کہا آیئے حضور آیئے ہم لوگ اندر چلے گئے عجیب سا تھا نظارہ ان تاج الشریعہ کا اژدھام تھا ہر طرف نور بکھرا ہوا تھا قبر منور تیار ہو رہی تھی ہر شخص فراق یار میں گم تھا عشق نے آواز دی عظیم الزماں قادری تم بھی اپنے آقا کی آرام گاہ کے لئے اپنے ہاتھوں سے کچھ اینٹ اور مورنگ پیش کر کے اپنی عاقبت کے لئے کچھ کر لو چنانچہ میں نے بھی اینٹ اور مورنگ وغیرہ تھما کر اپنے لئے سعادتوں کا ایک ذخیرہ تیار کر لیا تا کہ کل قیامت کے دن تاج الشریعہ کے دیوانوں میں میرا بھی نام رہے آقا فرمادیں کہ یہ تو میرا دیوانہ ہے۔

بعدہ ازہری گیسٹ ہاؤس سے نکل کر پھر گلی میں آ گئے مجمع کھچا کھچ بھرا تھا آگے جانے کے لئے کوئی راستہ نہ تھا مجمع سے ایک صاحب خیر نے آواز دی ہم لوگ ساتھ ہو کر دائیں جانب نکلتے ہوئے کاشانۂ تاج الشریعہ پر پہونچ گئے دل کی دھڑکنیں تیز تھیں دل رو رہا تھا آنکھوں میں آنسوؤں کا سیلاب تھا لبوں پر ہچکیاں تھیں آہ میرے تاج الشریعہ کا چہرہ سا میری نظروں کے سامنے تھا ایسا محسوس ہو رہا تھا کہ میرے آقا تاج الشریعہ مجھے دیکھ رہے ہیں بہر کیف ہم لوگ زیارت کر کے پیچھے گلی کے راستے سے نکل گئے جامعہ منظر اسلام کے پاس بی بی کی مسجد میں نماز مغرب ادا کی بعدہ قیام گاہ پر پہونچے صبح نمودار ہوتی فجر کی نماز ادا کرنے کے بعد چائے وغیرہ پی کر اسلامیہ انٹر کالج کے قریب پہونچے دیوانوں کا ہجوم تھا گاڑیوں کی ریل چل رہی تھی ہر طرف سے عشاقان تاج الشریعہ چلے آ رہے تھی کوئی روڈ کوئی گلی کوئی مکان خالی نہیں تھا جہاں لوگ نہ بھرے ہوں غرضیکہ بریلی میں دیوانوں کا ایک سمندر تھا کچھ ہی دیر میں پورا میدان بھر گیا ہر طرف اللہ اللہ کا نعرہ بلند تھا لبوں پر تاج الشریعہ کے ترانے تھے۔ لوگ صبح سے صف لگائے ہوئے نماز جنازہ کے لئے کھڑے منتظر تھے جنازہ صبح ۸ بجے کاشانۂ تاج الشریعہ سے نکل کر چوپڑا ہوتے ہوئے بڑے روڈ سے ہو کر ۱۱ بجے پولس چوکی پہونچا، ٹھیک ۱۱ بجے آپ کی نماز جنازہ ادا کی گئی جنازے میں کروڑوں کا مجمع تھا آج تک اتنا بڑا مجمع بریلی و اطراف میں نہیں دیکھا گیا یہ میرے آقا تاج الشریعہ کی زندہ کرامت ہی تو ہے کہ کشاں کشاں لوگ چلے آ رہے تھے یہ کرامت نہیں تو اور کیا ہے۔

حضرات آپ کی کرم فرمائیوں کا کیا کہنا زمانہ تو معترف و مداح ہے ہی نہ جانے کتنوں پر کرم کا بادل برسا اور برس رہا ہے لیکن مجھ حقیر فقیر احقر پر جس قدر کرم فرمائیاں ہوئیں تادم زیست اسے فراموش کرنا تو دور کی بات آب زر سے لکھنے کے قابل ہے حضرات یہ کوئی مبالغہ آرائی نہیں یہ دل کی کیفیت ہے جو زبان گویا ہے میں خود حیرت واستعجاب سے سمندر میں غوطہ زن ہوں کہ واللہ میرے آقا تاج الشریعہ نے میری ہر ہر قدم پر کس طرح رہنمائی فرمائی ہے اور اپنے دیدار پر انوار سے مشرف فرما رہے ہیں خود میں سوچ نہیں سکتا۔ یوں تو ہر سال عرس اعلیٰ حضرت میں آپ کے دیدار پر انوار سے فیضیاب ہوتا رہا اور یہیں تک نہیں بلکہ ابھی چند مہینے قبل ماضی قریب میں بچوں کے ساتھ

آپ کے دردولت پر بیعت کے ارادے سے حاضر ہوا اور بچیوں کو آپ کے دست اقدس پر بیعت کرایا غالباً نماز مغرب کا وقت ہونے جا رہا تھا آپ ضرورت کے لئے استنجا خانہ کی طرف جا رہے تھے بڑی بچی نے عرض کیا حضور بچی کے سر پر ہاتھ پھیر دیں میرے آقا تاج الشریعہ t نے چھوٹی بچی کے سر پر ہاتھ پھیرا اور خوب دعائیں دیں اس دعا کا یہ اثر ہوا کہ بچی بہت کم عمر کی تھی آپ کی دعاؤں کی برکت سے بڑی ذہین و فطین ہو گئی بچیوں کا نصیبہ چمک گیا یہ بچیاں عالمہ فاضلہ معلمہ بن کر والدین کی آنکھوں کا نور اور دل کا سرور بن گئیں اور اپنے قلب و جگر کو منور و مجلّٰی کر لیا اور ہمیشہ کے لئے شریعت مطہرہ کی پابند عہد ہو گئیں اور علمی کمالات سے جامعہ کلیات البنات الامجدیہ کے وسیع صحن میں زیر سایہ کرم پیر طریقت حضرت علامہ ضیاء المصطفیٰ صاحب قبلہ امجدی و علامہ علاء المصطفیٰ صاحب امجدی اور تمامی معلمات کی دعاؤں سے درس و تدریس کا کام انجام دے رہی ہیں اللہ ان کے علم و عمل و عمر میں برکتیں عطا فرمائے اور ان کے مراتب کو اور بلند کرے۔ساتھ ہی میرے محسن کرم فرما برادر اکبر حافظ ہدایت اللہ اویسی و ماسٹر معراج ایوبی اویسی و جملہ محبین صاحبان کی طرف سے بارگاہ تاج الشریعہ میں عقیدت بھرا اسلام پیش ہے۔اللہ تبارک و تعالیٰ تاج الشریعہ t کے صدقے میں سب کو خیر و آباد رکھے آپ کے فیضان سے مالا مال فرمائے آمین

بجاہ سید المرسلین

جتنا دیا سرکار نے مجھکو اتنی میری اوقات نہیں — یہ تو کرم ہے ان کا ورنہ مجھ میں تو ایسی بات نہیں

مولانا محمد افتخار احمد خاں رضوی شبنم جلواوی

ایمان وعقیدے کی سلامتی کے بعد فکر ونظر کی تابندگی اور کردار وعمل کی جولانی سے شخصیت کا حسن کھلتا اور نکھرتا ہے۔ اور یہ وصف الحمد اللہ علماء حق میں پایا جاتا ہے۔ حضور نبی کونین صلی اللہ علیہ وسلم نے علماء کو انبیاء کا وارث بتایا ہے۔ واضح رہے کہ یہ وراثت علم کی ہے۔ **وان العلماء ورثۃ الانبیاء** (ترمذی) اسی طرح علماء کو رب تبارک وتعالیٰ سے ڈرنے والا بتایا گیا ہے یعنی خوف وخشیت الٰہی علماء حق کے یہاں زیادہ ہوتی ہے اور یہ انھیں مقبول بارگاہ الٰہی بناتا ہے۔ **﴿انما یخشی اللہ من عبادہ العلمٰؤا﴾** (فاطر ۲۸) **"اللہ سے اس کے بندوں میں وہی ڈرتے ہیں جو علم والے ہیں"** اور ایسے ہی عالم ربانی کو ڈاکٹر اقبال نے بندہ مومن سے تعبیر کیا ہے جن کی آفاقی شخصیت کا حسن زمانے کو متاثر کرتا ہے۔

~ مومن کی یہ پہچان کہ گم اس میں ہے آفاق

زمانے میں ایسے عالم باعمل کی جب تلاش کی جاتی ہے تو عمدۃ المحققین، رئیس المحدثین، مرجع الفضلاء، مرشد کامل فخر الاماثل، فخر الاذکیاء، معلم الاتقیاء، وارث علوم رضا قاضی القضاۃ فی الہند، فخر ازہر وفخر سنیت سیدی ومرشدی حضور تاج الشریعہ بدر الطریقہ حضرت العلام الحاج الشاہ مفتی محمد اختر رضا خاں قادری رضوی علیہ الرحمۃ والرضوان کی ذات نہایت ممتاز نمایاں دکھائی دیتی ہے۔ سرکار تاج الشریعہ علیہ الرحمہ کو عالم اسلام نے بڑا اس لئے نہیں مانا کہ آپ مجدد اسلام سیدی امام احمد رضا خان فاضل بریلوی رضی اللہ تعالیٰ عنہ کے نبیرہ تھے اور شبیہ غوث اعظم حضور مفتی اعظم کے جانشین، بلکہ اپنے علم وفضل تبحر فی الدین۔ تقویٰ واستقامت تبحر دینی خدمات اور عشق ومحبت رسول صلی اللہ علیہ وسلم کی بنیاد پر عظیم تھے، یقیناً آپ مرجع امراء بھی تھے اور ممتاز الفقہاء بھی۔

الحمد اللہ یہ فقیر قادری نے اپنی آنکھوں سے دیکھا کہ حضور مرشد کریم علیہ الرحمہ جس محفل

میں جاتے تھے وہ محفل کی جان بن جاتے تھے اور جس بزم میں جاتے اس بزم کی شان بن جاتے تھے۔ آپ حق گو، حق پسند اور حق شناس تھے اور اس راہ میں اپنے کی پرواہ نہیں کرتے تھے جو حق ہوتا بلا خوف وخطر کہہ دیا کرتے تھے، دینی معاملات میں لچک اور کسی کی ناراضگی کو خاطر میں نہ لانا یہ مرشد کریم کی خصوصیت تھی۔ آپ ہمیشہ اللہ عزوجل و رسول کونین ﷺ کی رضا وخوشنودی کو عزیز و مقدم رکھتے تھے۔ کئی بار ہم نے دیکھا کہ کسی مقرر نے تقریر کی اور کوئی خلاف شرع کلمہ زبان سے کہہ دیا تو فوراً حضور مرشد کریم نے اسے توبہ کروائی اور تنبیہ فرماتے۔

کوئی کتنا ہی امیر وکبیر ہو یا دنیوی جاہ و منصب والا، کوئی پیر ہو یا خانقاہی رعب و جلال سے مالا مال اگر شریعت مطہرہ کا پابند ہوتا تو اس کی تعظیم و توقیر اور تائید کرتے، لیکن کہیں سے وہ شریعت سے روگرداں ہوا تو بلا کسی خوف کے اسکی گرفت کرتے اور امام احمد رضا کا جلال بن کر برس جایا کرتے۔ یہی وجہ ہے کہ سرکار تاج الشریعہ علیہ الرحمہ سے بہت ساری ایسی خانقاہیں جس نے زر اندوزی کو اپنا مشغلہ بنالیا تھا وہ، اور کچھ علما وہ جو آپ سے ناراض ہو بیٹھے تھے۔ آپ کی مقبولیت انکو نہیں بھائی۔ اکثر ایسا ہوا کہ مصلحت پسند لوگوں نے آپ کو زیر دینا چاہا مگر زمانہ نے دیکھا کہ الحمد للہ حضور تاج الشریعہ علیہ الرحمہ کو وہ مالا بن کر شریعت مطہرہ پر ڈٹے رہے اور وہی کہا جو اللہ اسکے رسول کا فرمان تھا۔

حضور تاج الشریعہ علیہ الرحمہ ہمیشہ اپنے آقا کریم ﷺ کی محبت میں سرشار رہا کرتے تھے جس کا اظہار کبھی کبھی اشعار کے سانچے میں ڈھال کر یوں کیا کرتے۔

عطا ہو بے خودی مجھ کو خودی میری ہوا کردیں ۔۔۔ مجھے یوں اپنی الفت میں مرے مولیٰ فنا کردیں
پی کے جو مست ہو گیا بادۂ عشق مصطفیٰ ۔۔۔ اسکی خدائی ہوگئی اور وہ خدا کا ہو گیا

اور کبھی یوں کہتے:

دل کا ہر داغ چمکتا ہے قمر کی صورت ۔۔۔ کتنی روشن ہے رخ شہ کے خیالات کی رات

قوانین شریعت کی پابندی کا یہ حال تھا کہ کبھی کسی موقع پر کسی سے سمجھوتہ نہیں کی۔ جہاں احکام اسلام پر عمل کرنا دشوار ہو گیا ہو ایسے مقام پر بھی جب آپ جاتے تو آپ کے قدم مبارک کی برکتوں سے دینی شعور بیدار ہو جاتا۔ ٹی وی، ویڈیو، ویڈیو گرافی، مائک پر نماز کا مسئلہ ہو آپ ہمیشہ

اپنے اسلاف کے قول و عمل کرتے رہے اور تادم حیات خود بھی اجتناب کیا اور مسلمانان عالم کو بھی بچنے کی تاکید کرتے رہے۔

صلح کلیت کا قائد اعظم بن کر پاکستانی پروفیسر طاہر القادری منہاج القرآن کی آڑ میں سنیت پر شب خون مارنے کی جب ناپاک کوشش کی تو ایسے پرفتن ماحول میں مرشد کریم حضور تاج الشریعہ علیہ الرحمہ کی ہی ذات تھی جنہوں نے نہایت ہی بیباکی کے ساتھ طاہر القادری کے چہرے کو بے نقاب کرتے ہوئے فرمایا "یہ طاہر القادری نہیں طاہر الپادری ہے، اور اسکی تحریک منہاج القرآن نہیں منہاج الشیطان ہے۔" زمانہ نے دیکھا کہ حضور تاج الشریعہ نے صلح کلیت کی تابوت میں آخری کیل ٹھوک دی اور یوں گویا ہوئے

صلح کلی لی کا نہیں سینوں ... سنی مسلم ہے سچا لی کیلئے
اختر قادری خلد میں چل دیا ... خلد وا ہے ہر اک قادری کیلئے

جب تصوف کے نام پر شریعت سے جدا راہ اور گمراہی کا راستہ کھولا جا رہا تھا اور پیری مریدی کو تجارت اور دنیا حاصل کرنے کا ذریعہ بنایا جا رہا تھا ایسے ماحول میں حضور تاج الشریعہ علیہ الرحمہ اصول اسلام کے داعی اور مسلک اعلیٰ حضرت کے سچے علمبردار بنکر ایسا نورانی پیغام دیا کہ اسلام سے عاری دلوں میں دین کی روح پھونک دی آپ جہاں جاتے مسلک اعلیٰ حضرت کا جھنڈا نصب کرآتے۔ ہم نے اس دور میں حضور مرشد کریم جیسی مقبولیت کسی کی نہیں دیکھی۔ کروڑوں کی تعداد میں آپ کے مریدین پوری دنیا میں پائے جاتے ہیں۔

تحدیث نعمت کے طور پر خود ارشاد فرماتے ہیں:

نگاہ مفتی اعظم کی ہے یہ جلوہ گری ... چمک رہا ہے جو اختر ترا آنکھوں میں

اللہ رب العزت نے رسول اکرم ﷺ کے طفیل حضور تاج الشریعہ علیہ الرحمہ کو ۳۶/ علوم و فنون پر مہارت تامہ عطا فرمائی تھی بالخصوص علم حدیث میں۔

حضور تاج الشریعہ کی تصنیفی خدمات بھی کافی وسیع ہیں آپ کی درجنوں کتابیں اور فتاویٰ کے مجموعے عربی، اردو اور انگریزی میں شائع و مقبول ہیں آپ نے درجنوں کتابوں کے تراجم بھی

فرمائے۔ کئی ملکوں میں آپ کے تلامذہ موجود و مقبول ہیں اور دینی مشن کی خدمت میں ہمہ وقت مصروف ہیں۔ عرب و عجم میں سند و اجازت حدیث طلب کرنے والے علما بھی کثیر تعداد میں ہیں۔ آپ کی عربی دانی اور فصاحت کے عرب و عجم کے موجودہ علما و اکابر بھی قائل ہیں۔ جب ہی تو عالم اسلام کی سب سے بڑی یونیورسٹی جامعہ ازہر قاہرہ مصر نے فخر ازہر کے ایوارڈ سے نوازا۔ فقہی و شرعی مسائل کے حل کے سلسلے میں علماء عرب و عجم کی نگاہیں بھی آپ کے فیصلے پر لگی رہتی تھی۔ آپ کا فرمان ہی قول فیصل ہوا کرتا تھا۔

لیکن افسوس صد افسوس کہ علم و حکمت کا وہ ہمالہ وارث علوم رضا جانشین حضور مفتی اعظم ہند حضور مرشد کریم سرکار تاج الشریعہ علیہ الرحمہ طویل علالت کے بعد ۲۰ جولائی ۲۰۱۸ء بروز جمعہ نماز عصر کے بعد دلائل الخیرات شریف (جو کہ آپ کو زبانی یاد تھی) کی تلاوت کرتے رہے۔ یہاں تک کہ نماز مغرب کی اذان شروع ہوئی اور آپ اذان مغرب کا جواب دیتے رہے جب اذان ختم ہوئی تو اللہ اکبر اللہ اکبر کا تکرار کرتے ہوئے اپنے کروڑوں عقیدت مندوں کو مغموم چھوڑ کر اس دنیا سے رخصت ہو گئے۔

ہو رحمت تیری مرقد پہ گہر باری کرے
حشر تک شان کریمی ناز برداری کرے

فنا کے بعد بھی باقی ہے شان رہبری تیری
خدا کی رحمتیں ہوں اے امیر کاروان تجھ پر

مولانا غلام ربانی قادری رضوی لیاقتی

حضور تاج الشریعہ علیہ الرحمہ زہد و تقویٰ کے آئینہ میں

بندے کے لیے عزت و مقبولیت جس کی بنیاد احکام شریعت کی بجا آوری سے ہوتی ہے۔ وہ یقیناً من جانب اللہ ہوتی ہے۔ خدا کے نیک اور محبوب بندوں کی مقبولیت ایک لازوال نعمت کا نام ہے۔ دنیا وما فیہا سے یہ حضرات سادگی کی زندگی گزارتے ہیں ریا و نمود سے اپنے کو دور رکھتے ہیں۔

مگر ان کا سچا چاہنے والا خدا ان پر اتنا مہربان ہوتا ہے کہ لوگوں کے دلوں کو ان کی محبت سے بھر دیتا ہے۔ لوگ خود بخود ان کی جانب مائل ہوتے ہیں۔

تاریخ اسلام ایسی مقبول ہستیوں سے بھری ہوئی ہے جن حضرات کا تاریخ اسلام سے تعلق رہا ہے اور تاریخی کتب پر جن کی نظر ہے وہ کبھی اس حقیقت سے انکار نہیں کر سکتے۔ اس فرش گیتی پر تخلیق آدم سے لے کر تا ایں دم بے شمار انسانوں نے جنم لیا اور یہ سلسلہ صبح قیامت تک جاری و ساری رہے گا لیکن ان پیدا شدگان میں ایسی شخصیات بھی اس عالم فانی میں جلوہ گر ہوئی جن پر اسلام اور دین و سنت کو فخر حاصل ہے۔

انھیں شخصیات میں ایک علمی قد آور شخصیت میرے مرشد گرامی تاجدار مفسر اعظم وارث علوم اعلیٰ حضرت جانشین مفتی اعظم عالم قطب زماں محقق دوراں ولی کامل شیخ الاسلام والمسلمین قاضی القضاۃ حضور تاج الشریعہ سیدی سرکار محمد اختر رضا خاں قادری رحمہ اللہ علیہ کی ذات گرامی جملہ مسلمانان اہل سنت کیلئے بہت بڑی نعمت تھی۔

اصلاح عقائد و اعمال کے سلسلے میں جو کام بڑے بڑے خطیب و مقرر کی شعلہ بار تقریرے بھی نہیں کر پاتی وہ کام آپ کی ایک نگاہ ولایت کر دکھاتی۔ آپ نے ہمیشہ اپنے باوفا غلاموں عقیدت کیشوں اور احتیاج مندوں کی دستگیری اور کرم فرمائی کی ہے۔ نہ جانے مجھ جیسے کتنے بیکار لوگوں کو فخر یہ

کرکے دنیا میں انمول کردیا۔ ملک تو ملک بیرون ملک سے لوگ کشاں کشاں آتے رہے اور آپ کے دریائے فیض سے مالا مال ہو کر واپس ہوتے رہے۔ اور ایسا کیوں نہ ہو کہ قدرت نے آپکو اپنی فیض رسانی کے لئے مرجع خلائق بنا رکھا ہے۔

کسی بھی جماعت کو ایسی ذات جو علم و فضل کا سمندر اور زہد و تقویٰ کا پہاڑ ہو کبھی کبھی میسر آتی ہے۔

بزرگی کیلئے سب سے بڑا معیار تقویٰ اور اتباع شریعت ہے، بندہ مومن کے اندر تقویٰ کی حقیقی صفات کا پایا جانا اس کے مقرب بارگاہ خداوندی ہونے کی روشن دلیل ہے کیوں کہ حقیقی تقویٰ کے ذریعہ بندہ مومن کو روحانی غذا حاصل ہوتی ہے۔ قلبی سکون میسر آتا ہے اور بے چینی کا خاتمہ ہوتا ہے اور روحانی عروج و ارتقا کو سرفرازی و سربلندی نصیب ہوتی ہے پھر بندہ مومن اس مرتبہ کمال پر فائز ہو جاتا ہے جسے اہل مرتبہ ولایت سے تعبیر کرتے ہیں۔

سیدی تاج الشریعہ جو زہد و تقویٰ کے کوہ گراں تھے آفتاب شریعت مہتاب طریقت افق تصوف کے تیز تاباں معرفت و حقیقت کے بحر بیکراں اور تقویٰ و طہارت کے منبع و سرچشمہ ایک زبردست ولی کامل اور صاحب کرامت بزرگ تھے۔ آپ کی کرامتوں نے بے شمار گم کردہ منزل کی رہنمائی کی ہے اور آپکی باطنی تصرف اور دعاؤں نے ان گنت غم کے ماروں کی بگڑی بنائی ہے۔

حضور تاج الشریعہ کی کرامت

سیدی تاج الشریعہ کرناٹک کا مشہور دوانگیرہ میں ۲۰۰۸ء کو تبلیغی دورے پر آئے تھے۔ دوانگیرہ والوں نے آپ کا قیام شہر سے ۱۵ کلومیٹر کی دوری پر ہری ہر کے مشہور ہولا گیسٹ ہاؤس میں کیا تھا۔ حضور تاج الشریعہ وہاں پر آرام کرکے تیار ہو کر جلسے میں آنے کیلئے کار سے نکلے۔

آپکی کار کے پیچھے کچھ نوجوان اپنی کار سے دیدار کے لئے آرہے تھے حضرت کی کار کافی دوری پر تھی ایک ٹرک والے نے نوجوانوں کی کار کو خطرناک ٹکر مارا اس حادثے کے بعد کار ٹکڑے ٹکڑے ہو گئی۔

اس کی آواز حضرت کے کانوں تک پہونچی حضرت کے ساتھ بیٹھنے والوں میں لطیف ماسوجی

تھے۔ حضور تاج الشریعہ نے برجستہ فرمایا۔۔۔ نہیں نہیں بچوں کو کچھ نہیں ہوا ہے۔ پتہ کرنے کے بعد معلوم ہوا ایک خراش تک کسی کو نہیں آئی۔ کار کو دیکھنے والے سب یہی کہہ رہے تھے اس حادثے کے شکار ہونے والوں میں کوئی زندہ نہیں ہوگا حضرت کی نگاہ نے سب کو بچالیا۔

جس طرح تاج الشریعہ کا فیض کل جاری تھا ویسے آج بھی جاری ہے صبح قیامت تک جاری رہے گا۔

حضور تاج الشریعہ علیہ الرحمہ کی ولادت و تعلیم آپ کی ولادت باسعادت ۱۴ ذی قعدہ ۱۳۶۱ھ ۲۳ نومبر ۱۹۴۲ء کو چودھویں صدی کے مجدد امام احمد رضا خان کے گھر محلہ سوداگران، بریلی شریف میں ہوئی۔

تسمیہ خوانی

جانشین مفتی اعظم علیہ الرحمہ کی عمر شریف چار سال چار ماہ چار دن کی ہوئی والد ماجد مفسر اعظم ہند مولانا محمد ابراہیم رضا جیلانی نے تقریب بسم اللہ خوانی منعقد کی اور اس میں دار العلوم منظر اسلام کے جملہ طلبہ کو دعوت دی حضور مفتی اعظم ہند علیہ الرحمہ نے رسم بسم اللہ ادا کرائی اور محمد نام پر عقیقہ ہوا۔ پکارنے کا نام محمد اسماعیل رضا اور عرف محمد اختر رضا تجویز فرمایا۔ آپ کا لقب تاج الشریعہ ہے۔

حضور تاج الشریعہ علیہ الرحمہ نے اپنے گھر پر والدہ ماجدہ سے قرآن کریم ناظرہ ختم کیا۔ اسی دوران والد ماجد مولانا ابراہیم رضا خان قدس سرہ سے اردو کی کتابیں پڑھیں۔ گھر پر تعلیم حاصل کرنے کے بعد والد بزرگوار نے دار العلوم منظر اسلام میں داخلہ کرادیا۔

نحو میر، میزان وغیرہ سے ہدایہ آخرین تک کی کتابیں دار العلوم منظر اسلام کے کہنہ مشق اساتذہ کرام سے پڑھیں ۱۹۵۲ء میں ایف آر اسلامیہ انٹر کالج میں داخلہ لیا۔

اعلیٰ تعلیم کے لئے ۱۹۶۳ء میں جامعہ ازہر قاہرہ مصر تشریف لے گئے۔ وہاں اپنے کلیہ اصول الدین (ایم۔اے) میں داخلہ لیا مسلسل تین سال تک جامعہ ازہر مصر میں رہ کر جامعہ کے فن تفسیر و حدیث کے ماہر اساتذہ سے اکتساب علم کیا۔

وصال مبارک

آپ کا وصال مبارک ۶ ذی القعدہ ۱۴۳۹ھ ۲۰ جولائی ۲۰۱۸ء بروز جمعہ کو ٹھیک ۷:۳۰ بجے شام میں قرآن کا جواب دیتے ہوئے ہوا۔ انا اللہ وانا الیہ راجعون۔

آپ کی نماز جنازہ شہزادۂ تاج الشریعہ قائد اہلسنت علامہ عسجد رضا خان صاحب قبلہ نے پڑھائی۔ راقم نے بھی مرشد گرامی کے جنازے میں شرکت کی۔ ایک کروڑ سے زائد عقیدت مندوں کا ہجوم دیکھنے کو ملا۔ البتہ احتیاط رہی یا دور کو لیجئے کہ حضرت کی سب سے بڑی کرامت استقامت فی الدین تھی۔ وہ رہا ہے۔۔۔ اللہ تعالیٰ ہم تمام پر تاج الشریعہ علیہ الرحمہ کا فیضان جاری و ساری فرمائے۔ آمین یارب العلمین۔

مولانا مفتی محمد مقصود عالم فرحت ضیائی
دارالافتاء والقضاء سرپرست اعلیٰ جماعت رضائے مصطفیٰ براہ نج ھاجیت

آنکھوں دیکھا حال

شریعت وطریقت، مذہب وملت، معرفت وتورانیت، ولایت وکرامت، عبادت وریاضت، علم وعمل، اخلاص ووفا، انسانیت وشرافت، صورت وسیرت، غیرت وحمیت، رعب ودبدبہ، ہمت وجرأت، سعادت ونیک بختی، وجاہت ودلکشی، نفاست ولطافت، فکر وتدبر، شعور وآگہی، بخشش وعطا، اخلاق وکردار، حسن وجمال، حشمت وشوکت، فصاحت وبلاغت، خوبی وکمال، محبت وشفقت، صبر ورضا، عدل وانصاف، راست گوئی وپاکبازی، لطافت وسنجیدگی، ایثار وقربانی، ایفائے عہد، حق گوئی وبےباکی، مروت وعزیمت، زہد وورع، صدق وصفا، جلوت وخلوت، ہوش مندی ودانائی، بصارت وبصیرت، فہم وفراست، حکمت وسیاست، سیادت وقیادت، عجز وانکساری، عقل وخرد، رہبری ورہنمائی، تزکیہ وتصفیہ، زبان وبیان، لباس وطعام، جلوس وقیام، طہارت وپاکیزگی، ملاحت ونمکینی، خوف وخشیت، پارسائی وپاک دامنی، خوش روئی وشگفتہ مزاجی، خوش کلامی، بلند اخلاقی، دعوت وتبلیغ، اشاعت وترویج، کسر نفسی وسادگی، اصاغر نوازی واکابر پرستی، حقوق اللہ کی ادائیگی وحقوق العباد کی پاسداری، امانت ودیانت، امامت وخطابت، دینی تڑپ ملی جذبہ وغیرہ وغیرہ مذکورہ بالا اوصاف وخصوصیات اور اجزا وعناصر سے جس کی حیات عبارت ہے، نبی پاک ﷺ کی سیرت طیبہ اور صحابہ کرام کے اسوۂ حسنہ کی نیابت کاملہ کا جو مظہر اتم ہے اس کمال ومحاسن اور خوبی جمال کے اختر برج ہدی کو دنیا تاج الشریعہ کہتی ہے۔

جو نقشِ کمالِ اکرم کی ہو ہو بہو تصویر ہو　　　وہ غلامِ مصطفیٰ ہیں سیدی اختر رضا

جب سے ہوش سنبھالا اس نیر برج ہدایت کو دیکھتا رہا کبھی مسند ارشاد پر جگمگاتا دیکھا کبھی بزم محبت وارادت میں سعادت مندی وفیروز بختی کا گل کھلا کر مسکراتا دیکھا، یہ سلسلہ بڑا دراز ہے البتہ

جہاں دیکھا نور بار دیکھا خلوت وجلوت ہر جگہ مدینے کی ضیا باریوں کا جامع پایا بلکہ اس جمال جہاں آرا میں جلوۂ مصطفی کی تابناکیاں نقطۂ عروج پر مشاہدہ کیا آج بھی ۱۹۹۶ کا وہ زمانہ یاد ہے جب بندہ دارالعلوم شاہ جماعت باسن کرناٹک میں درس وتدریس کے فرائض انجام دے رہا تھا فتاوی رضویہ کا مطالعہ کرتے ہوئے چند جگہوں پر تشنگی وفکری قوت نے جواب دیدیا جس کے باعث ان مسائل کے سمجھنے سے قاصر رہا، مفتیان کرناٹکا سے رجوع کیا مگر طمانیت بخش جواب نہیں ملے مفتی شریف الرحمن صاحب، ومفتی محمد مظہر الحق صاحب نوری سے تبادلۂ خیال کیا انہوں نے جواب دے کر مطمئن کرنے کی بھر ممکن کوشش کی لیکن الجھنوں کے کانٹے فہم وفراست کے دامن سے نہ نکل سکے چند مہینے گذرے ہونگے کہ حضور تاج الشریعہ رضی اللہ عنہ کی آمد پر نور باسن کی زمین پر ہوئی، مفتی شریف الرحمن صاحب بنگلور ایئر پورٹ سے لانے گئے تھے راستے میں حضور تاج الشریعہ کے ہمراہ رہے انہوں نے علم وعمل اور فکر وفن کے سلطان ہفت اقلیم کی سماعت کے حوالے ہمارے لاینحل مسئلے کو کیا، امر بالمعروف ونہی عن المنکر کا مجمع البحرین، رسول ہاشمی صلی اللہ علیہ وسلم کی سیرت طیبہ کی مکمل تفسیر پر تنویر حضور تاج الشریعہ رضی اللہ تعالی عنہ دارالعلوم میں جلوہ بار ہوئے آپ کے قدوم میمنت لزوم پڑتے ہی نور بار ہوگیا اور کیوں نہ ہوتا مدینے کی بہار نے جو قدم رکھ دیا تھا، بغداد واجمیر کی نورانیت نے جلوہ باری کی تھی، کالپی ومارہرہ کے فیضان بے نظیر کی آمد ہوئی تھی، وارث علوم اعلیٰ حضرت، مظہر جمال حجۃ الاسلام، جانشین مفتی اعظم لخت جگر ونور نظر مفسر اعظم اسلام اور بریلی عظمتوں کے آفتاب عالم تاب نے طلوع پذیری کی تھی، قسم خدا کی جب دیکھا تو دیکھتا ہی رہ گیا محویت کی وہ کیفیت تھی کہ کوئی تن سے سر جدا کر دیتا تو کٹنے کا احساس تک نہیں ہوتا یہ حالت تنہا میری نہیں تھی بلکہ سارے حاضرین مرغ بسمل تھے حضرت یوسف علیہ السلام کے حسن وجمال کی تاریخ پڑھی تھی، بازار مصر کا وہ دلکش ودلپذیر واقعہ سنا تھا، زنان مصری کے انگشتان مبارک کے کٹ جانے اور خون کے فوارے پھوٹنے کا ذکر سماعت سے ٹکرائی تھی، حضرت زلیخا کی وارفتگی وشیفتگی کا ہوش اڑا دینے والا قصہ نہاں خانۂ فکر وذہن میں محفوظ تھا آج وہ تمام دلکش نظارے آنکھوں کے سامنے رقص کناں تھے جس کے باعث لبوں پر یہ اشعار مچل اٹھے۔

حسن یوسف کا لگا ہے مصر میں بازار پھر   اس کو لینے پھر چلی ہے ایک زلیخا سوداگر

چشم آہو برق عشوہ روئے انور آفتاب   رب تعالیٰ کی تجلی کا ہو پیدا ہے قمر

تلاوت کی روحانی کیفیت کو باہر کر دیا گیا دروازے متصل ہو گئے علم و فن کا کوہ گراں فکر و تدبر کا آسمان کتاب و سنت کا حامل، شریعت و طریقت کا حامل، حفظ فانہ میں ضو بار ہوا، اساتذہ دوائیں بائیں علما سامنے وعا شقانہ روش کے سانچے میں ڈھل کر با ادب بیٹھ گئے اس گنہگار کو طلب کیا گیا ہر چند عادی دیدہ ایک مجرم کی حیثیت سے حرم کے کٹہرے میں کھڑا ہوا، ملاحت سے لبریز گفتگو سے مسکراہٹ بکھیری سے ضوفشاں شفقت و محبت آمیز آواز دلپذیر ساعت میں رس گھولنے لگی کہ بیٹھ جایئے حکم پاتے ہی بیٹھ گیا ارشاد ہوا آپ اپنے سوال لا ینحل پر روشنی ڈالئے، بندہ نے موطا امام مالک کے حوالے سے قسطنطنیہ والی حدیث پڑھی اور عرض کیا کہ حضور مغفور اسم کا صیغہ ہے جس کی دلالت دوام استمرار پر ہوتی ہے شارح بخاری مفتی شریف الحق امجدی علیہ الرحمہ نے نزہۃ القاری میں لکھا ہے کہ یزید پلید اس جنگ میں بنفس نفیس شامل تھا اس سے تو ظاہر ہے کہ وہ اس حدیث کا مصداق ہے اس کے باوجود اس کو پلید کہنا کہاں تک درست ہے میرے ذہن میں اس وقت جتنے دلائل و براہین تھے حضور تاج الشریعہ کی بارگاہ عرش جاہ میں حاضر کر دیا بڑے کم وقتوں اور جامع لفظوں میں جواب دیتے ہوئے ارشاد فرمایا یزید کی شمولیت بسبب زجر و توبیخ تھی اس لئے اس بشارت عظمیٰ کا مستحق نہیں، اس پر دلائل و براہین کا قیام فرمایا اس کے بعد ارشاد فرماتے ہیں کہ یزید قسطنطنیہ کے جس جنگ میں شریک ہوا تھا اس جنگ کے اول ہونے یا نہ ہونے میں اختلاف ہے جمہور محققین عدم اولیت کے قائل ہیں اس دعویٰ کے اثبات پر دلائل و براہین کے انبار لگا دئے اور ارشاد فرمایا مفتی شفیع صاحب اکاڑوی پاکستانی علیہ الرحمہ کا ایک رسالہ امام پاک اور یزید پلید ہے اس کا مطالعہ کیجئے، ارشاد فرمایا دوسرا سوال کیا ہے، عرض کیا حضور محقق علی الاطلاق اعلیٰ حضرت فاضل بریلوی رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے فتاوی رضویہ میں ہیٹ پہننے کو کفر رقم فرمایا ہے، وقت کے امام اعظم ہزمانہ موجودہ کے رازی و غزالی عصر حاضر کے جنید و بایزید غوث دوراں نے ارشاد فرمایا کہ اس کی وضاحت مفتی اعظم عالم اسلام نے فرمادی ہے کہ ہیٹ سے مراد وہ ہیٹ ہے جس پر صلیب کے نشان ہوں چونکہ صلیب پہننا عیسائی فرقوں میں

کیونکہ لکھنا فرقہ کا مذہبی شعار ہے اور سرکار ابد قرار صلی اللہ علیہ وسلم نے ارشاد فرمایا ہے **من تشبه بقوم فهو منهم**۔ اس کے علاوہ بھی دلائل و براہین سے آپ نے جواب لاجواب کو مزین فرمایا دیگر سوالات کا جواب بھی مدلل دیا، مآخذ و مدارک کے تحت بڑا اجامع اور مسکت جواب عطا فرما کر بے چین دل کو پر سکون بنادیا اور مزید کتابوں کی جانب اشارہ فرما کر مطالعہ کرنے کی تاکید کی، جواب عنایت فرماتے وقت بار بار نور بار نگاہوں کو ہماری طرف ڈالتے اور ارشاد فرماتے بات سمجھ میں آ گئی اس وقت ایسا محسوس ہوتا کہ حقائق و معارف کی نورانیت کا قلب و جگر پر نزول ہو رہا ہے اور فہم و ادراک کو نور بار بنا رہا ہے، نہاں خانۂ فکر و ذہن میں شکوک و شبہات کے جو جراثیم تھے یکلخت کافور ہو گئے اور میری منزل کا پتہ مل گیا دل نے کہا اب کیا دیکھ رہا ہے تیرے ظاہر و باطن کے سوال کا کامل جواب جلوہ بار ہے تجلیات نے اپنا رخ موڑ لیا ہے، مارہرہ، بلگرام، کالپی، بغداد اور مدینہ کی ضو باریاں عنفوان شباب پر ہیں، نور و رحمت کی جھما جھم برسات ہو رہی ہے، عشق و عرفان کے جام چھلک رہے ہیں ساقی بادۂ حقائق سے سیراب کرنے پر مائل ہے دیر کس بات کی ہے شراب ارادت پی کر مدہوش ہو جا اس حسین خیال کا آنا تھا کہ مقدس و طلعت بار ہاتھوں میں ہاتھیں ڈال دیا اور بازار عقیدت میں خود کو فروخت کر کے اس کے عوض میں جنت خرید لیا اور مچل کر دل ہی دل میں بول پڑا،

جب تک بکے نہ تھے تو کوئی پوچھتا نہ تھا   تم نے خرید کر مجھے انمول کر دیا

دوسرے سال ۱۹۹۷ میں حضور تاج الشریعہ کی آمد پر بہار بنگلور سے متصل اپلے کرلا کی زمین پر ہوئی، دارالعلوم کے اساتذہ کے ہمراہ اس سے بنگلور پہونچے معلوم ہوا کہ علم و ادب کا آفتاب اور حسن و جمال کا ماہتاب سرزمین بنگلور ہی کو طلعت باریاں عطا کر رہا ہے جہاں قمح ہو پروانے وہیں منڈلاتے ہیں، ہم لوگ اسی کاشانۂ نور میں حاضر ہوئے اہل خانہ نے اجازت دی حضرت کے چہرۂ پر نور میں حیات مستعار کو ضو بار کرنے حاضر خدمت ہو گئے زہد و تقویٰ کے فلک اعلیٰ کی وسعت بڑی وقدمبوسی کا شرف حاصل کیا زہے نصیب! قسمت کا ستارہ تبسم ریز ہوا تھا علم و عمل اور اخلاص کے گنگ و جمن نے قدم پاک کو ہماری جانب بڑھا دیا اشارہ پاتے ہی خدمت کی سعادت کے حصول میں مصروف ہو گیا تقدس کے عرش پر نگاہیں جم گئیں خیابِ چشم سے دو نے سنور کا بوسہ لیتا رہا ہے اور قلب

وجگر کو ٹھنڈک پہونچاتا رہا بڑے بڑے علما وہاں موجود تھے لیکن صاحب نجم التفسیر والحدیث نیر الفقہ والقضا اور امام فقاہت کے سامنے کسی میں لب کشائی کی جرأت نہیں، اس گنہگار سے کہہ رہے تھے کہ یہ سوال کریں وہ سوال کریں بندہ پوچھتا جاتا بحر العلم والادب جواب دیتے جاتے دلائل وبراہین کے دریا بہاتے جاتے، ایسا محسوس کررہا تھا کہ سارے علوم وفنون کو اپنے سینہ مبارک میں محفوظ کرلیا ہے کبھی حدیث کی تلاوت فرمارہے ہیں تو ایک گلستان سجاتے چلے جارہے ہیں، کبھی تفسیر بیان فرماتے تو کبھی فقہی جزئیات وکلیات کا انبار لگاتے جس موضوع پر سوال ہوا اس موضوع کے تحت دلائل کثیرہ کا انبار لگاتے رہے آپ کی حاضر جوابی تبحر علمی اور استدلالی ندرت کو دیکھ کر سارا مجمع عش عش کر اٹھا اس محفل کی دلکشی وایمانی چاشنی کا عالم نہ پوچھئے علوم وفنون کے ماہ تمام کا مقام کیا کہنا۔

صاحب علم وادب میں جب انہیں دیکھا لگا سب خبر اک مقتدا ہیں سیدی اختر رضا

اور تبحر علمی پر سارا مجمع عش عش کررہا تھا دسترخوان بچھ چکا تھا کھانے کے سارے لوازمات لگ چکے تھے اہل خانہ نے کھانے کی دعوت دی حضور تاج الشریعہ کے ساتھ کھانا کھانے کی برکت کا حصول ہوا کچھ ہی وقفہ کے بعد اپلہ کے لئے روانگی ہوئی، بےشمار گاڑیوں کے درمیان حضور تاج الشریعہ کی گاڑی بڑی سرعت کے ساتھ منزل کی مسافت کو طے کررہی تھی جب اپلہ تقریباً دو کیلو میٹر دوری پر رہا تو دیوانوں کا جم غفیر نظر آنے لگا تا حد نگاہ پروانوں کا سیل رواں دکھائی دے رہا تھا مشتاقان دید نے جونہی گاڑی دیکھی نعروں کے گونج میں اپنے کعبہ قلب ونظر کا استقبال کرنے لگے تکبیر ورسالت کی صدائے دل نواز فضاؤں کو چیرنے لگی دیوانوں کا ہجوم گاڑی کی طرف لوٹ پڑا گاڑی کی رفتار تھوڑی دیر کے لئے بالکل ختم ہوگئی رفتہ رفتہ بڑی مشکل سے پروانوں کی بھیڑ کو ہٹایا گیا وہ وقت بھی آگیا جب کہکشاں کے جمال کی منبر رسول پر تشریف آوری ہونے لگی، دیوانے دیدار کو مچل اٹھے عوام ہو کر خواص سب زیارت کو مضطرب ہوگئے جب اس دیوانگی کے کیفیات کو دیکھا تو دل نے کہا کہ اللہ اللہ کیا شان ہے تاج الشریعہ کی تو لب پر یہ شعر مچلنے لگے۔

آفاقہا گردیدہ ام مہر بتاں ورزیدہ ام
بسیار خوباں دیدہ ام لیکن تو چیزے دیگری

اس ہمہ گیر وہمہ جہت شخصیت کے وجود مسعود کا ظہور دور دورہ ہو گیا تو مائک پر کلام کرنے سے بڑے بڑے ماہرین علم وفن کترانے لگے مفتی شریف الرحمن صاحب نے میرے نام کا اعلان کر دیا بندہ مائک پہ حاضر ہوا اور تقریباً ۲۰ منٹ تک حضور تاج الشریعہ کی بارگاہ میں آ موختہ بطور استقبالیہ پیش کرتا رہا یہ سب فیضان مرشد کی کرم نوازیاں تھیں ورنہ ہماری کیا حقیقت وحیثیت ، صبح کو حضور تاج الشریعہ کی معیت میں واپسی ہوئی اسی درمیان بے شمار کرامتوں کے صدور کا مشاہدہ ہوا اور ہر اعتبار سے ولایت وقطبیت کے اعلیٰ مقام پر فائز پایا، اس کو سمجھنے کے لئے اتنا کافی ہے کہ

عاشق بدر الدجیٰ ہیں سیدی اختر رضا   نائب غوث الوریٰ ہیں سیدی اختر رضا
ثانی رازی ،غزالی ،شیخ اکبر بایزید   بوحنیفہ کی ضیا ہیں سیدی اختر رضا

اس کے بعد تسلسل کے ساتھ اس شیخ ولا را کی ملاحت کی زیارت سے مشرف ہوتا رہا اور ان کے فیوض وبرکات کو دامن حیات میں سمیٹتا رہا، اس جمال جہاں آرا کی تصویر کشی کیجئے تو اس کا نقش سراپا کا مختصر خاکہ یہ ہوگا: سیرت نورانی صورت نورانی لباس نورانی ،رنگت نورانی سرخی مائل سفید، قد میانہ بدن بھرا بھرا سر بڑا گول ،اس پہ عمامہ کی نورانیت ،چہرہ گول روشن تابناک نورانیت بکھیرتا ہوا، جس کو دیکھ کر خدا کی یاد آجائے ،جبین اقدس کشادہ بلند وبالا، تقدس کے جھلملاتے ماہ ونجوم کی جلوہ باریاں، پلکیں گھنی بالکل سفید بلالی شکل نما ،آنکھیں بڑی بڑی خمار آلود، بھنویں کمان نما، رخسار انور شگفتہ گلاب جمال وجلال کا آئینہ مبارک پتلی پتلی گل قدس کی پتیاں ،دندان چھوٹے چھوٹے ہموار موتیوں کی لڑی کی طرح ،کان متناسب قدرے دراز، گردن معتدل ، کشادہ سینہ پر از منور تابندہ ،کمر خمیدہ مائل، ہاتھ لمبے لمبے جو لطف وعطا میں ضرب المثل ،پاؤں متوسط ،ایڑیاں گول موزوں ،دو پلی ٹوپی سادہ ،ٹوپی عمامہ بڑا سے عرض کا رنگ بے تکا، کرتا کلی دار، اس پہ قباء چھوٹی مہری علی گڑھی پاجامہ ،چپڑی چپل یا کڑی کی سرتا پا نورانیت کا آماجگاہ۔

نوری صورت نوری سیرت جلوۂ شمس الضحیٰ   آفتاب کبریا ہیں سیدی اختر رضا

۲۰۰۸ء میں حضور تاج الشریعہ سلطان الہند کانفرنس میں شمولیت کر جلوہ نما ہوئے علاوہ ازیں ملاقات و زیارت کے لئے حاضر ہوا، سلام کیا، مصافحہ ہوا، دست بوسی ہوئی قدم بوسی کی محبت گرامی عالیجناب

موسیٰ رضوی صاحب نے کہا کہ یا حضور! (تاج الشریعہ) یہی مفتی مقصود عالم صاحب ہیں جو دار العلوم جامعہ رضویہ میں صدر المدرسین اور شیخ الحدیث کے منصب پر فائز ہیں اور ادارہ شرعیہ شیموگہ کے قاضی بھی ہیں اس مرد قلندر نے سر پر ہاتھ رکھ کر بے شمار دعائیں دیں مفتی شعیب رضا نعیمی علیہ الرحمہ جنھوں نے از راہ محبت اپنا چھوٹا بھائی بنا رکھا تھا ان کی بھی دست بوسی کی، اور "تاج الشریعہ کون" کا مقالہ نکال کر دیا انہوں نے مطالعہ کیا اور حضور تاج الشریعہ کو سنایا ایک مقام پر حضور تاج الشریعہ نے ارشاد فرمایا یہ جملہ نکال دیں کیونکہ معترضین بلا وجہ کلام کریں گے پھر اسی مقالہ کو بطور استقبالیہ حضور تاج الشریعہ کی موجودگی میں منبر رسول پر پڑھنے کی سعادت ملی جب پڑھ رہا تھا تو حضور تاج الشریعہ روئے درخشاں کے جلوۂ زیبا میں مدینۂ بغداد کا جلوہ نظر آیا اسی جلسہ میں حضور تاج الشریعہ نے کرم نوازیاں فرماتے ہوئے اپنی خلافت و اجازت سے بہرہ مند فرمایا، کرناٹکا، آندھرا اور کیرلا آمد ہوتی تو دیدار پر انوار کے لئے حاضر خدمت ہو جاتا، اور فیوض و برکات سمیٹتا رہتا یہ سلسلہ بڑا دراز ہے سب کو احاطۂ تحریر میں لانا یہاں ممکن نہیں، اس سال شعبان المعظم میں دیدار پر انوار سے شرفیابی کے لئے کعبۂ قلب و نظر بریلی شریف پہونچا محب گرامی عالیجناب اقبال شیخانی صاحب، مفتی راحت خان صاحب، ومفتی عاشق حسین صاحب کشمیری، مفتی اختر فاروقی صاحب کی کرم فرمائیوں کے سبب حضور تاج الشریعہ کے دیدار سے مشرف ہونے کا موقع ملا تقریباً ۳ منٹ تک ٹکٹکی باندھ کر دیکھتا رہا، بے داغ رخ زیبا گلاب گلاب اور حسن و جمال کا آفتاب عالم تاب جمال نظر آیا جب لوگ باہر آئے تو دست بوسی کیا۔ دست مبارک کو آنکھوں سے لگایا اور سینے پر رکھا اور سرہانے بیٹھ کر احوال و کوائف سنایا وکالت سے جتنے لوگ مرید ہوئے تھے سب کی قبولیت کی سند حاصل کیا اس کے بعد وہاں سے رخصت ہوا۔ جب باہر آیا تو تقریباً دو گھنٹے تک میرے ہاتھ خوشبو سے معطر رہے دل نے کہا کہ خود تو معطر ہیں جو قریب جاتا ہے اس کو بھی معطر فرما دیتے ہیں، اس کے بعد جانشین تاج الشریعہ مفتی عسجد رضا خان صاحب قادری مدظلہ النورانی سے مرکزی دارالافتا میں ملاقات ہوئی حضرت والا نے جو علمی وفنی کلام فرمایا اس سے ان کی علمی وفنی گیرائی کا اندازہ ہوا اتنی تاخیر ہو گئی کہ میری گاڑی کا ٹائم ختم ہو گیا۔ ایک پریشانی ستا رہی تھی کہ بغیر ریزرویشن جانا کیسے ہوگا ابھی سوچ ہی رہا تھا کہ مفتی راحت

خاں صاحب کا فون آیا کہ آپ کی گاڑی نو گھنٹے لیٹ ہے یہ بھی حضور تاج الشریعہ رضی اللہ عنہ ایک کرامت کہی جائے جو علماء سوں کو مشکلات سے بچالیا جانشین تاج الشریعہ نے سند خلافت بھی دیا جو نہ لے سکا تھا یہ بھی حضور تاج الشریعہ کی ایک کرامت ہے نقاب پوشی سے قبل ہی بلا کر ہر چیز سے نواز دیا جب سانحہ ارتحال سے قبل بریلی شریف جارہا تھا تو مرادآباد اتر گیا اس کے بعد رامپور پہنچا حضور سید شاہد میاں رامپوری دام ظلہ النورانی سے ملاقات کی انہوں نے اپنی گفتگو کے درمیان فرمایا کہ حضور تاج الشریعہ رضی اللہ عنہ کے ہم کل بھی غلام تھے آج بھی ہیں اور ان شاء اللہ تاحیات رہیں گے۔ اس کے بعد بریلی شریف میں نماز جمعہ سے پہلے حاضری ہوئی، حضور تاج الشریعہ رضی اللہ عنہ کو اس سے قبل خوب دیکھا بے مثل ولاجواب پایا۔

حضور ﷺ کا فرمان عالیشان ہے۔ **عن ابن عباس قال قال رسول اللہ ﷺ فقیہ واحد اشد علی الشیطان من الف عابد**

(جامع الترمذی ج ۲ ص ۹۳ باب ما جاء فی عالم المدینۃ۔ مشکوۃ شریف ج ۱ ص ۳۴ کتاب العلم۔ ابن ماجہ ج ۱ ص ۲۰ باب فضل العلماء)

ترجمہ ہزار عابد سے شیطان پر ایک فقیہ بھاری ہے۔ نگاہ دوڑاتا ہوں تو فقیہ کہلانے والے تو بہت نظر آتے ہیں مگر اس حدیث کا مصداق خال خال نظر آتا ہے البتہ حضور تاج الشریعہ رضی اللہ عنہ کی ذات ستودہ صفات کو دیکھا تو ہر اعتبار سے اس کی تفسیر پر توے پایا۔

حضور ﷺ کا ارشاد ہے: **عن ابی ہریرۃ ان رسول اللہ ﷺ قال ثلث منجیات وثلث مہلکات فاما المنجیات فتقوی اللہ فی السر والعلانیۃ والقول بالحق فی الرضا والسخط والقصد فی الغنی والفقر واما المہلکات فہوی متبع وشح مطاع واعجاب المرء بنفسہ وھو اشدھن**۔ (مشکوۃ ج ۲ ص ۴۳۴ شعب الایمان للبیہقی)

تین صفات لکھی ہیں کہ جس شخص کے اندر موجود ہیں وہ دارین میں نجات یافتہ ہے اس کا دل خلوت وجلوت میں خوف خدا سے عبارت ہے جو کسی کی رضا وناراضگی کی پرواہ کئے بغیر حق بات پر ڈٹا رہے خرچ کرنے میں راہ اعتدال اختیار کرے چاہے ایام امیری ہو یا فقیری وفاقہ کشی پہلی صفت یہ ہے کہ خلوت وجلوت میں اس دل خشیت الٰہی سے مملو ہو اس کی پہچان وعلامت یہ ہے اس شخص

سے نہ حقوق اللہ تلف ہوں گے نہ حقوق العباد وہ کامل طور پر حقوق کا پابند رہے گا۔

حضور تاج الشریعہ رضی اللہ عنہ کی خلوت وجلوت دونوں کو دیکھا حقوق اللہ کی ادائیگی میں ایک ذرہ بھی کمی نہیں پایا حقوق العباد کی پاسداری میں حیات مستعار کا پل پل گذار دیا۔ اختلافی مسائل میں بھی اصول وقانون کے دائرے میں رہ کر اپنے موقف کا اظہار کیا۔ لوگوں نے کردار کشی کی لاکھوں جتن کی، انگشت نمائیاں ہوئیں، عزت سے کھلواڑ ہوا، نظریات پر پے در پے حملے ہوئے، دشنام طرازیوں کے بازار گرم کئے گئے، الزام وافترا کے ذریعے بدنام کرنے کی سازش رچی گئی اس کے باوجود پلٹ کر جواب نہیں دیا۔

اللہ ارشاد فرماتا ہے: **﴿اِنَّ اللّٰهَ مَعَ الصّٰبِرِیْنَ﴾ رب تعالیٰ صابرین کے ساتھ ہے۔ ﴿رَضِیَ اللّٰهُ عَنْهُمْ وَرَضُوْا عَنْهُ ؕ ذٰلِكَ لِمَنْ خَشِیَ رَبَّهٗ۝﴾ جس کا دل خشیت الٰہی سے لبریز ہوتا ہے اللہ اس سے راضی ہو جاتا ہے اور وہ لوگ اللہ سے راضی ہو جاتے ہیں۔ ﴿اِنْ اَوْلِیَآؤُهٗۤ اِلَّا الْمُتَّقُوْنَ﴾ اللہ کے ولی متقین ہی ہوتے ہیں ﴿اَلَاۤ اِنَّ اَوْلِیَآءَ اللّٰهِ لَا خَوْفٌ عَلَیْهِمْ وَلَا هُمْ یَحْزَنُوْنَ۝ الَّذِیْنَ اٰمَنُوْا وَكَانُوْا یَتَّقُوْنَ۝﴾ سن لو بیشک اللہ کے ولیوں کو نہ کوئی خوف ہے اور نہ کچھ غم وہ جو ایمان لائے اور تقوی اختیار کرتے ہیں۔**

عمدۃ المفسرین امام فخر الدین رازی فرماتے ہیں: **الذین یحترزون عن المنکرات** جو لوگ منکرات سے اجتناب کرتے ہیں (تفسیر کبیر ج ۵ ص ۱۲۷) ارشاد باری ہے: **﴿وَتَزَوَّدُوْا فَاِنَّ خَیْرَ الزَّادِ التَّقْوٰى﴾ تو توشہ ساتھ لو اور سب سے بہتر توشہ تقوی اور پرہیزگاری ہے۔ ﴿هُدًى لِّلْمُتَّقِیْنَ﴾ ہدایت متقین کے لئے ہے۔**

ابو طالب مکی علیہ الرحمہ اپنی تصنیف قوت القلوب میں فرماتے ہیں: **الایمان عریان ولباسه التقوی**، ایمان ایک عریاں حقیقت ہے اور اس کا لباس تقوی ہے۔ حدیث میں ہے: **اتق المحارم تکن اعبد الناس** ۔ اللہ کی حرام کردہ چیزوں سے اجتناب کر تب لوگوں میں بڑا عابد ہوگا۔ حدیث میں ہے: **اتق الله حیثما کنت**، جہاں کہیں رہو اللہ سے ڈرتے رہو۔ امام نووی فرماتے ہیں: **ای اتق فی الخلوۃ کما تتقیه فی الملاء بحضرۃ الناس واتقه فی سائر**

الامکنۃ والازمنۃ (شرح الاربعین للنووی ص ۱۵۰) جس طرح لوگوں کے سامنے جلوت میں ڈرتے ہو اسی طرح خلوت میں بھی اللہ سے ڈرو اور تقویٰ اختیار کرو اور ہر جگہ ہر لمحہ اور ہر زمانے میں تقویٰ کا ثبوت دو۔ حضور تاج الشریعہ رضی اللہ عنہ کی زندگی کی ورق گردانی کرنے والے جانتے ہیں کہ خلوت وجلوت میں یکساں تھے اور عالم اسلام میں آپ کے تقویٰ کی شہرت تھی خشیت الٰہی کا نتیجہ ہی تو تھا کہ بلا خوف وخطر احقاق حق وابطال باطل کے فرائض انجام دیتے تھے کون خوش ہوتا ہے کون ناراض ہے اس کی پرواہ کئے بغیر حق بات کہہ دیا کرتے تھے اور اپنے موقف پر مضبوطی سے ڈٹے رہتے تھے۔ ٹی وی، ویڈیو اور سودی کو حرام کہتے رہے، تصویر کشی کے خلاف فتویٰ صادر فرماتے رہے، لاؤڈ اسپیکر پر نماز کی اقتدی کو فساد صلاۃ کا باعث بتاتے رہے، چلتی ٹرین پر عدم جواز کے قائل رہے اس کے علاوہ بھی بے شمار مسائل ہیں جس کے باعث کتنے لوگ مخالف ہو گئے کتنے لوگوں نے جنگ کا آغاز کر دیا مگر کسی کی پرواہ نہ کی، جس نے فعل کفر کا ارتکاب کیا اپنے تھے کہ بیگانے سب پر یکساں شریعت کے حکم کا اظہار فرمایا لوگ دشمن بن گئے اس کا غم نہیں کیا ان امور کے مشاہدہ کے بعد یہ بات واضح ہو جاتا ہے کہ آپ کی ذات مذکورہ بالا آیات واحادیث اور اقوال کی کامل مصداق تھی، دوسری صفت یہ ہے کہ حق بات پر ڈٹا رہے دنیا نے اس کا مشاہدہ بھی اپنی نگاہوں سے کیا اور خرچ میں بھی راہ اعتدال پر قائم تھے اس بنیاد پر کہا جا سکتا ہے کہ آپ نجات یافتہ بھی تھے اور نجات دہندہ بھی۔ مھلکات: دو جہاں کی ہلاکتوں سے بچنے کے لئے بھی تین صفات کا وجود لازم ہے، خواہشات نفسانیہ کی پیروی سے اجتناب ومخالفت جو اکبر المہلکات سے ہے اور بخالت سے اجتناب، اور اس سے مراد وہ بخل ہے جو حرص سے مقرون ہو تاج الشریعہ رضی اللہ عنہ کا دامن ان گرد وغبار سے بھی محفوظ ومامون تھا اس لئے تو دنیا آپ پر فدا تھی اور آپ کا وجود مسعود نورانی تھا جو چہرہ دیکھ لیتا شیدا ہو جاتا ولی کی ایک پہچان یہ بھی بتائی گئی ہے۔ جو حدیث میں مذکور ہے نبی کریم ﷺ فرماتے ہیں: **اذا رأی ذکر اللہ**۔ جسے دیکھ کر خدا یاد آجائے سمجھو وہ ولی ہے۔

حضور تاج الشریعہ علیہ الرحمۃ والرضوان کی حیات مستعار کا ہر فعل کتاب وسنت کے مطابق تھا، وہ ایسے تھے جن کی عالم اسلام میں کوئی مثال نہیں۔ علم میں لاجواب تھے، عمل میں لاجواب تھے، امر

بالمعروف میں لاجواب تھے، زہد و تقوی میں لاجواب تھے، حسن و جمال میں لاجواب تھے، استقامت و استقلال میں لاجواب تھے احقاق حق ابطال باطل میں لاجواب تھے، حیات کے جس گوشے کو دیکھئے اور جس زاویے سے دیکھئے اس میں لاجواب و بے مثال نظر آتے۔

اب کہاں سے لاؤ گے اے سنیوں　　　ایسا کامل رہنما اختر رضا

سوفیہ الزمن ناشر مسلک اعلیٰ حضرت حضور محدث لیاقت رضا صاحب نوری مرادآبادی خلیفہ حضور مفتی اعظم ہند دام ظلہ النورانی سے جب بھی ملاقات ہوتی تو وہ حضور تاج الشریعہ کا ذکر جمیل ان کلمات بالغہ کے ذریعے فرماتے کہ میاں ان آنکھوں نے مفتی اعظم عالم اسلام کو دیکھا ہے ان کی خدمت کرنے کا موقع ملا ہے ہمارے مخدوم ہمارے مطلوب ہمارے مقصود حضور تاج الشریعہ سے محبت فرماتے تھے ان کی ذات پر کامل اعتماد فرماتے تھے ایک زمانہ ایسا بھی آیا کہ اپنا قائم مقام بنا دیا اپنی جگہ پر بیٹھا کر اپنے علوم و فنون، زہد و تقوی، رعب و دبدبہ، شان و شوکت اور تمام تر رفعت و بلندی عطا فرما کر اوج ثریا پہ پہونچا دیا ان کی شان ہی کیا کہنا جب دیکھتا ہوں تو آنکھوں کو ٹھنڈک ملتی ہے دل کو سکون ملتا ہے وہ چلتے ہیں تو مفتی اعظم کا چلنا یاد آجاتا ہے بیٹھتے ہیں ہیں تو مفتی اعظم کا بیٹھنا یاد آجاتا ہے ان کی ہر ادا میں ہر کمال میں مفتی اعظم ہیں اوج ثریا اگر ان کی قدم بوسی کرے تو کیا تعجب ہے۔ کرناٹک میں بے شمار منبر رسول پہ دیکھا کہ زار و قطار رو رو کر حضور تاج الشریعہ کی صحت و تندرستی کے لئے دعا مانگتے ان کے صاحب زادے محمد احمد رضا صاحب نوری المعروف بھائی جان نے بتلایا کہ جب ابا حضور کو سانحۂ ارتحال کی خبر ملی تو بچوں کی طرح بلک بلک کر رو پڑے اور کہنے لگے آج عالم اسلام کا سب سے بڑا فقیہ محدث، مفسر، مفکر، مدبر، محقق رخصت ہو گیا ہمارے مخدوم کی امانت نے مجھ سے رخ موڑ لیا آفتاب قطب الارشاد روپوش ہو گیا گیا آج ہم ہی نہیں عالم اسلام یتیم ہو گیا۔ اس کے بعد بریلی شریف چلنے کا حکم دیا جب حضور محمد لیاقت رضا نوری مد ظلہ العالی کی ملاقات مجھ سے ہوئی تو وہی کیفیت تھی بلاشک و شبہ حضور تاج الشریعہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ کے جانے سے عالم اسلام سوگوار ہے۔

آپ کا ہر لمحہ گذرا رب کے ذکروں میں　　　وہ سے حق پہ آپ جمتا نیّرِ زمان ہے

علامہ محمد اظہار حسین صاحب نعیمی نوری مد ظلہ العالی نے سانحۂ ارتحال کی خبر پاتے ہی ہوسوٹ

کرناٹک سے فون کیا کہ آپ کہاں ہیں عرض کیا بریلی شریف میں ہوں کچھ سن رہا ہوں احقر نے بڑی مشکل سے کہا سچ ہے تو روپڑے اور کہا اس دور پر فتن میں ایک تو سہارا تھا وہ بھی چھن گیا اس کے بعد رو رو کر سنانے لگے کہ ۱۹۹۹ء میں حضرت کا پروگرام شہر باسپیٹ کرناٹک کے لئے کیا گیا تھا اسی تاریخ میں حضور تاج الشریعہ کی تشریف آوری کرناٹک کے علاقہ ہبلی دھارواڑ میں ہونے والی تھی ہمارے یہاں آنے کا ٹائم بھی مل گیا جب ہبلی پہنچا تو پتہ چلا کہ اس پروگرام کی اطلاع حضور تاج الشریعہ کو نہیں ہے ہم لوگوں نے حضور امین میاں مدظلہ العالی کے تعاون لیا جن کی مدد سے حضور تاج الشریعہ کی جلوہ باری باسپیٹ میں ہوئی پورا باسپیٹ آپ کی تشریف آوری سے مسرت وشادمانی کے سمندر میں غوطہ زن تھا جب منبر نور پر آمد ہوئی تو ہر طرف نور ہی نور کا سماں ہوگیا۔ اللہ اللہ وہ نورانی چہرہ جو دیکھتا دیکھتا ہی رہ جاتا آج عالم اسلام کی وہ مقتدر شخصیت ہمیں یتیم کر گئی۔ اس طوفان بدتمیزی میں اب ہمارے ایمان وعقیدے کی حفاظت کون کرے گا۔

وارو مدار جس پہ ہے ساری بہار کا — وہ کیف ہے تبسم جاناں لئے ہوئے
دیکھی ہے جس نے ایک جھلک حسن یار کی — وہ پھر رہا ہے جا بجا گریباں لئے ہوئے

سن ۱۹۹۰ یا ۱۹۹۱ میں ہبلی تشریف لائے بندہ ایئرپورٹ پہونچا محب گرامی عالی جناب موسیٰ رضوی صاحب بنگلور کی معرفت ایئرپورٹ کے اندر داخل ہوا جب جہاز لینڈ کیا ہزاروں لوگوں کا مجمع اکٹھا ہوگیا ایئرپورٹ کا پورا عملہ اس منظر کو دیکھ کر پریشان ہوا تھا تقریبا ایک گھنٹے تک حضور تاج الشریعہ کے پاس اندر رہنے کا موقع ملا اپنی نگاہوں سے دیکھا کہ پورا عملہ حضرت کی بارگاہ عرش جاہ میں قدم بوسی کے لئے حاضر ہوگیا اجازت پاکر سب نے قدم بوسی کی حضرت کرسی پر جلوہ بار تھے اللہ اللہ کیا چہرہ اس قدر نور بار تھا کہ اس کو لفظوں میں ڈھالنا ممکن نہیں تفہیم طبع کے لئے اتنا سمجھ لیں کہ جب سورج طلوع یا غروب ہوتا ہے تو جو سرخی رونما ہوتی ہے اس وقت لگ رہا تھا کہ وہی سورج حضور تاج الشریعہ کے روئے منور میں تیر رہا ہو اس لئے تو کائنات کی ساری رعنائیاں اس حسن وجمال پر قربان تھیں بلاشک وشبہ **ان اللہ جمیل یحب الجمال** کے کامل مصداق جلوہ نما حیات میں تھے۔

باغ رضوان میں نہیں ہے حسن کا تیرے جواب — اے فقیہ دین وملت بار ہا تم پہ سلام

آپ کی ولادت باسعادت **24** ذیقعدہ **1362** ہمطابق **23** نومبر **1943** بروز منگل محلہ سوداگران بریلی شریف کی پاک سرزمین پر ہوئی۔ دنیائے اسلام کی وہ سب سے عظیم و برتر ہستی شیخ الاسلام والمسلمین، محسن الملت والدین، امام الفقہا والمحدثین، عماد المفسرین والمتکلمین برھان العارفین، حجۃ السالکین، فارق الحق والباطل، قائد المشارق والمغارب، سلطان المدرس والتدریس، حاکم الزہد والتقویٰ، بحر العلم والادب سما واللوح والقلم، مرجع العرب والعجم، ماھر اللسان والبیان، بحر الشعر والنحو، شمس التصنیف والتالیف، نیر التقریر والتحریر، جامع العلوم والفنون، قمر الحکم والادب، کوکب العرفان والتحقیق، صاحب الرشد والھدایہ، واقف الرموز والاسرار، ملک الخلوۃ والجلوۃ، واضح البدعۃ والضلالۃ، رافع المذھب والسنۃ، فنافی اللہ وفنافی الرسول، مظہر الغوث الاعظم، وارث علوم اعلیحضرت، نبیرۂ حجۃ الاسلام، جانشین مفتی اعظم، ابن مفسر اعظم، قدوۃ المحققین، زبدۃ المدرسین، قاضی القضاۃ فی الھند، غسال کعبہ، فخر ازہر، شیخ اکبر، مخدوم العلماء، سید الفضلاء، تاج الشریعہ، بدر الطریقہ، شیخنا المکرم حضرت علامہ فہامہ، مفتی محمد اسماعیل رضا خان المعروف محمد اختر رضا خان، الملقب بہ ازہری میاں علیہ الرحمۃ والرضوان **"کل نفس ذائقۃ الموت"** کے تحت تقریباً **75** سال کی حیات مستعار پا کر دنیائے فانی سے **7** ذیقعدہ **1439**ھ بمطابق **20** جولائی **2018**ء بروز جمعہ اللہ اکبر۔ اللہ اکبر کی صدائے دلنواز بلند کرتے ہوئے موت العالِم موت العالَم کے تحت عالم اسلام کو سوگوار کر کے۔ درد والم۔ رنج ومحن کا داغ دیکر اور یتیم و یسیر بنا کر سسکتا بلکتا چھوڑ کر خود واصل بحق ہو گئے۔ **اناللہ وانا الیہ راجعون**

چھوڑ کر اہل چمن کو فخر ازہر چل بسے	غم زدہ کر کے زمیں کو فخر ازہر چل بسے
ان سے قائم تھا جہان علم میں باغ و بہار	کر کے سونا انجمن کو فخر ازہر چل بسے
تیری فرقت خون کے آنسو رلاتی ہے مجھے	درد کا عالم نہ پوچھو کس قدر خونخوار ہے

حضور تاج الشریعہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ جمعرات ہی کو اپنے کاشانہ مبارک پر تشریف لا چکے تھے۔ عالیجناب الحاج ہارون عثمان صاحب نوری تھیس گڑھ نے اپنے ہمراہیوں کے ساتھ جمعرات کو گھر پر ہی حضرت کی زیارت سے مشرف ہوئے۔ آل کرناٹک علماء بورڈ کا ایک وفد اصحاب ثلاثہ

پر مشتمل مالیگاؤں۔ دہلی۔ مرادآباد۔ رامپور حضور سید شاہد میاں رامپوری سے ملاقات کرتا ہوا حضرت کی زیارت سے اپنی آنکھوں کو نور بار بنانے بریلی شریف پہنچا۔ بریلی شریف کا یہ سفر غیر ارادی طور پر ہوا تھا جس کو قطب زمن کا تصرف و کرامت ہی کہا جاسکتا ہے جمعہ کی نماز ادا کیا اس کے بعد بارگاہ رضا میں حاضری ہوئی۔ فراغت کے بعد مرکزی دارالافتاء بریلی شریف میں حاضر باش ہوا حضرت مفتی اختر صاحب فاروقی ایڈیٹر سنی دنیا بریلی شریف سے ملاقات ہوئی انہوں نے ارشاد فرمایا کہ جانشین حضور تاج الشریعہ حضرت مفتی عسجد رضا خان صاحب مدظلہ العالی کو آپ کی آمد کی اطلاع دی جا چکی ہے انہوں بیٹھنے کا حکم دیا ہے۔ بندہ۔ عالیجناب صادق اللہ صاحب رضوی ایڈووکیٹ چھتسر وڑگ کرنا ٹک۔ مولانا مشتاق احمد صاحب نظامی ہمر پن ہلی کرنا ٹک جو وفد کی صورت میں تھے سب بیٹھ کر آمد کا انتظار کرنے لگے۔ کیا پتہ تھا کہ یہ انتظار حیات ظاہری کا آخری انتظار اور یہی آخری دیدار ہوگا مولانا مشتاق احمد صاحب نظامی نے بتایا کہ حضور مفتی عسجد رضا خان صاحب مدظلہ العالی سے ہماری ملاقات ہوئی انہوں ملنے اور ملاقات کرانے کا یقین دلایا ہے ایڈیٹر سنی دنیا بریلی شریف نے فرمایا کہ جانشین حضور تاج الشریعہ نماز مغرب کے بعد ہی تشریف لائیں گے کیوں کہ حضور تاج الشریعہ انہیں کی اقتدا میں نماز ادا فرماتے ہیں۔ اور وعدے کے مطابق ضرور مخدوم الکل سے ملاقات کروائیں گے شوق دیدار کی حسرت لئے انتظار کرتا رہا مفتی اختر فاروقی صاحب نے اطلاع دی کہ نیچے چلے حضرت کی طبیعت دوبارہ بگڑ چکی ہے اوپر سے نیچے آنے تک دیوانوں کا ایک بہت بڑا ہجم غفیر گھر کے پاس پہنچ چکا تھا اس رکھنے کو بھی جگہ نہ تھی۔ سید یحییٰ صاحب گھر سے روتے ہوئے باہر آئے تب پتہ چلا کہ قطب زمن سفر آخرت طے کر چکے ہیں آپ کا سانحہ ارتحال گھر پر اذان مغرب کے وقت ہوا جس کا احقر اور اس کے علاوہ سینکڑوں لوگ چشم دید گواہ ہیں آپ کا سانحہ ارتحال عالم اسلام کیلئے نا قابل تلافی نقصان ہے جس کی بھرپائی ممکن نہیں۔

حضور تاج الشریعہ رضی اللہ عنہ دنیائے اسلام کی وہ واحد شخصیت ہیں جن کے وصال کی خبر پھیلتے ہی عالم کی آنکھیں اشکبار ہو گئیں۔ اس حادثہ عظیم کی رونمائی پر بلا امتیاز مذہب و ملت ہر ایک نے اپنے درد و غم اور رنج و ملال کا اظہار کیا۔ شہر بریلی کے ہندو و مسلم نے آپ کی رحلت کے غم میں دو

روز تک اپنی اپنی دکانیں بند رکھیں۔ راہل گاندھی اکھلیش جی اور نتیش کمار وغیرہم نے تعزیتی پیغام نشر کیا عالم اسلام کے اکثر ممالک سے تعزیتی پیغام نشر ہوئے عالمی سطح پر پرنٹ میڈیا الیکٹرانک میڈیا سوشیل میڈیا لویٹر کے ذریعے تعزیتی پیغام نشر ہوتے رہے جس سے شخصیت کی مقبولیت عظمت و رفعت اور شہرت کا اندازہ لگایا جا سکتا ہے

آپ نے اپنی حیات میں اسلام کی تبلیغ کیلئے پوری دنیا کا سفر کیا ہزاروں لوگوں نے آپ کے دست حق پرست پر قبولیت اسلام کی سعادت حاصل کی کروڑوں لوگ آپ کے ہاتھوں پر بیعت ہوئے اور سلسلہ عالیہ قادریہ سے اپنا انسلاک پیدا کرلیا۔ لاکھوں لوگوں نے اپنے گناہوں سے توبہ کی کروڑوں کی تعداد میں آپ کے مریدین پوری دنیا میں پائے جاتے ہیں آپ کی علمی شخصیت بے مثال تقوی وطہارت کی مالک تھی آپ آفاقی عظمت و شہرت کے حامل تھے۔ جس کے باعث غسل کعبہ کا شرف پایا۔ اندرون کعبہ نماز ادا کرنے کی فضیلت ملی اسلامک یونیورسٹی جامع ازہر مصر نے فخر ازہر ایوارڈ سے نوازا آپ کو ارباب بصیرت نے ہزاروں لقب سے ملقب کیا جس میں تاج الشریعہ کا لقب بھی شامل ہے پاکستان کی عالمی صوفی کانفرنس میں شہزادہ غوث پاک نے عالم اسلام کے صوفیوں کا صدر ومقتدی ہونے کا اعلان کیا سارے شرکاء نے اس کو بسر وچشم قبول کیا۔ عالمی سروے میں آپ کی ذات کو چھبیسویں نمبر پر رکھا گیا اور ہندوستان میں سب سے فائق قرار دیا گیا یہ تو ان لوگوں کا سروے ہے جنھوں نے متفرق چیزوں کو پیش نظر رکھا خالص اسلامی اعتبار سے اسلامی دنیا نے ہر اعتبار سے آپ کو یکتا و تنہا پیشوا و رہنما جانا جس پر عالم اسلام کا تعزیتی پیغام شاہد عدل ہے شیخ ابوبکر مصلیار بانی وسابق الثقافۃ السنیہ کیرلا نے کھلے دل سے اس بات کا اظہار کیا اور اخباری بیان جاری فرمایا حضور سید حسینی میاں اشرفی نا گپور نے کسی کے سوال کے جواب میں اس صدی کا آپ کو مجدد قرار دیا جس کا آڈیو سوشیل میڈیا پر جاری ہوا۔ آپ کی دینی مذہبی ملی تصنیفی ادبی سماجی تحریری تقریری تبلیغی نثری اور شعری خدمات شہرۂ آفاق ہیں آخری سانس تک خدمات کا سلسلہ جاری رہا **22**/ جولائی **2018** /بروز اتوار بعد نماز ظہر بیت الرضا میں غسل دیا گیا اس کار خیر کو جانشین تاج الشریعہ مفتی عسجد رضا خان۔ مفتی سلمان رضا خان اور برھان رضا خان صاحبان نے انجام دیا

شرکاے غسل میں شہزادہ محدث کبیر مفتی جمال مصطفیٰ صاحب جناب سید کیفی صاحب اور خاندان کے کچھ فرد بھی شامل رہے آپ کی نماز جنازہ تقریبا 11 بجے اسلامیہ انٹر کالج میں ہوئی۔ نماز جنازہ آپ کے جانشین و صاحبزادہ حضرت علامہ مفتی عسجد رضا خان قادری مدظلہ العالی نے پڑھائی جس میں شرکا کی تعداد سے متعلق میڈیا کی رپورٹ مختلف ہیں کسی نے تین کروڑ کسی نے دو کروڑ تو کسی نے سوا کروڑ بیان کیا اس روایت مختلفہ کی روشنی میں سوا کروڑ کا عدد یقینی معلوم ہوتا ہے نگاہوں نے دیکھا ہے کہ اسلامیہ انٹر کالج۔ سڑک گلی۔ چھت۔ درخت اس سے متصل ہر میدان کھچا کھچ بھرے پڑے تھے حتی کہ جنازہ کا دیدار کرنے لوگ ٹرانسفرمر پر بھی چڑھ گئے تھے اسی خدشہ کے پیش نظر اول ہی بجلی کاٹ دی گئی تھی تا کہ کوئی حادثہ رونما نہ ہو جدھر نگاہ اٹھاتے آدمیوں کا سیلاب ہی دکھائی دیتا تھا مزار اعلی حضرت سے متصل ازھری گیسٹ ہاؤس میں آپ کی تدفین کا عمل تقریبا 12/3 میں پایۂ تکمیل کو پہنچا مزار پاک کے اندر مفتی عسجد رضا خان صاحب مفتی سلمان رضا خان صاحب اور ریحان خان صاحب اترے۔ قبر مبارک میں ہوئے مبارک۔ حضور غوث پاک کے جبہ شریف کا ٹکڑا۔ شجرہ شریف۔ عمامہ۔ دلائل الخیرات شریف۔ اور پیری کی سوگی تھیں کو رکھا گیا ان چیزوں کی اطلاع حضور امین شریعت کے خادم اشرف رضا صاحب تحسین گڑھ نے دی ان کو حضور مفتی سلمان رضا خان صاحب اور سفیان رضا خان صاحب نے اس کی اگاہی دی۔ حضور تاج الشریعہ رضی اللہ تعالی عنہ کی حیات طیبہ کے مطالعہ سے واضح ہو جاتا ہے کہ آپ درجۂ قطب الارشاد پر فائز تھے۔

آسماں تیری لحد پہ شبنم افشانی کرے سبزۂ نورستہ اس در کی نگہبانی کرے

ابر رحمت تیری تربت پہ گہر باری کرے حشر تک شان کریمی ناز برداری کرے

مریدین و معتقدین اور متوسلین یاد رکھیں آپ کا پیر کامل استقامت فی الدین کا کوہ گراں تھا جب بھی صلح کلیت کا بد تمیز طوفان اٹھا۔ ضلالت و گمراہیت کی کالی گھٹاؤں نے اپنا پر پھیلایا۔ بے ادبی و گستاخی کی بجلیاں کڑکیں۔ بے راہ روی کے شب دیجور نے اٹھکھیلیاں کیں اس مرد قلندر نے حیا کی کے ساتھ اس کا مقابلہ کیا اور اسے کیفر کردار تک پہنچایا اپنے عزم و حوصلہ میں ذرہ برابر تزلزل پیدا نہ ہونے دیا جس پہ آپ کی ہمہ جہات خدمات شاہد عدل ہیں حقیقت تو یہ ہے کہ روحانیت کے اعتبار

سے شیخنا المکرم اب بھی ہمارے درمیان موجود ہیں۔ اور اپنے جانشین حضرت علامہ مفتی محمد عسجد رضا خان دام ظلہ النورانی کی شکل میں ایک عظیم ومضبوط ومستحکم سہارا ہمیں دے رکھا ہے اللہ تعالیٰ اس عظیم قلعہ کو ہر اعتبار سے فیوض وبرکات کا منبع ومصدر بنادے مسلک حق کی اشاعت وترویج کیلئے بے باک مجاھد اور کمانڈر انچیف کی حیثیت میں مزید نمایاں عطا فرمادے حضور تاج الشریعہ کا کامل واکمل۔

مظہر وشونہ بنادے آمین۔ علامان تاج الشریعہ یاد رکھیں اس وقت آپ کی ذمہ داریاں مزید بڑھ گئی ہیں۔ ہمیں اسی طرح اپنے مسلک پر ڈٹے رہنا ہے جس طرح حضور تاج الشریعہ کے حیات ظاہری میں ڈٹے ہوئے تھے اور اپنے مرکز عقیدت سے چمٹے رہنا ہے اور دنیا کو یہ بتادینا ہے کہ صبح قیامت تک بریلی ہی ہمارا مرکز رہیگا۔ یہی عشق کا تقاضہ ہے۔ شیخنا المکرم کا فیضان کل بھی جاری تھا آج بھی جاری ہے اور صبح قیامت تک جاری رہے گا۔ رب قدیر اہل خانہ، جملہ متوسلین ومعتقدین و جملہ اہلسنت مسلک اعلیٰ حضرت کے پیروکاروں کو صبر جمیل کی توفیق بخشے اور استقامت فی المسلک کی دولت لازوال سے بہرہ مند فرمائے آمین۔

محمد منصور عالم حشمتی ضیائی

مناقب

شہباز رہبر، دھنباد

احمد رضا کی آنکھوں کا تارا چلا گیا
یعنی کہ مصطفیٰ کا دلارا چلا گیا

کرتی ہے ناز جس پہ شریعت بھی جھوم کر
اب وہ ہمارا تاج الشریعہ چلا گیا

احمد رضا کے علم کے وارث وہی تو تھے
علم و عمل کا کوہ ہمالہ چلا گیا

عرش بریں کو جس کی بلندی پہ ناز تھا
علم رضا کا اب وہ ستارہ چلا گیا

سونی سی لگ رہی ہے یہ ساری کائنات
اختر رضا وہ پیر ہمارا چلا گیا

رہنا ہے ایک ہی کے زمانے میں آپ کو
دے کر پیغام سب کو اشارہ چلا گیا

جو کچھ ملا ہے تجھ کو انہی کا یہ فیض ہے
رہبر کی مشکلوں کا سہارا چلا گیا

مولانا مفتی شمس الدین احمد رضوی، بہرائچ شریف
خلیفہ حضور مفتی اعظم ہند

اختر برج ہدیٰ اختر رضا خاں قادری
یاد آئیں گے سدا اختر رضا خاں قادری

سو رہے ہیں رحمت و انوار کی آغوش میں
تا ابد روشن رہو اختر رضا خاں قادری

یوم جمعہ وقت مغرب بیس جولائی تھی وہ
جب ہوئے تم سے جدا اختر رضا خاں قادری

بستی بستی قریہ قریہ میں تمہاری دھوم ہے
ہے یہی سب کی صدا اختر رضا خاں قادری

سنیوں کو یوں دکھائی آپ نے راہ نبی
مل گئی راہ خدا اختر رضا خاں قادری

ہم غریبوں کو بروز حشر لیکر جائیں گے
پیش محبوب خدا اختر رضا خاں قادری

سنت سرکار طیبہ کے مطابق تھی ڈھلی
آپ کی ہر اک ادا اختر رضا خاں قادری

قادری جامہ پہن کر جائیں گے روز جزا
آپ کے سارے گدا اختر رضا خاں قادری

شان عالم کی بھلا تحسین کیا ہے آپ پہ
اک زمانہ ہے فدا اختر رضا خاں قادری

ہیں بفضل خدا اختر قادری
نائب مصطفیٰ اختر قادری

راہبر و رہنما اختر قادری
میرے حاجت روا اختر قادری

مفتی اعظم ہند کے جانشیں
حسن حامد رضا اختر قادری

اعلیٰ حضرت کے وارث ہو تم بالیقیں
اے مرے مقتدا اختر قادری

مسلک اعلیٰ کی پہچان کے واسطے
آپ ہیں آئینہ اختر قادری

ہر زباں پہ یہ نغمہ رہے گا سدا
خلد میں چل دیا اختر قادری

شان عالم یہ ہے شیخ غوث الوریٰ
پیر تیرا ہوا اختر قادری

مولانا محمد رحمت اللہ صدیقی،
مدیر اعلیٰ پیغام رضا ممبئی

پیر پاکاں جہاں اختر رضا خاں ازہری
اس زمیں پر آسماں اختر رضا خاں ازہری

فضل کا کوہ گراں اختر رضا خاں ازہری
علم کا بحر رواں اختر رضا خاں ازہری

ان کی عظمت کی حدوں کو جان پائے کیا کوئی
یوں رہے ہیں پر نہاں اختر رضا خاں ازہری

ہے اگر چشم بصیرت دیکھ لو تم غور سے
خلد کے ہیں پاسباں اختر رضا خاں ازہری

یوں تو لاکھوں ہیں جہاں میں علم و فن کے تاجور
بحر میں ہیں ضوفشاں اختر رضا خاں ازہری

آپ کا مانا نہیں جس نے کبھی بھی حق فیصلہ
ہوگیا وہ رائیگاں اختر رضا خاں ازہری

شہر میں اپنے لگا کر چاہنے والوں کی بھیڑ
کر دیا سب کچھ بیاں اختر رضا خاں ازہری

حق بیاں حق کی زباں حق پاسباں حق ہے یہی
دین کے روح رواں اختر رضا خاں ازہری

کیا بگاڑے گی بھلا میرا یہ سورج کی تپش
سر پہ میرے سائباں اختر رضا خاں ازہری

جس کی سانسوں میں بسا ہے مسلک احمد رضا
اس پہ دل سے مہرباں اختر رضا خاں ازہری

ہر طرف سے حملہ ور ہے برق و شرر دیکھئے
جل نہ جائے آشیاں اختر رضا خاں ازہری

ان کی وحدت سے سدا باطل سراسیمہ رہا
حق کے ہیں برق تپاں اختر رضا خاں ازہری

لے کے کشکول وفا در پہ تیرے کب سے کھڑا
ہے یہ رحمت تشنہ جاں اختر رضا خاں ازہری

مولانا مفتی محمد اختر حسین

عظمتوں کے پاسباں تھے سیدی اختر رضا
اہل سنت کا نشاں تھے سیدی اختر رضا

زہد و تقویٰ علم و حکمت فکر و فن کی بزم میں
سب پہ فائق بے گماں تھے سیدی اختر رضا

غوث اعظم کے توسل اعلیٰ حضرت کے طفیل
حق کے کیسر کارواں تھے سیدی اختر رضا

اختر برج شرافت نیر چرخ کرم
پیار کے بحر رواں تھے سیدی اختر رضا

جلوۂ احمد رضا اور پرتو حامد رضا
مفتیٔ اعظم کی شاں تھے سیدی اختر رضا

جملہ ارباب بصیرت کا کھلا اعلان ہے
مرکز ہر نکتہ داں تھے سیدی اختر رضا

عشق سرور دو عالم کی بدولت دہر میں
مقتدائے سنیاں تھے سیدی اختر رضا

اختر خستہ جگر کا حال سب مشہور ہے
اس پہ بے حد مہرباں تھے سیدی اختر رضا

جناب حبیب احمد صاحب رضوی کیف شیخوپوری

ذہن و دل کا گوشہ گوشہ فخر ازہر کے لئے — جسم و جاں کا تانا بانا فخر ازہر کے لئے
میں ہی کیا ہر عاشق و دانا یہی کہتا ہے آج — روئے گا صدیوں زمانہ فخر ازہر کے لئے
جان دے دے گا یقیناً یہ مرا ایمان ہے — فخر ازہر کا دیوانہ فخر ازہر کے لئے
تان رکھا ہے فرشتوں نے یہ لگتا ہے میاں — رحمتوں کا شامیانہ فخر ازہر کے لئے
ٹھنڈے دل سے سوچ لیتے عقل کے اندھے بھی — کیوں زمانہ رو رہا ہے فخر ازہر کے لئے
چل پڑا شہر بریلی کی طرف دیوانہ وار — ناتواں مفلس توانا فخر ازہر کے لئے
سب کو دیتے تھے دعائیں سب پہ کرتے تھے کرم — کچھ نہ تھا اپنا بیگانا فخر ازہر کے لئے
ہم اسے اپنا سمجھتے ہیں نہ سمجھیں گے کبھی — جس کے سینے میں ہے کینہ فخر ازہر کے لئے
اعلیٰ حضرت مفتیِ اعظم نے چھوڑا تھا میاں — علم و حکمت کا خزانہ فخر ازہر کے لئے

ان کا دل چاہتا تھا جب حج جاتے تھے کیف
رو رہی کیا تھا مدینہ فخر ازہر کے لئے

قطعہ تاریخ وصال شریف حضرت تاج الشریعہ رحمۃ اللہ علیہ

پیار کا دریا محبت کا سمندر سو گیا
دوستو! اس سانحہ پہ آسماں تک رو گیا
سن کے بولا ایک ''دم دل رحلت اختر میاں'' (۲۰۱۸ء)
''حق بڑا غمگین زمانہ'' ایک پل میں سو گیا (۱۴۳۹ھ)

مولانا مفتی نعیم رضا مصباحی

کیا ہی اونچی ہے تمہاری شان اختر واہ واہ — اولیں اعزاز تم کو فخر ازہر واہ واہ
جو بھی مسئلہ سامنے آئے وہ ہو جاتا تھا حل — ہر کتاب علم و فن تھی تم کو ازبر واہ واہ
خاندان اعلیٰ حضرت کے ہو تم علمی چراغ — روشنی سے جس کی چمکے بحر اور بر واہ واہ
پیکر کامل عالم عامل تمہاری ذات ہے — موجزن تھے تم میں کتنے ہی سمندر واہ واہ
مفتی اعظم کا پرتو وارث علم رضا — ایک اختر میں سمائے لاکھ اختر واہ واہ
ہو نہیں سکتے مقابل شمس کا ماہ و نجوم — اختر ما شمس سے بھی پہ ہے اظہر واہ واہ
اس لئے بھی کچھ ابھر کر رہ گئے ہیں آج کل — ایک اختر شمس سے بھی کیوں ہے اظہر واہ واہ
سنیت کی پختگی دی سینوں کو باخدا — فیض مرشد آج بھی ہے اپنا رہبر واہ واہ
سیدی اختر رضا کی روشنی سے سارے نعیم — زندگی رفتہ ہوئی ہے راہ انور واہ واہ

محمد سلمان رضا فریدی صدیقی مصباحی
بارہ بنکوی، مسقط عمان

اس کلام میں ہر شعر کا آغاز مرشد کے اسم گرامی ،، ا خ ت ر ـ ر ض ا ـ خ ا ن ـ ا ز ہ ر ی ـ (اختر رضا خان ازہری) کے حروف تہجی کی ترتیب سے کیا گیا ہے۔ منقبت کے ساتھ مرشد کی بارگاہ میں یہ خصوصی نذرانہ بھی ہے۔ لہٰذا یہ کلام جہاں پڑھا جائے۔ کوشش ہو کر مکمل پڑھا جائے۔۔۔

(ا): اہل سنن کی آنکھ کا تارا چلا گیا
افسوس، پاسباں وہ ہمارا چلا گیا

(خ): خستہ جگر ہے عالم اسلام و سنیت
ارباب علم وفن کا سہارا چلا گیا

(ت): تقسیم کر کے عشق نبی کی تجلیاں
افسوس اب وہ ماہ دل آرا چلا گیا

(ر): روح سخن، وقار ادب، آبروئے فن
حکمت کا اک عظیم ستارہ چلا گیا

(ر): رونق تھی جس کے دم سے حریم علوم کی
دنیا سے وہ رضا کا دلارا چلا گیا

(ض): ضرب شدید نجدیت کو لگائی ہے
باطل سے عمر بھر جو نہ ہارا، چلا گیا

(ا): اختر میاں کو دیکھ لو جانے سے پہلے تم
کر کے وہ عاشقوں کو اشارہ چلا گیا

(ط): خوش بخت ہیں وہ جن کو زیارت ہوئی نصیب
اب وہ نہ مل سکے گا دوبارہ، چلا گیا

(ا): اک شمع جسکے چاروں طرف عاشقوں کی بھیڑ
جس سے تھا یہ حسین نظارا، چلا گیا

(ن): نور نظر وہ حامد و نوری کا بخت عظیم
دونوں کی بحر فن کو وہ دھارا چلا گیا

(ا): اللہ نے جسے کیا مجموعہ علوم
وہ انجمن سخن کی، وہ ادارہ چلا گیا

(ز): زائل نہ ہوگا لوح عقیدت سے اسکا نام
تاعمر جسنے سبکو سنوارا چلا گیا

(ھ): ہر سمت اسکے عہد ہستی کی گونج ہے
اپنا بنا کے سب کو، ہو پیارا چلا گیا

(ر): رحمت ہو اسکی قبر پہ رب غفور کی
جسنے جمال حق کو نکھارا چلا گیا

(ی): یزداں کے فیصلے پہ مریدی کا سر ہے خم
صد آہ، قلب عشق کا پارہ چلا گیا

محمد فہیم رضا تحسینی، بریلی

بفضل کبریا میں ہوں گدا تاج شریعت کا
زہے قسمت مجھے دامن ملا تاج شریعت کا

وہ مفتی تھے محدث تھے مفسر اور محقق تھے
بجے گا علم کا ڈنکا سدا تاج شریعت کا

وہی تو حجۃ الاسلام کے لاریب مظہر تھے
رخ انور چمکتا چاند سا تاج شریعت کا

جناب مفتی اعظم کے سچے جانشیں ہیں وہ
بلندی پر نہ ہو کیوں مرتبہ تاج شریعت کا

رضا سے پیار کا دعویٰ تو اختر سے عداوت کیوں
رضا کا ہوگیا وہ جو ہوا تاج شریعت کا

فہیم قادری تو ناز کر اپنے مقدر پہ
کہ تیرے سر پہ ہے جب سے عطا تاج شریعت کا

مولانا محبوب گوہر اسلام پوری

صدر بزم سنیت ، معمارِ ملت چل بسے
وارث علم رضا ، t ج شریعت چل بسے

اس سے بڑھ کے بات ہوگی اور کیا افسوس کی
ملت بیضا کو تھی جس کی ضرورت چل بسے

ہم محبانِ رضا کو دے کے صدمہ اکبر کا
اس جہاں سے جانشین اعلیٰ حضرت چل بسے

چاہنے والوں کو یونہی چھوڑ کر یا سیدی
آپ کیوں چپ چاپ سوئے باغ جنت چل بسے

کوئی بولا کر گئے اختر رضا خاں انتقال
کوئی بولا سربراہ اہل سنت چل بسے

فکر کی دہلیز پہ مدح رسالت کے چراغ
کر کے روشن عاشق ماہ نبوت چل بسے

جس کا عزم و حوصلہ چٹان سے بھی سخت تھا
آہ وہ سرخیل بزم استقامت چل بسے

جس کے کردار و عمل سے پورے شرق و غرب میں
ہو رہی تھی اہل سنت کی اشاعت چل بسے

باخدا کہتا ہوں میں دھک سے کلیجہ ہو گیا
جب خبر پہنچی کہ سالار جماعت چل بسے

سونا سونا کیوں نہیں ہو علم و حکمت کا دیار
جب کہ گوہر t جدار علم و حکمت چل بسے

مولانا محبوب گوہر اسلام پوری

اترا اترا سا ہے چہرہ آپ کے جانے کے بعد
قلب کو پہونچا ہے صدمہ آپ کے جانے کے بعد

ہے جہان اہل سنت میں بپا حزن و ملال
اے مرے تاج الشریعہ آپ کے جانے کے بعد

ایک دو دن میں ہو تو ہم کریں اس کا شمار
ہے خسارہ ہی خسارہ آپ کے جانے کے بعد

بستی بستی مضمحل ہے قریہ قریہ ہے اداس
چارسو ہے غم کا پہرا آپ کے جانے کے بعد

صرف اپنے ہی نہیں اغیار بھی غمگین ہیں
کیا خبر تھی ایسا ہوگا آپ کے جانے کے بعد

تھا تو پہلے بھی مگر آدھا ادھر آدھا ادھر
اب ہے سارا درد یکجا آپ کے جانے کے بعد

سنیت پہ آپ کا کتنا بڑا احسان ہے
وہ بھی منظر سب نے دیکھا آپ کے جانے کے بعد

آپ کے دیدار سے دھلتے تھے آنکھوں کے گناہ
یاد آتا ہے وہ لمحہ آپ کے جانے کے بعد

اس کو لفظوں میں بیاں کیسے کرے یا سیدی!
غم ہوا گوہر کو جتنا آپ کے جانے کے بعد

مولانا محمد اسرائیل نعمان
بیری ضلع ہبلی شریف

اے امام عالماں، عالی نسب، عالی مقام
اختر برج ہدایت صورت ماہِ تمام

مرجع ارباب مسند، مقتدائے سنیت
جانشین اعلیٰ حضرت، آفتاب رضویت

جان جاناں ہم چناں رخصت شدی از دنیاں
گفتہ لبیک آں پیک اجل ناگہاں

چوں رسد عالم خبر رحلت شیخ اجل
ششدر و حیراں شدہ عالم بلا لیت و لعل

آں شنیدی موتِ عالم موتِ عالَم می شود
مثل اختر عالم کامل بہ مشکل می بود

مثل او در اہل زمانہ ہیچ کس ہرگز نبود
من نمی گفتم فقط بر قول من خلقت شہود

فیض او در ہر زمانہ زندہ و پائندہ باد
یا خدا از فیض او نعمان شد آباد و شاد

مفتی محمد مصلح الدین قادری

ہو گئے رخصت جہاں سے سیدی اختر رضا
شان سے جنت گئے ہیں سیدی اختر رضا

آبرو تھے عالم اسلام کی اختر رضا
افتخار اعلیٰ حضرت سیدی اختر رضا

قادری میخانہ سے سرشار تھے اختر رضا
مفتیٔ اعظم کے نائب سیدی اختر رضا

اعلیٰ حضرت کی کتابوں کے امین اختر رضا
یادگار اسلاف دیں تھے سیدی اختر رضا

آسمان فضل کے اختر تھے تم اختر رضا
نازش حقانیت تھے سیدی اختر رضا

ہے لقب تاج الشریعہ آپ کا اختر رضا
سطوت دین محمد سیدی اختر رضا

تیرا چہرہ جلوۂ غوث الوریٰ تھا واہ واہ
دین کی عظمت تھی تم سے سیدی اختر رضا

سنت نبوی سے سینہ آپ کا روشن رہا
جامعہ ازہر کے فارغ سیدی اختر رضا

تھے کروڑوں سے بہت اوپر جنازہ میں شریک
ہے سند مقبولیت کی سیدی اختر رضا

اپنے ہوں یا غیر ہوں ان کی طرح کوئی نہیں
ہند میں سب سے نمایاں سیدی اختر رضا

عالی رتبہ ذات ان کی نور سے معمور تھی
حسن لاثانی تھا ان کا سیدی اختر رضا

تیرے صدقہ میں دعا مقبول کرتا ہے خدا
جان و دل تیرا فدا تھا سیدی اختر رضا

چودہ سو انتالیس ہجری ۷ ذی قعدہ کی شب
رب سے ملنے جاچکے ہیں سیدی اختر رضا

غم زدہ اس حادثہ پر مصلح الدین قادری
عاشق شاہ مدینہ سیدی اختر رضا

عبید الرضا عبد الہادی خان رضوی
سجادہ نشین خانقاہ عبیدیہ رضویہ چشتیہ، بنارس

نوری صورت نوری تن اختر رضا جنت گئے

فخر دیں فخر وطن اختر رضا جنت گئے
علم کے کوہ گراں اختر رضا جنت گئے

وارث علم رضا تاج الشریعہ باصفا
زینت ارض و زمن اختر رضا جنت گئے

جنکا فتویٰ اور تقویٰ باعث تقلید تھا
وہ فقیہ دیں متیں اختر رضا جنت گئے

جسکے علم و فن کا ڈنکا ہر طرف بجتا رہا
وہ امام علم و فن اختر رضا جنت گئے

ان کو دنیا محو حیرت دیکھتے رہ گئی
وہ خسرو شعر و سخن اختر رضا جنت گئے

جنکی شعر و شاعری تھی پیکر عشق نبی
وہ خسرو شعر و سخن اختر رضا جنت گئے

وقت کے رازی و غزالی ملت بیضا کی شان
قاطع بیخ فتن اختر رضا جنت گئے

جو سراپا عشق تھا اور مرکز اسرار عشق
معدن مہر و لگن اختر رضا جنت گئے

رہنما اور رہبران حق کو جن پر فخر تھا
فخر ازہر خوش سخن اختر رضا جنت گئے

جو چمن کی جان تھا اور بوئے گل روح چمن
ہائے وہ بوئے چمن اختر رضا جنت گئے

فضل حق سے بے مثال و بے بدل تھی جن کی ذات
ہائے وہ بوئے چمن اختر رضا جنت گئے

صاحب علم لدنی فقہ و فتویٰ کے امین
غواص بحر علم و فن اختر رضا جنت گئے

دین و ملت کے نگہباں ناشر دین حنیف
نور نظر پنجتن اختر رضا جنت گئے

حاسد و فاسق نگاہیں خیرہ تھیں جسکے حضور
شمع حق نوری کرن اختر رضا جنت گئے

انکا حاسد جل رہا ہے اور جلے گا عمر بھر
نوری صورت نوری تن اختر رضا جنت گئے

رضوی جنکی ذات سے ہوتے رہے سب فیضیاب
وہ شہ شیریں سخن اختر رضا جنت گئے

علامہ صغیر احمد جوکھنپوری دامت برکاتہم العالیہ

علم کا کوہ گراں اختر رضا خاں قادری
تو ہے بحر بیکراں اختر رضا خاں قادری

جزئیات فقہیہ پر ہے تیری کامل نظر
صدر بزم مفتیاں اختر رضا خاں قادری

صورت و سیرت عمل کردار علم و فضل میں
اب تیرا ثانی کہاں اختر رضا خاں قادری

رنگ تیرا کیا چڑھا پر نور محفل ہو گئی
طلعت نوری میاں اختر رضا خاں قادری

تجھ سے جو ٹکرایا وہ مسمار ہو کر رہ گیا
مٹ گیا اس کا نشاں اختر رضا خاں قادری

چودھویں کا چاند گہنایا طلوع شمس سے
ہو گئے جب ضو فشاں اختر رضا خاں قادری

کیوں نہ پہنچیں اہلسنت منزل مقصود کو
جب ہیں میر کارواں اختر رضا خاں قادری

آج ہیں یہ آفتاب دین و ملت اے صغیر
تھے کبھی اختر میاں اختر رضا خاں قادری

مولانا فرحت صابری رضوی، سیتامڑھی

حسن جہاں نہ لذت دنیا کی بات کر
دل ہے ہمارا اس تاج شریعہ کی بات کر

جو اپنے نانا جان کا ہے سچا جانشیں
اس مصطفیٰ رضا کے نواسہ کی بات کی

جس میں تھے اک کروڑ سے زیادہ بشر شریک
اس پیر نامور کے جنازہ کی بات کر

دل میں ہے جس کے روئے منور کی تابشیں
ہر وقت اس کے چہرۂ زیبا کی بات کر

ہر پھول جس چمن کا شگفتہ ہے خوشنما
باغ رضا کے اس گل رعنا کی بات کر

اہل سنن کا جس نے عقیدہ بچا لیا
اس خاندان، کنبہ، قبیلہ کی بات کر

دادا کا جس میں حسن ہے نانا کا ہے جمال
احمد رضا کے ایسے نبیرہ کی بات کر

ہے کئی جامعات میں جو سب سے منفرد
اس ازہری میاں کے ادارہ کی بات کر

چشم کرم سے جن کے مقدر سنور گئے
فرحت بس ایسے پیر کے شجرہ کی بات کر

علامہ کوکب نورانی اوکاڑوی غفرلہ

بسمہ تعالیٰ

۱۴۳۹ ہجری	**2018ء**
امن ولی، رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ	شاہ، رضی اللہ تعالیٰ عنہ
اللھم احق ادخلنی الجنۃ	نور ایمان، رضی اللہ تعالیٰ عنہ
وقال ان المتقین فی جنت وعیون	بھائی مناقب رضی اللہ تعالیٰ عنہ
انما یخشی اللہ من عبادہ العلما	**قال، علیہ الرحمۃ والرضوان**
حزب، انما یخشی اللہ من عبادہ العلما	**مسلم، علیہ الرحمۃ والرضوان**
مطلب مقصد، **روح وریحان وجنت نعیم**	سالار علم، **واعلموا ان اللہ مع المتقین**
آں کریم، **روح وریحان وجنت نعیم**	تاج الشریعہ، **ادخلھم جنت**
ازہری میاں عدیائے فیض	تم، عاشق اعلیٰ حضرت
سالار حسن احمد رضا	اوج وجود، **والذین اوتوا العلم درجت**
بلند نصیب اختر	او حبیب، **والذین اوتوا العلم درجت**
اختر ورد دل	با کمال محمدی سنی حنفی قادری رضوی ازہری
قابل رشد رضا	بکمال علم پاسبان مسلک اعلیٰ حضرت
قدوۂ مسلک حق اہل سنت وجماعت	حدیقہ فیض رضا
حق آگاہ محمد اسمٰعیل رضا	واصل فیض رضا
سالار زمان کوکب رضا	فکری وارث رضا
آہ حبرا، تاج الشریعہ	فکری وارث رضا
آں اختر فدائے محمد	مزار منیر تابان علم وفضل

لوحِ نبیرۂ حجۃ الاسلام قدس سرہ العزیز	زبدۂ عشاق غوث پاک
صاحب فتاویٰ نبیرۂ حجۃ الاسلام	مجددِ عصر صاحب التصنیفات
اختر برج محبوب سبحانی	محب رسول الٰہی مرحوم و مغفور
اختر فلک حق	بعالی درجات متقی، مفسر، محدث، فقیہ
آل حضرت	بے بدل رحمۃ اللہ علیہ و رضی عنہ

کلام اللہ، الا ان اولیاء اللہ لا خوف علیہم ولا ھم یحزنون

صاحب الشرح، الا ان اولیاء اللہ لا خوف علیہم ولا ھم یحزنون

حکم ھادی، ادخلی فی عبادی، وادخلی جنتی

اوجِ اجداد، صاحب التصنیفات الارشاد

ماہنامہ پیغام رضا انگین کا "تاج الشریعہ نمبر" کی اشاعت پر ہم اپنی پوری فیملی کی طرف سے سرکار پیر و مرشد علامہ الحاج الشاہ محمد لیاقت رضا نوری خلیفہ سیدنا حضور مفتی اعظم ہند اور اراکین انجمن پیغام رضا مجمد وادتی کو مبارکباد پیش کرتے ہیں۔

مسلک احمد رضا پر استقامت کر عطا
میرے مرشد حضرت لیاقت رضا کے واسطے

تازہ اور ذائقہ دار کھانوں کا بہترین مرکز

نیو غوثیہ ہوٹل

TMC کامپلیکس، دکان نمبر 28 ہولے نرسی پور، ضلع ہاسن، کرناٹک

مالکان:

- محمد عنایت رضوی صاحب
- محمد لیاقت رضا رضوی
- مولانا آصف رضا لیاقتی
- محمد حامد رضا رضوی
- غلام مصطفیٰ رضا نوری

ماہنامہ پیغام رضا انگین کا "تاج الشریعہ نمبر" کی اشاعت پر ہم اپنے پیر و مرشد خلیفہ حضور مفتی اعظم ہند علامہ الحاج الشاہ قاری محمد لیاقت رضا نوری صاحب قبلہ کی خدمت میں نہایت احترام و عقیدت کے ساتھ مبارکباد پیش کرتے ہیں۔

کیوں نہ پھر رضوی چمن مہکے لیاقت ملک میں
باغ طیبہ سے بریلی میں بہار آئی ہے

دعاؤں کا طلب گار: **پروپرائٹر محمد شاہ میر رضوی لیاقتی**

D.H.K. Hotel

ہاسن روڈ، ہولے نرسی پور، کرناٹک، موبائل: **9445272551**

ناشتہ اور کھانا ہمہ وقت تیار رہتا ہے۔ خدمت کا موقع دیجئے۔

یا اللہ اپنے کرم اور حضور رحمت عالم ﷺ کے صدقے

میرے والدین و میری اہلیہ مرحومہ ثریا بانو صاحبہ رضوی

کو جنت الفردوس میں اعلیٰ مقام عطا فرما آمین۔

ماہنامہ پیغام رضا آئین کا "تاج الشریعہ نمبر" کی اشاعت پر پیر و مرشد حضور الحاج الشاہ قاری محمد لیاقت رضا نوری صاحب قبلہ کی خدمت میں مبارک باد پیش کرتے ہیں۔

نثار احمد رضوی: مکسبلی ہوسے نرسی پورہ ضلع ہاسن۔ کرناٹک

یا اللہ حضور با کرم تاجدار مدینہ ﷺ کے صدقے میرے والد

مرحوم عبد العلی صاحب کو اپنی رحمتوں کا سایہ اور جنت الفردوس اور میری

والدہ فاطمہ صاحبہ رضوی کی عمر میں برکتیں۔ ہمارے پورے خاندان کو اپنا حفظ

و ایمان اور مسلک اعلیٰ حضرت پر استقامت عطا فرما آمین۔

ماہنامہ پیغام رضا آئین کا "تاج الشریعہ نمبر" کی اشاعت پر ہم اپنے پیر و مرشد حضور لیاقت ملت مدظلہ العالی خلیفہ حضور مفتی اعظم ہند کی خدمت میں مبارک باد پیش کرتے ہیں۔

محمد ذکریا رضوی لیاقتی · الحاج محمد سلیم رضوی لیاقتی · محمد پاشا رضوی لیاقتی

PCB کالی پلاسٹر بالے ہنور ضلع چکمگلور کرناٹک

یااللہ یارحمٰن یارحیم آقائے کائنات ﷺ کے صدقے غوث وخواجہ ورضا

اور میرے دادا پیر سرکار مفتی اعظم کے صدقے میں

میرے والدین کو جنت الفردوس میں اعلیٰ مقام عطا فرما آمین ثم آمین۔

میرے اہل وعیال کو صحت وعافیت کے ساتھ رکھیں،

اور مسلک اعلیٰ حضرت پر استقامت عطا فرما۔

مسلک احمد رضا پر استقامت کر عطا

میرے مرشد حضرت لیاقت رضا کے واسطے

ماہنامہ پیغام رضا اڈیشن کا "تاج الشریعہ نمبر" کی اشاعت پہ

حضور پیرو مرشد علامہ الحاج الشاہ قاری **محمد لیاقت رضا نوری** خلیفہ سیدنا حضور مفتی اعظم ہند

اور **انجمن پیغام رضا ٹرسٹ** کو دلی مبارکباد۔

الحاج محمد الیاس رضوی لیاقتی

کالی پا ہتھر بالے ہنور ضلع چکمگلور کرناٹک

بلاری واطراف میں اہل سنت وجماعت کی کتب کا سب سے بڑا مرکز

رضا بک ڈپو

مولانا علی رضا صاحب رضوی

بازار کلاں رضا مسجد کے سامنے بلاری ضلع مرادآباد یوپی

ماہنامہ پیغام رضا اڈیشن کا "تاج الشریعہ نمبر" کی اشاعت پہ

خلیفہ حضور مفتی اعظم ہند حضور لیاقت ملت الحاج الشاہ قاری محمد لیاقت رضا نوری صاحب قبلہ

کی خدمت میں نہایت احترام وعقیدت کے ساتھ مبارکباد پیش کرتے ہیں۔

تاج الشریعہ نمبر ہمارے یہاں دستیاب ہے۔

جناب محمد صادق اللہ صاحب
ایڈووکیٹ، ایڈوائزر، آل کرناٹک علماء بورڈ
بانی و سابق ادارہ امام احمد رضا اکیڈمی بہار، ہیٹ چیرو دگر، کرناٹک

اظہار خیال

انجمن پیغام رضا ٹرسٹ بھدراوتی اپنے وجود سے لے کر اب تک مسلسل پیغام رضا کو عام و تام کرنے میں متحرک معروف ہے۔ جب مسلک اعلیٰ حضرت پر حملہ ہوا اور اصطلاح مسلک اعلیٰ حضرت کو نشانہ تنقید بنایا گیا تو اس وقت بھی یہ ادارہ حرکت میں آیا اور تقریباً چھ سو صفحات پر مشتمل اکابرین کے اقوال کی روشنی میں مدلل و مفصل کتاب بنام "مسلک اعلیٰ حضرت حقائق و معارف" کو چھپوا کر اس کی اشاعت کی یہ ایک بہت بڑا کام ہے جس کی بنیاد پر یہ ادارہ صبح قیامت تک جانا جاتا رہے گا گویا اس ادارے نے وہ کام کر کے اپنی حیات مستعار کو دوام عطا کر دیا ہے۔ اس کے بعد اس ادارہ نے "مفتی اعظم نمبر" کی اشاعت کروایا وہ بھی تقریباً سات سو صفحات پر مشتمل ہے۔ اس ادارہ نے کنز الایمان کی اشاعت کروائی اور اہل اسلام کے گھروں سے وہابیوں کا ترجمہ نکلوا کر اس کو کنز الایمان عطا کیا۔ غریب لوگوں کی دولت کدہ سے پرانا لیکر اس کو نئی کتاب کنز الایمان کی شکل میں دیا اور ہزاروں میں اس کو فری تقسیم کروایا۔ اس ادارہ سے ماہنامہ پیغام رضا جاری تھا جو ایک زمانے تک مسلسل جاری رہا، پمفلٹ، اشتہارات اور کتابچے تو بے شمار نکلے اور نکل رہے ہیں۔ صباحیہ و مسائیہ تعلیم کا انتظام بھی ہے جہاں چھوٹے بچے بچیاں بالخصوص اسکول کے بچے دینی تعلیم و تربیت سے آراستہ ہوتے ہیں اس ادارہ نے مسجد اعلیٰ حضرت کیلئے زمین کی بھی خریداری کر لی ہے تاکہ مسلک اعلیٰ حضرت کی روشنی کامل عمل کا پیغام دیا جاسکے۔ اس ادارہ نے دینی معیاری تعلیم و تعلم کے ارادے سے دار العلوم کی بنیاد رکھنے کیلئے وافر مقدار میں زمین کی خریداری کر لی ہے۔ جلسہ، جلوس اور اکابرین ملت کے اعراس کا بھی اہتمام کرواتے رہتے ہیں عرس صد سالہ میں محقق علی الاطلاق امام اہلسنت امام احمد رضا خان قادری برکاتی علیہ الرحمۃ والرضوان کے رسائل بزبان انگلش منظر عام پر

لانے کا ارادہ رکھتے ہیں۔ اس سے قبل الامن والعلی انگریزی زبان میں اشاعت کروا چکے ہیں۔ اہلیان کرناٹکا کا خیال کرتے ہوئے کرناٹک کی زبان میں کنزالایمان کا ترجمہ کروا چکے ہیں اور کنڑی زبان میں کنزالایمان کی اشاعت اور بریلی میں اجرا کا بھی خیال ہے حضور حافظ ملت علیہ الرحمۃ الرضوان کے اس جملے پر کامل عمل ہے کہ "زمین پر کام زمین کے اندر آرام اور ہر اعتراض کا جواب کام ہے"۔

علوم وفنون کی جامع شخصیت حضور تاج الشریعہ علیہ الرحمۃ الرضوان کے انتقال پُرملال پر غم ودکھ کا جہاں اظہار کیا وہیں بریلی شریف میں بیٹھ کر یہ بھی طے کر لیا کہ عالم اسلام کی اس عبقری شخصیت کی خدمات کا اعتراف وشکریہ نمبر کی اشاعت کے ذریعہ کیا جائے اور وہیں اعلان کر دیا گیا بندہ دہلی کے میٹنگ سے فارغ ہو کر بارگاہ مخدوم میں شرف دیدار کیلئے حاضر تھا ہمارے ساتھ مولانا مشتاق صاحب اور مفتی مقصود عالم فرحت ضیائی صاحب بھی موجود تھے کیا پتہ تھا کہ جس مخدوم کے دیدار کیلئے حاضر ہیں اور مرکزی دارالافتاء میں بیٹھ کر انتظار کر رہے ہیں کہ نماز مغرب کے بعد حجرہ مبارکہ کا دروازہ کھلے گا اپنے پیر کی زیارت کریں گے ان کے فیوض وبرکات کی نورانیت سے اپنے وجود کو نور بار بنائیں گے۔ وقت پر دروازہ بھی کھلے گا پروانے شمع محبوبی پر قربان بھی ہو گئے۔ لذت دیدار آنکھیں بھی منور ہو گئی مگر حیات ظاہری کا یہ آخری انتظار بھی ہوگا اور آخری دید بھی ہوگی جب اس منظر کو یاد کرتا ہوں تو منہ کو کلیجہ آجاتا ہے اور دل یہ کہتا ہے اے صادق اللہ تیرے پیر کو تیری کوئی ادا یقیناً پسند تھی تو بریلی گیا نہیں ہے بلکہ بلایا گیا ہے انتظار تو کر نہیں رہا تھا کروایا جا رہا تھا۔ دل سوز وجگر پاش مناظر کا مشاہدہ بھی کروایا جا رہا تھا کہ اس طوفان بلاخیزی میں بھی آنکھیں کھول کر اپنے پیر ومرشد کا مقام دیکھ لے اور یہ یاد رکھ جو دین پر قربان ہوتا ہے اللہ اس کو حیات جاوید عطا فرما دیتا ہے اے صادق اللہ تو نے اپنے ذہن وفکر اور وسعت طاقت کے مطابق مسلک رضا کیلئے کام کرتا رہا ہے اور مزید کوشاں ہے یہ ادا تیرے پیر کو پسند ہے اسلئے نماز جنازہ میں شرکت کیلئے طلب کر لیا ہے تاکہ قطب الارشاد کی نماز جنازہ ادا کر کے فرمان رسول صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کے مصداق بخشا اور انعام مغفرت کا مستحق ہو جاتا۔ اللہ اللہ جو مجمع جنازے میں دیکھا نہ کبھی دیکھا تھا اور یقین ہے نہ کبھی دیکھ

پاؤں تک۔ دنیا میں رہے تو مجمع اور دنیا سے جارہے ہیں تو مجمع حضور تاج الشریعہ رضی اللہ عنہ کو دیکھا اور بار بار دیکھا مگر دیکھنے کی پیاس نہ بجھی جتنا دیکھتا اتنا ہی زیادہ دیکھنے کو طبیعت کرتی۔ تبلیغ کرنے کا دعویٰ تو بہت لوگ کرتے ہیں مگر جس ذات مطلقاً تبلیغ ہو وہ فقط تاج الشریعہ ہیں پورے عالم اسلام میں طلوع ہوئے اور جہاں گئے ایمان کا اجالا عطا کر دیا۔ ہزاروں نے ایمان قبول کیا لاکھوں گناہوں سے تائب ہوئے۔ کہا جاتا ہے کہ پوری دنیا میں پندرہ کروڑ آپ کے مرید ہیں اس کو مبالغہ پر بھی محمول کر لیا جائے اور صرف پانچ کروڑ مان لیا جائے اور ایک کروڑ کو ٹھیک تسلیم کر لیا جائے تو عالم اسلام میں کوئی ایسا بڑا مبلغ دکھایا نہیں جا سکتا۔ کسی کو نبی اکرم نور مجسم صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کے جلووں کی جھلک دیکھنی ہوتی تو وہ اس رخ لالہ کو دیکھ لیتے تو بے ساختہ پکار اٹھتے کہ اس چہرے کے آئینہ میں ہم نے جلوہ پاک مصطفیٰ جان رحمت صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کے کو دیکھ لیا ہے۔ بڑے بڑے زمانے کے پیچھے بھاگ رہے ہیں مگر ایک ذات وارث علوم اعلیٰ حضرت مظہر حجۃ الاسلام جانشین مفتی اعظم ہند فخر ازہر مفسر اعظم ہند عالم اسلام کا قائد و رہنما حضور تاج الشریعہ علیہ الرحمۃ الرضوان کی ہے جن کے پیچھے زمانہ بھاگ رہا تھا۔ عالم پیچھے، فاضل پیچھے، مفتی پیچھے، مفسر پیچھے، محدث پیچھے الغرض عالم اسلام پیچھے پیچھے بھاگ رہے تھے رعب و دبدبہ کا یہ عالم کہ بڑے بڑے سامنے کلام کرنے سے گریز کریں وہ ہمیں یتیم کر کے چلے گئے اللہ ان کے فیض و برکات سے مالا مال فرمائے: آمین۔

انجمن پیغام رضا ٹرسٹ بھدراوتی کا ادارہ بڑا متحرک الفعال ہے اس ادارہ کے روح رواں، سالار اعظم صوفی باصفا رہبر شریعت، پیر طریقت حضور محمد لیاقت رضا صاحب قادری برکاتی رضوی نوری خلیفہ حضور مفتی اعظم ہند و امام علم التوقیت مرادآبادی بانی و مہتمم دارالعلوم غریب نواز اجین ہیں درحقیقت دیکھا جائے تو یہ تنظیم کا نام اسی شاہین صفت مرد قلندر کا ہے یہ سارے دینی خدمات تو ہماری نگاہوں کے سامنے ہے۔ پوری ریاست کرناٹک میں اس مرد مجاہد نے جو خدمات انجام دے چکے ہیں اور اب تک دے رہے ہیں وہ آب زر سے لکھنے کے قابل ہیں یہ تو صرف کرناٹک کی بات ہے ورنہ گجرات، مہاراشٹرا، راجستھان، مدھیہ پردیش، بہار، اور یوپی بلکہ اور کنٹری میں کتنے خدمات ہیں جن کا احاطہ یہاں ممکن نہیں اور نہ میرے علم میں ہے البتہ اتنا جانتا ہوں کہ کثرت تنظیم کے بانی

ہیں۔ مساجد و مدارس کی کثرت ہے جس کے بانی بھی آپ ہیں۔ تمام ادارے سے جو کام کر رہا ہے ہیں یہ انھیں کا حق ہے۔ اس کے باوجود اظہار نہیں فرماتے ان کی سب سے بڑی اور امتیازی خصوصیت یہ ہے کہ اپنے مریدوں کو آزاد نہیں چھوڑتے۔ بھائی کہتے ہیں دکھ سکھ میں شریک رہتے ہیں اور سب کو دینی خدمات میں متحرک رکھتے ہیں اور مسلک اعلیٰ حضرت کے غداروں سے کوئی سمجھوتا نہیں کرتے۔ مفتی اعظم ہند کے حیات میں خادم کی حیثیت سے تو خدمت کر ہی چکے ہیں پیر برحق نے اس خدمت کو قبولیت کا درجہ بخش دیا ہے کہ بیک وقت خادم و مخدوم دونوں ہیں۔ اللہ عزوجل صحت و تندرستی کے ساتھ حیات خضر عطا فرمائے آمین سارے اہل خانہ، تمام مریدین و متوسلین بالخصوص انجمن پیغام رضا ٹرسٹ کے جملہ کارکن اور سپاہیان حضور محمد لیاقت رضا نوری و جملہ مسلمانان عالم کو حضور تاج الشریعہ اپنے پیر کے فیوض و برکات سے مالا مال فرمائے آمین

مشتاق احمد رضوی نظامی

جوائنٹ سکریٹری آل کرناٹک علما بورڈ

ساکن ہبلی ضلع داونگیرہ کرناٹک

کبھی نہ بھلانے والا ایک حیران کن سفر

راقم مشتاق احمد رضوی نظامی بروز منگل ۱۲ جولائی ۲۰۱۸ء حضرت مفتی مقصود عالم فرحت ضیائی باسیٹ وجناب ایڈوکیٹ محمد صادق اللہ رضوی چتر درگہ ان حضرات پر مشتمل قافلے کے ساتھ بذریعے ٹرین کے داونگیرہ کرناٹک سے عروس البلاد مالیگاؤں کے لئے روانہ ہوا جولائی ۱۸ کو ایک میٹنگ تحریک فروغ اسلام کے نام منعقد دہلی کے ایک شاندار ہوٹل میں طے تھی اسمیں شرکت اور اتفاقاً راستے میں نوری مشن کے ایک اہم رکن جناب غلام مصطفی نوری کے جانب سے دی گئی دعوت ۱۵ جولائی مالیگاؤں مدینہ مسجد میں منعقد عرس صدر الشریعہ علیہ الرحمہ میں خصوصی مہمان کی حیثیت سے ہمیں شرکت کرنا تھا مالیگاؤں سے ہوکر ناگپور ہوتے ہوئے دہلی پہنچنا تھا اور آخر میں ممبئی ہوکر واپس کرناٹک آجانا تھا سفر کا مقصد عرس صدر الشریعہ میں حاضری تحریک فروغ اسلام کے اجلاس میں شرکت اور خصوصاً صدسالہ عرس رضوی کی کچھ تیاریاں اور ان مذکورہ شہروں کے چند تنظیم اور تحریکوں کے ذمہ داران سے صدسالہ عرس رضوی کو لیکر تبادلہ خیال کرنا بھی ایک اہم مقصد تھا۔

کرناٹک سے دہلی تک طے شدہ پروگرام جلسے، اجلاس، ملاقاتیں، سب کچھ اپنے وقتوں کے مطابق ہو چکے تھے ۲۱ جولائی دہلی سے ممبئی کو روانگی تھی ۱۹ جولائی دوپہر بریلی شریف کے لئے بریلی ایکسپریس سے بریلی شریف کے لئے روانہ ہوگئے بریلی شریف پہنچنے سے قبل مراد آباد اسٹیشن آنے سے پہلے ہم نے حضرت مولانا قاری نظر سلامی صاحب سے رابطہ کیا تو قاری صاحب کے اصرار پر ہم نے انکی دعوت قبول کرتے ہوئے مراد آباد اسٹیشن ہی میں اتر گئے قاری صاحب نے جہاں امامت فرماتے ہیں اسی لال مسجد کے بالائی حصے حجرے میں ہم لوگوں کے کھانے و قیام کا بہترین انتظام فرمایا تھا کھانے سے فارغ ہوکر ہم لوگ قاری

صاحب کے ہمراہ بارگاہ صدر الافاضل علامہ مفتی نعیم الدین مرادآبادی علیہ الرحمہ کے مقدس آستانے پہنچ کر زیارت کی فاتحہ پڑھی جامعہ نعیمیہ کا وہ خوب صورت منظر جس سے لاکھوں تشنگان علم و معرفت علم و حکمت کے درخشندہ ستارے بنکر ساری دنیا میں دین و سنیت کی ترویج و اشاعت میں لگے ہیں اس خوب صورت عمارت کا نظارہ کرتے ہوئے ہم لوگ قیام گاہ لال مسجد پہنچے ظہر کی نماز قاری صاحب کی پر کیف خوشنما تلاوت سنتے ہوئے انکی اقتدا میں ادا کی پھر سے معمول کے مطابق چائے بسکٹ کا انتظام ہوا چائے سے فارغ ہوکر بریلی شریف کیلئے نکلنا چاہ رہے تھے کی ممبر رامپور سے دارالافتا شہر رامپور حضرت علامہ مفتی سید شاہد علی رضوی نوری جمالی مفتی ذبیح اللہ رضوی بھوری سے رابطہ ہوا تو انہوں نے حضرت کو خبر دیدی کے ہم لوگ رامپور ہوتے ہوئے بریلی شریف جا رہے ہیں تو حضرت علامہ سید شاہد علی صاحب قبلہ دام ظلہم نے مفتی ذبیح اللہ صاحب کے ذریعے ہمیں ملنے کی دعوت دی چونکہ ہم لوگ مسافر تھے ہی اور لگاتار سفر کی صعوبتیں میں تو برداشت کرلیتا مگر فخر قوم و ملت ایڈوکیٹ محمد صادق اللہ رضوی صاحب جنکی عمر اس وقت لگ بھگ ۶۵ سال کے قریب میں نے انکی رائے لے ہماری مفتی ذبیح اللہ صاحب کی دعوت کو قبول کرلیا البتہ ہمارے شریک سفر مفتی مقصود عالم ضیائی صاحب سے گوش گذار کر دیا تھا کی ہمیں اگر اس دوران سفر وقت ملا تو تھوڑی دیر کے لئے سہی رامپور ضرور رکتے اور حضرت مفتی سید شاہد علی صاحب قبلہ کی بارگاہ میں ضرور حاضری دیتے چونکہ یہاں حضرات کا مرادآباد رامپور کا پہلا سفر تھا اور اس حقیر کا کئی بار مرادآباد رامپور آنا جانا رہا ہے۔

حضرت قبلہ کے یہاں سے رخصتی کی اجازت لیکر ہم لوگ بریلی شریف کیلئے روانہ ہوگئے جمعہ کا دن ۲۰ جولائی ۲۰۱۸ تقریباً ۱۲ بج چکے تھے رامپور روڈویز سے بس پکڑلی اور اپنے مقررہ وقت پر کنڈیکٹر نے ڈرائیور کو اشارہ دیا بس نکل پڑی جس وقت بس بریلی شریف کے قریب پہنچنے والی تھی میں نے سوچا کہ چلو ہمارے بریلی شریف آنے کی خبر شہزادۂ تاج الشریعہ علامہ عسجد رضا صاحب قبلہ کو دیدی جائے تاکہ نماز جمعہ سے قبل یا جمعہ کے بعد حضرت سے ملاقات کا موقع عنایت فرمادینگے تو مغرب سے قبل یا بعد نماز مغرب پھر سے رامپور ہوتے ہوئے دہلی فجر کی نماز تک چلے جائینگے کیونکہ ۲۱ جولائی کو دہلی سے ممبئی کے لئے دوپہر ایک بجے حضرت نظام الدین جنکشن سے ہمیں نکلنا تھا قریباً ایک بجکر کچھ منٹ ہوئے تھے میں نے حضرت علامہ عسجد رضا خان صاحب قبلہ کو فون لگایا

تو آپ نے اس حقیر کے فون کو ریسیو کیا اور کچھ منٹ بات ہوئی میں نے دوران گفتگو بتایا کے میرے ساتھ ایڈوکیٹ محمد صادق اللہ رضوی اور مفتی مقصود عالم فرحت ضیائی بھی ساتھ ہیں آپ سے طلاق ثلاثہ کے حوالے سے جو سپریم کورٹ میں کیس درج ہے اس حوالے سے کچھ قانونی مشورہ کرنا چاہتے ہیں (پہلے بھی اس سلسلے میں وکیل صاحب نے علامہ عسجد رضا صاحب قبلہ سے بات کر چکے تھے) تو حضرت علامہ عسجد رضا صاحب قبلہ نے کہا ہاں آیئے ملاقات ہوگی پھر میں نے پوچھا کہ حضور نماز جمعہ سے قبل یا بعد جمعہ کے تو حضرت نے فرمایا کہ بعد جمعہ کے تقریباً ۱۱ بجے ہم لوگ بریلی شریف پہنچ گئے بارگاہ اعلیٰ حضرت میں فاتحہ پڑھی اور کھانا کھا کر سیدھے جمعہ کی نماز پڑھنے مسجد رضا پہنچے نماز جمعہ کے بعد ہم لوگ سیدھے حضرت مولانا اختر فاروقی صاحب قبلہ کے ساتھ مرکزی دارالافتاء جو حضرت کے گھر کے بالائی حصے پر واقع ہے پہنچے میں نے ان دونوں حضرات کو وہیں بٹھایا اور حضرت علامہ عسجد رضا صاحب قبلہ سے ملنے میں دارالافتاء سے نیچے آ گیا تا کہ ان کو ہمارے بریلی شریف پہنچنے کی خبر دے کر گزارش کر سکوں کہ ہم لوگ مرکزی دارالافتاء میں آپکا انتظار کر رہے ہیں اتفاق سے حضرت علامہ عسجد رضا صاحب مسجد رضا سے اپنے شہزادگان ہمام رضا سلمہ و حسام رضا سلمہ کے ساتھ باہر اپنے گھر کی اور تشریف لا رہے ہیں میں حضرت کو دیکھ کر گھر کے دروازے پر ہی کھڑا رہا کیوں کے یہی وقت بہتر ہے بات کرنے اور ہمارے آنے اور ملنے کی اطلاع دینے کا میرے اپنے دعوے کے مطابق بات بھی ہوئی مصافحہ کے ساتھ ملاقات بھی ہوئی دارالافتاء میں ہی میں پہونچے انتظار کرنے کو کہا گیا تو میں واپس دارالافتاء میں پہنچ گیا۔

اسی دوران مفتی مقصود عالم صاحب مفتی راحت رضوی صاحب کو ہمارے بریلی شریف آنے کی اطلاع دے چکے تھے مفتی راحت صاحب ہم لوگوں سے ملنے بعد مغرب درگاہ اعلیٰ حضرت پہنچنے کا وعدہ بھی کر چکے تھے اور اسی اثنا میں نے بھی حضرت مولانا عمر رضا رضوی جو پٹنہ کے رہے بریلی شریف ہی میں ایک ادارہ چلاتے ہیں اور تقریباً چار سے پانچ سال تک پٹنہ کا شہر کی پیدا ودھرا کی سرزمین میں مسلک اعلیٰ حضرت کی تبلیغ واشاعت میں مشغول رہے ہیں ان سے میری بات ہوتی رہی اور وہ بھی ہمارے بریلی شریف آنے کی خبر سنکر ہم لوگوں سے ملنے اور اسی بہانے بعد مغرب حضرت کی ملاقات کی خواہش لئے ملنے سیدھے مرکزی دارالافتاء پہنچ گئے گھر آگے پہنچنے میں بہت دے

ہو چکی تھی ہم لوگ مغرب کی نماز کی تیاری میں ہی تھے کی مجھ سے رہا نہیں گیا میں قبل مغرب کئی بار علامہ عسجد رضا صاحب قبلہ کو کال کرتا رہا مگر ہمیں کیا پتہ تھا کہ وہ کال کیوں نہیں اٹھا رہے تھیں پر میرے دل نے مجھ سے کہا کہ ہونہ ہو آج کسی صورت ایک نظر اپنے مرشد گرامی کو دیکھ ہی لیں حضرت کے دیدار کے شوق نے کہا اب اٹھ چل دے ندرا اپنے مرشد گرامی کے کاشانۂ اقدس کی طرف۔

شوق دیدار کے لئے جو صبر میں نے بعد جمعہ سے لیکر مغرب کے قریب تک کیا تھا اب اس صبر کا پیمانہ ٹوٹنے لگا تھا اسی بےخودی کی کیفیت دل میں لئے مرشد گرامی کے دیدار کی خواہش اس نورانی چہرے سے پھوٹتی نور کی شعاعیں اپنی آنکھوں میں بسانے کے خاطر میں حضرت کے گھر کی دہلیز پر پہونچا تو میرے کانوں نے حضرت کے خادموں کے بلک بلک کر رونے کی آوازیں سنی تو مجھے ایسے لگنے لگا کہ میرے پاؤں تلے زمین کھسکنے لگی ہے آسمان سر پر ٹوٹ پڑنے کو ہے میرے آنکھوں کے سامنے اندھیرا سا چھانے لگا میں اسی حیرانی کے عالم میں جب اندر داخل ہوا اور میں اندر داخل ہو کر کیا دیکھتا ہوں کہ حضرت اپنے اس چارپائی پر لیٹے ہیں جس پر ہمیشہ حضرت آرام فرمایا کرتے اور یہ وہی چارپائی تھی جو اپنے آخری ایام میں جس پر بیٹھ کر مفتیان کرام کے معروضات اور استفتاؤں کی سماعت کیا کرتے اور یہ وہی چارپائی تھی جس پر روزانہ فرزند ہو کرم مشکل سے مشکل سوالوں کا جواب با آسانی ارشاد فرمایا کرتے اور کئی بار اس حقیر نے بھی اسی چارپائی پر حضرت کی خدمت سے مشرف ہوا تھا اور یہ وہی چارپائی تھی جس پر بیٹھ کر حضرت بڑے بڑے مسائل کو جسکے سمجھنے میں مفتیان کرام اکثر الجھے رہتے اور حضرت ان مسائل کو آن کی آن میں حل فرمایا کرتے اور آج اپنی اسی چارپائی پر میرے مرشد گرامی اپنی ظاہری زندگی کو الوداع کہتے ہوئے مغرب کی نماز کے خاطر وضو بنا کر دوان سنتے جواب دیتے ہوئے اس دار فانی سے دار بقا کی طرف کوچ کر چلے گئے تھے مگر ہمیں کیا معلوم تھا کہ مغرب کے وقت اس طرح سے ہمیں اپنے مرشد گرامی کی ملاقات آخری ملاقات کی شکل میں ہوگی اور اس رخ زیبا کا دیدار ہی آخری دیدار ہوگا

میرے مرشد گرامی کو اس طرح چارپائی پر لیٹے ہوئے دیکھ کر دل ہی دل میں مرشد گرامی کا وہ شعر بے ساختہ زبان پر آجاتا ہے کہ

اختر قادری خلد میں چل دے   خلد وا ہے ہر ایک قادری کیلئے

ہمارے والد بزرگوار عالی جناب الحاج

G.K. امیر جان صاحب رضوی مرحوم

(مرید سرکار مفتی اعظم ہند)

سابق صدر انجمن فیضانِ رضا یالے ہنور ضلع چکمگلور کرناٹک

اللہ تبارک وتعالیٰ آقائے کائنات ﷺ کے صدقے جنت الفردوس میں اعلیٰ مقام عطا فرمائے اور ہماری محترمہ والدہ حجانی خورشید النساء صاحبہ رضوی کا سایہ شفقت ہمارے سروں پر صحت وعافیت کے ساتھ دراز فرمائے۔ آمین ثم آمین

ماہنامہ پیغام رضا اجین کے

"تاج الشریعہ نمبر"

کی اشاعت پر دلی

مبارک باد پیش کرتے ہیں

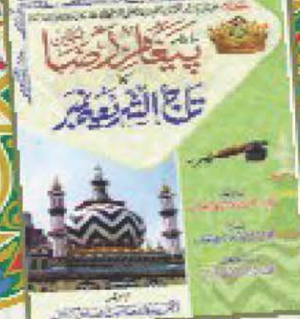

الحاج محمد عابد پاشا رضوی

الحاج محمد اکمل پاشا رضوی

الحاج محمد اسلم پاشا رضوی

کافی پلانٹر یالے ہنور ضلع چکمگلور کرناٹک (مقیم حال مسقط)

ماہنامہ پیغام رضا اجین کے

''تاج الشریعہ نمبر''

اشاعت پر ہم اراکین ادارہ خصوصاً خلیفہ سرکار مفتی اعظم ہند حضرت الحاج قاری محمد لیاقت رضا نوری صاحب کی خدمت میں مبارک باد پیش کرتے ہیں رب کائنات تاج الشریعہ کی دینی ملی علمی خدمات کے طفیل تمام امت مرحومہ کی مغفرت فرمائے ساتھ ہی ساتھ ہمارے والد ماجد الحاج صوفی جمیل احمد صاحب سیفی علیہ الرحمہ (بانی جلوس محمدی ﷺ) کے درجات بلند فرمائے اور انھیں کروٹ کروٹ جنت عطا فرمائے ہماری والدہ حجن صاحبہ کو صحت و عافیت کے ساتھ عمر دراز سے نوازے

آمین ثم آمین

دعاؤں کے طالب

حاجی مختار احمد سیفی و حاجی سمیر احمد سیفی

مدینہ جیولرس مدینہ چوک ٹھاکردوارہ ضلع مراد آباد یوپی

موبائل 9756078786

Phone : 8296112354, 8296112355

CITI MART
SUPER MARKET

ORDER YOUR GROCERIES FROM YOUR HOME

Timings : 10.00 a.m. to 9.00 p.m

Gurukripa Towers, Eshwarnagar, MANIPAL - 576104

SAUGHAATAGRO

WE PROMOTES AGRICULTURE AND DAIRY FARMING

Purity Prosperity Priority

Per Cow	Maintenance Period	Maintenance Period	Profit increases
Rs 1,06,000 Multiple	72 Months (6 Years)	Rs 4,500 to 6,000 In sha Allah	Every year In sha Allah
Application Process	**Completion of 6 years**	**Renewal of Maintenance**	**With drawal**
15 Days	Rs 1,06,000 +50,000 In sha Allah	Both party agrees By Mutual Under standing subject to cow value at that time.	30 days (Nil Profit) On written Notification Cow value returned.

For more detail contact us and visit our office. Phone : 080-25445027/25435027
#669/J 1st Floor 1st Main 2nd Block 1st Stage HBR layout Bangalore: 560043

ماہنامہ پیغامِ رضا کا تاج الشریعہ نمبر
کی اشاعت پر دلی مبارک باد پیش کرتے ہیں

Mushtaque Razvi
Prop.
Mob.: 9845490751
Senthekatte Super Market
G.S.J. Royal, Shop No. 14
Upper Ground Floox, Kallianura
Senthekatte, Udupi-576105

Abdul Khadir Razvi Liyaqti
Mob.: 9901648730
BABU AUTOMOBILE
Deals in:
Two Wheelers Spare Parts
T. K. Road, Bhadravati

Sardar Baig Razvi
Prop.
Mob.: 9448416951
RAZA
Automobiles & Lubricants
Deals in All Types of
Tow & Three Wheelers
Spares, Tube, Valcansing, Spares
B.H. Road, Bhadravati, Shimoga (D)
Karnataka - 577301

Javed Ansari
Mob.: 9826607869
Naved Ansari
Mob.: 9826566707
M.I. Disposal
Deals in:
Two Wheelers Spare Parts
117, Machanic Nagar, Indore, (M.P.)

یا اللہ میری پوری فیملی کو سرکاروں کے صدقے میں اپنا حفظ و امان اور ہم کو تاحیات مسلک اعلیٰ حضرت پر قائم رہنے کی توفیق عطا فرما میرے پیر و مرشد حضور لیاقت ملت ترجمان مسلک اعلیٰ حضرت علامہ الحاج قاری محمد لیاقت رضا نوری خلیفہ سرکار مفتی اعظم ہند کو صحت و عافیت کے ساتھ عمر دراز عطا فرما آمین

مسلک احمد رضا پر استقامت کر عطا
میرے مرشد حضرت لیاقت رضا کے واسطے

سرکار تاج الشریعہ نمبر کی اشاعت پر نیک خواہشات کے ساتھ اپنے پیر و مرشد حضور لیاقت ملت کی خدمت میں مبارک باد پیش کرتا ہوں۔

خادم نوری

(الحاج) محمد حبیب اللہ رضوی لیاقتی

ابن الحاج محمد حیدر رضوی لیاقتی کافی پلانٹر چکمگلور کرناٹک

ماہنامہ پیغام رضا اجین کے تاج الشریعہ نمبر پر نیک خواہشات

یا اللہ یا رحمٰن یا رحیم میرے آقا و مولیٰ رحمت عالم ﷺ کے صدقے میرے والد محترم جناب S.K. ابراہیم خان مرحوم اور والدہ مرحومہ قمر النساء صاحبہ کو جنت الفردوس میں اعلیٰ مقام عطا فرما اور میری فیملی کو دارین کی سعادتوں سے بہرہ ور فرما آمین ثم آمین

تاج الشریعہ نمبر کی اشاعت پر پیر و مرشد

حضور لیاقت رضا نوری خلیفہ سرکار مفتی اعظم

و رفقائے ادارہ کی خدمت میں پر خلوص مبارک باد پیش کرتا ہوں۔

الحاج خلیل اللہ خان رضوی چکمگلور کرناٹک

Hajj Umrah Ziyarah Air Ticket
Estd. 1985
Abdul Razzak Mob. 098254 90550

Al-Minar Tour & Travels
We Serve You Better Service

Organisers...
○ HAJ ○ UMRAH ○ ZIARAT TOUR ○ AIR TICKET

7, Vyapar Bhavan, Rajmahal Road, Himatnagar-383001 Gujarat
Phone: +91 02772-241606, 248722 Fax: +91 02772-241606
Email: alminartours@yahoo.co.in, info@alminartours.com
Website: www.alminartours.com

ماہنامہ پیغام رضا اجین کا
"تاج الشریعہ نمبر"

کی اشاعت پر اپنے مرشد برحق ترجمان مسلک اعلیٰ حضرت، حضور لیاقت رضا نوری صاحب قبلہ خلیفہ سرکار مفتی اعظم ہند کی خدمت بابرکت میں اور انجمن پیغام رضا ٹرسٹ بھدراوتی کو دلی مبارکباد پیش کرتے ہیں۔

اختر قادری خلد میں چل دیا　　　خلد وا ہے ہر ایک قادری کے لئے

غلامان غوث و خواجہ و رضا:

○ محمد کوثر رضوی ○ محمد قیصر رضا رضوی ○ محمد قاسم رضا رضوی

رضا پولٹری فارم

رضوی منزل قلعہ قاضی محلہ بھدراوتی ضلع شیموگہ کرناٹک
Mob.: 9591913839, 9448434263

یا اللہ مالک دو جہاں ﷺ کے صدقے میری والدہ مرحومہ فاطمہ بی اور میری خوش دامن صاحبہ (رخسانہ زینت رضوی) کی قبر میں نور اور جنت میں بہترین محل عطا فرما۔

میرے والد محترم جناب ابراہیم خلیل صاحب رضوی کو صحت وعافیت عطا فرما

میرے مرشد حق حضور لیاقت ملت کی عمر میں خیر و برکت اور میرے خاندان کو مسلک اعلیٰ حضرت پر ہمیشہ قائم رہنے کی توفیق عطا فرما آمین

تاج الشریعہ نمبر کی اشاعت مبارک ہو

مسلک احمد رضا پہ استقامت کر عطا
میرے مرشد حضرت لیاقت رضا کے واسطے

غلام غوث وخواجہ رضا
محمد فاروق حلیم رضوی لیاقتی کافی پلانٹر
سکریٹری سنی مدینہ مسجد الدور ضلع چکمگلور کرناٹک

یارب العالمین شفیع محشر ﷺ کے صدقے غوث وخواجہ ورضا کے طفیل میرے والدین کو صحت وعافیت کے ساتھ عمر دراز عطا فرما آمین ثم آمین

"تاج الشریعہ نمبر"

کی اشاعت پر بڑی عقیدت واحترام کے ساتھ اپنے پیر ومرشد حضور لیاقت ملت مدظلہ العالی اور اراکین انجمن پیغام رضا ٹرسٹ بھدراوتی کی خدمت میں مبارکباد پیش کرتے ہیں۔

کیوں نہ پھر رضوی چمن مہکے لیاقت جگ میں
باغِ طیبہ سے بریلی میں بہار آئی ہے

خادم مرشد عبدالقیوم رضوی و برادران

۶ر نومبر ۲۰۱۵ء بروز جمعہ میرے والد بزرگوار

(جناب عبد المناف صاحب رضوی) کا

۶ر نومبر بروز جمعہ بوقت مغرب انتقال ہوگیا ہمارے پیرو مرشد سرکار لیاقت رضا نوری نے ان کے نماز جنازہ میں شرکت فرما کر دعائے رحمت و مغفرت فرمائی۔ اللہ تبارک وتعالیٰ مالک دو جہاں ﷺ کے صدقے غوث وخواجہ و رضا کے طفیل ہمارے والدین کو جنت الفردوس عطا فرمائے آمین

ماہنامہ پیغام رضا انجمن کا "تاج الشریعہ نمبر" کی اشاعت پہ

مبارکباد پیش کرتے ہیں۔

محمد جاوید خان رضوی محمد خالد خان رضوی

ممبران انجمن پیغام رضا ٹرسٹ بھدراوتی کرناٹک

محمد ایوب رضوی

ZF

حافظ محمد شبیر لیاقتی

Zenith Fragrance

Bowri Bai Complex 206, NH Banavara
573112, Hassan Distt. (KNTK)
Customer Care No.: +91 9742996054

بنگلور میں "تاج الشریعہ نمبر" حاصل کرنے کے لئے رابطہ کریں۔

جماعت رضائے مصطفیٰ شاخ بنگلور موبائل 09845189844